امام ابوحنیفہؒ پر اعتراضات کا علمی جائزہ

افادات

علمائے اہل سنت

جمع وترتیب

پیرجی سید مشتاق علی

تقسیم فی سبیل اللہ

ناشر

پیرجی سید عبدالمبین

محلہ گوبندگڑھ گلی نمبر ۸ مکان نمبر C/36 کالج روڈ، گوجرانوالہ

نام کتاب	امام ابوحنیفہؒ پر اعتراضات کا علمی جائزہ
افادات	علمائے اہل سنت
مرتب	پیر جی سید مشتاق علی
تاریخ طبع اول	نومبر 2023
صفحات	400
تعداد	ایک سو (100)
قیمت	[illegible]

نوٹ ضروری

اگر اس کتاب میں کوئی غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ فرمائیں ان شاء اللہ درست کر دی جائے گی۔ ہم قرآن وسنت [illegible] کسی کی بات نہیں مانتے۔

والسلام
سید مشتاق علی
11-9-2023

اجمالی فہرست

☆......☆......☆

نوٹ: تفصیلی فہرست ہر ایک رسالہ کے شروع میں اندر لگی ہوئی ہے۔
وہاں پر دیکھ لیں۔ شکریہ (از ناشر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ۔

پاک و ہند میں اسلام کون لائے:

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے حضرات انبیا علیہم السلام کا سلسلہ جاری فرمایا۔ سب سے پہلے نبی ابوالبشر آدم علیہم السلام تھے اور سب سے آخری نبی سید الرسل خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جتنے صاحب شریعت پیغمبر آئے ان کی شریعت کی مثل موسمی پھولوں کی سی تھی جیسے گرمی کے موسم کا پھول گرمی میں تو خوب بہار دکھاتا ہے لیکن سردی میں کملا جاتا ہے اور ختم ہو کر سردی کے موسم کے پھول کے لیے جگہ خالی کر دیتا ہے۔ ہاں رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت سدا بہار پھول کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہر موسم، ہر ملک اور ہر دور میں اس کی رونق بڑھتی ہی چلی آئی ہے اور قیامت تک بڑھتی اور چڑھتی چلی جائے گی۔ یہی وہ پھول ہے جس کی قسمت میں کملانا اور مرجانا نہیں ہے۔

ندانم آں گل خنداں چہ رنگ بو دارد　　　　کہ مرغ ہر چمنے گفتگوئے او دارد

اسی طرح پہلے انبیاء علیہم السلام ایک ایک قوم یا ایک ایک علاقے کے نبی تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عالمگیر نبوت سے نواز کر رحمۃ اللعالمین بنا کر بھیجا گیا۔ گویا پہلے انبیاء علیہم السلام کی مثال چراغ کی سی تھی جو ایک گلی یا ایک محلے کو تو روشن کر سکتے ہیں لیکن ساری دنیا کو آفتاب عالمتاب ہی روشن کر سکتا ہے۔ چنانچہ اس آفتاب کے طلوع کے بعد نہ تورات کے چراغ کی ضرورت باقی رہی نہ زبور کی لالٹین کی اور نہ ہی انجیل کی روشنی کی)

رات محفل میں ہر اک ماہ پارہ گرم لاف تھا　　　　صبح دم خورشید جو نکلا تو مطلع صاف تھا

رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا دین کامل عالمگیر اور تا قیامت رہنے والا ہے۔ اس لیے

اس میں نئے پیش آمدہ مسائل کے لیے اجتہاد کی گنجائش رکھی گئی۔ اجتہادی مسائل میں جو شخص خود کتاب وسنت سے استنباط واجتہاد کی اہلیت نہ رکھتا ہو وہ مجتہد کی رہنمائی میں کتاب وسنت سے استنباط شدہ مسائل پر عمل کرے اُسے مقلد کہتے ہیں اور اگر کوئی نہ خود اجتہاد کی اہلیت رکھتا ہو اور نہ اجتہادی مسائل میں مجتہد کی تقلید کرے اس کو غیر مقلد کہتے ہیں۔

دور نبوتؐ:

آپؐ کے زمانہ مبارک میں فروعی مسائل کا حل دریافت کرنے کے تین طریقے تھے۔

(۱) جو لوگ خدمت اقدس میں حاضر ہوتے وہ براہ راست آپؐ سے مسئلہ دریافت کر لیتے۔

اے لقائے تو جواب ہر سوال　　　مشکل از تو حل شود بے قیل و قال

(۲،۳) جو لوگ حضرتؐ سے دور ہوتے ان میں کوئی خود مجتہد ہوتا تو نئے پیش آمدہ مسئلہ میں اجتہاد کر لیتا جیسے یمن میں حضرت معاذؓ اجتہاد کرتے اور باقی تمام اہل یمن ان کی تقلید شخصی کرتے۔ حالانکہ وہ اہل یمن خود عربی دان تھے مگر مسائل اجتہادیہ میں حضرت معاذؓ کی تقلید شخصی کرتے تھے۔ پورے دور نبوت میں ایک بھی مسلمان کا نام پیش نہیں کیا جا سکتا جس کے بارہ میں ثابت کیا جا سکے کہ کان لا یجتھد ولا یقلد احدًا (کہ نہ وہ اجتہاد کی اہلیت رکھتا تھا نہ کسی کی تقلید کرتا تھا) اس دور میں ایک بھی غیر مقلد نہیں تھا۔

دور صحابہؓ:

آپ کا وصال ۱۱ھ میں ہوا تو اب لوگ پہلے طریقے سے محروم ہو گئے۔ آپ سے براہ راست اب مسئلہ نہیں پوچھا جا سکتا تھا اس لیے اب فروعی مسائل کے حل کے لیے دو ہی طریقے رہ گئے کہ مجتہد اجتہاد کرے اور عامی تقلید کرے چنانچہ دور صحابہ میں مکہ مکرمہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ، مدینہ منورہ میں حضرت زید بن ثابتؓ اور کوفہ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی تقلید شخصی ہوتی تھی۔ ان صحابہؓ کے ہزارہا فتاویٰ بلا ذکر دلیل کتب احادیث میں موجود ہیں اور سب لوگ بلا مطالبہ دلیل ان فتاویٰ پر عمل کرتے تھے اسی کو تقلید کہتے ہیں، دور صحابہ، تابعین اور تبع تابعین میں ایک شخص بھی ایسا نہ تھا جو اہل سنت ہو اور غیر مقلد ہو اس کے بارہ میں یہ شہادت ہو کہ نہ مجتہد تھا نہ مقلد تھا بلکہ غیر مقلد تھا۔ جس طرح اس خیر القرون میں

کوئی شخص اہل قرآن بمعنی منکر حدیث نہیں تھا اسی طرح ایک بھی شخص اہل حدیث بمعنی منکر فقہ وتقلید نہ تھا۔

عالمگیریت:

چونکہ آپ کا دین عالمگیر تھا۔ اس لیے آپ نے قیصر وکسریٰ کو خطوط لکھے۔ روم، شام، یمن کی فتح کی پیش گوئیاں فرمائیں اور وہ پوری ہوئیں۔ اسی طرح آپؐ نے یہ پیش گوئی بھی فرمائی **یکون هذا الامة بعث الی السند و الهند** (مسند احمد، ج۲ ص ۳۶۹) یہ امت سندھ اور ہند پر حملہ کرے گی۔ چنانچہ ۹۲ھ میں محمد بن قاسم ثقفی کی سرکردگی میں اسلامی فوج سندھ پر حملہ آور ہوئی ۹۵ھ تک سندھ مفتوح ہوگیا۔ یہ بصرہ سے آئے اس وقت وہاں امام حسن بصری کی تقلید ہوتی تھی بعد میں جب امام زفر بصرہ پہنچے تو یہ سب لوگ حنفی ہو گئے۔ بہرحال ان فاتحین سندھ میں سے ایک بھی غیر مقلد نہ تھا۔ اسی طرح آپ نے ہند کے غزوہ کا بھی ذکر فرمایا تھا۔ آپ نے فرمایا تھا۔ **عصابتان من امتی احرزهما الله من النار عصابة تغزو الهند وعصابة تكون مع عيسىٰ بن مريم.**

(مسند احمد ج ۲، ص ۲۲۹، نسائی ج ۲، ص ۶۳)

میری امت کے دو گروہوں کو اللہ تعالیٰ نے آگ سے محفوظ فرمادیا۔ ایک گروہ جو ہند پر جہاد کرے گا دوسرا جو عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوگا۔ چنانچہ اس پیش گوئی کے مطابق ۳۹۲ھ میں سلطان محمود غزنوی نے ہندوستان کو فتح کیا اور یہاں اسلامی سلطنت قائم فرمائی۔

یہاں جتنے بھی مسلمان خاندان حاکم رہے خاندان غلاماں ہو یا خاندان غوری، خاندان خلجی ہو یا خاندان سادات، خاندان تغلق ہو یا خاندان سوری یا خاندان مغلیہ۔ سب کے سب سنی حنفی تھے اس ملک میں اسلام قرآن اور سنت لانے کا سہرا صرف احناف کے سر ہے۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خاں غیر مقلد نے یہ اعتراف کیا ہے۔ لکھتے ہیں۔ خلاصہ حال ہندوستان کے مسلمانوں کا یہ ہے کہ جب سے یہاں اسلام آیا ہے۔ چونکہ اکثر لوگ بادشاہوں کے طریقہ اور مذہب کو پسند کرتے ہیں۔ اس وقت سے لے کر آج تک یہ لوگ حنفی مذہب پر قائم رہے اور ہیں، اور اسی مذہب کے عالم اور فاضل اور قاضی اور مفتی اور حاکم

ہوتے رہے۔ (ترجمان وہابیہ، ص ۱۰)

چنانچہ یہ بات ایک قطعی تاریخی حیثیت رکھتی ہے کہ اس ملک میں انگریز کی حکومت سے پہلے ایک بھی غیر مقلد کا نام پیش نہیں کیا جا سکتا جو اجتہاد کو کار ابلیس اور تقلید مجتہد کو شرک کہتا ہو۔ سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش المتوفی ۴۶۵ھ اس دن لاہور پہنچے جس وقت حضرت سید حسین زنجانی کا جنازہ تیار تھا۔ وہ اپنے لاہور تشریف لانے کی وجہ خود تحریر کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں میں علی بن عثمان جلابی ہوں اللہ تعالیٰ مجھے توفیق خیر دے۔ شام کے شہر دمشق میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے موذن حضرت بلالؓ کی قبر کے سرہانے سو رہا تھا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں مکہ معظمہ میں ہوں اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم باب بنی شیبہ سے ایک پیر مرد کو اپنی گود میں لیے اس حال میں اندر تشریف لا رہے ہیں کہ جس طرح بچوں کو پیار سے گود میں اٹھاتے ہیں۔ میں دوڑ کر حاضر خدمت ہوا اور آپؐ کے ہاتھ پاؤں کو بوسے دینے لگا اور تعجب میں تھا کہ یہ کون صاحب ہیں اور یہ کیا حالت ہے آنحضرتؐ پر میرا اندرونی اندیشہ منکشف ہو گیا اور فرمایا یہ ابو حنیفہ ہیں جو تمہارے بھی امام ہیں۔ اور تمہارے اہل ملک کے بھی امام ہیں۔ مجھے اس خواب سے اپنے بارے میں بڑی امید ہے اور اپنے اہل ملک کے بارے میں بھی (چنانچہ یہ امید پوری ہوئی اور یہ ملک حنفیت کا گہوارہ بن گیا) اور مجھے اس خواب سے یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ امام اعظمؒ ان حضرات میں سے ہیں جو اپنے اوصاف طبع کے لحاظ سے فانی اور احکام شرح کے لحاظ سے باقی ہیں اور ان ہی کے ذریعہ قائم ہیں۔ چنانچہ ان کو لے کر چلنے والے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اگر وہ اپنے آپ چلتے تو وہ باقی الصفت ہوتے اور باقی الصفت غلط فیصلہ بھی کر سکتا ہے اور صحیح بھی اور جب ان کو اُٹھا کر چلنے والے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے تو وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بقائے صفت کی وجہ سے فانی الصفت ٹھہرے اور چونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر خطا کی کوئی صورت نہیں بن سکتی۔ یاد رہے کہ یہ ایک لطیف رمز ہے (کشف المحجوب ص ۸۶)

الغرض ۵۸۹ھ میں سلطان معز الدین سام غوری آئے اور دہلی تک سلطنت پر قابض ہو گئے۔ اس وقت سے لے کر ۱۲۷۳ھ تک آپ اس ملک کے حالات پڑھ جائیے محمود غزنوی

سے لے کر اورنگ زیبؒ عالمگیر بلکہ سید احمد شہید بریلویؒ تک آپ کو کوئی غیر حنفی، غازی، فاتح یا مجاہد نہیں ملے گا۔ کشمیر کے بارہ میں مورخ فرشتہ کے الفاظ یہ ہیں "رعایای آن مملک کلهم اجمعین منفی مذهب اند" (تاریخ فرشتہ، ص ۳۳۷)

اور اس سے قبل تاریخ رشیدی کے حوالے سے لکھتے ہیں۔ مرزا حیدر در تاریخ رشیدی نوشتہ کہ مردم کشمیر تمام حنفی مذہب بودہ اند (تاریخ فرشتہ، ص ۳۳۶)

حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں:

اهل الروم وما وراء النهر والهند کلهم حنفیون (تحصیل التعرف ص ۴۶)

اور حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں:

سواد اعظم از اهل اسلام متابعان ابی حنیفه اند علیهم الرضوان

(مکتوب نمبر ۵۵، دفتر دوم)

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں

در جمیع بلدان و جمیع اقالیم بادشاهان حنفی اند و قضاة اکثر مدرسان و اکثر عوام حنفی (کلمات طیبات ص ۱۷۷)

نیز فرماتے ہیں:

"جمهور الملوك و عامته البلدان متمذهبین بمذهب ابی حنیفه"

(تفہیمات الہیہ، ج ۱، ص ۲۱۲)

یعنی اکثر سلاطین اسلام اور دنیا بھر میں اکثر اہل اسلام حنفی ہیں۔ اسلامی دنیا کے غالب حصہ میں علم جہاد ان ہی کے ہاتھوں میں رہا۔ اس مذہب کی بدولت کم و بیش ہزار سال تمام اسلامی دنیا میں اسلامی نظام نافذ رہا۔ شاہ ولی اللہ نے مذہب حق کی پہچان یہ بتائی ہے کہ دین اسلام کی اشاعت کے ساتھ دین اسلام پر حملہ آور فتنوں کا مقابلہ کرے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ پاک و ہند میں اشاعت اسلام میں احناف کا کوئی شریک نہیں رہا۔ سارے ملک میں اسلام احناف نے ہی پھیلایا اور کافر اسلام میں داخل ہو کر حنفی ہی بنے۔ اس ملک میں اسلام پر دو ہی سخت وقت آئے ہیں۔ ایک اکبر کا الحادی فتنہ، دوسرے انگریز کا تسلط۔ اکبر نے جب امام

صاحب کی تقلید سے برگشتہ کر کے لوگوں کو الحاد کی دعوت دی تو حضرت مجدد الف ثانی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی کاوشوں سے وہ الحاد مٹ گیا) اور انگریز کے خلاف بھی حنفی ہی اٹھے۔ نواب صدیق حسن خان غیر مقلد لکھتے ہیں ''کسی نے نہ سنا ہوگا کہ آج تک کوئی موحد متبع سنت حدیث وقرآن پر چلنے والا (انگریز سے) بے وفائی اور قرار توڑنے کا مرتکب ہوا یا فتنہ ابلیسی اور بغاوت پر آمادہ ہوا۔ جتنے لوگوں نے غدر میں شر وفساد کیا اور حکام انگلشیہ سے برسر عناد ہوئے وہ سب کے سب مقلدین مذہب حنفی تھے۔(ترجمان وہابیہ ص ۲۵)

الغرض آپ تاریخ اسلام کا مطالعہ کریں گے تو اسلامی اقتدار کا نشان آپ کو حنفی ہی ملیں گے۔

دشت تو دشت دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیے گھوڑے ہم نے

کسی منکر حدیث یا اہل فقہ نے ایک انچ زمین بھی کافروں سے چھین کر کبھی اسلامی سلطنت میں شامل نہ کی ان کا جہاد صرف یہی ہے کہ احناف کا نہ اسلام صحیح ہے نہ نماز۔ اللہ تعالیٰ اہل سنت احناف کو دونوں جہاں میں سرخرو فرمائیں۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی المتوفی ۱۱۷۶ھ اور ان کا خاندان:

گیارہویں صدی کی تینوں مشہور شخصیات (۱) مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی حنفی المتوفی ۱۰۳۴ھ (۲) شیخ عبدالحق محدث دہلوی حنفی المتوفی ۱۰۵۲ھ (۳) علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی حنفی کے بعد دور آتا ہے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا، شاہ صاحب اور ان کے تلامذہ ومریدین اور رفقائے کار نے برصغیر میں دین اسلام کی سربلندی کے لیے جو کوششیں کیں وہ قابل تعریف ہیں۔ شاہ صاحب کی ولادت ۱۱۱۴ھ میں ہوئی اور وفات ۱۱۷۶ھ میں، کل عمر آپ کی ۶۲ سال کے قریب بنتی ہے تمام علوم وفنون جو اس زمانہ میں تھے سب اپنے والد اور دیگر اہل علم سے حاصل کیے۔ پھر درس وتدریس میں لگ گئے کچھ عرصہ کے بعد ۱۱۴۳ھ میں حرمین شریفین کا سفر اختیار کیا اور وہاں کے علماء سے بھرپور استفادہ کیا خاص کر شیخ ابوطاہر کردری سے جو مسلکاً شافعی تھے شاہ ولی اللہ صاحب علم کے سمندر تھے ہر مکتب فکر ان کو اپنا سمجھتا ہے۔

غیر مقلدین حضرات:

غیر مقلدین نے تو سب سے زیادہ یہ کام سرانجام دیا ہے کہ جس طرح بھی بن پڑے ان کو اپنا ہم خیال ظاہر کیا جائے، عقائد میں بھی اور اعمال میں بھی۔ اس موضوع پر غیر مقلدین نے کئی کتابیں تصنیف کی ہیں اور جب بھی یہ اپنی تاریخ شروع کرتے ہیں تو شاہ ولی اللہ ہی سے کرتے ہیں۔ شاہ ولی اللہ کے بعد ان کے پوتے شاہ اسماعیل شہید کا ذکر کرتے ہیں۔ پھر سید نذیر حسین دہلوی اور نواب صدیق حسن خان کا نمبر آتا ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کو اپنے جیسا غیر مقلد ثابت کرنے کے لیے حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی غیر مقلد نے ''تحریک آزادی فکر اور شاہ ولی اللہ کی تجدیدی مساعی'' کے نام سے ایک کتاب لکھی ان کے شاگرد خواجہ محمد قاسم صاحب نے فرمودات شاہ ولی اللہ نام کی کتاب شائع کی ان کے علاوہ بے شمار کتابیں اور رسالے احقر کی نظر سے گزرے ہیں۔ جن میں اس بات کی

دیو بندی مکتب فکر اور شاہ ولی اللہ:

دیو بندی مکتب فکر کے لوگ شاہ ولی اللہ کو اہل سنت والجماعت حنفی مانتے ہیں مگر وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ شاہ صاحب سنی، حنفی، صوفی ہونے کے ساتھ ساتھ مجتہدانہ صلاحیت رکھتے تھے اور وہ مجتہد منتسب کے درجہ پر فائز تھے۔

شاہ صاحب کے اہل سنت والجماعت حنفی ہونے کا ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔

مولانا احمد رضا بجنوری شاگرد علامہ انور شاہ کشمیری تحریر فرماتے ہیں:

حضرت شاہ صاحب خود مقلد اور حنفی تھے جیسا کہ انہوں نے خود اپنے قلم سے تحریر فرمایا۔ یہ تحریر خدا بخش لائبریری میں صحیح بخاری کے ایک نسخہ پر ہے جو حضرت شاہ صاحب کے درس میں رہی ہے اس میں آپ کے ایک تلمیذ محمد بن پیر محمد بن الشیخ ابی الفتح نے پڑھا ہے، تلمیذ مذکور نے درس صحیح بخاری کے ختم کی تاریخ ۶ شوال ۱۱۵۹ء لکھی ہے، جمنا کے قریب جامع فروزی میں ختم ہونا لکھا ہے اس کے بعد حضرت شاہ صاحب نے اپنے ہاتھ سے اپنی سند امام بخاری تک لکھ کر تلمیذ مذکور کے لیے سند اجازت تحدیث لکھی اور آخر میں اپنے نام کے ساتھ یہ کلمات لکھے۔

العمری نسبًا، الدهلوی وطنًا، الاشعری عقیدةً، الصوفی طریقةً، الحنفی

عملاً، والحنفي والشافعي تدريسًا، خادم التفسير والحديث والفقه والعربية والكلام .... ۲۳ شوال ۱۱۵۹ھ

اس تحریر کے نیچے حضرت شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی نے یہ عبارت لکھی کہ

''بے شک یہ تحریر بالا میرے والد محترم کے قلم کی لکھی ہوئی ہے''

(مقدمہ انوار الباری شرح صحیح البخاری حصہ دوم ص ۱۹۴، ۱۹۵، مطبوعہ مکتبہ حفیظیہ حمید مارکیٹ مینا بازار گوجرانوالہ پاکستان)

نواب صدیق حسن خانؒ غیر مقلد کی شہادت:

نواب صاحب لکھتے ہیں ''ان الشاه ولی الله المحدث الدهلوی قد بنی طريقة على عرض المجتهدات على السنة والكتاب وتطبيق الفقيهات بهما في كل باب (الى قوله) وطريقة هذا كله مذهب حنفي'' (الحطہ ص ۱۷)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنا یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ وہ اجتہادی مسائل کو قرآن و حدیث پر پیش کرتے ہیں اور مسائل فقیہہ کے ہر ہر باب کو قرآن وحدیث پر تطبیق دیتے ہیں...اوران کا یہ تمام طریقہ مذہب حنفی ہی ہے۔(بحوالہ الفرقان کا شاہ ولی اللہ نمبر ص ۴۰۰)

ہم نے یہاں پر صرف دو حوالے نقل کر دیے ہیں کیونکہ یہاں تفصیل کی گنجائش نہیں ہے، تفصیل کے لیے دیکھئے۔ فقہ ولی اللہی یعنی امام ولی اللہ دہلوی کا فقہی مسلک و مذہب، امام شاہ ولی اللہ اور حنفیت، حضرت شاہ ولی اللہ اور تقلید، الفرقان کا شاہ ولی اللہ نمبر، حفظ الرحمٰن لمذہب النعمان۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سنی، حنفی، نقشبندی:

شاہ عبدالعزیز بن شاہ ولی اللہ حنفی مسلک رکھتے تھے۔ غیر مقلدین کا کہنا ہے کہ وہ شروع شروع میں تو غیر مقلدیت کی طرف رجحان رکھتے تھے پھر ڈر کر حنفی مذہب ہی کے پابند ہو گئے تھے۔

مولانا ارشاد الحق اثری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے بعد ان کے جانشین حضرت شاہ عبد العزیز محدث قرار پائے لیکن کوشش کے باوجود والد گرامی کی طرح ماحول کے سانچے سے باہر نہ نکل سکے (یعنی حنفی ہی رہے) (پاک و ہند میں علمائے اہل حدیث کی خدمات حدیث، ص ۲۴)

مزید لکھتے ہیں:

مولانا آزاد نے فرمایا دستار فضیلت باندھتے ہوئے جو درخواست کی گئی تھی وہ انہوں نے پوری کردی اور قبولیت عوام کے فتنہ میں پھنس کر شاہراہ عام پر چلنے میں ہی عافیت سمجھی۔

(پاک و ہند میں علمائے اہل حدیث کی خدمات حدیث، ص ۲۶)

حکیم محمود احمد برکاتی لکھتے ہیں:

شاہ صاحب کے فرزند و جانشین شاہ عبد العزیز حنیف و یک سو حنفی تھے یا وہی سادی سی بات کہ جیسے اور سب علماء احناف تھے اور ہیں ایسے حنفی تھے یہی نہیں بلکہ انہوں نے اپنے دو (۲) رسائل (۱) اصول مذہب حنفی اور (۲) ماخذ ائمہ اربعہ میں اپنے والد ماجد کے نظریات کا (بغیر نام لیے) رد کیا ہے۔ فروع میں مقلدین و غیر مقلدین کے درمیان اختلافی مسائل میں وہ تمام علمائے احناف کے ہم نوا تھے۔ (تقدیم کشف الحجاب، ص ۵)

شاہ عبد العزیز کے شاگرد اور خلیفہ بھی حنفی ہی مسلک رکھتے تھے شاہ صاحب کے شاگردوں میں آپ کے بھائی شاہ رفیع الدین، شاہ عبد القادر آپ کا بھتیجا شاہ اسماعیل شہید، نواسہ شاہ محمد اسحاق، آپ کے داماد مولانا عبد الحئی بڈھانوی، آپ کے خلیفہ سید احمد شہید بریلوی زیادہ مشہور ہوئے ہیں۔ اور یہ سب لوگ حنفی تھے۔ ان میں سے صرف شاہ اسماعیل شہید کے متعلق غیر مقلدین کا کہنا ہے کہ یہ غیر مقلد ہو گئے تھے۔

ان کے متعلق مولانا ارشاد الحق اثری صاحب لکھتے ہیں:

شاہ ولی اللہ کے پوتے حضرت شاہ اسماعیل شہید نے بڑی جرأت کا مظاہرہ کیا۔ سنت کی ترویج اور عمل بالحدیث کے بارے میں جو اشارے جا بجا شاہ صاحب مرحوم (شاہ صاحب سے مراد شاہ ولی اللہ ہیں) نے کیے تھے۔ ان کی عملاً تکمیل کی۔

(خدمات حدیث، ص ۲۶، ۲۷)

شاہ اسماعیل شہید کو اپنے جیسا غیر مقلد ثابت کرنا بڑی جرأت کا کام ہے۔ شاہ اسماعیل شہید کے عقائد و نظریات کیا تھے وہ ان کی کتابوں سے ظاہر ہیں۔ دیکھئے عبقات وغیرہ

سید احمد شہید کا حنفی ہونا خود غیر مقلدین کو تسلیم ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے سید شہید کا فقہی مسلک مصنف مولانا عبدالحلیم چشتی۔

شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی حنفی (۱۲۶۲ھ) خلیفہ و جانشین شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی:

حضرت مولانا ارشادالحق اثری صاحب لکھتے ہیں:

حضرت شاہ عبدالعزیز کے بعد ولی اللہی مسند علم کو ان کے نواسے حضرت شاہ محمد اسحاق نے رونق بخشی۔ آپ کے حلقہ درس سے بے شمار شائقین علم کو فائدہ پہنچا۔

(خدمات حدیث، ص ۲۷)

حکیم سید محمود احمد برکاتی صاحب لکھتے ہیں:

شاہ عبدالعزیز نے اپنی زندگی میں اپنا جانشین اپنے نواسے شاہ محمد اسحاق کو منتخب کر دیا تھا۔

(تقدیم کشف الحجاب، ص ۷)

شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی کا مسلک:

شاہ محمد اسحاق نے تعلیم کے تمام مراحل شاہ عبدالعزیز، شاہ رفیع الدین، شاہ عبدالقادر کے زیر سایہ طے کیے اور طریقت کے مراحل بھی انہیں بزرگوں نے طے کرائے اور اپنے نانا شاہ عبدالعزیز ہی سے بیعت کی۔ اسی تعلیم و تربیت کے اثرات کی وجہ سے اپنے نانا شاہ عبد العزیز کے خلیفہ و جانشین منتخب ہوئے۔

ان کا فقہی و اصولی مسلک شاہ عبدالعزیز کا مسلک تھا اور وہ پورے پورے حنفی تھے۔

آپ کے شاگرد خاص نواب قطب الدین خان محدث دہلوی مصنف مظاہر حق شرح مشکوٰۃ لکھتے ہیں:

اور چند سال گزرے ہیں کہ میں نے بچشم خود دیکھا تھا کہ مولانا و اولانا و مرشدنا و استاذ نا

خاتم المحدثین مولانا اسحاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے طعن کرنے والوں پر خفا ہوتے تھے کہ رنگ آپ کا سرخ ہو جاتا تھا اور فرماتے تھے کہ بدون تقلید مذہب ایک امام کے بنتی ہی نہیں اور آپ حنفی المذہب تھے۔ (توفیر الحق ص ۳، سطر نمبر ۱۴ تا ۱۷، مطبوعہ خورشید عالم واقع لاہور، تنویر الحق ص ۵، سطر ۱۷، مطبوعہ مطبع محمدی)

نواب قطب الدین صاحب ہی اپنی دوسری کتاب تحفۃ العرب والعجم کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

اس وقت جناب مولانا محمد اسحاق صاحب مرحوم اور مولوی محبوب علی صاحب مرحوم اور مولوی عبد الخالق صاحب مرحوم دہلی میں موجود تھے اور یہ صاحب ایسے لوگوں سے بہت ناراض رہتے تھے اور ان کے کلمات سن کر چہرہ مبارک حضرت مولانا محمد اسحاق کا سرخ ہو جاتا تھا اور فرماتے تھے کہ یہ لوگ ضال ہیں۔ (بحوالہ حیات شاہ محمد اسحاق، ص ۱۵۳)

نواب قطب الدین صاحب مزید لکھتے ہیں:

آخر مجبور ہو کر (احناف نے) سن ایک ہزار دو سو چون (۱۲۵۴) میں ایک استفتا مولانا محمد اسحاق صاحب نواسہ و جانشین حضرت شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے روبرو پیش کیا، انہوں نے اس کے جواب میں تقلید امام معین کو واجب تحریر کیا اور اس کے منکر کو ضال تحریر فرمایا پھر اس فتوے پر دیگر علماء شہر نے بھی کچھ کچھ عبارتیں لکھ کر مہریں لگائیں۔

شاہ محمد اسحاق نے جو فتویٰ دیا اس میں آپ تحریر فرماتے ہیں:

جو کوئی مذاہب اربعہ کو حق نہ سمجھے اور ان کی پیروی کا انکار کرے وہ ضال ہے اور اللہ بہتر جانتا ہے۔

مکمل فتویٰ کے لیے دیکھیں: (تنبیہ الضالین ص ۳۵، ۳۶، بحوالہ حیات شاہ محمد اسحاق، ص ۱۵۳، ۱۵۴)

ان حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ شاہ اسحاق تقلید ائمہ اربعہ کے قائل تھے اور ابھی تک کوئی مستقل جماعت وجود میں نہیں آئی تھی جو ترک تقلید کی قائل ہو اور ائمہ اربعہ کے مقلدین کو مشرک کہتی ہو۔ شاہ اسحاق کے شاگردوں میں مولانا شاہ عبد الغنی مجددی، مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی، مولانا شیخ محمد تھانوی، مولانا احمد علی سہارنپوری، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی،

نواب محمد قطب الدین خان دہلوی، قاری عبدالرحمٰن پانی پتی، مولانا مظہر نانوتوی، مولانا مظفر حسین کاندھلوی، مولانا نورالحسن کاندھلوی، مولانا عنایت احمد کاکوری، مولانا عبدالخالق دہلوی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اور یہ سب حنفی مسلک رکھتے تھے۔ شاہ عبدالغنی کے شاگردوں میں مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا محمد قاسم نانوتوی وغیرہ آتے ہیں۔
(تفصیل کے لیے دیکھئے شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی کی علمی وفکری خدمات اوران کے برصغیر پر اثرات)

مولانا عبدالخالق دہلوی کے شاگرد حضرت مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی تھے، جو بعد میں آپ کے داماد بھی بنے، مولانا عبدالقادر اور مولانا عبدالرب واعظ دہلوی سید نذیر حسین کے سالے تھے۔ سید نذیر حسین نے ساری زندگی ان ہی کے مدرسہ میں گزاری جو پھاٹک حبش خان میں واقع تھا آپ نے شاہ اسحاق کے مدرسہ میں کبھی نہیں پڑھایا کیونکہ شاہ اسحاق کا مدرسہ کوئی الگ سے نہیں تھا وہ مدرسہ رحیمیہ ہی تھا جو محلہ مہندیاں میں واقع تھا اس کے بانی شاہ ولی اللہ کے والد شاہ عبدالرحیم دہلوی تھے ایسی کوئی تاریخی شہادت ہماری نظر سے نہیں گزری جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی نے مدرسہ رحیمیہ میں پڑھایا ہو۔ یہ دعویٰ کرنا کہ شاہ اسحاق کی جگہ بیٹھ کر ٦٠ سال حدیث پڑھائی درست معلوم نہیں ہوتا۔ یہ بات درست ہے کہ ٦٠ سال پڑھایا۔ کہاں پڑھایا مولانا عبدالخالق کے مدرسہ میں۔
سید نذیر حسین محدث دہلوی کے حالات میں چھوٹی بڑی کئی کتابیں شائع ہو چکی ہیں، تفصیل کے لیے ان کی طرف مراجعت کی جائے۔ سید نذیر حسین کے غیر مقلد بننے سے پہلے ایکہ دوکھہ غیر مقلد ذہن کے لوگ ہندوستان میں پیدا ہو گئے تھے مثلاً مولانا عبدالحق بنارسی وغیرہ مگر کوئی باقاعدہ جماعت یا تنظیم وجود میں نہیں آتی تھی۔ سید نذیر حسین محدث دہلوی اس حساب سے اس جماعت کے اصل بانی ہیں کہ انہوں نے اوران کے شاگردوں نے باقاعدہ جماعت بنائی اور امام ابوحنیفہ اوران کے شاگردوں اور دیگر فقہائے احناف اور فقہ حنفی کے خلاف کتابیں لکھیں اور لوگوں کو امام ابوحنیفہ اور فقہ حنفی سے بدزن کیا اور اپنے پیچھے لگایا۔
مولانا عبدالحق بنارسی نے تقلید کے رد میں الدر الفریر فی المنع عن التقلید لکھی ان

کے استاذ امام شوکانی نے بھی ائمہ اربعہ کی تقلید کے خلاف القول المفید فی ادلة الاجتهاد والتقلید نامی کتاب لکھی تھی۔ پھر سید نذیر حسین دہلوی نے تقلید کے رد میں معیار الحق لکھی سید نذیر حسین کے شاگرد مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی نے سب سے پہلے ہندوستان میں کتاب الرد علی ابی حنیفه لابن ابی شیبه اردو میں شائع کی۔ تاریخ بغداد کا وہ حصہ جو امام ابوحنیفہ کی جرح پر مشتمل ہے وہ سب سے پہلے محمد جونا گڑھی شاگرد مولانا عبد الوہاب دہلوی شاگرد مولانا نذیر حسین نے ہی سب سے پہلے امام محمدی کے نام سے ہندوستان میں شائع کیا دوسری طرف مالی تعاون اور کتابوں کی اشاعت وغیرہ کا کام نواب صدیق حسن خانؒ نے کیا۔ امام صاحب اور فقہ حنفی کے خلاف آج تک یہ سلسلہ جاری ہے جو رکنے والا نہیں۔ اس دور میں بھی ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو یہ فریضہ سرانجام دے رہے ہیں ہم نے ایسے ہی لوگوں کے دفاع میں وقتاً فوقتاً یہ سات رسالے لکھے تھے جن کو بعض دوستوں کے مشورہ سے ہم نے اکٹھا کر دیا ہے جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ ہم تجارتی آدمی نہیں اس لیے ہم نے اپنی تمام کتابوں کو طبع کرانے کی عام اجازت دی ہوئی ہے۔ یہ کتاب بھی مفت تقسیم کی جا رہی ہے۔ ہمارے نزدیک امام ابوحنیفہ اللہ کے ولی ہیں ہمیں ان سے محبت ہے اس لیے ہم آپ کے دفاع میں کچھ نہ کچھ اکابر اہل سنت کی کتابوں سے اخذ کر کے شائع کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ جن حضرات نے ہمارے ساتھ اس میں جس قسم کا بھی تعاون فرمایا ہے اللہ تعالیٰ ان کو دنیا و آخرت میں اس کا صلہ عطاء فرمائے آمین۔

والسلام

سید مشتاق علی

بروز جمعۃ المبارک

مورخہ 10-11-2023

امام اعظم ابو حنیفہؒ

اور

مصنفین صحاح ستہ

مرتب

پیر جی سید مشتاق علی

ناشر

پیر جی سید عبد المبین

محلہ گوبند گڑھ گلی نمبر ۸ مکان نمبر C/36 کالج روڈ، گوجرانوالہ

نام کتاب	امام ابو حنیفہؒ اور مصنفین صحاح ستہ
جمع وترتیب	سید مشتاق علی
کمپوزنگ	ماہیر گرافکس
صفحات	64
تاریخ طبع اول	جنوری 2022
قیمت	فی سبیل اللہ
تعداد	

ضروری اعلان:

ہم نے اس رسالہ میں اپنی طرف سے پوری کوشش کی ہے کہ کوئی غلطی نہ ہو۔ مگر پھر بھی اگر کوئی غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ فرمائیں۔ ان شاء اللہ ضرور درست کردی جائے گی۔ ہم قرآن وسنت کے خلاف کوئی بات نہیں مانتے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن وسنت پر صحیح معنی میں عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے اور ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ آمین!!

احقر

سید مشتاق علی

1-1-2022

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض مرتب

الحمد لله و كفٰى و سلام على عباده الذين اصطفٰى امابعد!

وجہ تالیف:

ہم نے یہ رسالہ کیوں مرتب کیا اس کی وجہ یہ بنی کہ جب ہم نے محمد بن عبداللہ الظاہری السندی غیر مقلد کی کتاب پڑھی تو اس کے صفحہ ۶۱ پر امام ابوحنیفہؒ کے متعلق وہ لکھتے ہیں:

میں کہتا ہوں کہ ابوحنیفہ پر تمام محدثین نے سخت جرح کی ہے جس طرح آپ دیکھ رہے ہیں۔ ائمہ صحاح ستہ نے بھی جرح کی ہے لیکن امام ابن ماجہ جارحین میں شامل نہیں ہے۔

پھر بخاری کی تاریخ الکبیر ج ۴ ص ۸۱ سے ایک اعتراض نقل کیا ہے۔

امام مسلم کی کتاب الاسماء والکنی ص ۱۰۷ سے بھی ایک اعتراض نقل کیا ہے۔ امام ترمذی کی کتاب علل کبیر ج ۲ ص ۹۶۶ سے ایک اور سنن ترمذی شریف سے ایک امام نسائی کی کتاب الضعفاء والمتروکین سے ایک۔ ابوداؤد کے متعلق فرماتے ہیں ابوداؤد سجستانی نے بھی ان پر جرح کی ہے ان کی روایت پہلے ذکر کی گئی۔

آگے مزید فرماتے ہیں:

میں (مصنف) کہتا ہوں کہ محدثین، ناقدین کے ائمہ جرح وتعدیل سب نے یہی کہا۔

ابوحنیفہ جہمی، مرجی، واہی الحدیث، مضطرب الحدیث، حدیث میں مسکین یتیم، اپاہج، صاحب ہوئی، اسلام کو حلقہ حلقہ توڑنے والا، مسلم امراء کے خلاف تلوار اٹھانے کو جائز سمجھنے والا، اور

قحطبہ الطائی سے زیادہ بدتر ہے۔ انتہیٰ

(امام ابوحنیفہ کا تعارف محدثین کی نظر میں ص ۶۱ تا ص ۶۳)

امام ابوحنیفہ کے متعلق ہمیں یہ بات اچھی نہیں لگی اس لیے ہم نے حقیقت حال واضح کرنے کے لیے یہ رسالہ مرتب کیا ہے اور صرف امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، امام ترمذیؒ، امام ابوداؤد اور امام نسائیؒ کے اعتراضات کے جوابات دینے کا ارادہ کیا۔ بخاری اور نسائی کے جواب تو پہلے میری کتاب ''امام ابوحنیفہؒ پر اعتراضات کے جوابات'' میں آ چکے تھے وہ وہاں سے لگائے ہیں اور مسلم، ترمذی، ابوداؤد کے نئے لکھے ہیں۔

جب ان اعتراضات کے جوابات سے فارغ ہوا تو خیال آیا کہ پوری کتاب پر بھی مختصر سا تبصرہ کر دینا چاہیے اس لیے یہ تبصرہ بھی کر دیا پھر اس تبصرہ کو اصل کتاب سے پہلے بطور مقدمہ کے لگا دیا ہے۔ ظاہری کے اعتراضات کے علاوہ بھی بعض غیر مقلدین نے امام بخاریؒ اور ترمذیؒ کے حوالہ سے کچھ اعتراض کیے تھے۔ ہم نے ان کے بھی جواب لکھ دیے ہیں اور اسی رسالہ میں شامل کر دیے ہیں۔ امام بخاریؒ، مسلمؒ، ترمذیؒ، نسائیؒ کے حوالہ سے جتنے اعتراض غیر مقلدین کی کتابوں میں ہمیں نظر آئے ہم نے سب کا جواب دے دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح معنیٰ میں قرآن وسنت کی اتباع نصیب فرمائے۔ آمین! ہم قرآن و سنت کے خلاف کسی کی بات نہیں مانتے۔

سید مشتاق علی

مورخہ 3-1-2022

بروز پیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

غیر مقلدین کی کتاب
''امام ابوحنیفہؒ کا تعارف محدثین کی نظر میں''
پر ایک اجمالی نظر

ہمارے ایک دوست نے امام ابوحنیفہؒ کے خلاف غیر مقلدین کی طرف سے لکھی گئی کتاب ''امام ابوحنیفہؒ کا تعارف محدثین کی نظر میں'' لا کر دی اور کہنے لگے کہ آپ نے یہ کتاب دیکھی ہے میں نے کہا کہ دیکھی تو ہے مگر پڑھی نہیں۔ یہ کتاب ۳۶×۲۳/۱۶ سائز کے ۲۱۱ صفحات پر مشتمل ہے، اس کے مصنف اور مترجم محمد بن عبداللہ الظاہری السندی نام کے کوئی عالم ہیں اور اس کو مکتبہ الاسلامیہ کراچی نے شائع کیا ہے۔ مصنف نے پہلے یہ کتاب عربی میں تحریر کی تھی پھر بعد میں اس کا اردو ترجمہ کر دیا۔

کتاب کا تعارف کراتے ہوئے مصنف لکھتے ہیں

(۱) جب یہ کتاب ''احوال ابی حنیفہ واصحابہ'' عربی زبان میں الجامعہ الستاریہ کراچی اور دیگر علمی اداروں اور حلقوں میں پہنچی تو اہل علم حضرات نے اسے بہت پذیرائی بخشی اور داد تحسین دی اور مصنف کی اس علمی کاوش کو بہت سراہا خاص کر مولانا محمد اسحاق صاحب شاہد نے اس کتاب کو بہت سراہا اور اردو ترجمہ کرنے اور کتابت کروانے کا حکم دیا تو میں نے احباب کی تعمیل حکم میں کتاب کو اردو میں منتقل کیا۔ (عرض ناشر اور ترجمہ کا سبب)

۲...... عرض ناشر کے بعد دو صفحات کی فہرست ہے۔

۳...... ۱ سے لے کر ص ۸ تک پیر محب اللہ شاہ صاحب کی تقریظ ہے۔

۴...... کتاب کی فہرست پڑھ کر معلوم ہوا کہ مصنف نے غیر مقلدین کی مختلف اردو کتابوں سے اس کتاب کو تیار کیا ہے۔ اور زیادہ تر مواد حقیقت الفقہ سے لیا ہے۔ حقیقت الفقہ کا جواب نصرۃ الفقہ اور حقائق الفقہ میں دیا گیا ہے وہاں پر ملاحظہ فرمائیں۔

۵...... ص ۱۸ سے لے کر ص ۲۳ تک امام صاحبؒ کی عبادت پر اعتراض کیا ہے۔ اس کا جواب علامہ عبدالحیؒ لکھنویؒ کی کتاب "عبادت میں کثرت بدعت نہیں" میں دیکھا جائے۔

۶...... ص ۲۳ سے لے کر ص ۲۶ تک کتاب الضعفاء الکبیر عقیلی سے اعتراضات نقل کیے ہیں۔ ان کا جواب پہلے کئی علماء دے چکے ہیں۔

۷...... ص ۲۷ سے لے کر ص ۳۱ تک کتاب المجروحین ابن حبان سے کچھ اعتراض نقل کیے ہیں ان کے جواب بھی پہلے دیے جا چکے ہیں۔ عقیلی اور ابن حبان کے زیادہ تر اعتراض وہی ہیں جو خطیب بغدادی نے نقل کیے ہیں۔

۸...... ص ۳۱ سے لے کر ص ۶۰ تک خطیب بغدادی والے کچھ اعتراض نقل کیے ہیں۔ خطیب بغدادی المتوفی ۴۶۳ھ نے عربی زبان میں ایک کتاب تاریخ بغداد کے نام سے لکھی ہے یہ کتاب چودہ (۱۴) جلدوں میں سن ۱۳۴۹ھ بمطابق ۱۹۳۱ء میں شائع ہوئی تھی۔ اس کتاب کی جلد نمبر ۱۳ میں امام ابوحنیفہ کے حالات میں پورے سو (۱۰۰) صفحے لکھے ہیں۔ ۴۴ صفحات پر مناقب اور ۵۶ صفحات پر اعتراضات نقل کیے ہیں۔ خطیب بغدادی حنفیت کے خلاف بہت تعصب رکھتے تھے۔ انہوں نے جس طرح اپنی دیگر کتابوں میں صحیح احادیث بھی لکھی ہیں اور بہت سی جھوٹی احادیث بھی درج کی ہیں بعد کے محدثین نے ان کی صحیح احادیث کو قبول کیا ہے اور موضوعات کو رد کیا ہے۔ اسی طرح امام اعظمؒ کے بارہ میں آپ نے

بہت سے فضائل بھی جمع کیے ہیں اور بہت سے معائب بھی درج کیے ہیں۔اب کوئی عقل مند آدمی ان دونوں رخوں کو صحیح تسلیم نہیں کرسکتا کہ ایک شخص کو اعلیٰ درجہ کا عالم مجتہد نیک بھی مانا جائے اور معاذ اللہ عیسائیوں اور بت پرستوں سے بدتر بھی مانا جائے۔خطیب نے تو صرف ان دونوں پہلوؤں کو درج کر دیا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ بعد کے محدثین نے ان دونوں پہلوؤں میں سے کس کو قبول کیا ہے اور کس کو رد کیا ہے۔تو یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ امام صاحبؒ کے فضائل والے پہلو کو محدثین نے بالاتفاق قبول کیا ہے۔بلکہ بہت سے علماء نے تو امام صاحب کے معائب والے حصہ کا پرزور رد بھی لکھا ہے۔جن میں سے بعض کتابوں کے نام یہ ہیں ۔

(۱) السہم المصیب فی کبد الخطیب، مصنف شرف الدین ملک معظم سلطان عیسیٰ بن ابوبکر ایوبی المتوفی ۶۲۱ھ

(۲) الانتصار لامام ائمہ الامصار ۲ جلدیں، مصنف ابوالمظفر یوسف بن عبداللہ المعروف سبط ابن الجوزی

(۳) خطیب بغدادی کے شاگرد قاضی ابوالیمن نے تاریخ بغداد کا اختصار کیا تو امام ابوحنیفہؒ کے فضائل والا حصہ رکھا اور معائب والے حصہ کو نکال دیا۔

(۴) کتاب الرد علی الخطیب لابن نجار، حافظ ابوعبداللہ ابن نجار المتوفی ۶۴۳ھ

(۵) تانیب الخطیب علی ماساقہ فی ترجمہ ابی حنیفۃ من الاکاذیب علامہ زاہد الکوثری۔

تانیب کے رد میں علامہ عبدالرحمٰن بن یحییٰ المعلمی الیمانی نے طلیعہ التنکیل بما فی تانیب الکوثری من الاباطیل کے نام سے ایک رسالہ لکھا۔اس کا جواب علامہ کوثری نے الترحیب بنقد التانیب کے نام سے دیا پھر علامہ یمانی نے الترحیب کے جواب میں التنکیل بما فی تانیب الکوثری من الاباطیل کے نام سے دو ضخیم جلدوں

میں اس کا رد لکھا۔ اس کے بعد علامہ کوثری کا انتقال ہو گیا تھا۔ اس لیے اس کا وہ خود رد نہ لکھ سکے۔ مگر کوثری کے شاگرد شیخ ابو الفتاح ابو غدہ نے اپنی مختلف کتب اور حواشی میں التنکیل کا اصولی طور پر جو جواب بنتا ہے وہ دے دیا ہے۔

(۶) امام ابو حنیفہ اور ان کے ناقدین، تالیف مولانا حبیب الرحمٰن خان شروانی"

ترتیب وتحشیہ مولانا محمد عبد الرشید نعمانی"

یہ کتاب ۲۶×۲۰/ ۸ سائز کے ۱۸۳ اصفحات پر مشتمل ہے۔ اور تاریخ بغداد کے اس حصہ کا ترجمہ ہے جو امام صاحب کے فضائل والا ہے۔ تاریخ بغداد کا اصل عربی متن بھی اس میں موجود ہے۔ امام صاحب کے علاوہ صاحبین امام ابو یوسف اور امام محمد کے حالاتِ زندگی بھی اس میں آگئے ہیں اور آخر میں امام اعظم کی بصیرت افروز وصیت جو آپ نے یوسف بن خالد کے لیے لکھی تھی۔ وہ بھی اس میں موجود ہے، جرحوں کا اجمالی اور اصولی مختصر جواب بھی دیا گیا ہے۔

(۷) ابو حنیفہ کا عادلانہ دفاع

یہ علامہ زاہد الکوثری کے کتاب تانیب الخطیب کا اردو ترجمہ ہے اس کے مترجم مولانا حافظ عبد القدوس خان قارن ہیں۔

(۸) امام ابو حنیفہؒ پر اعتراضات کا علمی جائزہ، جمع وترتیب سید مشتاق علی

غیر مقلدین کے مشہور عالم دین حضرت مولانا محمد جونا گڑھی نے تاریخ بغداد جلد نمبر ۱۳ میں سے امام ابو حنیفہ کے حالات والا حصہ اردو ترجمہ کر کے امام محمدی کے نام سے شائع کیا تھا اس میں دونوں جز ہیں۔ مناقب بھی اور معائب بھی۔ ہم نے امام محمدی کے صرف پچاس اعتراضوں کا جواب دیا ہے جن کا تعلق زیادہ تر حدیث سے ہے۔

(۹) ص ۶۱ پر ایک عنوان قائم کیا ہے ابو حنیفہؒ اور اس کے عقائد محدثین کی روشنی میں۔ یہ ص ۶۱ سے لے کر ص ۶۵ تک ہے اس میں مختلف کتابوں کے حوالہ سے کچھ اعتراض نقل کیے

ہیں، ان کے جواب (۱) امام ابوحنیفہ پر اعتراضات کے جواب (۲) امام ابوحنیفہ پر اعتراضات کا علمی جائزہ حصہ اول (۳) دفاع ابی حنیفہ (یعنی امام اعظم ابوحنیفہؒ اور علامہ ابن جوزی) وغیرہ کتب میں آچکے ہیں۔

(۱۰) ص ۶۵ سے لے کر ص ۷۶ تک امام ابویوسف اور امام محمد پر جرح نقل کی ہے۔ اس کا جواب (۱) تانیب الخطیب اور (۲) تلامذہ امام اعظم ابوحنیفہ کا محدثانہ مقام میں آچکا ہے۔

(۱۱) ص ۷۷ پر ایک عنوان قائم کیا ہے حدیث اور روایت کی سند بیان کرنا اور فقہ حنفی کا حال، یہ ص ۸۳ پر ختم ہوتا ہے۔ یہ بحث حقیقت الفقہ ص ۱۴۵ میں بھی ہے اور اس کا جواب نصرۃ الفقہ میں آچکا ہے۔

(۱۲) ص ۸۳ پر عنوان قائم کیا ہے "احناف کے ہاں صحابہ کا مرتبہ" یہ ص ۹۰ پر ختم ہوتا ہے۔

احناف پکے اہل سنت والجماعت ہیں اس لیے صحابہؓ کا جو مقام اہل سنت کے ہاں ہے وہی احناف کے ہاں ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے مندرجہ ذیل کتب

۱......مقام صحابہؓ، مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ

۲......مناقب صحابہؓ ڈاکٹر محمد اسماعیل میمن مدنی خلیفہ مولانا محمد زکریا کاندھلوی

۳......عدالت حضرات صحابہ کرامؓ، حافظ مہر محمدؒ میانوالی

۴......حضرت ابوہریرہؓ، سالم قاسمیؒ

۵......کتابت حدیث عہد رسالت وعہد صحابہؓ میں۔ مفتی رفیع عثمانی

۶......عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فقہی تربیت، مولانا عبدالحلیم چشتی

۱۳......ص ۹۰ پر عنوان قائم کیا ہے فقہ حنفی پھر ص ۹۱ پر ایک عنوان اس طرح قائم کیا ہے، فقہ حنفی کی ترویج کے اسباب۔ حقیقت الفقہ ص ۱۱۸، ص ۱۴۳، ص ۱۴۵، ص ۱۴۶، ص ۱۴۷، ص

۱۵۳، ص ۱۶۰، ص ۱۶۸، ص ۱۶۲ میں بھی فقہ حنفی کے خلاف ایسی باتیں لکھی ہیں۔

ان سب کا جواب نصرۃ الفقہ میں دیا گیا ہے۔

۱۵......ص ۹۲ پر عنوان قائم کیا ہے عورتوں کا متعہ

متعہ کے متعلق احناف کا مفتیٰ بہا، مسئلہ یہ ہے کہ وہ حرام ہے۔ احناف نے اس مسئلہ کے متعلق مستقل الگ سے بھی کتابیں لکھی ہیں اور تقریباً فقہ کے مسائل کی اکثر کتب میں یہ مسئلہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

(۱)......شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی حنفی لکھتے ہیں:

متعہ کی حرمت پر امت کا اجماع ہے اور سوائے روافض کے کوئی بھی اس کی حلت کا قائل نہیں۔ (فتح القدیر ج ۳ ص ۱۵۱، ۱۵۲ فصل فی بیان المحرمات (درس ترمذی جلد سوم ص ۴۰۲)

(۲)......مولانا محمد اشرف قریشی (برمنگھم) فاضل جامعہ عربیہ گوجرانوالہ لکھتے ہیں:

نکاح متعہ باطل محض اور حرام ہے جس پر اہل سنت والجماعت کے تمام مکاتب فکر کا اتفاق ہے اور ہمارے نزدیک اس پر اجماع امت ہے کیونکہ قرآن کریم میں اس پر نص وارد ہے۔ (نکاح کے احکام ومسائل ص ۱۲۸، مطبوعہ جامعہ عربیہ گوجرانوالہ، پاکستان)

۱۶......ص ۱۰۱ پر عنوان قائم کیا ہے قیاس اور رائے زنی۔ اس کا جواب حجیت قیاس شرعی، مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی میں دیا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں مجموعہ رسائل جلد دوم ص ۲۳۹ تا ۲۶۰، مرتب پیر جی مشتاق اور مقام ابی حنیفہ میں بھی رائے کے اوپر اچھی بحث کی گئی ہے وہ ضرور ملاحظہ فرمائیں۔

۱۷......ص ۱۰۲ سے لے کر ص ۱۳۸ تک تقلید کے متعلق بحث کی ہے۔ اس حصہ کا جواب مندرجہ ذیل کتب میں موجود ہے۔

(۱) توفیر الحق، نواب قطب الدین محدث دہلوی شاگرد شاہ اسحاق محدث دہلوی

(۲)مدار الحق بجواب معیار الحق، مولانا محمد شاہ پنجابی

(۳)انتصار الحق فی اکسا و اباطیل معیار الحق، مولانا ارشاد حسین رامپوری

(۴)تنقید فی بیان التقلید مولانا سدید الدین دہلوی بن رشید الدین دہلوی

(۵)اوشحۃ الجید فی اثبات لتقلید، مولانا ظہیر احسن شوق نیموی

(۶) نصر المقلدین بجواب ظفر المبین، حافظ احمد علی بٹالوی

(۷) الاقتصاد فی بحث التقلید والاجتھاد، مولانا اشرف علی تھانوی

(۸) الکلام الفرید فی التزام التقلید، مولانا اشرف علی تھانوی

(۹) الکلام المفید فی اثبات التقلید، مولانا محمد سرفراز خان صفدر

(۱۰) تقلید کی شرح حیثیت، مفتی محمد تقی عثمانی

(۱۱) تنقیح التنقید، مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری

(۱۲)ترک تقلید کے بھیانک نتائج، مولانا بشیر احمد قادری

(۱۳)تحقیق مسئلہ تقلید مولانا محمد امین اوکاڑوی

(۱۴) السھم الحدید فی نحر العنید بجواب نتائج التقلید، مولانا امین الحق

(۱۵)تقلید جائز اور ناجائز، افادات مولانا محمد اسماعیل سنبھلی، مرتب سید مشتاق علی

(۱۶)رسالہ تقلید واجتہاد مولانا محمد ادریس کاندھلوی

(۱۷)اجتہاد اور تقلید، قاری طیب صاحب

(۱۸)ادلہ کاملہ شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی

(۱۹)ایضاح الادلہ شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی

(۲۰) سبیل الرشاد مولانا رشید احمد گنگوہی

ہم نے بیس کتب کے نام اس لیے لکھ دیے ہیں کہ کبھی مارکیٹ میں کوئی ملتی ہے، کوئی نہیں

ملتی نمبر۹ اور نمبر ۱۰ اگر مل جائیں تو مسئلہ کو سمجھنے کے لیے کافی ہیں۔

۱۸......ص ۱۳۸ پر نجد قرن الشیطان والی حدیث کی تحقیق کا عنوان قائم کیا ہے اور اس بحث کو ص ۱۵۸ پر ختم کیا ہے۔ حدیث کی تحقیق تو نہ ہونے کے برابر ہے۔ زیادہ تر مولانا حسین احمد مدنیؒ کو برا بھلا کہا ہے اور حکیم محمد اشرف سندھو کی کتاب سے مواد جمع کیا ہے۔

جواب اس حدیث کی صحیح تشریح اور اس کا صحیح مصداق کون ہے اس پر بہت سے علماء نے کتابیں لکھی ہیں دیکھئے شامی۔

محمد بن عبدالوہاب نجدی کے متعلق جیسا اور جتنا کسی کو علم تھا اس نے ان کے متعلق نظریہ قائم کرلیا کیونکہ اس بات کا تعلق تاریخ کے ساتھ ہے۔ اور ایسا بھی تاریخ میں ملتا ہے کہ بعد میں بعض لوگوں نے اپنا نظریہ تبدیل بھی کیا یہ کوئی اعتراض والی بات نہیں ہے۔ دونوں قسم کے لوگ غیر مقلدین میں بھی پائے جاتے ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھئے۔

محمد بن عبدالوہاب اور ہندوستان کے علمائے حق، مولانا محمد منظور نعمانی

علمائے دیو بند کے مذہب کے متعلق عرض یہ ہے کہ علمائے دیو بند پکے اہل سنت والجماعت ہیں اور اپنے زمانہ میں ابو منصور ماتریدی نے اہل سنت والجماعت کے عقائد کی جو تشریح اور تفہیم فرمائی تھی اس کو بھی مانتے ہیں، فقہ میں امام اعظم امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت المتوفی ۱۵۰ھ کی تقلید کرتے ہیں۔

ہمارے عقائد معلوم کرنے کے لیے مندرجہ ذیل کتابیں دیکھیں

(۱) الفقہ الاکبر (۲) العقیدۃ الطحاویہ (۳) العقائد (۴) عقائد الاسلام حقانی (۵) اسلام کے بنیادی عقائد (٦) عقائد الاسلام کاندھلوی (۷) الدین القیم (۸) عقائد اہل السنہ والجماعۃ مدلل (۹) ازھار القلائد فی توضیح العقائد ٦ جلدیں (۱۰) اسلامی عقائد (۱۱) المہند (۱۲) مسلک علمائے دیو بند (۱۳) علمائے دیو بند کا دینی رخ اور مسلکی مزاج، قاری طیب صاحب

۱۹......ص ۱۵۸ پر عنوان قائم کیا ہے "ابوحنیفہ کی آرایت"

اس کا جواب تانیب الخطیب میں آچکا ہے۔

۲۰......ص ۱۶۴ پر عنوان قائم کیا ہے ابوحنیفہ کی تابعیت کی حقیقت اس کا جواب امام ابوحنیفہ کا محدثانہ مقام اور امام صاحب کی تابعیت میں آچکا ہے۔

۲۱......ص ۱۶۴ پر ابوحنیفہ کے اساتذہ کا عنوان قائم کیا ہے۔

اس کا جواب امام اعظم اور علم حدیث میں آچکا ہے۔

۲۲......ص ۱۷۲ پر مذاہب اربعہ کی ترویج کی حقیقت کا عنوان قائم کیا ہے۔

اس کا جواب تدوین فقہ، تاریخ فقہ، محاضرات فقہ اسلامی میں موجود ہے۔

۲۳......ص ۱۷۲ پر تقلید اور مذاہب اربعہ کی ترویج کا دوسرا طریقہ سے بیان کا عنوان قائم کیا ہے اس کا جواب تاریخ تشریع الاسلامی، الانصاف فی سبب الاختلاف میں موجود ہے۔

۲۴......ص ۱۹۲ پر ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کے ناقدین کی فہرست کا عنوان قائم کیا ہے اس کا جواب نصرۃ الفقہ، حقائق الفقہ، الاقوال الصحیحہ فی جواب الجرح علی ابی حنیفہ، کشف الغمہ بسراج الامہ اور امام ابوحنیفہ پر اعتراضات کے جوابات میں ملاحظہ فرمائیں

۲۵......ص ۱۹۶ پر ضمیمہ کتاب کی سرخی لگا کر غنیۃ الطالبین سے ۷۳ فرقے ذکر کیے ہیں۔ یہ کیوں کیے ہیں صرف حنفیوں کو مرجیہ ثابت کرنے کے لیے۔

پھر ص ۲۱۰ پر لکھا ہے

حنفیہ: ابوحنیفہ کے بعض پیروؤں اور ساتھیوں کو حنفیہ مرجیہ کہا جاتا ہے ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ اور اس کے پیغمبروں کو پہچاننے اور اللہ کی طرف سے نازل کردہ تمام چیزوں کے اقرار کرنے کا نام ایمان ہے۔ برہوتی نے کتاب الشجرۃ میں اس کا ذکر کیا ہے۔ اس کا جواب نصرۃ الفقہ میں دیا گیا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امام بخاریؒ کا پہلا اعتراض:

محمد بن عبداللہ الظاہری سندھی غیر مقلد لکھتے ہیں

میں کہتا ہوں کہ ابوحنیفہ پر تمام محدثین نے سخت جرح کی ہے جس طرح آپ دیکھ رہے ہیں۔ ائمہ صحاح ستہ نے بھی جرح کی ہے لیکن امام ابن ماجہ جارحین میں شامل نہیں ہیں۔ چنانچہ امام ہمام عظیم نقاد اور صحیح بخاری کے مصنف فرماتے ہیں کہ

ابوحنیفہ مرجیہ تھے اور محدثین نے ان سے حدیث لینے میں سکوت اختیار کیا ہے اسی طرح ان کی رائے سے بھی اجتناب کیا ہے۔ (تاریخ الکبیر ج ۴ ص ۸۱)

(امام ابوحنیفہؒ کا تعارف محدثین کی نظر میں ص ۶۱، ناشر مکتبۃ الاسلامیہ کراچی)۔

جواب:

امام بخاری کو امام ابوحنیفہ سے سخت منافرت مذہبی تھی جیسا کہ امام بخاری کی تصنیفات سے ظاہر ہے لہٰذا یہ جرح بوجہ منافرت مذہبی کے قابل وثوق نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ ذہبی، ابن حجر اور وصی الدین خزاجی وغیرہم نے اس جرح کی کچھ بھی وقعت نہیں کی اور لایعبا بہ سمجھ کر اس کا ذکر تک نہیں کیا ہے۔

ثانیاً: کان مرجیئاً سے کیا مراد ہے؟ اگر مرجئہ ملعونہ مراد ہے تو سراسر غلط ہے اس لیے کہ فقہ اکبر میں خود امام ابوحنیفہ نے فرمایا ہے:

"لانقول حسناتنا مقبولة و سيئاتنا مغفورة كقول المرجئه ولكن نقول من عمل صالحًا بجميع شرائطها خالية عن العيوب المفسدة ولم يطلها حتى يخرج من الدنيا مومنا فان الله تعالٰى لا يضيعها بل يقبلها منه ويثبته عليها" الخ

''ہم مرجیہ کی طرح یہ نہیں کہتے کہ یقیناً ہماری نیکیاں مقبول اور گناہ معاف ہیں لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ جو شخص تمام شرائط کے ساتھ نیک عمل کرے گا بشرطیکہ ان کو فاسد و باطل کرنے

والا کوئی کام نہ کرے یہاں تک کہ ایمان پر خاتمہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے اعمال کو ضائع نہ فرمائے گا بلکہ قبول فرما کر اس پر اجر دے گا۔"

اور خیرات الحسان ص ۷۳ پر ہے:

"قال الشارح المواقف كان غسان المرجئ يحكي ما ذهب اليه من الارجاء عن ابی حنيفة ويعده من المرجئة وهو افتراء عليه قصد به غسان ترويج مذهبه ينسبة الى هذا الامير الجليل الشهير.

وقال الشهرستاني في الملل والنحل ومن العجب ان الغساني كان يحكٰ عن ابی حنيفة مثل مذهبه ويعده من المرجئة ولعله كذب عليه"

"شارح مواقف نے فرمایا کہ غسان مرجی ایسی باتیں کرتا تھا جن سے امام صاحب کا مرجی ہونا ظاہر ہو اور وہ امام صاحب کو فرقہ مرجیہ سے شمار کرتا تھا۔ غسان نے قصداً امام صاحب پر یہ بہتان لگایا۔ وہ اس جلیل القدر امام کی طرف اپنے مذہب کو منسوب کر کے اپنے مذہب کی اشاعت کا کوشاں تھا۔

شہرستانی نے الملل والنحل میں فرمایا ہے تعجب ہے کہ غسانی امام صاحب کی طرف اپنے مسلک مرجیہ کی باتیں منسوب کرتا تھا اور ان کو مرجیہ کہتا تھا یہ اس نے جھوٹ بولا ہے۔"

اور اگر مرجیہ سے مرجیہ مرحومہ مراد ہے تو تمام اہل سنت و جماعت اس میں داخل ہیں۔ تمہید ابوشکور سالمی میں ہے۔

"ثم المرجئة على نوعين مرحومة وهم اصحاب النبی ﷺ ومرجئة ملعونة وهم الذين يقولون بان المعصية لا تضر ولا يعاقب وروی عن عثمان بن ابی ليلیٰ انه كتب الى ابی حنيفة رحمہ اللہ وقال انتم مرجئة فاجابه بان المرجئة على ضربين مرجئة ملعونة وانا بریٔ منهم ومرجئة مرحومة وانا منهم وكتب فيه بان الانبياء كانوا كذالك الا ترى الى قول عيسىٰ علیہ السلام قال ان تعذبهم فانهم عبادك وان تغفرلهم فانك انت العزيز الحكيم"

پھر مرجیہ کی دو قسمیں ہیں (۱) مرجیہ مرحومہ وہ اصحاب رسول اللہ ہیں۔ (۲) مرجیہ ملعونہ یہ وہ لوگ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ گناہ سے کوئی نقصان نہیں ہوتا نہ اس پر عذاب کیا جاتا ہے۔

عثمان بن ابی لیلیٰ نے ایک مرتبہ امام صاحب کو خط لکھا تھا کہ آپ لوگ مرجیہ ہیں؟ امام صاحب نے جواب دیا کہ مرجیہ کی دو قسمیں ہیں (۱) مرجیہ ملعونہ میں ان سے بالکل بری اور بےزار ہوں۔ (۲) مرجیہ مرحومہ یقیناً میں ان میں شامل ہوں، بلکہ انبیاء علیہم السلام بھی ایسے ہی تھے۔ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول تم کو معلوم نہیں۔ اے اللہ! اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کی مغفرت فرمائے تو بے شک تو غالب حکمت والا ہے۔"

پس معلوم ہوا کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول کہ امام ابوحنیفہ مرجیہ تھے، سراسر غلط ہے۔

ثالثًا عقود الجواهر المنيفة ص۱۱ میں حافظ موصلی کی کتاب الضعفاء سے منقول ہے۔

قال يحيى بن معين ما رأيت احدًا قد مد على وكيع وكان يفتي برأى ابى حنيفة وكان يحفظ حديثه كله وكان قد سمع عن ابى حنيفة حديثًا كثيرًا.

"یحییٰ بن معین نے فرمایا کہ میں نے کسی کو نہیں پایا کہ اس کو وکیع پر مقدم کیا گیا ہو وہ امام صاحب کے قول پر فتویٰ دیتے تھے اور ان کی تمام احادیث کو حفظ کرتے تھے۔ انہوں نے امام ابوحنیفہ سے بہت حدیثیں سنیں۔"

اور مناقب کردری ص۱۰۰ میں ہے:

سعيد بن يحيى الحميرى الواسطى احد ائمة واسط واحد حفاظ روى عنه (اى ابى حنيفة) واخذ منه وكان يقول انه جرهذه الامة"

"سعید بن یحییٰ بن حمیری واسطی، واسطہ کے ایک امام اور حافظ حدیث تھے۔ انہوں نے امام ابوحنیفہ سے روایت کی ہے اور ان سے علم حاصل کیا ہے۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جرالامت ہیں۔"

وايضًا منه ص۱۹ ج۱ عبدالله بن يزيد المقرى المكى سمع من الامام تسع مائة حديث

"اور مناقب ہی کے ص۱۹ پر ہے کہ عبداللہ بن یزید المقری مکی نے امام صاحب سے نو سو حدیثیں سنیں۔"

اور خیرات الحسان ص۲۳ میں ہے:

قال ابن المبارك كان افقه الناس وما رایت افقه منه وعنه ان احتج للرائی فرائی مالك وسفیان وابی حنیفة وهو افقهم واحسنهم وارقهم واغوصهم علی الفقه" الخ

''ابن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ سب سے بڑے عالم اور فقہ میں سب سے بہتر مدقق اور محقق ہیں۔''

وقال ابو یوسف الثوری اکثر متابعة لابی حنیفة متی.

''ابو یوسف فرماتے ہیں کہ ثوری اکثر مسائل میں ابوحنیفہ کی اتباع کرتے تھے۔''

وقال یحیی بن سعید القطان ما سمعنا احسن من رای ابی حنیفة ومن ثم کان یذهب فی الفتوی الی قوله

''یحییٰ بن سعید قطان فرماتے ہیں ہم نے امام ابوحنیفہ سے بہتر کسی کی رائے نہیں سنی، اس لیے ان کے قول پر فتویٰ دیتے تھے۔''

وقال ابن المبارك رایت مسعرًا فی حلقته ابی حنیفة یسئاله ویستفید منه.

''ابن مبارک فرماتے ہیں میں نے مسعر کو امام صاحب کے حلقہ درس میں سوال اور استفادہ کرتے دیکھا۔''

خیرات الحسان ص ۲۶ میں ہے، ابن جریر تحریر فرماتے ہیں:

الفصل الثانی فی ذکر الآخذین عند الحدیث والفقه قیل استیعابه متعذر لایمکن ضبطه.

''دوسری فصل امام صاحب سے حدیث وفقہ حاصل کرنے والوں کے بیان میں ہے، کہا گیا ہے کہ ان کا شمار اتنا مشکل ہے کہ احاطہ ناممکن ہے۔''

ومن ثم قال بعض الائمة لم یظهر لاحد من ائمة الاسلام المشهورین مثل ما ظهر من الاصحاب والتلامیذ.

''اسی وجہ سے بعض ائمہ کا قول ہے کہ ائمہ اسلام میں امام ابوحنیفہ کے برابر کسی کے شاگرد نہیں ہوئے۔''

ذرا انصاف سے ملاحظہ فرمائیے: وکیع، ابن یحییٰ الواسطی، ابن مبارک، سفیان ثوری، مسعر

ابن کدام، یحییٰ بن سعید القطان وغیرہم کس زور سے آپ کے فقہ اور رائے کی تعریف و توصیف کر رہے ہیں اور آپ سے ہزاروں نے حدیث وفقہ حاصل کیا ہے بلکہ آپ کی برکت سے ہزاروں امام مقبول خلائق ہو گئے ہیں۔

کما فی مناقب کردری ومناقب موفق لابن احمد مکی

باوجود اس کے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "سکتوا عن رائیه وحدیثا" بتلایئے اس کو منافرت مذہبی پر اگر محمول نہ کیا جائے تو اور کیا کہا جائے۔

رابعًا: اگر امام بخاری کے نزدیک ارجاء کی وجہ سے راوی قابل ترک ہو جاتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں فرقہ باطلہ یعنی مرجیہ، ناصبیہ، خارجیہ، شیعہ اور جہمیہ، قدریہ وغیرہم سے روایت کی۔ چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے مقدمہ فتح الباری میں اس کی تفصیل نام بنام لکھی ہے۔ ہم اس موقع پر ان چار فرقہ باطلہ کی مجموعی تعداد الگ الگ بتاتے ہیں جو صحیح بخاری کے راوی ہیں۔ مرجیہ ۱۳، شیعہ ۲، قدریہ ۲۸، اور ناصبیہ ۵۔

غور فرمایئے! کیا غیر مقلدین کے خیال کے بموجب صحیح بخاری اضعف الکتب ثابت نہیں ہوتی۔

جب بخاری کی روایات کا ذکر آ گیا تو مناسب ہوگا کہ بخاری کے چند روات کا حال ذکر کر دیا جائے۔ دنیا جانتی ہے کہ صحیح بخاری ایسی بے نظیر کتاب ہے کہ کتب حدیث میں اصح الکتب مانی گئی ہے اور اس پر دنیا کا اتفاق ہے اور واقعی حضرت امام بخاری نے بڑا التزام کیا ہے۔ ان کی سعی اور عرق ریزی قابل قدر اور ان کی مقبولیت قابل آفریں وستائش ہے۔ "جعل الله سعیه مشکورًا" "اللہ تعالیٰ ان کی کوشش قبول فرمائے۔"

مگر اس میں بھی بہت سے ایسے رجال ہیں جن پر ہر قسم کی جرحیں ہوئی ہیں حتی کہ

كذاب (بہت جھوٹا)

يكذب الحديث (حدیث کے سلسلہ میں جھوٹ بولتا ہے)

يسرق الحديث (حدیث چراتا ہے)

يضع الحديث (حدیث گھڑتا ہے)

جو اعلیٰ درجہ کی جرح ہے وہ بھی منقول ہے۔ چنانچہ بخاری کے مجروح راویوں کے نام بمعہ

الفاظ جرح مقدمہ فتح الباری اور میزان الاعتدال میں ملاحظہ کیے جائیں جن کی تعداد ایک سو سے زیادہ ہے۔

باوجود ان جرحوں کے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان مجروح راویوں کو قابل ترک نہیں سمجھا اور نہ ان کی روایت چھوڑی بلکہ احتجاجاً یا استشہاداً ان کی روایت اپنی کتاب اصح الکتب میں داخل کر دی اور اس کے باوجود دوسرے محدثین نے بخاری کے اصح الکتب ہونے سے انکار نہیں کیا۔ پھر کون سی وجہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر باقاعدہ اصول کوئی جرح بھی عائد نہیں ہوتی۔ پھر بھی امام بخاری نے ان کی کوئی روایت نقل نہیں کی۔ بجز منافرت مذہبی کے اور کیا وجہ ہوسکتی ہے پس جب کہ منافرت مذہبی بین دلیل سے ثابت ہے تو امام بخاری کی جرح امام ابوحنیفہ کے حق میں کیا مؤثر ہوسکتی ہے۔

خامساً: بخاری جس کو مجروح سمجھیں اگر اس کی روایت قابل ترک ہے تو صدہا راوی مسلم و نسائی و ترمذی اور ابوداؤد وغیرہا کے جن سے بخاری نے روایت نہیں کی ہے بلکہ ان کو مجروح کہا ہے۔ اس قاعدہ سے قابل ترک ہو جاتے ہیں حالانکہ محدثین نے ان کو قابل ترک نہیں سمجھا ہے پس امام ابوحنیفہ، امام بخاری کی جرح کی وجہ سے کیوں مجروح ہو جائیں گے۔ امام بخاری نے کتاب الضعفاء میں حضرت اویس قرنی کو فی اسنادہ نظر (ان کی سند محل نظر ہے) کہہ دیا ہے اور بخاری کی اصطلاح میں یہ سخت جرح ہے۔ حالانکہ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی فضیلت و خیریت صریح احادیث میں موجود ہے۔ پس ایسی جرح سے حضرت اویس قرنی ہرگز مجروح نہیں ہوسکتے۔

سادساً: اگر امام بخاری کو اپنی جرح پر وثوق اور اعتماد ہوتا ہے تو وہ جن راویوں پر خود ج۔ کرتے ہیں۔ ان سے روایت نہ کرتے حالانکہ صحیح بخاری میں متعدد راوی ایسے بھی ہیں کہ ا۔ کو بخاری نے مجروح قرار دیا ہے اور خود ان سے روایت بھی کی ہے ملاحظہ فرمایئے ان راویوں کے نام جن سے بخاری نے روایت کی ہے اور خود ان پر جرح بھی کی ہے:

(۱) اسید بن زید الجلال قال الذهبی فی المیزان والعجب ان البخاری اخرج له فی صحیحه وذکره فی کتاب الضعفاء

"علامہ ذہبی نے میزان میں فرمایا کہ تعجب ہے امام بخاری نے اپنی کتاب میں اسید بن زید

سے روایت بھی بیان کی ہے اور کتاب الضعفاء میں بھی ان کا ذکر کیا ہے۔"

(۲) ایوب بن عائد قال البخاری فی کتاب الضعفاء کان یری الا رجاء وھو صدوق.

"ایوب بن عائد کے لیے بخاری نے کتاب الضعفاء میں لکھا ہے وہ ارجاء کو پسند کرتے تھے حالانکہ وہ سچے تھے۔"

(۳) ثابت بن محمد قال الذھبی مع کون البخاری حدث عنه فی صحیحه ذکره فی الضعفاء.

"ذہبی نے فرمایا کہ باوجود اس کے کہ بخاری نے ثابت بن محمد سے روایت کی ہے ان کو ضعیفوں میں شمار کیا ہے۔"

(٤) زھیر بن محمد قال البخاری فی کتاب الضعفاء روی عنه اھل الشام مناکیر"

"زہیر بن محمد کے لیے بخاری نے کتاب الضعفاء میں فرمایا کہ ان سے اہل شام نے منکرات کو روایت کیا ہے۔"

(٥) زیاد بن الراسغ قال البخاری فی اسناد حدیثه نظر کذا فی المیزان.

"زیاد بن راسغ کے لیے بخاری نے فرمایا کہ ان کی حدیث کی سند محل نظر ہے جیسا کہ میزان میں ہے۔"

(٦) عطاء بن میمونة قال البخاری فی کتاب الضعفاء کان یری القدر وفی مقدمة فتح الباری وغیر واحد کان یری القدر کھمس بن منھالة قال الذھبی اتھم بالقدر وله حدیث منکرا دخله من اجله البخاری فی کتاب الضعفاء.

"امام بخاری نے کتاب الضعفاء میں فرمایا کہ عطا بن میمونہ قدر کی طرف مائل تھے اور فتح الباری کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ بہت سے راوی قدر کی طرف مائل تھے جیسے ہمس بن منہالہ ذہبی نے فرمایا کہ ان پر قدر کی تہمت لگائی گئی اور ان کے پاس منکر حدیث ہے۔ اسی لیے امام بخاری نے ان کو کتاب الضعفاء میں ذکر کیا ہے۔

بنظر انصاف ملاحظہ فرمایئے اگر امام بخاری کو اپنی جرح پر وثوق تھا تو ان مجروحین سے کیوں روایت کی۔ جب بخاری کو اپنی جرح پر خود وثوق نہیں تو جائے تعجب ہے کہ مقلدین بخاری کو

ان کی جرح پر کیسے وثوق ہو گیا کہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو ضعیف الحدیث کہنے لگے۔

سابعًا اگر معترض کے نزدیک بخاری کی جرح باوجود غیر صحیح اور خلاف اصول ہونے کے، امام ابو حنیفہ کے حق میں مؤثر ہے تو معترض کے نزدیک بخاری کیوں مجروح اور قابل ترک نہ ہوں گے؟ کیا بخاری پر ائمہ حدیث سے جرحیں منقول نہیں ہیں؟ ہاں ضرور منقول ہیں۔

بطور تمثیل چند جرحیں ملاحظہ فرمایئے:

اول: بخاری کے استاد امام ذہلی نے بخاری پر سخت جرح کی ہے۔ طبقات شافعیہ ص۱۲ ج۲ میں ہے:

"قال الذهلي الا من يختلف الى مجلسه (اى البخارى) فلا ياتينا فانهم كتبوا الينا من بغداد انه تكلم في اللفظ ونهيناه فلم ينته فلا تقربوه"

"امام ذہلی نے فرمایا جو بخاری کی مجلس میں جاتا ہے وہ ہمارے پاس نہ آئے کیوں کہ بغداد سے ہمیں لوگوں نے لکھا ہے کہ بخاری الفاظ قرآن کے سلسلہ میں کلام کر رہے ہیں اور ہم نے ان کو اس سے منع کیا مگر وہ باز نہیں آئے۔ لہٰذا ان کے پاس نہ جانا۔"

خیال فرمایئے! ذہلی نے لوگوں کو امام بخاری کے نزدیک جانے سے منع کر دیا اور اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ یہ بھی کہہ دیا:

"من زعم ان لفظي بالقراٰن مخلوق فهو مبتدع لايجالس ولا يكلم

(طبقات ج۲ ص

"جو یہ سمجھے کہ میرے منہ سے نکلنے والے الفاظ قرآنی الفاظ مخلوق ہیں تو وہ بدعتی ہے۔ نہ کے پاس بیٹھا جائے اور نہ اس سے بات کی جائے۔"

ذہلی کے اس کلام کا لوگوں پر ایسا اثر ہوا کہ اکثر لوگوں نے بخاری سے ملنا چھوڑ دیا۔

تاریخ ابن خلکان ج۲ ص۱۲۳ میں ہے:

"فلما وقع بين محمد بن يحيىٰ والبخارى ما وقع في مسئلة اللفظ ونادى عليه منع الناس من الاختلاف اليه حتى هجر وخرج من نيشا پور في تلك المحنة وقطعه اكثر الناس غير مسلم"

"جب محمد بن یحییٰ اور امام بخاری کے درمیان الفاظ قرآن کے سلسلہ میں اختلاف ہوا تو

انہوں نے لوگوں کو ان کے (بخاری کے) پاس جانے سے روک دیا یہاں تک کہ اس آزمائش کے وقت میں امام بخاری کو نیشاپور سے ہجرت کرنا پڑی اور امام مسلم کے علاوہ اکثر لوگوں نے ان سے قطع تعلق کر لیا۔"

تاریخ بغداد ج ۲ ص ۳۵۴، تاریخ دمشق ابن عساکر ج ۵۲ ص ۹۵، سیر اعلام النبلاء ذہبی رقم ۴۹۶۹ میں بھی امام بخاری کے استاذ امام ذہلی کا یہ واقعہ درج ہے۔

خطیب بغدادی لکھتے ہیں:

الا من يختلف الى مجلسه لا يختلف الينا فانهم كتبوا الينا من بغداد انه تكلم في اللفظ وتهيناه فلم ينته فلا تقربوه ومن يقربه فلا يقربنا.

امام ذہلی فرماتے ہیں خبردار جو کوئی بھی ان (امام بخاری) کی مجلس میں جاتا ہے وہ ہمارے پاس نہ آیا کرے کیونکہ علماء بغداد نے ہمیں لکھا ہے کہ اس نے لفظ قرآن پر کلام کیا ہے جس سے ہم نے انہیں روکا تھا لیکن وہ باز نہ آئے پس تم اس کے قریب مت بیٹھنا اور جو اس کے قریب جائے گا وہ ہمارے قریب نہ آئے۔

امام ذہلی نے تو اس حد تک امام بخاری کی مخالفت کر دی کہ نیشاپور میں اعلان کر دیا **لا يساكنني هذا الرجل في البلد** یہ آدمی (امام بخاری) میرے ساتھ شہر میں نہیں رہ سکتا اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ **فخشي البخاري وسافر** امام بخاری خوف زدہ ہو کر وہاں سے کوچ کر گئے۔ (دیکھئے مندرجہ بالا کتب)

امام بخاری کے استاذ امام ذہلی کے متعلق علامہ ذہبی لکھتے ہیں:

الامام العلامة الحافظ البارع، شيخ الاسلام وعالم اهل المشرق، وامام اهل الحديث بخراسان. (سیر اعلام النبلاء ص ۳۷۶۲، ترجمہ نمبر ۵۹۶۷)

یہ امام علامہ چوٹی کے حافظ، شیخ الاسلام، اہل مشرق کے عالم اور خراسان میں علمائے حدیث کے امام تھے۔ (بحوالہ شرح ترمذی مقدمہ ص ۴۹۹)

دوم: امام مسلم رحمہ اللہ نے باوجود اس رفاقت کے بخاری سے اپنی صحیح مسلم میں ایک حدیث بھی نہیں روایت کی بلکہ حدیث معنعن کی بحث میں بعض منتحلی الحدیث میں عصو نا کے لفظ سے بخاری کو یاد کیا ہے اور بہت درشت اور نا ملائم الفاظ کہہ گئے۔ دیکھو مسلم ج ا ص ۲۱۔

سوم: ابوذرعہ اور ابوحاتم نے بخاری کو چھوڑ دیا۔ طبقات شافعیہ ص ۱۹۰ ج ا میں ہے:

"ترکه (ای البخاری) ابو ذرعة و ابو حاتم من اجل مسئلة اللفظ"

"ابوذرعہ اور ابوحاتم نے الفاظ قرآن کے اختلاف کی وجہ سے بخاری کو چھوڑ دیا۔"

اور میزان الاعتدال میں ہے:

"کما امتنع ابو ذرعة وابو حاتم من روایة عن تلمیذه (أی ابن المدینی) محمد (أی البخاری) لاجل مسئلة اللفظ"

"جیسا کہ ابوذرعہ اور ابوحاتم نے ان (علی بن المدینی) کے شاگرد (امام بخاری) سے الفاظ قرآن کے اختلاف کی بنا پر روایت کرنا ترک کر دیا۔"

"وقال عبدالرحمٰن بن ابی حاتم کان ابو ذرعة ترکه الروایة عند من اجل ما کان منه فی تلك المحنة"

"عبدالرحمٰن بن ابی حاتم فرماتے ہیں کہ اس آزمائش کی بنا پر ابوذرعہ نے امام بخاری سے روایت کرنا ترک کر دیا۔"

چہارم: ابن مندہ نے بخاری کو مدلسین میں شمار کیا ہے۔ شرح مختصر جرجانی ص ۲۱۵ میں ہے:

"عده ابن منده فی رسالة شروط الائمة من المدلسین حیث قال اخرج البخاری فی کتبه قال لنا فلان وهی اجازة وقال فلان وهی تدلیس"

"ابن مندہ نے بخاری کو اپنے رسالہ "شروط الائمہ" میں مدلسین میں شمار کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ بخاری نے اپنی کتابوں میں اس طرح روایتیں بیان کی ہیں کہ ہم نے فلاں سے کہا "یہ اجازت ہے" اور فلاں نے کہا یہ "تدلیس ہے۔"

ظاہر ہے کہ تدلیس سوءِ حفظ سے بڑھ کر عیب ہے۔ کیوں کہ یہ فعل اختیاری ہے اس میں مظنہ و مغالطہ و فریب ہے۔ اسی لیے سمشی نے کہا ہے کہ التدلیس حرام عند الائمۃ (تدلیس ائمہ کے نزدیک حرام ہے) (مقدمہ اصول الشیخ المحدث الدہلوی علی المشکوٰۃ ص ۲)

غور فرمایئے! بخاری نے ذہلی سے تقریباً ۳۰ حدیثیں روایت کی ہیں۔ مگر جس نام سے وہ مشہور تھے کہیں نہیں ذکر کیا کیوں کہ بخاری وذہلی میں سخت خشونت ومنافرت تھی۔

تاریخ ابن خلکان ص ۱۳۴ ج ۲ میں ہے:

"وروی (ای البخاری) عنه (ذهلی) مقدار ثلثین موضعًا ولم یصرح باسمه فیقول حدثنا محمد بن یحییٰ الذهلی بل یقول حدثنا محمد ولا یزید علیه ولا یقول محمد بن عبد الله ینسبه الی جده وینسبه ایضًا الی جد ابیه"

"امام بخاری نے امام ذہلی سے تیس مقامات پر روایات بیان کی ہیں اور کہیں بھی ان کا نام نہیں لیا کہ یوں کہتے کہ ہم سے محمد بن یحییٰ ذہلی نے بیان کیا بلکہ صرف اس طرح کہتے ہیں کہ ہم سے محمد نے حدیث بیان کی۔ کہیں کہیں محمد بن عبداللہ ان کے دادا کی جانب منسوب کر کے کہتے ہیں اور بعض جگہ پردادا کی طرف منسوب کرتے ہیں۔"

پنجم: دارقطنی اور حاکم نے کہا ہے کہ اسحٰق بن محمد بن اسماعیل سے بخاری کا حدیث روایت کرنا معیوب سمجھا گیا ہے۔

مقدمہ فتح الباری ص ۴۵۱ میں ہے:

"قال الدار قطنی والحاکم عیب علی البخاری اخراج حدیثه"

"دارقطنی اور حاکم نے فرمایا کہ روایت حدیث میں بخاری پر الزام لگایا گیا ہے۔"

دارقطنی اور حاکم کا مطلب یہ ہے کہ اسحاق بن محمد کو بخاری نے ثقہ خیال کر لیا حالانکہ وہ ضعیف ہیں۔ ثقہ اور ضعیف میں امتیاز نہ کر سکے اور اسماعیل نے بخاری کے اس فعل پر تعجب کیا ہے کہ ابوصالح جہنی کی منقطع روایت کو صحیح سمجھتے ہیں اور متصل کو ضعیف مقدمہ فتح الباری ص ۴۸۳ میں ہے:

"وقد عاب ذالك الاسماعیل علی البخاری وتعجب منه کیف یحتج باحادیثه حیث یقلقلها

فقال هذا اعجب یحتج به اذا کان منقطعا ولا یحتج به اذا کان متصلا"

"اسماعیل نے بخاری پر اس کا الزام لگایا اور تعجب کیا کہ ابوصالح جہنی کی احادیث سے کیونکر استدلال کرتے ہیں جب کہ وہ متصل نہیں ہیں۔

فرمایا یہ اور زیادہ عجیب بات ہے کہ حدیث منقطع کو قابل حجت اور متصل کو ضعیف سمجھتے ہیں۔"
ششم: ذہبی نے بخاری کے بعض امور پر استعجاب ظاہر کیا ہے۔ اسید بن زید الجمال کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

"والعجب ان البخاری اخرج له وذکره فی کتاب الضعفاء"

"تعجب ہے کہ بخاری اس سے روایت بھی کرتے ہیں اور اس کو ضعیف بھی کہتے ہیں۔"

جو کسی راوی کو خود ضعیف بتلاوے اور پھر اصح الکتب میں اس سے روایت بھی کرے۔ غور کرو اس سے قائل کے حافظہ پر کیا اثر پڑتا ہے۔ معترضین ذرا انصاف کریں کہ اگر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی جرح کی وجہ سے ضعیف ہیں تو بخاری ابن مندہ اور ذہلی وغیرہ کی جرح کے سبب سے کیوں مجروح نہ ہوں گے۔

ہفتم: حسب قاعدہ معترضین جب بخاری خود مجروح ثابت ہوئے تو مجروح کی جرح امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر کیا اثر ڈال سکتی ہے؟ افسوس ہے کہ غیر مقلدین محض حسد سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر حملہ کرتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ ہم اپنا گھر ڈھاتے ہیں۔ اگر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ضعیف کہے جائیں گے تو دنیا کے تمام محدثین ضعیف اور متروک الحدیث ہو جائیں گے۔

تنبیہ:

واضح ہو کہ محض اسکات خصم کے لیے یہ جرحیں نقل کی گئی ہیں۔ جیسا کہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تحفہ میں بمقابلہ شیعہ الزامی پہلو اختیار فرمایا ہے ورنہ صداقت کے ساتھ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ دونوں ثقہ، صدوق، عادل، ضابطہ، جید الحافظہ، عابد، زاہد اور عارف تھے۔ کوئی ان میں مجروح نہیں اور کسی کی حدیث قابل ترک نہیں۔ جن احوال سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی جرحیں موضوع ہیں انہی احوال سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی جرحیں مدفوع اور ساقط اعتبار ہیں۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (الحشر:۱۰)

امام بخاریؒ کا دوسرا اعتراض:

امام سفیان ثوریؒ کو جب امام ابوحنیفہؒ کی وفات کی خبر پہنچی تو فرمانے لگے کہ الحمد للہ کہ وہ مر گیا، وہ تو اسلام کی کڑیوں کا ایک ایک حلقہ توڑتا تھا۔ اسلام میں اس سے بڑا بدبخت کوئی پیدا ہی نہیں ہوا۔ (تاریخ صغیر امام بخاری ص ۱۷۴، طبع الہ آباد ہند)

جواب:

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے اس اعتراض کا جو جواب دیا ہے وہ ہم یہاں پر درج کرتے ہیں۔ اعتراض مع جواب دونوں ملاحظہ فرمائیں

۴...... چوتھا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ امام بخاریؒ نے تاریخ صغیر میں نعیم بن حماد کے حوالہ سے روایت کیا ہے کہ جب امام ابوحنیفہ کی وفات کی خبر سفیان ثوری کی مجلس میں پہنچی تو انہوں نے فرمایا "**الحمد لله كان ينقض الاسلام عروة عروة ما ولد في الاسلام اشئم منه**"

(ذکرہ البخاری فیمن مات فیما بین اربعین ومائۃ الی خمسین ومائۃ ج۱ ص۱۴۰، ۱۵۰، من التاریخ الصغیر ص۱۷۱، طبع المکتبۃ الاثریۃ، شیخوپورہ ۱۲)

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ روایت بلاشبہ غلط ہے اس کے بارے میں امام بخاری کو تو متہم نہیں کیا جا سکتا انہوں نے جیسا سنا ویسا لکھ دیا، یہ نعیم بن حماد امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں نہایت متعصب ہے، اسی لیے اس روایت کی تکذیب کے لیے صرف اتنا کہنا ہی کافی ہے کہ یہ نعیم بن حماد سے مروی ہے کیونکہ حافظ ابن حجرؒ نے "تہذیب التہذیب" میں کئی ائمہ حدیث سے نقل کیا ہے کہ اگرچہ بعض لوگوں نے نعیم کی توثیق کی ہے لیکن وہ امام ابوحنیفہؒ کے معاملہ میں جھوٹی روایات نقل کرتے ہیں، حافظؒ فرماتے ہیں "**يروي حكايات في ثلب ابي حنيفة كلها كذب**" اس جملہ کے بعد اس حکایت کی جواب دہی کی ضرورت نہیں رہتی اور

سوچنے کی بات ہے کہ سفیان ثوریؒ ایسی بات کیسے کہہ سکتے ہیں جب کہ وہ خود امام صاحبؒ کے شاگرد ہیں اور تقریباً نوے فی صد مسائل فقہیہ میں امام ابوحنیفہؒ کی موافقت کرتے ہیں اور خود انہی کا واقعہ ہے جو غالباً حافظ ابن حجرؒ ہی نے نقل کیا ہے کہ جب امام ابوحنیفہؒ اُن کے بھائی کی تعزیت کے لیے ان کے پاس آئے تو سفیان ثوریؒ نے اپنے حلقہ درس سے کھڑے ہو کر ان کا استقبال کیا، بعض حاضرین نے اس تعظیم پر اعتراض کیا تو امام سفیانؒ نے جواب دیا: "ھذا رجل من العلم بمکان فان لم اقم لعلمه قمت لسنه و ان لم اقم لسنه قمت لفقهه و ان لم اقم لفقهه قمت لورعه" (تاریخ بغداد ج ۱۳ص ۳۴۱)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ سفیان ثوریؒ امام ابوحنیفہؒ کی کتنی عزت کرتے تھے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ امام بخاریؒ جیسے جلیل القدر محدث نے ایسا جھوٹا قصہ کیونکر روایت کر دیا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے خلاف تعصب رکھنے والوں نے امام بخاریؒ کو امام ابوحنیفہؒ کے خلاف بہت مکدر کیا ہوا تھا، اس لیے انہیں نعیم بن حماد کی روایات میں کوئی بھی خرابی محسوس ہی نہ ہوسکی۔ حاسدین کی سازشوں کے علاوہ امام بخاریؒ کے تکدر کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ امام بخاریؒ کے استاذ حمیدی ظاہری المسلک تھے اور ظاہریہ کو حنفیہ کے خلاف ہمیشہ سے غیظ رہا ہے لہٰذا امام بخاریؒ بھی اپنے استاذ کے اثرات سے خالی نہ رہ سکے۔

شیخ عبدالوہاب شعرانی نے "المیزان الکبریٰ" میں نقل کیا ہے کہ شروع میں سفیان ثوریؒ بھی بعض لوگوں کے اس خیال سے متاثر ہو گئے تھے کہ امام صاحب قیاس کو نصوص پر مقدم رکھتے ہیں، چنانچہ ایک دن سفیان ثوریؒ مقاتل بن حیان، حماد بن سلمہ اور جعفر صادق رحمہم اللہ ان کے پاس گئے اور بہت سے مسائل پر صبح سے ظہر تک گفتگو رہی جس میں امام صاحبؒ نے اپنے مذہب کے دلائل پیش کیے تو آخر میں سب حضرات نے امام صاحبؒ کے ہاتھ چومے اور ان سے کہا "انت سید العلماء فاعف عنا فیما معنی منا من وقیعتنا فیك بغیر

علم" (درس ترمذی جلد اول ص ۱۰۶ تا ۱۰۸)

امام بخاریؒ کا تیسرا اعتراض:

تاریخ صغیر مطبوعہ انوار احمدی ص ۱۵۸ میں امام ابوحنیفہؒ کے متعلق امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ

قال الحميدى فرجل ليس عنده سنن عن رسول الله صلىَ الله عليه وسلم ولا اصحابه فى المناسك وغيرها كيف يقلد احكام الله فى المواريث والفرائض والزكٰوة والصلٰوة وامور الاسلام.

حمیدی کہتے ہیں کہ جس آدمی کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں اور صحابہ (رضی اللہ عنہم) کے آثار مناسک وغیرہ میں نہ ہوں ایسے کی بات احکام میں مثل میراث اور زکوٰۃ اور نماز وغیرہ امور اسلام میں کیونکر قبول کی جائے۔ (حقیقت الفقہ ص ۱۳۰، ۱۳۱)

جواب:

مؤلف کو حمیدی کا قول ذکر کرتے وقت سوچنا چاہیے تھا کہ کیا حمیدی نے امام صاحب کا زمانہ پایا ہے اور ان سے حمیدی کی ملاقات بھی ثابت ہے جو اس خبر کی صحت پر اعتماد کیا جا سکے۔

کتب رجال میں حمیدی کی امام ابوحنیفہ سے ملاقات کا ثبوت نہیں ملتا۔

دوسری بات یہ ملحوظ رہے کہ حمیدی کے اس قول کا پس منظر مؤلف نے واضح نہیں کیا جبکہ ان کے اہل حدیث ہونے کا تقاضا یہ تھا کہ اس سے پہلے جو عبارت ہے وہ بھی ذکر کر دیتے تاکہ قارئین حقیقت حال سے آگاہ ہو جاتے۔ اس کا پس منظر یہ ہے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں:

سمعت الحميدى يقول قال ابو حنيفة قدمت مكة فاخذت من الحجام ثلاث سنن لما فقدت بين يديه قال لى استقبل القبلة فبدأ بشق راسى الايمن وبلغ الى العظمين قال الحميدى فرجل ليس عنده. الخ

میں نے حمیدی کو کہتے ہوئے سنا کہ ابو حنیفہ نے کہا ہے کہ میں مکہ میں آیا تو میں نے ایک حجام سے تین سنتیں سیکھیں جب میں اس کے سامنے بیٹھا تو اس نے مجھ سے کہا کہ قبلہ کی طرف منہ کرو اور میرے سر کے دائیں طرف سے حجامت شروع کی اور چہرے کی دونوں ہڈیوں تک (جہاں سے قلمیں شروع ہوتی ہیں) حجامت کی۔ حمیدی کہتے ہیں۔ الخ

اہل حدیث کے اصول پر یہ خبر منقطع ہونے کی وجہ سے حجت نہیں ہے۔ خصوصاً مؤلف تو ہر چیز کے لیے اسناد کے طالب ہوتے ہیں (شاید امام صاحب پر جرح کا پہلوان کے نزدیک اس سے مستثنیٰ ہے) جب سند متصل نہیں تو ان کو درمیانی واسطہ ذکر کرنا ضروری تھا۔

تیسری بات یہ ہے کہ اگر حمیدی کے اس بیان کو صحیح مانا جائے تو ظاہر ہے کہ یہ واقعہ امام صاحب کے بچپن کا ہوگا کہ وہ پہلے پہل حج کرنے گئے ہوں گے اور اس عمر میں تمام احادیث اور مسائل کا علم ہو جانا ضروری نہیں، ہاں اگر یہ ثابت کر دیا جائے کہ امام صاحب نے کبھی علم کی طرف توجہ ہی نہیں کی تو یہ بات تسلیم کی جا سکتی ہے ورنہ بچپن میں ان کے فقیہ اور مجتہد ہونے کا دعویٰ کس نے کیا ہے جو امام بخاری نے اس حکایت کو نقل کرنے کی زحمت اٹھائی۔

ہاں البتہ جب آپ کا علم شہرہ آفاق ہوا تو اس وقت کے بڑے بڑے محدثین نے حضرت امام ابو حنیفہ سے مناسک کے بارے میں مراجعت کر کے اپنے حج صحیح ادا کیے ہیں چنانچہ حافظ ابن عبد البر نے محمد بن عبید طنافسی سے نقل کیا ہے۔

یقول خرج الاعمش یرید الحج فلما صار بالحیرة قال لعلی بن مسعر اذهب الی ابی حنیفة حتی یکتب لنا المناسك.

فرماتے ہیں کہ امام اعمش حج کے ارادے سے نکلے جب حیرہ مقام پر پہنچے تو علی بن مسعر سے کہا کہ ابو حنیفہ کے پاس جاؤ تا کہ وہ مناسک حج ہم کو لکھ کر دیں۔

ناظرین غور فرمائیں کہ جو شخص مناسک حج سے ناواقف ہو اس سے اعمش جیسا محدث مناسک حج لکھنے کی کب درخواست کرتا ہے اگر بچپن میں کہیں مناسک حج میں امام صاحب کو

حج کی بعض باتوں کا علم نہ ہوتو اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ پوری زندگی ان کو مناسک حج یاد ہی نہیں ہوئے۔ البتہ مخالفین اگر تعصب کو چھوڑ کر عقل سے کام لیتے تو اسی حکایت سے امام صاحب کے علمی ذوق اور مسائل کے تجسس کا پتہ چلتا ہے کہ چھوٹی سی عمر میں بھی ہر سنت کو ذہن میں محفوظ رکھتے تھے۔ اس سے ان کے حافظہ کی خوبی بھی معلوم ہوئی ہے۔ دینی مذاق کا پتہ چلا، سنت نبوی کا عشق بھی معلوم ہوا مگر اس کا علاج کیا ہے۔

چشم بدا اندیش کہ بر کندہ باد　　عیب نماید ہنرش در نظر

غرض یہ امام صاحب کی ایک فضیلت ہے کہ انہوں نے سنت اور حدیث کے اخذ کے لیے ایسا اہتمام کیا ہے کہ جہاں سے بھی حدیث رسول ان کو ملی اس کو حاصل کیا اور یاد رکھا اور اسی واقعہ سے اس بات کی بھی تردید ہوتی ہے جو مؤلف نے منہاج السنۃ کے حوالے سے نقل کی اس کی بھی تردید ہے کہ امام ابوحنیفہؒ نے امام جعفر صادقؒ کے ہم عصر ہونے کے باوجود ان سے کوئی روایت نہیں لی بھلا سوچنے کی بات ہے۔ جب امام ابوحنیفہؒ ایک حجام سے تین سنتیں لے سکتے ہیں تو امام جعفرؒ جیسے بڑے آدمی سے حدیث لینے میں امام صاحبؒ کو کیا عار ہو سکتی ہے۔

امام بخاریؒ کی نقل کردہ اس قسم کی حکایات سے جو محض واہیات ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ پر طعن کرنا محض حماقت ہے۔ غیر مقلدین کے مشہور عالم مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی نے بالکل سچ کہا ہے کہ

"امام بخاری (علیہ رحمۃ الباری) کے بعض حوالے بعض لوگوں کے لیے سخت ٹھوکر کا باعث ہوئے ہیں پس لازم ہے کہ ہم ان میں سے سب سے سخت حوالے کا ذکر کر کے اس کا جواب دیں اور باقی حوالوں کو اسی کے قیاس پر چھوڑ دیں وباللہ التوفیق۔ مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری مرحوم اکثر دفعہ فرمایا کرتے تھے۔ عرب کا منہ زور شاعر متنبی کہتا ہے۔

اذا اتتك مذمتي من ناقص　　فهي الشهادة لي بانی کامل

"یعنی جب تیرے پاس میری مذمت کسی ناقص آدمی کے ذریعے پہنچے تو تو سمجھ لے کہ وہ اس بات کی شہادت ہے کہ میں کامل ہوں۔" (تاریخ اہل حدیث ص ۶۱ طبع لاہور)

.. نیز حمیدی کے اس قول سے ایک یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ اس دور میں تقلید رائج ہو چکی تھی اور امام صاحب کی تقلید کی جاتی تھی تب ہی تو حمیدی کہتے ہیں کیف یقلد من الاحکام الخ

اور پھر حمیدی جیسے آدمی کو کیا حق حاصل ہے کہ وہ امام صاحب کے بارے میں یہ الفاظ کہے جب کہ اس کا اپنا علم انہی حضرات کا مرہون منت ہے۔ ملاحظہ ہو حمیدی کا مبلغ علم یہ ہے۔ حضرت مولانا عبدالرشید نعمانی ؒ صاحب فرماتے ہیں:

ومبلغ علم الحمیدی ما اخبر به نفسه

قال ابو نعیم فی "حلیة الاولیاء ج۹ ص۹۶"

حدثنا ابو محمد بن ابی حاتم ثنا ابو بکر بن ادریس وراق الحمیدی قال قال الحمیدی وکنا نرید ان نرد علی اصحاب الرای فلم نحن کیف نرد علیه حتی جاء نا الشافعی ففتح لنا بابا ومع ذالك یدعی ان الشافعی استفاد ومنه الحدیث فقد روی ابو نعیم (ج۹ ص۹۶) بسنده الی محمد بن مردویه قال سمعت الحمیدی یقول صحبت الشافعی الی البصرة فکان یستفید منی الحدیث واستفید منه المسائل.

حمیدی کا مبلغ علم جس کو وہ خود بیان کرتے ہیں:

یہ ہے کہ ابونعیم نے بسند متصل حمیدی سے نقل کیا ہے کہ حمیدی کہتے ہیں (کہ ہم چاہتے تھے کہ اصحاب الرای (فقہاء) پر رد کریں لیکن ہم سے ان کی تردید بن نہ پڑتی تھی یہاں تک کہ امام شافعی ہمارے پاس آئے تو انہوں نے ہمارے لیے دروازہ کھولا) لیکن حمیدی اس کے باوجود یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ امام شافعی نے حدیث میں ان سے استفادہ کیا ہے چنانچہ ابونعیم نے بسند متصل محمد بن مردویہ سے نقل کیا ہے کہ میں نے حمیدی کو کہتے ہوئے سنا کہ میں امام شافعی کے ساتھ بصرہ تک ساتھ رہا اس دوران وہ مجھ سے حدیث سیکھتے اور میں ان سے

مسائل سیکھتا تھا۔ (ماخوذ نصرۃ الفقہ ص ۱۴۰ تا ۱۴۳)

امام مسلمؒ کا اعتراض:

امام ابوالحسین مسلم بن حجاج القشیری صحیح مسلم کے مصنف نے کہا کہ

ابوحنیفہؒ دین میں اپنی رائے سے باتیں کرتا ہے۔ اس کی حدیث مضطرب تھی، یعنی سند اور متن میں الٹ پلٹ کر دیتا تھا۔ اس کی کوئی صحیح احادیث زیادہ بھی نہیں۔ (کتاب الاسماء والکنی ص ۱۰۷)

(امام ابوحنیفہ کا تعارف محدثین کی نظر میں ص ۶۱)

جواب:

ظاہری نے امام مسلم کی عبارت کا ترجمہ غلط کیا ہے، ہم پہلے اس کا صحیح ترجمہ نقل کرتے ہیں، پھر جواب عرض کریں گے۔

امام مسلم امام ابوحنیفہ کے ترجمہ میں تحریر فرماتے ہیں:

ابو حنيفة النعمان بن ثابت صاحب الرأى مضطرب الحديث ليس له كبير حديث صحيح انتهٰى. (كتاب الكنٰى والاسماء ج۱ ص۲۷۶)

ترجمہ: ابوحنیفہ نعمان بن ثابت صاحب الرائے تھے، مضطرب الحدیث تھے ان کی کوئی بڑی حدیث صحیح نہیں ہے۔

امام مسلم کی عبارت کا ترجمہ صرف اتنا سا ہے مگر ظاہری نے کیا سے کیا بنا دیا۔ امام مسلم کی اس عبارت میں تین باتیں ہیں جو انہوں نے امام ابوحنیفہؒ کے متعلق نقل کی ہیں۔

نمبر۱..... ابوحنیفہؒ صاحب الرأی ہیں۔

نمبر۲..... ابوحنیفہؒ مضطرب الحدیث ہیں۔

نمبر۳..... ابوحنیفہؒ نے جو بڑی بڑی حدیثیں بیان کی ہیں وہ صحیح نہیں۔

اعتراض کی تینوں شقوں کا جواب ترتیب وار ملاحظہ فرمائیں۔

شق نمبر ا کا جواب کہ ابو حنیفہؒ صاحب الرائے ہیں:

اگر اس کا یہ مطلب ہے کہ قرآن وحدیث کو بالائے طاق رکھ کر محض اپنے قیاس سے کام لیتے تھے تو یہ محض غلط ہے۔ کوئی ادنیٰ مسلمان بھی ایسا نہیں کر سکتا۔ امام ابو حنیفہؒ کی شان تو بہت بلند ہے۔ اصل میں آپ کو جو اہل الرائے کہا جاتا ہے اس کا صحیح مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو من یرد اللہ بہ خیرا یفقه فی الدین کا مصداقِ کامل بنایا تھا اس لیے آپ کتاب وسنت کے معانی ومطالب کے سمجھنے میں عقل وقیاس کو دخل دیتے تھے اور عقلاء زمانہ کے امام تھے لہٰذا ائمہ فن نے ان کی تعریف میں امام اصحاب الرائے لکھا ہے۔

آپ کے احسن الرائے ہونے میں تو کچھ کلام ہی نہیں ہے بڑے بڑے نقادِ رجال نے آپ کی رائے کی تعریف کی ہے۔ علامہ ذہبی نے اپنی کئی کتابوں میں اور ابن حجر عسقلانی شافعی نے تہذیب التہذیب میں اور دوسرے کئی علماء نے اپنی تالیفات میں یحییٰ بن معینؒ کا یہ قول نقل کیا ہے ''**سمعت یحیٰی بن سعید القطان یقول لا نکذب علی اللہ ما سمعنا احسن من رائی ابی حنیفة** '' یحییٰ بن سعید القطان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں ہرگز جھوٹ نہیں بولوں گا۔ حقیقت یہ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کی رائے سے بہتر ہم نے کسی کی رائے نہیں دیکھی۔

شق نمبر ۲ کا جواب:

امام صاحبؒ کی احادیث میں اضطراب پر امام مسلم نے کوئی دلیل پیش نہیں فرمائی۔ اور امام صاحبؒ کو تو بہت سے سوانح نگاروں نے حفاظ حدیث میں شمار کیا ہے تو امام صاحبؒ معروف حفاظ حدیث میں سے ہیں اور کثیر الحدیث ہیں۔ ابوالفتح ابو الغدا نے مولانا عبد الرشید نعمانی کی کتاب جو اپنے حاشیہ کے ساتھ ابن ماجہ وکتاب السنن کے نام سے شائع کی ہے اس کے ص ۱۳۴ میں لکھا ہے۔

'' کہ یہ امام مسلمؒ کا گمان اور اٹکل ہے اللہ تعالیٰ ان سے درگزر فرمائیں۔ اگر وہ امام

صاحبؒ کی احادیث کو کھنگالتے تو اس کے برعکس حقیقت ان پر ضرور واضح ہو جاتی۔

بہتر ہوتا کہ امام مسلمؒ امام صاحبؒ کی ان احادیث کو بطور نمونہ ذکر کرتے جن میں انہیں اضطراب کا گمان ہوا ہے تاکہ قارئین پر یہ بات واضح ہوتی کہ یہ اضطراب نقصان دہ ہے بھی یا نہیں۔ اور اگر کسی حدیث میں اضطراب ہے تو وہ امام صاحب کی طرف سے ہے یا ان کے اوپر یا نیچے کے راویوں کی طرف سے۔ لیکن امام مسلمؒ نے نہ اس جگہ ایسا کیا ہے اور نہ اپنی "کتاب التمییز" کی علل الحدیث میں اس کی وضاحت فرمائی ہے۔

شق نمبر ۳ کا جواب:

امام مسلم کی اس بات سے یہ بات تو واضح ہے کہ امام ابوحنیفہ محدث تھے اور انہوں نے بڑی اور چھوٹی دونوں قسم کی احادیث بیان کی ہیں۔ امام مسلم نے چھوٹی احادیث پر تو کوئی اعتراض نہیں کیا البتہ بڑی بڑی احادیث جو آپ سے (یعنی امام ابوحنیفہؒ سے) مروی ہیں۔ ان کے متعلق صرف یہ فرمایا ہے کہ وہ صحیح نہیں۔ یہ نہیں فرمایا کہ وہ موضوع ہیں یا ضعیف ہیں۔ صحیح نہیں کا یہ مطلب لینا کہ وہ بالکل من گھڑت ہیں یہ معنی مردود ہے۔

یہاں پر صحیح کا مطلب یہ ہے کہ امام مسلم کے ہاں جو صحیح حدیث کی شرائط ہیں ان پر وہ پوری نہیں اترتیں۔ اصول حدیث کی کتابوں میں حدیث کی کئی اقسام ذکر کی گئی ہیں جن میں سے ایک قسم صحیح بھی ہے یہاں پر صرف یہ بات امام مسلم نے ذکر کی ہے۔ اور یہ کوئی جرح نہیں ہر محدث کے اصولِ حدیث جدا جدا ہیں۔ ایک حدیث امام مسلم کے نزدیک صحیح نہیں مگر ترمذی، ابوداوٗد، نسائی وغیرہ کے نزدیک صحیح ہوتی ہے اسی طرح ایک حدیث امام ابوحنیفہ کے نزدیک صحیح ہے مگر امام مسلم کے نزدیک صحیح نہیں تو کیا ہوا۔ جب کہ اصول حدیث وفقہ کی کتابوں میں یہ اصول بھی لکھا ہوا ہے کہ مجتہد کا کسی حدیث سے استدلال کرنا یا اس کو بیان کرنا یہ اس حدیث کے صحیح ہونے کے لیے کافی ہے۔ دیکھئے فتح الباری شرح صحیح بخاری ج ۲

ص ۲۱۲، قواعد فی علوم الحدیث ص ۵۷، فتح القدیر شرح ہدایہ ج ۳ ص ۱۴۳، تلخیص الحبیر ج ۲

ص ۱۴۳۔

امام ترمذیؒ کا پہلا اعتراض:

امام ابوعیسیٰ ترمذی نے فرمایا کہ میں نے محمود بن غیلان سے سنا انہوں نے مقری سے سنا انہوں نے ابوحنیفہ کو کہتے ہوئے سنا کہ میں جو زیادہ تر حدیثیں بیان کرتا ہوں وہ غلط ہوتی ہیں۔ (علل الترمذی ج ۲ ص ۹۶۶) (امام ابوحنیفہ کا تعارف محدثین کی نظر میں ص ۶۱)

جواب:

اس اعتراض کے کئی جواب ہیں۔

پہلا جواب ہم پہلے علل کبیر ترمذی کی اصل عربی عبارت نقل کرتے ہیں اصل عبارت اس طرح ہے۔

سمعت محمود بن غیلان یقول سمعت المقری سمعت ابا حنیفة یقول: عامة ما احدثکم خطأ. (علل کبیر ترمذی ج۲ ص ۳۸۸)

امام ترمذی نے فرمایا کہ ہم نے محمود بن غیلان سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے مقری سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے امام ابوحنیفہؒ سے سنا آپ فرماتے تھے ''بہت سی باتیں (آراء) جو میں اپنی ذاتی رائے سے تمہیں بیان کرتا ہوں وہ خطا ہیں۔ (یعنی ان میں خطا کا احتمال بھی ہوتا ہے۔)

ہم نے اصل عبارت اور اس کا صحیح ترجمہ جو ہمارے نزدیک امام ابوحنیفہؒ کی شایان شان ہے اور جس میں حدیث کا انکار بھی لازم نہیں آتا وہ کیا ہے۔ اگر ظاہری والا ترجمہ لیا جائے تو یہ بات امام اعظم ابوحنیفہ کی شان محدثانہ کے خلاف ہے۔

امام اعظم تو امام اعظم ہیں ایک فاسق سے فاسق تر مسلمان کی زبان پر بھی ارشاداتِ نبوت بتا کر بعد میں یہ کلمات نہیں آ سکتے۔ تو امام اعظمؒ یہ بات کیسے کہہ سکتے ہیں۔

ہمارے نزدیک امام ابوحنیفہؒ کے اس قول میں حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر نہیں ہے بلکہ امام صاحب تو اپنی بات کو خطا کہہ رہے ہیں اور آپؒ کا یہ فرمانا عاجزی اور کثرِ نفسی کی وجہ سے ہے جیسا کہ عام محاورہ ہے کہ انسان تو خطا کا پتلا ہے۔امام صاحب اپنے شاگردوں کو کہہ رہے ہیں کہ اصل دین کی اساس تو قرآن وسنت ہے، میری ذاتی رائے کچھ نہیں ہے۔ نیز یہ بات قرآن وسنت کے مقابلے کے وقت ہے اگر امام صاحب کی بات بظاہر قرآن و سنت کے خلاف نظر آئے تو اس میں خطا ہوگی۔

ہم نے امام صاحبؒ کے قول کی جو توجیح کی ہے اس کی تائید امام ابویوسفؒ کے واقعہ سے بھی ہوتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قول امام صاحب کی باتوں ہی کے متعلق ہے اور یہ اس وقت کی بات ہے جب کسی مسئلہ کی تحقیق ہو رہی ہوتی یعنی اجتہاد ابھی چل رہا ہوتا۔

امام ابویوسفؒ کا واقعہ:

علامہ زاہد الکوثری مصری لکھتے ہیں:

وقال يحيى بن معين في التاريخ والعلل رواية الدوري عند في ظاهريه دمشق قال ابو نعيم (الفضل بن دكين) سمعت زفر يقول كنا نختلف الى ابي حنيفة ومعنا ابويوسف ومحمد بن الحسن فكنا نكتب عند قال زفر فقال يوما ابوحنيفة لابي يوسف ويحك يا يعقوب لاتكتب كل ما تسمع في فاني قدر ارني الراى اليوم وتركه غدا واري الرأى غدا وتركه عنا.

یحیٰی بن معینؒ نے اپنی کتاب التاریخ اور العلل میں فرمایا ہے (دوری کی روایت سے) ابونعیم فضل بن دکین نے فرمایا میں نے امام زفر سے سنا فرماتے تھے کہ ہم امام ابوحنیفہؒ کے پاس آتے جاتے تھے۔اور ہمارے ساتھ ابویوسف اور محمد بن الحسن بھی ہوتے تھے۔پس ہم امام صاحب سے لکھتے تھے۔امام زفر نے فرمایا کہ ایک دن امام ابوحنیفہؒ نے امام ابویوسفؒ

سے فرمایا:

تیرا ناس ہوا اے یعقوب! ہر وہ بات جو مجھ سے سنو لکھا نہ کرو اس لیے کہ آج میں ایک رائے رکھتا ہوں کل اس رائے کو چھوڑ دیتا ہوں کل ایک رائے رکھتا ہوں اور اگلے دن اسے چھوڑ دیتا ہوں۔ یعنی اجتہاد ابھی چل رہا ہوتا ہے۔

(فقہ اہل العراق وحدیثہم از علامہ زاہد الکوثری ص ۵۶)

اس عبارت سے واضح ہوا کہ امام ابوحنیفہؒ اپنے شاگردوں کو بحث مباحثے سے پہلے مسائل لکھنے سے منع فرماتے تھے کہ اس میں غلطی کا امکان ہو سکتا ہے۔ جب بحث مباحثہ کے بعد مسئلہ فائنل ہو جاتا ہے پھر آپ فرماتے کہ لکھ لو۔ امام ترمذی نے جو قول نقل کیا ہے اس کو بھی دوران اجتہاد و تحقیق کے وقت پر محمول کرنا چاہیے۔

دوسرا جواب:

امام ابوحنیفہؒ کا یہ قول اس طرح کا ہے جس طرح کا یہ قول ہے:

اِذَا صَحَّ الْحَدِیْثُ فَهُوَ مَذْهَبِیْ

"جب صحیح حدیث مل جائے پس وہی میرا مذہب ہے۔"

(رد المحتار علی در المختار ج۱ ص۵۰)

یہاں تک بات تو ہمارے والے ترجمہ کی ہو رہی تھی اگر امام صاحب کے مخالف یہی ترجمہ کرتے ہیں جو ظاہری نے کیا ہے تو پھر گزارش یہ ہے کہ یہ قول مردود ہے۔

تیسرا جواب:

امام ترمذی نے یہ قول محمود بن غیلان سے نقل کیا ہے۔ اور امام ترمذی ہی نے امام ابوحنیفہ کا ایک دوسرا قول بھی ان ہی سے نقل کیا ہے جو علل صغیر ترمذی میں موجود ہے۔ اس کی سند اس طرح ہے۔

حدثنا محمود بن غيلان حدثنا ابو يحيىٰ الحمانی قال سمعت ابا حنيفة يقول ما رأيت احد الكذب من جابر الجعفی ولا افضل من عطاء بن ابی رباح.

امام ترمذی فرماتے ہیں ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا کہ ہم سے ابو یحییٰ حمانی نے کہا ہے کہ میں نے امام ابوحنیفہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے جابر جعفی سے زیادہ جھوٹا اور عطاء بن ابی رباح سے زیادہ فاضل کوئی نہیں دیکھا۔ (جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۳۳، کتاب العلل)

جو شخص حدیث کے متعلق ایسا عقیدہ رکھے جو مقری کے حوالہ سے اوپر گزرا ہے تو امام ترمذی کو امام ابوحنیفہ سے یہ روایت نقل نہیں کرنی چاہیے تھی۔ کیونکہ اس قول سے ثابت ہوتا ہے کہ امام ابوحنیفہ کا جرح وتعدیل میں اعتبار کیا گیا ہے۔

چوتھا جواب:

اگر یہ بات مقری نے کہی ہے تو ہوسکتا ہے کہ پہلے ان کا نظریہ امام صاحبؒ کے متعلق صحیح نہ ہو اور بعد میں انہوں نے رجوع کرلیا ہو کیونکہ ان کا امام ابوحنیفہ کے متعلق یہ قول بھی اسماء الرجال کی کتابوں میں موجود ہے۔

خطیب بغدادی نقل کرتے ہیں کہ بشر بن موسیٰ کا بیان ہے کہ امام ابوعبدالرحمٰن المقری ہم سے حدیثیں روایت کرتے لیکن امام موصوف امام اعظم ابوحنیفہؒ کے حوالہ سے جب روایت پیش فرماتے تو ان کا دستور یہ تھا، فرماتے حدثنا شہنشاہ یعنی محدثین کے ملک معظم نے ہم سے بیان کیا۔

(تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۲۵، بحوالہ امام اعظم اور علم الحدیث ص ۷۶۸، ناشر مکتبہ الحسن لاہور)

جو شخص امام ابوحنیفہ کو محدثین کا شہنشاہ مانتا ہو وہ آپ کے متعلق ایسی بات کیسے کہہ سکتا ہے۔

خطیب کے علاوہ اور بہت سے محدثین اور مورخین نے بھی مقری کے ایسے اقوال نقل

کیے ہیں جو اس قول کے خلاف ہیں ابو محمد حارثی نے اپنی کتاب کشف الآ ثار الشریفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ میں ایسے کئی اقوال نقل کیے ہیں۔ اور مقری نے جو احادیث امام ابو حنیفہ سے روایت کیں ہیں ان میں سے بعض احادیث بھی امام صاحب کی سند سے نقل کی ہیں، ملاحظہ فرمائیں۔

امام صاحبؒ کی شان میں مقریؒ کے اقوال

۶۷...... بیان کیا ہم سے عبداللہ بن عبید اللہ بن سریج وغیرہ نے، کہتے ہیں کہ میں نے ابو یحییٰ محمد بن عبداللہ بن یزید المقری المکی سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو حنیفہ سے ۹۰۰ احادیث سنی ہیں۔ (کشف الآ ثار الشریفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہؒ)

۶۸...... بیان کرتے ہیں عبدالصمد بن الفضل، وہ کہتے ہیں عبداللہ بن یزید المقری نے ہم سے بیان کیا انہوں نے امام ابو حنیفہؒ سے، انہوں نے ابوسفیان سے، انہوں نے ابو نضرہ سے، انہوں نے ابو سعید خدریؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وضو نماز کی کنجی ہے اور تکبیر حرمت ہے اور تسلیم حلت ہے اور ہر دو رکعتوں میں سلام ہے اور نہیں کافی ہو گی نماز صرف فاتحہ اور دوسری کسی سورت کے ساتھ۔ (کشف الآ ثار الشریفہ)

۶۹...... عبدالصمد بیان کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں بیان کیا مقری نے، اور مقری نے ابو حنیفہؒ سے انہوں نے عمرو بن مرہ سے انہوں نے ابو عبیدہ سے انہوں نے ابن مسعودؓ سے، وہ فرماتے ہیں کہ جب ایلاء کیا آدمی نے اپنی بیوی سے اور چار ماہ گزر گئے وہ قریب نہیں گیا تو اسے ایک طلاق بائنہ ہو جائے گی اور پیغام نکاح بھیجے عدت میں۔ (کشف الآ ثار الشریفہ)

۷۰...... بیان کیا عبدالصمد نے، وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا مقری نے، وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ابو حنیفہؒ نے حماد سے، حماد نے ابراہیم نخعی سے، وہ کہتے ہیں علقمہ نے امام کے پیچھے ایک حرف بھی نہیں پڑھا ان نمازوں میں جن میں قرأت جہراً کی جاتی ہے اور اس میں بھی جن میں قرأت جہراً نہیں کی جاتی اس میں بھی نہیں پڑھا اور نہ آخری دو رکعتوں میں سورۃ

فاتحہ پڑھی اور نہ کوئی اور سورت امام کے پیچھے اور نہ ان کے علاوہ کسی اور نے پڑھی اور نہ عبداللہ بن مسعودؓ کے شاگردوں میں سے کسی نے پڑھی۔ (کشف الآثار الشریفہ)

۷۱...... بیان کرتے ہیں عبدالصمد وہ کہتے ہیں ہم سے مقری نے بیان کیا مقری نے امام ابوحنیفہ سے، انہوں نے حماد سے، حماد نے ابراہیم سے، ابراہیم نے نباتہ جعفی سے، انہوں نے عمر بن خطابؓ سے کہ وہ موزوں پر مسح کرتے تھے۔ (کشف الآثار الشریفہ)

۷۲...... بیان کیا عبدالصمد نے وہ کہتے ہیں ہم سے بیان کیا مقری نے، مقری نے ابو حنیفہؒ سے انہوں نے حماد سے حماد نے ابراہیم سے، ابراہیم کہتے ہیں کہ جب امام بھول جائے اور وہ دو سجدے نہ کرے تو کچھ تجھ پر ضروری نہیں کہ آپ دو سجدے کرو۔

(کشف الآثار الشریفہ)

۷۳...... حماد نے ابراہیم سے وہ فرماتے ہیں کہ میں دو سجدہ سہو کروں جو مجھ پر واجب نہیں ہیں مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ میں چھوڑ دوں اس کو جو مجھ پر واجب ہے۔

۷۴...... حماد نے ابراہیم سے وہ فرماتے ہیں:

تم اپنے اوپر شیطان کو کوئی موقعہ نہ دو کہ وہ تمہیں فتنے میں ڈالے۔

۷۵...... حماد نے مجاہد اور سعید بن جبیر سے نقل کیا ہے، دونوں فرماتے ہیں کہ شیطان تمہاری نسبت زیادہ بھاگنے والا ہے اور تم میں سے کسی ایک پر حملہ کرے تو اس سے نہ بھاگو ورنہ وہ تم پر سوار ہو جائے گا اور اس پر سختی کرو وہ بھاگ جائے گا۔

۷۶...... حماد ابراہیم سے وہ اسود سے وہ اپنے اونٹ کو بٹھاتے تھے۔ جب نماز کا وقت ہوتا اگرچہ پتھر پر ہی ہو اور نماز کو وقت سے موخر نہیں کرتے تھے۔

حدیث مقری سے جو انہوں نے ابوحنیفہؒ سے نقل کی ہیں بہت ساری ہیں اور وہ ہم نے اسناد کے ساتھ کتاب ''المسند'' میں ذکر کی ہیں۔

۷۷...... بیان کیا ہے عبدالصمد بن فضل نے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے مقری کو سنا وہ فرما

رہے تھے کہ امام ابوحنیفہؒ بہت اچھے آدمی ہیں، ہم نے ان سے وضو اور نماز سیکھی۔

(کشف الآثار الشریفہ)

۷۸..... بیان کیا یوسف بن محمد بن عبداللہ اور احمد بن محمد بن شرقی نیشاپوری اور حاتم بن محمود نے کہتے ہیں ہمیں بیان کیا محمد بن عبدالوہاب الفراء نیشاپوری نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے مقری سے سنا مقری کہتے ہیں مرد تو دو ہی ہیں ابوحنیفہ اور ابن الہیعہ رحمہما اللہ اور باقی سارے ان کے دست و باز و شمار کیے جاتے ہیں۔(کشف الآثار الشریفہ)

۷۹..... بیان کیا عبداللہ بن صالح نیشاپوری نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا محمد بن یزید نے، وہ کہتے ہیں عبداللہ بن یزید نے کہا کہ ابوحنیفہؒ مردوں کے بادشاہ ہیں۔

۸۰..... مجھے میرے باپ نے بیان کیا وہ کہتے ہیں احمد بن زہیر نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ میں نے مقری سے سنا وہ کہتے ہیں کہ ابوحنیفہ ابوالعلماء ہیں (یعنی علماء کے باپ ہیں)

۸۱..... عبداللہ بن عبیداللہ بیان کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے علی بن خشرم سے سنا وہ کہتے ہیں کہ امام مقری قسم اٹھا کر کہتے ہیں میں تمہیں حدیث بیان نہیں کرتا جب تک تم حدیث ابوحنیفہ لکھ نہ لو۔

۸۲..... یوسف بن محمد بن عبداللہ نیشاپوری کہتے ہیں کہ محمد بن عبدالوہاب نے بیان کیا کہ ہم مقری کے پاس تھے کہ وہ کہتے ہیں کہ ابوحنیفہؒ نے بیان کیا پس بعض نے کہا ہم ابوحنیفہؒ کو نہیں چاہتے تو انہوں نے کہا اس (ابوحنیفہ کو چھوڑ دو) اور کہا کہ بیان کیا ہمیں نعمان بن ثابت نے تو وہ لکھنا شروع ہو گئے۔

۸۳..... عبداللہ بن عبیداللہ نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں ہم نے محمد بن یزید کو سنا، وہ کہتے ہیں میں نے عبداللہ بن یزید مقری کو سنا، مقری کہتے ہیں میں نے نوجوانوں میں ابوحنیفہؒ سے بڑھ کر فقیہ نہیں دیکھا۔

۸۴..... عبداللہ بن عبیداللہ نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ بیان کیا ہم سے معروف بن حسن

نے اور وہ حرملہ بن یزید ضبی سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے مقری سے سنا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوحنیفہؒ سے بڑھ کر کوئی کامل نوجوان فقیہ نہیں دیکھا۔ (مقری کے یہ تمام اقوال ہم نے کشف الآثار الشریفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ جلد نمبر اص ۵۹ تا ۶۲، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ، کوئٹہ، مصنف ابومحمد حارثی، تحقیق العلامہ لطیف الرحمٰن بہرائجی قاسمی سے لیے ہیں۔

چوتھا جواب:

امام ترمذی نے امام ابوحنیفہ کا جو قول نقل کیا ہے اس کی سند میں جو راوی ہے وہ المقری ہے اس کا پورا نام عبداللہ بن یزید ابوعبدالرحمٰن ہے۔ اس کے متعلق ابن ابی حاتم نے کہا ہے کہ میرے باپ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو میرے باپ نے کہا کہ جب اس سے مالک، یحیٰی بن ابی کثیر اور اسامہ روایت کریں تو حجت ہے۔

مذکورہ قول کی سند میں ان تینوں اماموں میں سے کسی ایک نے بھی اس سے یہ قول نقل نہیں کیا۔ لہٰذا یہاں پر یہ حجت نہیں ہے۔

امام ترمذیؒ کا دوسرا اعتراض:

(امام ترمذی نے ترمذی شریف ابواب الحج باب ماجاء فی اشعار البدن میں حدیث ابن عباسؓ کے تحت لکھا ہے۔)

یوسف بن عیسٰی نے کہا کہ میں نے وکیع سے سنا جب کہ ان کے پاس یہ حدیث بیان کی گئی تو انہوں نے کہا کہ اہل الرائے کے قول کو مت دیکھو اور بلاشبہ اشعار کرنا سنت ہے (قربانی کے جانور کو جو حاجی لے جاتا ہے اس کے کوہان کو چیرنا) اور اہل رائے کا قول ہے کہ یہ بدعت ہے۔ انہوں نے ابوسائب سے سنا کہ ہم وکیع کے پاس تھے کہ آدمی نے جو قیاس کو پسند کرتا تھا، اس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشعار فرمایا ہے جب کہ ابوحنیفہؒ کہتے ہیں کہ یہ مثلہ ہے اس آدمی نے (مزید) کہا کہ ابراہیم نخعی سے بھی یہی مروی ہے کہ

اشعار کرنا مثلہ (جانور کے کان، ناک وغیرہ اعضاء کاٹنا) ہے انہوں نے کہا کہ پھر میں نے وکیع کو غضبناک حالت میں دیکھا وہ کہہ رہے تھے کہ میں تجھ سے کہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور تو کہتا ہے کہ ابراہیم نخعی نے کہا، تو اس کا مستحق ہے کہ تجھے قید کرایا جائے اور اپنے قول سے رجوع ہونے تک تجھے رہا نہ کیا جائے۔ (ترمذی ج ۱ ص ۱۸۱)

(امام ابوحنیفہ کا تعارف محدثین کی نظر میں ص ۶۱، ۶۲)

جواب:

قربانی کے جانور کے اشعار کرنے اور نہ کرنے کے بارے میں دونوں قسم کی احادیث موجود ہیں۔ جس کی وجہ سے فقہاء میں اختلاف ہوا کہ آیا یہ اشعار کرنا فرض ہے، واجب ہے، سنت ہے یا مستحب ہے یا صرف مباح ہے۔ ہمارے علم کے مطابق فرض واجب تو کوئی بھی نہیں کہتا البتہ بعض علماء سنت کہتے ہیں اور بعض مباح۔ ہم یہاں پر پہلے دونوں قسم کی روایات نقل کرتے ہیں۔

اشعار کرنے کی روایت:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ کے مقام پر ہدی (یعنی قربانی کے جانور) کو دائیں جانب سے زخمی کر کے نشان لگایا۔

(ترمذی کتاب الحج، باب ما جاء فی اشعار البدن)

اشعار نہ کرنے کی روایت:

بعض اکابر صحابہ و تابعین کے نزدیک اشعار سنت موکدہ کی بجائے اباحت اور تخییر کے درجے میں ہے۔

حدیث نمبر ۱:

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے شاگرد حضرت اسودؒ نے آپؓ سے اشعار بدن کے

متعلق سوال کیا تو آپؓ نے فرمایا اگر تم چاہو تو کر سکتے ہو کیونکہ اشعار صرف بدنہ کی پہچان کے لیے ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۱۷۶)

حدیث نمبر ۲:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا اگر تم چاہو تو ہدی (قربانی کے جانور) کو اشعار کر سکتے ہو اور اگر چاہو تو نہ کرو۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۱۷۷)

حدیث نمبر ۳، ۴، ۵:

حضرت عطاءؒ حضرت طاؤسؒ اور حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں اگر تو چاہے تو جانور کا اشعار کر اور اگر چاہے تو نہ کر۔

(مصنف ابن ابی شیبہ حدیث نمبر ۱۳۳۷۱، کتاب المناسك باب في الاشعار اواجب هو امر لا)

ناظرین آپ نے دونوں قسم کی روایات ملاحظہ فرمائیں۔

جب حدیث سے یہ ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشعار کیا اور بعض سلف و خلف کا اس پر عمل بھی رہا تو اس کے جائز اور مباح ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

امام ابوحنیفہؒ کا اصول تو یہ ہے کہ آپ ضعیف حدیث اور صحابی کے عمل کے مقابلے میں بھی اپنی رائے کو ترک کر دیتے ہیں۔ اس لیے اس بات کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ امام ابوحنیفہؒ اشعار کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت مانتے ہوئے اس کو مکروہ یا مثلہ قرار دیتے ہوں۔ بلکہ ان کی رائے کا صحیح پس منظر یہ ہے کہ وہ اصلاً تو اشعار کو جائز اور درست قرار دیتے ہیں لیکن ان کے زمانے میں ناواقف لوگوں نے زخم لگانے میں بہت مبالغہ کرنا شروع کر دیا (یعنی جانور کی کھال کے بجائے اس کے گوشت تک کو زخمی کرنے لگے) جس سے جانور کو تکلیف ہوتی۔

چنانچہ امام ابو حنیفہؒ نے لوگوں کو اس غلط طریقہ سے اشعار کرنے سے روکنے کے لیے اشعار نہ کرنے کا فتویٰ دیا۔

ان کا اصل منشاء ایک جائز اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت عمل سے منع کرنا نہیں بلکہ لوگوں کو اس عمل میں ناجائز مبالغہ سے روکنا تھا۔

یہ بات امام طحاوی نے کہی ہے۔

امام طحاوی کی اس بات کو امام سرخسی نے اپنی کتاب المبسوط ج ۴ ص ۱۳۸ میں نقل کیا ہے۔ سرخسی کے علاوہ ابن حجر نے فتح الباری ج ۳ ص ۵۴۴، علامہ عینی نے عمدۃ القاری ج ۱۰ ص ۳۵ امام ابو منصور ماتریدی، حصکفی، ابن عابدین وغیرہ نے بھی امام طحاوی کی بات کو نقل کیا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی نے فتح الباری شرح صحیح بخاری ج ۳ ص ۵۴۴ میں لکھا ہے:

ویتعین الرجوع الی ما قال الطحاویؒ فانه اعلم من غیره باقوال اصحابه

طحاوی نے جو کچھ کہا ہے اسی کی طرف رجوع کرنا متعین ہے۔ کیونکہ وہ اپنے اصحاب کے قول کو سب سے زیادہ جانتے تھے۔

علامہ انور شاہ کشمیری نے العرف الشذی شرح جامع ترمذی ص ۳۳۰ اور علامہ شبیر احمد عثمانی نے فتح الملهم شرح صحیح مسلم ج ۳ ص ۳۱۰ میں امام طحاوی کا یہ قول نقل کیا ہے۔

امام طحاوی کی اس وضاحت سے امام ابو حنیفہ کی رائے کی صحیح تشریح ہو جاتی ہے جس سے حدیث کی مخالفت لازم نہیں آتی۔

دوسرا جواب:

اگر فریق مخالف کو امام طحاوی کی یہ تشریح پسند نہیں ہے تو اس کا دوسرا جواب یہ ہے۔ اگر بالفرض یہ ثابت بھی ہو جائے کہ امام صاحب نفس اشعار ہی کو مکروہ سمجھتے تھے تب بھی یہ ان کا اجتہاد ہے جو رائے پر نہیں بلکہ احادیث النهی عن المثلہ اور احادیث النهی عن

تعذیب الحیون پر مبنی ہے دونوں قسم کی احادیث کے لیے دیکھئے صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۲۸، ۸۲۹، کتاب الذبائح والصید والتسمیة، وباب ما یکرہ من المثلة والمصبورة والمجثمة اورسنن ابی داؤد ج۲ ص۲۹۰ کتاب الضحایا، باب فی المبالغة فی الذبح، اورنصب الرایه فی تخریج احادیث الهدایه ج۳ ص۱۱۸ تا ۱۲۰، باب التمتع.

گویا وہ احادیث اشعار کو ان احادیث سے منسوخ مانتے ہیں اور اس قسم کے اجتہادات ہر مجتہد کے ہاں ملتے ہیں اور محض ان اجتہادات کی وجہ سے کسی مجتہد کو موجب طعن نہیں بنایا جا سکتا۔

تیسرا جواب:

تیسرا جواب یہ ہے کہ اشعار ہدی (قربانی کے جانور) کے لیے یہ علامت مقرر کرنے کا حکم بھی کوئی فرض یا واجب کے درجہ کا نہیں بلکہ اس کا درجہ امام صاحب کے نزدیک محض جواز کا ہوگا کیونکہ دوسری طرف حضرت عائشہؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے اس کے کرنے یا نہ کرنے میں تغییر منقول ہے جیسا کہ پہلے نقل ہو چکا ہے۔ نیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر جن سو اونٹوں کی قربانی کی تھی ان میں سے صرف ایک ہی اونٹ کا اشعار کرنا ثابت ہے۔ اگر اشعار کرنا اتنا ضروری ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب کا کرتے باقی سب اونٹوں کی علامت ان کے گلوں میں پٹہ لٹکا کر مقرر کی گئی تھی۔

اصول کی کتابوں میں یہ اصول لکھا ہے کہ اگر کسی غیر ضروری چیز کو ضروری سمجھ لیا جائے تو اس کا ترک کرنا اولیٰ ہوتا ہے۔ امام صاحب نے ایک جواز والی چیز میں دیکھا کہ لوگ اس میں مبالغہ کر رہے ہیں اور ان کے اس عمل سے جانور کو تکلیف ہوتی ہے۔ تو آپ نے ان احادیث کے پیش نظر جن میں جانور کو تکلیف دینے سے منع کیا گیا ہے یہ فتویٰ دیا ہوگا۔

جانوروں کو تکلیف سے منع والی احادیث تو بہت ہیں کچھ کا حوالہ پہلے بخاری اور ... سے حوالے سے گزر چکا ہے ان میں سے ایک حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر لعنت فرمائی جو جانور کا مثلہ کرے۔

ناظرین کرام آپ کو یہ بات تو اچھی طرح سمجھ آ گئی ہوگی کہ امام صاحبؒ کا مسلک کسی طرح بھی حدیث کے خلاف نہیں ہے۔

اب یہ بات رہ جاتی ہے کہ امام وکیع بن الجراح المتوفی ۱۹۷ھ نے ایسی بات کیوں کہی اس کا جواب یہ ہے کہ امام وکیع بن الجراح تو آپ کے شاگرد ہیں اور آپ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے۔ خطیب بغدادی شافعی امام الجرح والتعدیل یحییٰ بن معین کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ ویفتی بقول ابی حنیفة و کان قد سمع منه شیئًا کثیرًا (تاریخ بغداد ج۱۳ ص۴۷۰)

کہ وکیع بن الجراحؒ امام ابوحنیفہؒ کے قول پر فتویٰ دیا کرتے تھے اور انہوں نے امام صاحبؒ سے بہت کچھ سنا اور حاصل کیا تھا۔

۲..... شیخ الاسلام ابن عبدالبر المالکیؒ لکھتے ہیں:

یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کہ میں نے وکیع کی مثل کوئی اور نہیں دیکھا اور وہ ابوحنیفہ کی رائے پر فتویٰ دیتے تھے۔ (الانتقاء ص۱۳۶)

۳..... ابن عبدالبر المالکی اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں:

یحییٰ بن معین نے فرمایا کہ میں نے کوئی شخص ایسا نہیں دیکھا جس کو میں وکیع پر مقدم کروں اور وکیع امام ابوحنیفہ کی رائے پر فتویٰ دیا کرتے تھے۔ (جامع بیان العلم وفضلہ ج۲ ص۱۴۹)

۴......علامہ ذہبی امام ابن معین ہی کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں:

وکیع امام ابوحنیفہ کے قول پر فتویٰ دیا کرتے تھے۔ (تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۲۸۲)

۵......حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی نقل کرتے ہیں:

وکیع امام ابوحنیفہ کے قول پر فتویٰ دیا کرتے تھے۔ (تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۱۲۷)

۶......علامہ عبدالقادر القرشی لکھتے ہیں:

وکیع امام ابوحنیفہؒ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے۔ (الجواہر المضیہ ج ۲ ص ۲۰۸)

۷......مولی طاش کبریٰ زادہ لکھتے ہیں:

ائمہ حنفیہ میں وکیع بن الجراح بھی ہیں۔ (مفتاح السعادۃ ج ۲ ص ۱۱۷)

ان تمام اقتباسات سے یہ بات روشن اور واضح ہو جاتی ہے کہ امام وکیع بن الجراح حنفی تھے اور امام ابوحنیفہ کی رائے اور قول پر فتویٰ دیتے تھے۔

دوسری طرف امام ترمذی نے ان سے یہ بھی بات نقل کی ہے جو اعتراض میں گزری اس تعارض کا جواب یہ ہے کہ وکیع کے اس قول کو اس زمانہ پر محمول کیا جائے جب وہ امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد نہیں بنتے تھے اور امام صاحب کے مسلک کو اچھی طرح نہیں سمجھتے تھے۔ بہت سے ائمہ کے حالات میں یہ بات ملتی ہے کہ امام صاحب کے بارے میں پہلے ان کی رائے کچھ اور تھی اور امام صاحب سے ملنے کے بعد ان کا نظریہ تبدیل ہو گیا تھا۔

امام ترمذیؒ کا تیسرا اعتراض:

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ بھی مرنے سے کچھ دن پہلے عام جرابوں پر مسح کرنے کے قائل ہو گئے تھے اور۔ (ترمذی باب ما جاء فی المسح علی الجوربین والنعلین) کا حوالہ دیتے ہیں۔

جواب:

یہ بات بالکل غلط ہے پہلی بات تو یہ ہے کہ امام صاحب کے متعلق یہ بات ترمذی کے عام

نسخوں میں تو موجود ہی نہیں البتہ بعض نسخوں میں ہے۔اب غیر مقلدین نے جو ترمذی عربی دارالسلام سے شائع کی ہےاس میں یہ عبارت موجود ہے۔

ہم پہلے ترمذی کی مکمل عبارت کا ترجمہ آپ کے سامنے نقل کرتے ہیں تا کہ آپ کو معلوم ہوکہ ترمذی نے کیا کہا ہے۔ملاحظہ فرمائیں

مسئلہ کی وضاحت:

غیر مقلدین اوراحناف کا عام (یعنی ہر قسم کی) جرابوں پر مسح کرنے میں اختلاف ہے۔ غیر مقلدین کہتے ہیں کہ ہر قسم کی جرابوں پر مسح کرنا جائز ہے،احناف کہتے ہیں کہ صحیح حدیث میں تو صرف موزوں پر مسح کرنے کا حکم ہے۔بعض قسم کی جرابوں پر جو احناف مسح کی اجازت دے دیتے ہیں وہ موزوں پر قیاس کرتے ہوئے دیتے ہیں۔اس قیاسی اجازت سے یہ سمجھ لینا کہ احناف بھی ہر قسم کی جرابوں پر مسح کی اجازت دیتے ہیں یہ غلط ہے۔

امام ابوحنیفہ پہلے غیر مجلدین و غیر منعلین ثخنین پر مسح کے قائل نہیں تھے،امام ابو یوسف اورامام محمد قائل تھے۔آخر میں آپ بھی قائل ہو گئے تھے تو امام ترمذی کی عبارت کا مطلب یہ ہے۔

ثخنین جراب کسے کہتے ہیں:

اس کی تفصیل حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے جو بیان فرمائی ہے۔اس کا خلاصہ ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ومسح علی الجوربین، جورَب سوت یااون کے موزوں کو کہتے ہیں اگر ایسے موزوں پر دونوں طرف چمڑا بھی چڑھا ہوا ہو تو اس کو مجلد کہتے ہیں اوراگر صرف نچلے حصہ میں

چمڑا چڑھا ہوا ہوتو اسے منعل کہتے ہیں اور اگر موزے پورے کے پورے چمڑے کے ہوں یعنی سوت وغیرہ کا ان مین بالکل دخل نہ ہوتو ایسے موزوں کو خفین کہتے ہیں، خفین، جوربین، مجلدین اور جوربین منعلین پر باتفاق مسح جائز ہے اور اگر جوربین مجلد یا منعل نہ ہوں اور رقیق ہوں یعنی ان میں ثخنین کی شرائط نہ پائی جاتی ہوں تو ان پر مسح باتفاق ناجائز ہے البتہ جوربین غیر مجلدین وغیر منعلین ثخنین پر مسح کرنے کے بارے میں اختلاف ہے۔ ثخنین کا مطلب یہ ہے کہ ان میں تین شرائط پائی جاتی ہوں۔ (۱) شفاف نہ ہوں یعنی اگر ان پر پانی ڈالا جائے تو پاؤں تک نہ پہنچے۔ (۲) مستمسک بغیر استمساک ہوں (۳) ان میں تتابع مشی ممکن ہو ایسے موزوں پر مسح کے جواز میں کچھ اختلاف ہے۔

جمہور یعنی ائمہ ثلاثہ اور صاحبین کا مسلک یہ ہے کہ ان پر مسح جائز ہے، امام ابوحنیفہ کا اصل مذہب عدم جواز کا ہے۔ لیکن صاحب ہدایہ اور صاحب بدائع وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ امام صاحب نے آخر میں جمہور کے مسلک کی طرف رجوع کر لیا تھا، مجمع الانہر میں لکھا ہے کہ یہ رجوع وفات سے نو یا تین دن پہلے کیا گیا اور جامع ترمذی علامہ عابد سندھی والے قلمی نسخہ میں یہاں ایک عبارت اور موجود ہے۔ **قال ابو عیسیٰ سمعت صالح بن محمد الترمذی قال سمعت ابا مقاتل السمر قندی یقول دخلت علی ابی حنیفة فی مرضه الذی مات فیه فدعا بماء فتوضأ وعلیه جوربان فمسح علیهما ثم قال فعلت الیوم شیئًا لم اکن افعله مسحت علی الجوربین وهما غیر منعلین (کذا فی طبعة الحلبی للترمذی بتصحیح الشیخ احمد شاکر المحدث)**

بہرحال اس سے بھی یہی پتہ چلتا ہے کہ امام صاحبؒ نے آخر میں رجوع فرما لیا تھا لہٰذا اب اس مسئلہ پر اتفاق ہے کہ جوربین ثخنین پر مسح جائز ہے۔

لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ مسح علی الجوربین کا جواز درحقیقت تنقیح المناط (علت) کے

طریقہ پر ہے یعنی جن جوارب میں مذکورہ تین شرائط پائی جاتی ہوں ان کو خفین ہی میں داخل کر کے ان پر جواز مسح کا حکم لگایا گیا ہے، ورنہ جن روایات میں مسح علی الجوربین کا ذکر ہے وہ سب ضعیف ہیں، ورنہ کم از کم خبر واحد ہیں، جن سے کتاب اللہ پر زیادتی نہیں ہو سکتی، بلکہ اس کا جواز مسح علی الخفین کی احادیث متواترہ ہی سے تنقیح مناط کے طور پر ثابت ہوا ہے۔

(درس ترمذی ج اص ۳۳۴،۳۳۵)

امام ترمذیؒ کا چوتھا اعتراض:

مولانا محمد اشرف سندھو غیر مقلد لکھتے ہیں:

رئیس المحدثین امام ترمذی کا قطعی و ناطق فیصلہ بھی سنتے چلئے:

لولا جابر الجعفی لکان اهل الکوفة بغیر حدیث ولو لا حماد لکان اهل الکوفة بغیر فقه. (ترمذی ص۲۹، ابواب الصلوٰة باب ماجاء فی فضل الاذان)

اگر جابر جعفی ایسا کذاب نہ ہوتا تو حنفی مذہب کے پاس کوئی حدیث نہ ہوتی اور اگر حضرت حماد کوفی نہ ہوتے تو حنفیت فقہ سے تہی دست ہوتی۔

جابر جعفی کو امام ابوحنیفہ سب سے بڑا کذاب فرماتے ہیں اور حضرت حماد بھی متکلم فیہ یعنی غیر معتبر ہیں۔ لطف یہ ہے کہ فقہ حنفیہ کا سرمایہ حیات لے دے کر بقول امام ترمذیؒ جابر جعفی اور حماد کوفی ہی ہیں۔ (**نتائج التقلید ص۹۰، ۹۱، بحواله مقام ابی حنیفة**)

علامہ بدیع الزماں غیر مقلد اس عبارت کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں:

کہا ابوعیسیٰ نے سنا میں نے جارود سے کہتے تھے سنا میں نے وکیع سے کہ کہتے تھے اگر نہ ہوتے جابر جعفی تو بغیر حدیث کے رہ جاتے اہل کوفہ اور نہ ہوتے حماد تو بغیر فقہ کے رہ جاتے اہل کوفہ۔ (ترمذی مترجم جلد اول ص۲۰)

جواب:

امام ترمذی نے ابواب الصلوٰۃ باب ماجاء فی فضل الاذان میں جابر جعفی کی سند سے

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی ایک حدیث نقل کی ہے۔اس کے تحت امام ترمذی نے یہ بات تحریری کی ہے ہم یہاں پر پہلے مکمل حدیث کا ترجمہ نقل کرتے ہیں تا کہ آپ کو آسانی سے بات سمجھ آجائے۔

امام ترمذی فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن حمید الرازی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوتمیلہ نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوحمزہ نے وہ روایت کرتے ہیں جابر سے وہ روایت کرتے ہیں مجاہد سے وہ روایت کرتے ہیں عبداللہ بن عباسؓ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نیکی کی نیت سے سات برس اذان دے تو اس کے لیے جہنم سے چھٹکارے کا پروانہ لکھ دیا جاتا ہے۔

یہ حدیث نقل کرنے کے بعد آگے امام ترمذی اپنا نقطہ نظر اس حدیث کے بارے میں پیش کرتے ہیں۔

امام ابوعیسیٰ (ترمذی) نے فرمایا: اس باب میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت ثوبانؓ، حضرت معاویہؓ، حضرت انسؓ، حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت ابوسعیدؓ سے بھی احادیث مروی ہیں۔

امام ابوعیسیٰ (ترمذی) نے فرمایا حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی حدیث غریب ہے اور ابو تمیلہ کا نام یحییٰ بن واضح ہے اور ابوحمزہ السکری کا نام محمد بن میمون ہے۔

اور جابر بن یزید الجعفی کو محدثین نے ضعیف کہا ہے۔ یحییٰ بن سعید اور عبدالرحمٰن بن مہدی نے ان کی احادیث کو ترک کر دیا تھا۔

امام ابوعیسیٰ (ترمذی) نے فرمایا:

میں نے جارود سے سنا انہوں نے کہا میں نے وکیع سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ اگر جابر جعفی نہ ہوتے تو اہل کوفہ بغیر حدیث کے ہوتے اور حماد نہ ہوتے تو اہل کوفہ بغیر فقہ کے ہوتے۔

قارئین کرام ہم نے آپ کی سہولت کے لیے امام ترمذی کی مکمل عبارت کا ترجمہ درج کردیا ہے۔اس میں کوئی لفظ بھی ایسا نہیں جس سے امام ابوحنیفہؒ پر اعتراض ہوتا ہو۔ ہاں تمام اہل کوفہ پر اعتراض بنتا ہے کہ اگر جابر نہ ہوتے تو اہل کوفہ کو حدیث کا علم ہی نہ ہوتا۔

اصل بات یہاں پر یہ ہے کہ امام ترمذی نے جابر جعفی سے یہ روایت نقل کی ہے اور جابر جعفی کے متعلق محدثین میں دونوں طرح کے لوگ موجود ہیں کچھ لوگوں نے اس کی توثیق کی ہے اور بہت سے محدثین نے اس پر سخت جرح کی ہے۔اور یہ بات امام ترمذی خود نقل کر چکے ہیں۔

توثیق کرنے والوں میں وکیع بن الجراح بھی ہیں جن کا قول امام ترمذی نے آخر میں نقل کیا ہے۔ترمذی ہی نے وکیع بن جراح کے استاذ امام ابوحنیفہ سے بھی اس راوی پر جرح نقل کی ہے ملاحظہ فرمائیں امام ترمذی علل صغیر میں نقل کرتے ہیں۔

حدثنا محمود بن غیلان قال حدثنا ابو یحییٰ الحمانی قال سمعت اباحنیفة یقول ما رأیت احدًا اکذب من جابر الجعفی ولا افضل من عطاء بن ابی رباح.

امام ترمذی فرماتے ہیں ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ابو یحییٰ الحمانی نے کہا کہ میں نے امام ابوحنیفہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے جابر جعفی سے زیادہ جھوٹا اور عطاء بن ابی رباح سے زیادہ صاحب فضیلت کوئی نہیں دیکھا۔

(ترمذی العلل الصغیر ص۷۳۹، صحیح ابن حبان ج۵ ص۴۷٤، مسند ابن الجعد ص۲۹۲، الکامل فی ضعفاء الرجال ابن عدی ج۲ ص۱۱۳، میزان الاعتدال فی نقد الرجال علامہ ذھبی ج۲ ص۱۰٤)

امام ابوحنیفہ کے علاوہ محدثین کی ایک بڑی جماعت نے بھی ان کی تضعیف کی ہے۔

یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ یہ کذاب ہے یحییٰ بن سعید کہتے ہیں، ہم نے جابر کی حدیث کو

سفیان ثوری کے ہمارے پاس آنے سے پہلے ہی ترک کر دیا تھا۔ امام شعبیؒ نے ایک مرتبہ جابر کی جھوٹی باتوں سے تنگ آ کر ان سے کہا کہ تو اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک کہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ نہ باندھے۔ اسماعیل کہتے ہیں کہ چند روز ہی گزرے تھے کہ جابر پر حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جھوٹ بولنے کی تہمت لگ گئی۔

یحییٰ بن یعلی کہتے ہیں کہ زائدہ سے کہا گیا کہ تم جابر، ابن ابی لیلیٰ اور کلبی سے حدیث کی روایت کیوں نہیں کرتے؟ تو زائدہ نے کہا رہی بات جابر کی تو اللہ کی قسم وہ کذاب ہے اور حضرت علی کے واپس دنیا میں آنے کا اعتقاد رکھتا ہے۔ امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں جن جن لوگوں سے میں ملا ہوں ان میں جابر جعفی سے بڑا جھوٹا کوئی شخص نہیں دیکھا میں اس کے سامنے جس کسی مسئلہ کے متعلق اپنی رائے پیش کرتا ہوں تو وہ فوراً میری رائے کے مطابق حدیث گھڑ دیتا۔ جن علماء نے اس کی توثیق کی تھی ان میں سے بعض نے اپنی توثیق سے رجوع کر لیا تھا۔

عمرو بن علی کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن مہدی پہلے جابر سے احادیث روایت کرتے تھے پھر انہوں نے اس سے روایت کرنے کو ترک کر دیا تھا۔

امام نسائی فرماتے ہیں کہ یہ متروک الحدیث ہے۔

جریر کہتے ہیں میں جابر سے حدیث روایت کرنے کو حلال نہیں سمجھتا کیونکہ وہ حضرت علیؓ کی رجعت پر ایمان رکھتا تھا۔ ابوالاحوص کہتے ہیں جب میں جابر کے پاس سے گزرتا تو اللہ تعالیٰ سے عافیت کی دعا کرتا تھا۔ اس کی وفات ۱۲۸ ہجری میں ہوئی۔

(تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۴۴، ۴۵، از ابن حجر عسقلانی بحوالہ شرح ترمذی ج ۲ ص ۳۲۲)

امام ابوداؤد کا اعتراض:

قال ابو دائود سمعت احمد بن یونس قال مات الاعمش وانا ابن اربع

عشرۃ سنۃ ورأیت ابا حنیفۃ رجلاً قبیح الوجہ. (سوالات ابوعبید الآجری ص۱۹۲)

امام ابوداوٗد فرماتے ہیں کہ میں نے احمد بن یونس سے سنا، انہوں نے کہا کہ جب امام اعمش فوت ہوئے تو اس وقت میری عمر چودہ برس کی تھی اور میں نے امام ابوحنیفہ کو دیکھا وہ بُرے چہرے والے تھے۔

جواب:

اس اعتراض کے دو جواب ہیں: (۱) الزامی (۲) تحقیقی

الزامی جواب:

کسی انسان کا چہرہ اگر پیدائشی طور پر خوبصورت نہ ہو تو یہ کوئی اعتراض کی بات نہیں اگر بالفرض محال یہ بات درست بھی ہو تو امام ابوحنیفہ پر پھر بھی کوئی اعتراض نہیں بنتا بلکہ یہ اعتراض تو اللہ تعالیٰ کی تخلیق پر ہے۔ معاذ اللہ۔ اور اگر چہرہ کا بُرا ہونا کوئی اعتراض ہے تو کئی محدثین کرام ایسے گزرے ہیں جو شکل وصورت کے اعتبار سے دیکھنے میں زیادہ اچھے معلوم نہ ہوتے ہوں۔ محدثین تو ایک طرف رہے صحابہ کرام میں بھی بعض ایسے مل جائیں گے جو خلقت کے اعتبار سے بہت خوبصورت نہ ہوں جیسے حبشہ کے لوگ ہوتے ہیں۔ اسی طرح محدثین کرام میں عطاء بن رباح کے بارے میں آتا ہے کہ وہ چہرے کے اعتبار سے خوبصورت نہ تھے بلکہ بالکل قبیح المنظر تھے۔ تو کیا اتنے بڑے امام ومحدث کو جن سے صحاح ستہ میں بہت سی روایات مروی ہیں صرف اس بنیاد پر مجروح قرار دے کرنا قابل اعتبار ٹھہرایا جائے گا کہ وہ حبشی غلام اور قبیح الوجہ تھے؟ لہٰذا قبیح الوجہ ہونا کوئی جرح اور اعتراض نہیں ہے۔

تحقیقی جواب:

بہت سے محدثین کرام نے امام ابوحنیفہ کے حالات لکھے ہیں جس میں انہوں نے امام ابوحنیفہ کو حسین، خوبصورت چہرے والا بیان کیا ہے۔

(۱) علامہ ذہبی فرماتے ہیں:

نضر بن محمد نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ کا چہرہ خوبصورت تھا، اچھے کپڑے پہنتے اور خوشبو

استعمال فرماتے تھے۔(سیر اعلام النبلاء،ج۶ص۳۹۹)

(۲)امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ

امام ابوحنیفہ درمیانے قد والے، لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت چہرے والے، سب سے زیادہ فصاحت والے، سب سے زیادہ میٹھی گفتگو کرنے والے اور صاف بات کرنے والے تھے۔(تاریخ اسلام ذہبی،ج۹ص۳۰۸)

(۳)امام عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ

میں نے محفل نشین لوگوں میں امام ابوحنیفہ سے زیادہ باوقار کسی کو نہیں دیکھا اور نہ ہی اخلاق اور بردباری کے اعتبار سے امام صاحب سے زیادہ کسی کو دیکھا ہے۔

(تاریخ اسلام ذہبی ج۹ص۳۰۸)

(۴)حماد بن ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ

میرے والد گرامی گندمی رنگ والے خوبصورت تھے، خوبصورت جسم والے تھے، زیادہ خوشبو کا استعمال فرماتے، زیادہ بات نہ کرتے مگر (کسی سوال کا) جواب دینے کے لیے اور لا یعنی چیزوں میں مشغول نہ ہوتے تھے۔(تاریخ اسلام ذہبی ج۹ص۳۰۸)

(۵)علامہ ابن تغری بردی نضر بن محمد کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ

امام ابوحنیفہ خوبصورت چہرے کے مالک تھے، پاکیزہ کپڑے پہنتے اور خوشبو استعمال فرماتے تھے۔

ہم نے پانچ حوالے نقل کر دیے ہیں جن میں صاف موجود ہے کہ آپ کا چہرہ خوبصورت تھا۔ان کے مقابلہ میں احمد بن یونس کے قول کی کوئی وقعت نہیں رہتی۔

امام نسائی رحمہ اللہ کا اعتراض:

امام نسائی فرماتے ہیں کہ قوی نہیں ہے حدیث میں انتہائی کم احادیث کا راوی ہونے کے باوجود زیادہ غلطیاں کرتے ہیں۔(دیوان الضعفاء والمتروکین امام نسائی ص۱۳۸)

(امام ابوحنیفہؒ کا تعارف محدثین کی نظر میں ص۶۲،۶۳)

جواب:

امام نسائی سے اس جرح کے ناقل حسن بن رشیق ہیں۔دیکھئے کتاب الضعفاء مطبوعہ الہ آباد ص ۴۴۳ حسن بن رشیق ان لوگوں میں سے ہیں جن پر حافظ عبدالغنی اور دارقطنی نے جرحیں کی ہیں۔ص ۳۰ ج ۱، لہٰذا حسب قاعدہ حسن بن رشیق خود مجروح ہوئے اور مجروح کی روایت قابل اعتبار نہیں ہوسکتی۔تو ان کی روایت سے امام ابوحنیفہ کو مجروح ٹھہرانا غلط اور لغو ہے۔

ثانیاً امام نسائی ان متعنتین اور متشددین میں سے ہیں جنہوں نے بخاری و مسلم کے بہت سے راویوں پر محض تعنت سے جرح کردی ہے۔چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی مقدمہ فتح الباری میں لکھتے ہیں:

"احمد بن صالح المصری تعامل علیه النسائی

الحسن بن الصباح البزور تعنت فیه النسائی

حبیب المعلم متفق علی توثیقه لکن تعنت فیه النسائی

محمد بن بکر البرسانی لینه النسائی بلاحجة

"احمد بن صالح مصری، حسن بن صباح البزور، حبیب المعلم، محمد بن ابی بکر البرسانی (اگرچہ ان کے ثقہ ہونے پر سب کا اتفاق ہے) لیکن امام نسائی نے ان سب کی بلا دلیل تضعیف کی ہے۔"

یہ چاروں راوی ایسے معتبر اور ثقہ ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے احتجاجاً ان سے روایت کی ہے۔مگر امام نسائی نے بوجہ تعنت کے ان کی بھی تضعیف کردی ہے اور ابن حجر نے "تہذیب التہذیب" میں بذیل ترجمہ حارث بن عبداللہ لکھا ہے:

"حدیث الحارث فی سنن الاربعة والنسائی مع تعنة فی الرجال فقد احتج به النسائی مع تعنته"

"حارث کی حدیث سنن اربعہ اور نسائی سب میں موجود ہے باوجودیکہ امام نسائی، رواۃ کے سلسلہ میں بہت متعنت (سخت گیر) ہیں مگر ان کی حدیث سے استدلال کیا ہے۔"

اور سیوطی نے زہر الربی علی المجتبیٰ میں لکھا ہے:

"فکم من رجل اخرج لہ ابوداؤد والترمذی وتجنب النسائی اخراج

حديثه بل تجنب اخراج حديث جماعة من رجال الصحيح" الخ

"کتنے ہی ایسے حضرات ہیں جن سے ابوداؤداور ترمذی نے روایت کی ہے لیکن امام نسائی نے اجتناب کیا ہے بلکہ اور بہت سے صحیح (صحیح بخاری) کے راویوں سے نسائی نے حدیث بیان کرنے میں پرہیز کیا ہے۔"

جب کہ حسبِ تصریح ابن حجر وسیوطی وغیرہم امام نسائی متعنتین میں سے ہیں تو ان کی جرح ایسے امام کے حق میں جس کا ثقہ اور جید الحافظ ہونا بڑے بڑے ثقات ونقادفن کے بیان سے ثابت ہے کس طرح مقبول ہوسکتی ہے۔

ثالثاً جو کتاب اصح الکتب بعد کتاب اللہ تسلیم کی گئی ہے۔ یعنی صحیح بخاری۔ اس کے بعض رواۃ پر بھی **کثیر الغلط والخطاء** کی قسم کی جرحیں منقول ہیں۔ مگر امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں ان سے روایت کی ہے۔ چنانچہ مقدمہ فتح الباری میں ہے۔

۱......قبيصة بن عقبة قال احمد بن حنبل كان كثير الغلط وكان ثقة لا باس.

قبیصہ بن عقبہ کے بارے میں امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ وہ بہت غلطی کرنے والا تھا، پھر بھی ثقہ تھا۔

۲......وضاح بن عبد الله قال ابو حاتم كان يغلط كثيرا.

ابوحاتم نے وضاح بن عبداللہ کے بارہ میں فرمایا وہ بہت غلطی کرنے والا تھا۔

۳......جرير بن حازم قال امام احمد بن حنبل كثير الغلط وقال الاثرم عن احمد حدث بمصر احاديث وهو فيها ولم يكن يحفظ.

اور اثرم نے احمد سے روایت کی کہ اس نے مصر میں ایسی احادیث بیان کیں جن میں اس کو وہم تھا اور اچھی طرح یاد نہیں تھیں۔

۴......سليمان بن حيان عن ابى داؤد اتى من سوء حفظ فيغلط ويخطى.

سلیمان بن حیان کے بارے میں ابوداؤد کہتے ہیں کہ حافظہ کی کمزوری کے باوجود انہوں نے روایت کی اس لیے ان سے لغزشیں ہوئیں۔

۵......عبدالعزيز بن حجر قال ابو ذرعة سئ الحفظ ربما حدث من حفظ

السئ فیخطی.

عبدالعزیز بن حجر کے متعلق ابوزرعہ نے فرمایا کہ ان کا حافظہ خراب تھا اور اکثر اسی خراب حافظہ کی بنیاد پر حدیث بیان کرتے ہیں چنانچہ غلطی کرتے تھے۔

اس قسم کے اور بھی بہت سے رواۃ ہیں جن سے بخاری نے روایت کی ہے۔ اگر کسی کے کثیر الغلط کہہ دینے سے ثقہ وصدوق راوی، ضعیف اور قابل ترک ہو جاتا ہے تو پھر صحیح بخاری بجائے اصح الکتب ہونے کے اضعف الکتب ٹھہرے گی۔

رابعاً ابوعبدالرحمٰن نسائی نے سنن نسائی یعنی مجتبیٰ کو سنن کبریٰ سے منتخب کر کے مرتب کیا ہے اور خود اس امر کا اقرار کیا ہے کہ اس کی کل حدیثیں صحیح ہیں چنانچہ سیوطی اپنی کتاب زہرابی میں لکھتے ہیں:

"قال محمد بن معاویة الاحمر الراوی عن النسائی، قال النسائی کتاب السنن کله صحیح وبعضه معلول الا انه لم یبق علته والمنتخب المسمی بالمجتبیٰ صحیح کله وذکر بعضهم ان النسائی لما صنف السنن الکبریٰ اهداه الی الامیر فقال له الامیر کل ما فی هذا صحیح قال لا قال فجرد الصحیح منه فصنف له المجتبیٰ"

"نسائی کے راوی محمد بن معاویہ فرماتے ہیں امام نسائی نے فرمایا کہ کتاب السنن ساری صحیح ہے۔ صرف اس کا کچھ حصہ معلول ہے مگر اس کی علت باقی نہیں رہی اور منتخب جس کا نام مجتبیٰ ہے وہ سب صحیح ہے۔ بعض حضرات نے کہا ہے کہ امام نسائی نے جب سنن کبریٰ تصنیف کی تو امیر کو بطور ہدیہ پیش فرمائی۔ امیر نے معلوم کیا اس کی ساری حدیثیں صحیح ہیں؟ امام نسائی نے فرمایا نہیں۔ امیر نے کہا اس میں سے صحیح احادیث منتخب کر دیجیے۔ چنانچہ اس کے بعد مجتبیٰ تصنیف فرمائی۔"

اور نسائی کے علاوہ دوسرے محدثین نے بھی مثلاً ابن مندہ، ابن عدی، دارقطنی اور خطیب وغیرہم نے بھی مجتبیٰ کو صحیح قرار دیا ہے۔

زہرابی اور فتح المغیث میں اس کی تصریح موجود ہے اور سنن نسائی میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت موجود ہے۔

تہذیب التہذیب میں ہے:

"وفی کتاب النسائی حدیثه عن عاصم عن ابی عباس قال لیس علی اتی البھیمة حدًا" الخ

"اور نسائی میں ان کی روایت عاصم سے ان کی ابن عباس سے کہ فرمایا بہیمہ سے جماع کرنے والے پر حد نہیں ہے۔"

اور تقریب وخلاصہ تذہیب میں نعمان بن ثابت کے نام پر (شم، ز۔س) علامت مرقوم ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ شمائل ترمذی و جز القرأة للبخاری اور نسائی کے راوی ہیں۔

اب غور کرنے کا مقام ہے کہ اگر واقعی نسائی کے نزدیک امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ غیر قوی کثیر الغلط والخطا تھے تو نسائی نے ان سے کیوں روایت کی اور اپنی کتاب کو صحیح کلہ کیوں کہا پس حسبِ خیال معترض نسائی کے دونوں قولوں میں تعارض وتہافت ہے۔

مگر ہم معترض کو دو توجیہہ ایسی بتلاتے ہیں کہ نہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر حرف آئے گا اور نہ حضرت امام نسائی پر۔

ممکن ہے کہ امام نسائی نے پہلے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو غیر قوی خیال کیا ہو، مگر بعد تتبع وتحقیق کے معلوم ہوا ہو کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ثقہ ہیں اور پہلے خیال سے رجوع کر لیا ہو یا یوں کہا جائے:

"لیس بالقوی فی الحدیث ای علی شرط النسائی وھو کثیر الغلط والخطاء ای فی فھم المعنی"

"حدیث میں قوی نہیں تھے یعنی نسائی کی شرط کے مطابق اور وہ بہت غلطی کرنے والے تھے یعنی معنی کے سمجھنے میں۔"

چونکہ رواۃ کے باب میں نسائی کی شرطیں بہت سخت ہیں، اپنی شروط اور اصطلاح کے اعتبار سے لیس بالقوی کہہ دیا ہے۔

چنانچہ زہرالی ص۳ میں ہے:

"بل تجنب النسائی اخراج حدیث جماعة من رجال الصحیحین.

فحکی ابو الفضل من طاهر قال سعد بن علی الریحانی عن رجل موثقة فقلت له ان النسائی لم یحتج به فقال بابنی ان لابی عبد الرحمٰن شرطا فی الرجال اشد من شرط البخاری و المسلم"

"بلکہ امام نسائی رحمہ اللہ نے صحیحین کے راویوں کی ایک جماعت سے روایت کرنے میں احتراز کیا۔

ابوالفضل نے طاہر سے نقل کیا کہ سعد ابن علی الریحانی نے ایک شخص کے بارے میں کہا کہ وہ ثقہ ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ پھر نسائی نے ان کو قابلِ حجت کیوں نہیں قرار دیا؟ انہوں نے فرمایا صاحبزادے رجال کے بارے میں ابوعبدالرحمٰن کی شرط بخاری و مسلم سے زیادہ سخت ہے۔"

اور چونکہ حافظ نسائی محدث شافعی تھے، غوامض فقہ کی جانب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی طرح ان کی توجہ نہ رہی ہوگی اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بعض مسائل مستنبطہ کو اپنے ظاہر فہم کے خلاف سمجھا ہوگا اور کچھ ایسا ہی اکثر محدثین کا حال تھا۔ اپنے ظن کے اعتبار سے کہہ دیا ہوگا۔

کثیر الغلط والخطا ای فی فهم المعنی ہماری اس توجیہہ سے نہ امام صاحب کا سئ الحافظ ہونا ثابت ہوتا ہے اور نہ نسائی کے اقوال میں تعارض باقی رہتا ہے۔ اگر معترض محض ضد سے ان توجیہات کو نہ مانے تو پھر امام نسائی کو کثیر الغلط والخطاء سے روایت کر کے اسے صحیح بتلانا جید الحافظ کا کام نہیں۔ کیا معترض کی غیرت یہ تقاضہ کرتی ہے کہ امام نسائی کو کثیر الغلط والخطاء اور سئ الحافظہ کا خطاب دے۔

نصرۃ الفقہ کے مصنف حضرت مولانا محمود حسن صدیقی چاٹگامی لکھتے ہیں:

اور امام نسائی کی جرح کے متعلق عرض یہ ہے کہ انہوں نے خود امام ابوحنیفہؒ سے اپنی سند سے روایت لی ہے۔ سنن الکبریٰ نسائی میں دو روایتیں نقل کی ہیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے:

اخبرنا علی بن حجر قال انا عیسی بن یونس عن النعمان یعنی ابن ثابت ابی حنیفة عن عاصم هو بن عمر عن ابی رزین عن عبدالله بن عباس قال لیس علی من اتی بهیمة حد.

ہمیں علی بن حجر نے خبر دی انہوں نے کہا ہمیں عیسیٰ بن یونس نے خبر دی انہوں نے امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت سے انہوں نے عاصم بن عمر سے انہوں نے ابورزین سے اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا جو آدمی چوپائے سے بدکاری کرے اس پر حد نہیں۔ (سنن الکبریٰ نسائی ج ۴ ص ۳۲۲)

اور کتاب سنن نسائی کے بارے میں خود ان کی تصریح ہے کہ کتاب السنن صحیح کلہ، کتاب السنن تمام تر صحیح ہے۔ اور جب امام صاحب کی روایت صحیح ٹھہری تو وہ ضعیف کیوں ہونے لگے۔ اس سے معلوم ہوا کہ امام نسائی نے امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں اپنی رائے سے رجوع کرلیا تھا۔

چنانچہ مولانا عبدالرشید صاحب نعمانی فرماتے ہیں:

قلت فلعله رجع عما قاله فی حق الامام ولعل ذلك حينما لقی بمصر الطحاوی وجالسه (ما تمس اليه الحاجة ص ٢٨)

میں کہتا ہوں کہ غالباً امام نسائی نے امام صاحب کے بارے میں جو کلام کیا ہے اس سے رجوع کرلیا تھا اور یہ غالباً اس وقت ہوا جب وہ مصر میں امام طحاوی سے ملے ہیں اور ان کے پاس بیٹھے ہیں۔

اس لیے امام نسائی کی جرح کو لے کر امام صاحب کو مجروح نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔

(نصرۃ الفقہ بجواب حقیقت الفقہ ص ۱۲۶، ۱۲۷، ترمیم واضافے کے ساتھ)

☆......☆......☆

مصنف کی دیگر کتب

۱.....حضور اکرم ﷺ کی نماز
۲.....امام ابوحنیفہؒ پر اعتراضات کے جوابات
۳.....فقہ حنفی پر اعتراضات کے جوابات
۴.....حقائق الفقہ بجواب حقیقت الفقہ
۵.....آفتاب محمدی بجواب شمع محمدی (۲ جلدیں)
۶.....اہلسنت کی تصنیفی خدمات کی ایک جھلک
۷.....فتاویٰ عالمگیری پر اعتراضات کے جوابات
۸.....ہم اہل سنت والجماعت کیوں ہیں
۹.....دلائل احناف (مجموعہ احادیث)
۱۰.....بہشتی زیور پر اعتراضات کے جوابات
۱۱.....تکبیرات العیدین مع قربانی کے تین دن
۱۲.....ننگے سر نماز
۱۳.....جرابوں پر مسح
۱۴.....مسائل اربعہ (مرد وعورت کی نماز میں فرق)
۱۵.....بیس تراویح کا ثبوت
۱۶.....فرض نماز کے بعد دعا کا ثبوت
۱۷.....مجموعہ وظائف (پنج سورہ شریف)
۱۸.....فیضان مصطفی ﷺ (مجموعہ درود شریف)
۱۹.....خاص خاص سورتیں اور ان کے فضائل
۲۰.....فضائل سادات مع تذکرہ اولیاء سادات
۲۱.....مسائلِ قربانی قرآن وسنت کی روشنی میں
۲۲.....ہدایہ پر اعتراضات کا علمی جائزہ
۲۳.....احادیثِ مصطفی ﷺ اور مسلک احناف
۲۴.....سلسلہ چشتیہ، نظامیہ، قدوسیہ، امدادیہ
۲۵.....نواسہ رسول ﷺ سیدنا امام حسینؓ
۲۶.....امام مرغینانی
۲۷.....شجرہ جاتِ طریقت
۲۸.....شجرہ قادریہ
۲۹.....حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ کے روحانی سلسلے
۳۰.....تذکرہ علمائے احناف
۳۱.....شجرہ طریقت پیر جی سید اشتیاق علی کرنالویؒ
۳۲.....پیر جی کی باتیں
۳۳.....رسائلِ پیر جی
۳۴.....مضامینِ پیر جی

از تحریر

علماء اہل سنت

تقسیم فی سبیل اللہ

ناشر

امام اعظم اکیڈمی کراچی

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ نمبر
اعتراض نمبر ۱۳ سفیان ثوری کا قول کہ ابوحنیفہ آہستہ آہستہ اسلام کو توڑ رہے تھے	17
اعتراض نمبر ۱۴ سفیان ثوری کا قول کہ امام ابوحنیفہ کو دو مرتبہ کفر سے توبہ کرائی گئی	18
اعتراض نمبر ۱۵ سلیمان بن حرب کا قول کہ امام ابوحنیفہؒ اللہ کے راستے سے روکنے والے تھے	18
اعتراض نمبر ۱۶ شریک بن عبداللہ قاضی کا قول کہ ابوحنیفہؒ سے دو مرتبہ زندیقیت سے توبہ کرائی گئی	20
اعتراض نمبر ۱۷ سلیمان کا قول کہ امام ابوحنیفہ سے خالد القسری نے توبہ کرائی	21
اعتراض نمبر ۱۸ بشر بن مفضل کا قول کہ ابوحنیفہؒ حیلہ کرنے کی تعلیم دیا کرتے تھے	22
اعتراض نمبر ۱۹ حماد کا قول ابوحنیفہؒ کے متعلق	22
اعتراض نمبر ۲۰ حارث بن عمیر ابوالبصری کا قول کہ ابوحنیفہؒ نے کہا کہ کعبہ کا صحیح تعین نہ کرنے والا مومن ہے	23
اعتراض نمبر ۲۱ حارث بن عمیر ابوبصری کے قول کی دوسری سند	25
اعتراض نمبر ۲۲ فزاری کا قول کہ امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں آدم اور ابلیس کا ایمان برابر ہے	26
اعتراض نمبر ۲۳ شریک بن عبداللہ النخعی قاضی کا قول کہ شراب بیچنے والا ابوحنیفہؒ کے قول پر فتویٰ دینے والے سے بہتر ہے	26
اعتراض نمبر ۲۴ حفص بن غیاث کا قول کہ ابوحنیفہؒ مسائل میں تاویل کیا کرتے تھے	27
اعتراض نمبر ۲۵ امام مالک کا قول کہ اسلام میں ابوحنیفہؒ سے زیادہ نقصان پہنچانے والا پیدا نہیں ہوا	29
اعتراض نمبر ۲۶ رقبہ بن مصقلہ کا قول کہ ابوحنیفہؒ رائے اور قیاس پر (لوگوں) کو پختہ کرتے تھے	30
اعتراض نمبر ۲۷ ایوب سختیانی کا قول کہ ابوحنیفہ کھجلی والے شخص ہیں ان سے دور رہو	31

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اعتراض نمبر۱:

رؤبہ کا قول کہ ابو حنیفہؒ ایسی رائے دے گا جو وہ چبا نہیں سکیں گے

ثنا أبو بكر الحميدي، ثنا سفيان قال كنا عند رؤية، فأبصر الناس وقد انجعلوا فقال: من أين؟ فقال: من عند أبي حنيفة قال: هيه يمكنهم من رأى ما مضغوا وينقلبوا إلى أهاليهم بغير ثقة.

ہم سے ابوبکر حمیدی نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ ہم سے سفیان نے بیان کیا کہا کہ ہم رؤبہ کے پاس بیٹھے تھے تو لوگوں کو دیکھا تحقیق وہ منتشر ہو رہے تھے تو اس نے کہا کہاں سے آ رہے ہو کہا ابو حنیفہ کے پاس سے۔ کہا ادھر آؤ (ابو حنیفہؒ) انہیں ایسی رائے دیں گے جس کو وہ چبا نہیں سکیں گے اور بغیر کسی مضبوط بات کے وہ اپنے گھر والوں کی طرف واپس لوٹیں گے۔

(المعرفۃ والتاریخ ج ۳، ص ۹۳)

جواب:

اس قول کی سند میں ایک راوی روبہ ہے، جس کا پورا نام اس طرح ہے **روبة بن العجاج الراجز المشهور** یہ راوی صحیح نہیں اس کے متعلق محدثین کے اقوال ملاحظہ فرمائیں۔

قال النسائي ليس بالقوى وقال العقيلي لا يتابع عليه وقال ابن معين دعه

(تہذیب التہذیب ج ۲، ص ۱۱۷)

نسائی نے کہا قوی نہیں ہے عقیلی نے کہا اس کی متابعت نہیں کی جاتی۔ ابن معین نے کہا اس کو چھوڑ دے۔

قال ابن الجوزي، قال النسائي ليس بالقوى (کتاب الضعفاء، ج ۱، ص ۲۷۷)

ابن جوزی نے کہا کہ نسائی نے کہا یہ قوی نہیں ہے۔

قال العقيلي، لا يتابع عليه (ضعفاء کبیر، ج ۲، ص ٦٤)

عقیلی نے کہا اس کی متابعت نہیں کی جاتی۔

قال الذهبی، قال النسائی روبة لیس بثقة (میزان الاعتدال ج ۲، ص ۵۷)

ذہبی نے کہا کہ نسائی نے کہا ہے یہ راوی روبہ ثقہ نہیں ہے۔

ان اقوال سے ثابت ہوا کہ یہ قول درست نہیں جب اس قول کی سند درست نہیں تو جرح کیسے ثابت ہوئی۔

اعتراض نمبر ۲:

مزاحم بن زفر کا قول کہ ابوحنیفہؒ اپنی باتوں کو خود باطل کہا کرتے تھے

وحدثنا عبدالرحمن بن ابراهیم، ثنا ابو مسهر، عن مزاحم بن زفر قال: قلت لابی حنیفة: یا ابا حنیفة هذا الذی تفتی والذی وضعت فی کتبك هو الحق الذی لا شك فیه؟ فقال والله ما ادری لعله الباطل الذی لا شك فیه.

بیان کیا ہم سے عبدالرحمٰن بن ابراہیم نے کہا بیان کیا ہم سے ابومسہر نے انہوں نے مزاحم بن زفر سے مزاحم بن زفر نے کہا کہ میں نے ابوحنیفہؒ سے کہا اے ابوحنیفہ، یہ وہ ہے جو تو نے فتویٰ دیا ہے اور وہ جو تو نے اپنی کتابوں میں وضع کیا ہے۔ وہ وہ حق ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے؟ تو ابوحنیفہ نے کہا اللہ کی قسم میں نہیں جانتا شاید کہ وہ وہ باطل ہے جس میں شک نہیں ہے۔ (المعرفۃ والتاریخ ج ۳، ص ۹۴۔۹۵)

جواب:

کسی بدعقیدہ راوی نے امام ابوحنیفہؒ کی زبان مبارک سے یہ بیان کیا ہے کہ معاذ اللہ میں نے اپنی کتابوں میں باطل تحریر کیا ہے اس کی سند پر گفتگو نہ بھی کریں تو اس روایت کا تعصب پر اور کذب پر مبنی ہونا ظاہر ہے۔ تاہم اس کی سند میں ایک راوی ابومسہر ہے جو بد عقیدہ تھا۔ تہذیب التہذیب میں ہے کہ ابومسہر قرآن کو مخلوق کہتا تھا۔

(تہذیب التہذیب، ج ۳، ص ۳۱۴)

قرآن مجید کو مخلوق کہنا عقیدہ کفر ہے۔ نیز اس کی سند میں دوسرا راوی محمد بن معاذ ہے۔

اس کے متعلق امام عقیلی فرماتے ہیں فی حدیثۃ وھم (کتاب الضعفاء ج ۴، ص ۱۴۵)
عقیلی نے کہا کہ اس کی حدیث میں وہم ہے (یعنی) یہ راوی وہمی ہے۔ ان حوالہ جات سے واضح ہو گیا کہ یہ قول لائق التفات نہیں ہے۔

اعتراض نمبر ۳:

امام ابو یوسف کا قول کہ ابو حنیفہ جہمی اور مرجیہ تھے

حدثنا عبيد الله بن معاذ، حدثني محمد بن معاذ قال: سمعت سعيد بن مسلم قال: قلت لأبي يوسف: كان أبو حنيفة جهميًا؟ قال: نعم، قلت: أكان مرجئًا؟ قال: نعم، قلت: ولقد قلت له أرأيت امرأة تزوجت سنديًا فولدت له أولاداً مغلقلي الرؤوس، ثم تزوجت بعده تركيًا فولدت له أولادًا صغار الاعين، عراض الوجوه، قال: هم للزوج الأول قال: فقلت له فعلام كنتم تجالسونه؟ قال: على مدارسة العلم.

بیان کیا ہم سے عبید اللہ بن معاذ نے کہا بیان کیا مجھ سے محمد بن معاذ نے کہا سنا میں نے سعید بن مسلم سے کہا کہ میں نے ابو یوسف سے کہا کیا ابو حنیفہؒ جہمی ہے؟ ابو یوسف نے کہا ہاں، میں نے کہا کیا مرجی ہے۔ ابو یوسف نے کہا ہاں۔ میں نے کہا اور البتہ تحقیق میں نے ابو حنیفہ سے پوچھا کہ بتائیں ایک عورت نے سندی شخص سے شادی کی اس سے گھنگریالے بالوں والی اولاد پیدا ہوئی پھر اس کے بعد ترکی شخص سے شادی کی تو چھوٹے ناک چپٹے چہرے والے بچے ہوئے تو انہوں نے کہا کہ وہ بچے پہلے شوہر کے ہوں گے سعید بن مسلم نے کہا کہ میں نے ابو یوسف سے کہا پھر تم کیوں اس کے پاس بیٹھتے ہو کہا علم پڑھنے پڑھانے کے لیے۔ (المعرفۃ والتاریخ ج ۳ ص ۹۵)

جواب:

امام ابو حنیفہؒ پر جہمی یا مرجی وغیرہ ہونے کا الزام لگانا، یہ محض بہتان ہے جس سے امام

صاحب کوسوں دور ہیں۔

نیز اس الزام کے رد کے لیے امام صاحبؒ کی طرف سے آپ کی ایک کتاب فقہ اکبر ہی کافی ہے پھر اس قول کی سند بھی محفوظ نہیں، اس کی سند میں ایک راوی عبید اللہ بن معاذ ہے۔

تہذیب میں لکھا ہے عن ابن معین لیسوا اصحاب حدیث ولیسوا بشئ

(تہذیب، ج ۴، ص ۳۴)

یعنی ابن معین نے کہا کہ یہ نہ تو حدیث والے ہیں اور نہ ہی کوئی چیز ہے۔

اعتراض نمبر ۴:

عبداللہ بن مبارک کا قول کہ امام ابوحنیفہ مرجیہ تھے

حدثنا أحمد بن الخليل، حدثنا عبدة قال سمعت ابن المبارك وذكر أبا حنيفة. فقال رجل هل كان فيه من الهوى شيء؟ قال: نعم، الأرجاء.

بیان کیا ہم سے احمد بن خلیل نے کہا بیان کیا ہم سے عبدہ نے کہا سنا میں نے ابن مبارک سے کہ ابن مبارک نے ابوحنیفہ کا ذکر کیا تو ایک آدمی نے کہا کیا ابوحنیفہؒ میں خواہش نفس سے کوئی چیز ہے تو ابن مبارک نے کہا ہاں وہ ارجاء ہے۔

(المعرفۃ والتاریخ ج ۳، ص ۹۴، ۹۵)

جواب:

امام صاحب نے اپنی تصنیف فقہ اکبر میں خود اس الزام سے برأت ظاہر فرمائی ہے اور اپنے عقیدہ اور مرجیہ کے عقائد میں نقطۂ امتیاز واضح کیا۔ فرماتے ہیں:

ہم یہ نہیں کہتے کہ گناہ مومن کے لیے ضرر رساں نہیں، اور نہ یہ کہتے ہیں کہ مومن دوزخ میں نہیں جائے گا اور نہ یہ کہتے ہیں کہ وہ ابدی جہنمی ہے اگر وہ فاسق ہو اور مرجیہ کی طرح یہ نہیں کہتے کہ ہماری نیکیاں ضرور مقبول اور ہماری برائیاں ضرور معاف ہو جائیں گی۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جس شخص نے کوئی نیکی تمام شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے کی ہے اور اس میں کوئی

مفسد اعمال امر موجود نہ ہو، کفر، ارتداد اور اخلاق ذمیمہ ان اعمال کو برباد نہ کر رہے ہوں اور اس کا خاتمہ بھی ایمان پر ہوا ہوا یسے شخص کے اعمال کو اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرے گا، بلکہ قبول کرے گا اور اس پر ثواب دے گا۔

(الفقہ الاکبر و شرحہ لملا علی قاری، دار الکتب العربیہ الکبری، مصر، ص ۶۶۔۶۸)

امام ابن تیمیہ نے الفرقان بین الحق والباطل میں بھی امام صاحب کی اس الزام سے برأۃ کی ہے۔(دیکھئے مجموعہ رسائل کبریٰ، ج ۱، ص ۲۷۔۲۹)

اعتراض نمبر ۵:

امام ابو یوسف کا قول کہ ابو حنیفہ جہمی اور مرجیہ تھے

حدثنا ابو جزء عن عمرو بن سعيد بن مسلم قال: سمعت جدی قال قلت لأبي يوسف: أكان أبو حنيفة مرجئًا؟ قال: نعم قلت أكان جهميًا؟ قال: نعم قال قلت فاين انت منه؟ قال: إنما كان حنيفة مدرسًا قبلناه، وما كان قبيحًا تركناه عليه.

بیان کیا ہم سے ابو جزء نے عمرو بن سعید بن مسلم سے کہا سنا میں نے اپنے دادا سے کہا کہ میں نے ابو یوسف سے کہا کیا ابو حنیفہؒ مرجی تھے؟ کہا ہاں، میں نے کہا کیا جھمی تھے، کہا ہاں میں نے کہا تو ان سے کہاں ہے؟ کہا ابو یوسف نے کہ پڑھاتے تھے جو بات ان کی اچھی ہوتی وہ ہم قبول کرتے جو بری ہوتی اس کو ہم نے چھوڑ دیا۔(المعرفۃ والتاریخ ج ۳، ص ۹۵)

جواب:

امام ابو حنیفہؒ پر مرجی اور جہمی ہونے کا الزام قطعاً غلط ہے جس کے لیے آپ کی تصنیف مبارک فقہ اکبر ہی کافی ہے نیز اس قول کی سند بھی سخت مجروح ہے سند میں واقع ایک راوی ابو جزء ہے۔

اس کا پورا نام اس طرح ہے ابو جز القصاب نصر بن طریف یہ ٹھیک نہیں اس کے

متعلق محدثین فرماتے ہیں۔

قال ابن المبارك كان قدريا و لم يكن يثبت وقال احمد لا يكتب حديثه وقال النسائي وغيره متروك، قال يحيى من المعروفين بوضع الحديث.

(میزان الاعتدال، ج ۴، ص ۲۵۱، کتاب الضعفاء لابن الجوزی، ص ۱۵۹)

ابن مبارک نے فرمایا کہ یہ قدری ہے (بدمذہب) اور ثبت نہیں ہے امام احمد نے فرمایا اس کی حدیث نہ لکھی جائے امام نسائی وغیرہ نے فرمایا یہ متروک ہے، امام یحیٰی نے فرمایا یہ حدیث گھڑنے کے ساتھ مشہور ہے۔

اعتراض نمبر ۶:

سفیان ثوری کا قول کہ اسلام کو نقصان پہچانے والا امام ابوحنیفہؒ سے بڑھ کر کوئی پیدا نہیں ہوا

حدثني محمد بن أبي عمر قال: قال سفيان ما ولد في الإسلام مولود أضرّ على أهل الإسلام من أبي حنيفة.

بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عمر نے کہا کہ کہا سفیان نے کہ اسلام میں اہل اسلام پر ابوحنیفہؒ سے زیادہ ضرر رساں پیدا ہوا ہی نہیں۔ (المعرفۃ والتاریخ ج ۳، ص ۹۵)

جواب:

اس قول کی سند میں سفیان ہیں، سفیان تو حضرت امام کے مداحین میں سے ہیں دیکھیے ابن عبدالبر کی کتاب الانتقاء ص ۱۹۳۔

نیز اس قول کی سند بھی محفوظ نہیں اس کی سند میں ایک راوی محمد بن ابی عمر ہے۔ جس کا پورا نام اس طرح ہے۔ محمد بن عمر بن ابی عمر، یہ مجہول ہے اس کے متعلق محدثین کا فیصلہ ملاحظہ فرمائیں۔

قال المزی لم اجد له ذکرا

امام مزی نے فرمایا کہ میں نے اس کا ذکر نہیں پایا۔ (تہذیب التہذیب ج ۵، ص ۲۳۲)

قال ابن حجر فی التقریب، لا یعرف (تقریب التہذیب ج ۲، ص ۱۱۷)

ابن حجر نے کہا یہ نہیں پہچانا گیا۔ (یعنی مجہول ہے)

اعتراض نمبر ۷:

سفیان ثوری کا قول کہ امام ابوحنیفہؒ سے بڑھ کر اسلام میں شر پھیلانے والا کوئی نہیں

حدثنا أحمد بن يونس قال: سمعت نعيمًا يقول: قال سفيان: ما وضع في الإسلام من الشر ما وضع أبو حنيفة إلا فلان. قال الرجل صلب.

بیان کیا ہم سے احمد بن یونس نے کہا سنا میں نے نعیم سے وہ کہتے کہ کہا سفیان نے جتنا شر ابوحنیفہؒ نے اسلام میں ڈال رکھا ہے اتنا شر اسلام میں کبھی کسی نے نہیں ڈالا۔ ہاں ابوحنیفہ کے علاوہ ایک اور مضبوط آدمی نے بھی شر ڈالا ہے۔ (المعرفۃ والتاریخ ج ۳ ص ۹۷)

جواب:

اس کی قول کی سند ٹھیک نہیں۔

اس کی سند میں نعیم بن حماد ہے اگرچہ کئی حضرات نے اس راوی کو حدیث کی روایت میں ثقہ کہا ہے تاہم نعیم بن حماد امام ابوحنیفہؒ پر جرح کے لیے حکایات گھڑ لیا کرتا تھا جیسا کہ علامہ ذہبی نے اس کی وضاحت کی ہے کہ

ازدی نے کہا یہ حدیثیں گھڑتا تھا اور حکایات مکذوبہ، امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں روایت کرتا تھا وہ سب جھوٹ ہیں۔

(میزان الاعتدال، ج ۴، ص ۲۶۹، تہذیب التہذیب ج ۵، ص ۶۳۵ تا ۶۳۸)

امام ابوداوٗد نے فرمایا کہ اس کے پاس بیس حدیثیں ایسی ہیں جن کی کوئی اصل نہیں ہے۔

امام نسائی نے فرمایا کہ ضعیف ہے اور اس سے دلیل نہ لی جائے۔

(میزان الاعتدال ج ۴، ص ۲۶۹)

اعتراض نمبر ۸:

عبدالرحمٰن بن مہدی کا قول کہ امام ابوحنیفہ اور حق کے درمیان حجاب ہے

حدثنا محمد بن بشار قال: سمعت عبد الرحمن يقول بين أبي حنيفة وبين الحق حجاب

بیان کیا ہم سے محمد بن بشار نے کہا سنا میں نے عبدالرحمٰن سے وہ کہتے تھے کہ ابوحنیفہ اور حق کے درمیان حجاب ہے۔(المعرفۃ والتاریخ، ج ۳، ص ۹۵)

جواب:

اس قول کی سند مجروح ہے۔

اس کی سند میں ایک راوی محمد بن بشار البصری الحافظ بندار ہے۔ میزان میں ہے کہ

كذبه الفلاس، قال عبدالله بن عبدالله دورقي كنا عند يحيىٰ بن معين فجرى ذكر بندار فرايت يحيىٰ لا يعبابه ويستضعفه و رايت القواريرى لا يرضاه. (میزان الاعتدال ج ۳، ص ۴۰۰)

فلاس نے اس کو جھوٹا کہا ہے عبداللہ بن دورقی نے کہا کہ ہم یحییٰ بن معین کے پاس بیٹھے تھے کہ بندار کا ذکر ہوا۔ تو میں نے دیکھا کہ یحییٰ نے کوئی پرواہ نہیں کی اور اس کو ضعیف کہتے رہے اور میں نے قواریری کو دیکھا وہ اس بندار سے راضی نہیں تھے۔

اور تہذیب میں ہے کہ عبداللہ بن محمد بن سیار نے کہا کہ میں نے عمرو بن علی سے سنا وہ قسم کھا کر کہتے تھے کہ بندار کذاب ہے۔

عبداللہ بن علی بن مدینی نے کہا کہ سنا میں نے اپنے باپ سے اور پوچھا ایک حدیث کے متعلق جو بندار نے روایت کی تھی تو میرے باپ نے کہا یہ روایت کذب ہے۔ اور سخت انکار کیا۔(تہذیب التہذیب ج ۵، ص ۴۸)

اعتراض نمبر۹:

سعید بن عبدالعزیز تنوخی کا قول کہ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص جوتی کی عبادت کر کے اللہ کا قرب حاصل کرے تو کوئی حرج نہیں

حدثني علي بن عثمان بن نفيل، حدثنا أبو مسهر، حدثنا يحيى بن حمزة وسعيد يسمع: أن أبا حنيفة قال: لو أن رجلاً عبد هذه النعل يتقرب بها إلى الله لم أر بذلك بأسا، فقال سعيد هذا الكفر صراحة.

بیان کیا مجھ سے علی بن عثمان بن نفیل نے کہا بیان کیا مجھ سے ابو مسہر نے کہا بیان کیا ہم سے یحییٰ بن حمزہ اور سعید نے، اور سعید نے سنا کہ ابو حنیفہؒ نے کہا کہ اگر کوئی آدمی اس جوتی کی عبادت کرے اور اس کے ساتھ وہ اللہ تعالیٰ کا قرب چاہے تو میں اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا، سعید نے کہا یہ صریح کفر ہے۔ (المعرفۃ والتاریخ، ج ۳، ص ۹۶)

جواب:

اس قول کی سند میں یحییٰ بن حمزہ، قدری مذہب والا ہے۔

(عقیلی ضعفاء کبیر ج ۴، ص ۳۹۷، تہذیب التہذیب ج ۶، ص ۱۲۹)

اگرچہ اس کی بعض سے توثیق بھی منقول ہے۔ مگر قدری ہونے پر اتفاق ہے۔

اس قول کی سند میں دوسرا راوی سعید بن عبدالعزیز ہے جو کہ التنوخی ہے۔

تہذیب میں ابوداؤد، ابن معین، ابومعمر سے اس کا مختلط ہونا مذکور ہے۔

(تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۳۲۱)

اس قول کی سند میں تیسرا راوی ابو مسہر ہے جو کہ عبدالاعلیٰ بن مسہر ہے یہ قرآن مجید کو مخلوق کہتا تھا۔ (تہذیب التہذیب)

اس قول سند میں ایک راوی قرآن کو مخلوق کہنے والا، ایک تقدیر کا منکر اور ایک راوی مختلط ہے، بس اس قول کا کوئی اعتبار نہیں۔

اعتراض نمبر ۱۰:

بشر بن ابی ازہر نیشا پوری کا قول کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ امام ابوحنیفہ کے جنازہ پر کالا کپڑا تھا اور ان کے گرد عیسائی راہب تھے

حدثنی عبد الرحمن قال سمعت علی بن المدینی قال قال لی بشر بن ابی الازھر النیسابوری رأیت فی المنام جنازۃ علیھا ثوب أسود وحولھا قسیسون، فقلت جنازۃ من ھذہ فقالوا، جنازۃ ابی حنیفۃ فحدثت بھا أبا یوسف فقال لا تحدث بہ احدا.

بیان کیا مجھ سے عبدالرحمٰن نے کہا سنا میں نے علی بن مدینی سے علی بن مدینی نے کہا کہ مجھ سے بشر بن ابی ازہر نیشا پوری نے کہا کہ میں نے خواب میں ایک جنازہ دیکھا جس پر سیاہ کپڑا تھا اور اس کے ارد گرد راہب تھے میں نے پوچھا یہ جنازہ کس کا ہے تو انہوں نے کہا یہ جنازہ ابوحنیفہ کا ہے میں نے ابو یوسف کو خواب سنایا تو انہوں نے مجھ سے کہا یہ خواب کسی کو بیان نہ کرنا۔ (المعرفۃ والتاریخ ج ۳، ص ۹۶)

جواب:

انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ کسی مسلمان کا خواب شرعی طور پر حجت نہیں ہوتا۔ حضرت امام محیی الدین النووی الشافعی حدیث **من رانی فی المنام فقد رانی** کی شرح میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھنا تو صحیح ہے اور اس میں پریشان خیالات اور تلبیس شیطان کا کچھ دخل نہیں ہو سکتا لیکن اس سے کسی حکم شرعی کا اثبات جائز نہیں کیونکہ نیند کی حالت سننے والے کے لیے ضبط و تحقیق کی حالت نہیں ہوتی اور محدثین کا اتفاق ہے کہ قبول روایت اور شہادت کی شرط یہ ہے راوی بیدار ہو نہ یہ کہ وہ **مغفل سیئ الحفظ، کثیر الخطاء** اور **مختل الضبط** ہو اور سونے والے کی

یہ حالت نہیں ہوتی۔ اس لیے اس کی روایت قبول نہ کی جائے گی۔ کیونکہ اس کا ضبط مختل ہوتا ہے۔ (شرح مسلم ج ا ص ۱۸)

اس اصولی جواب کے بعد ضرورت تو نہیں کہ ہم کچھ اور عرض کریں مگر ایک خواب امام صاحب کی تائید میں یہاں نقل کرتے ہیں آپ کی تائید میں خواب تو بے شمار ہیں مگر یہاں پر گنجائش نہیں ہے۔ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ اپنی مشہور زمانہ کتاب "کشف المحجوب" کے گیارہویں باب میں امام ابوحنیفہ کے حالات میں لکھتے ہیں:

"میں ایک دفعہ حضرت بلالؓ مؤذن رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پر سو رہا تھا۔ خواب میں دیکھا کہ مکہ معظمہ میں ہوں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باب شیبہ سے تشریف لائے اور ایک بوڑھے آدمی کو اس طرح گود میں لیے ہوئے تھے جیسے لوگ شفقت سے بچوں کو اٹھا لیتے ہیں۔ میں نے آگے بڑھ کر قدم بوسی کی، حیران تھا کہ یہ پیرانہ سال آدمی کون ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے دل کی بات سمجھ لی اور فرمایا یہ تیرا امام اور تیرے اپنے دیار کا رہنے والا ابوحنیفہ ہے۔ مجھے اس خواب سے بڑی تسلی ہوئی اور اپنے اہل شہر سے ارادت پیدا ہوئی۔ خواب سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ ابوحنیفہؒ ان لوگوں میں سے تھے جو اوصافِ طبع میں فانی اور احکام شرع میں باقی و قائم ہو گزرے ہیں۔ یہ حقیقت اس امر سے ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو اٹھا کر لائے اگر وہ خود چل کر آتے تو باقی الصفت ہوتے۔ باقی الصفت لوگ منزل کو پا بھی سکتے ہیں اور منزل سے بھٹک بھی سکتے ہیں چونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اٹھایا ہوا تھا یقیناً ان کے ذات صفات فنا ہو چکے اور پیغمبر حق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات کے ساتھ صاحب بقا تھے۔ پیغمبر حق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سہو و خطا سے بالاتر ہیں اور یہ ناممکن ہے کہ جیسے ان کا سہارا نصیب ہو وہ سہو و خطا کا مرتکب ہو سکے یہ ایک رمز لطیف ہے۔ (کشف المحجوب، ص ۱۷۰۔۱۷۱، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

امام ابوحنیفہؒ کی تائید میں اس طرح کے بہت سے خواب ہیں مگر ہم نے یہاں پر ایک نقل کر دیا ہے جس سے آپ کی عظمت اور مقام کا پتہ چلتا ہے۔ اور ایک وہ خواب ہے کہ جو آپ کو مسلمان سے عیسائی بنا رہا ہے آپ کے مخالفین کو اللہ ہدایت دے اور کیا کہہ سکتے ہیں۔

اعتراض نمبر ۱۱:

ایوب سختیانی نے ابوحنیفہؒ کا ذکر کرتے وقت یہ آیت پڑھی يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا

حدثنا أبو بكر بن خلاد قال: سمعت عبد الرحمن بن مهدى قال: سمعت حماد بن زيد يقول: سمعت أيوب يقول – وذكر أبا حنيفة – فقال: ﴿يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ﴾

(سورة التوبه الآية ۳۲)

بیان کیا ہم سے ابوبکر بن خلاد نے کہا سنا میں نے عبدالرحمٰن بن مہدی سے کہا سنا میں نے حماد بن زید سے وہ کہتے سنا میں نے ایوب سے وہ کہتے اور ذکر کیا گیا ابوحنیفہ کا تو ایوب نے یہ آیت تلاوت کردی۔

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ

کہ وہ ارادہ کرتے ہیں کہ اللہ کے نور کو بجھادیں اور اللہ انکار کرتا ہے، مگر یہ کہ پورا کرے گا اپنے نور کو۔

جواب:

اس میں تو امام ابوحنیفہ کی تعریف ہے کہ محدث ایوب نے ذکر امام ابوحنیفہ کے وقت مذکورہ آیت تلاوت کی جس سے اشارہ انہوں نے یہ کیا کہ امام ابوحنیفہ کو اللہ تعالیٰ بلند رکھے گا۔

محدث ایوب امام صاحب کے مداحین میں سے ہیں۔

(دیکھیے امام ابن عبدالبر کی کتاب الانتقاء، ص ۱۹۳)

اعتراض نمبر ۱۲:

عمار ابن رزیق کا قول کہ ابوحنیفہ کی مخالفت میں ہی حق ہے

حدثنا ابن نمير حدثنا بعض اصحابنا عن عمار بن رزيق قال: إذا سئلت، عن شيء، فلم يكن عندك شئ فانظر ما قال أبو حنيفة فخالفه، فإنك تصيب.

بیان کیا ہم سے ابن نمیر نے کہا بیان کیا ہم سے ہمارے بعض دوستوں نے عمار ابن رزیق سے، ابن رزیق نے کہا کہ اگر تجھ سے کوئی مسئلہ پوچھا جائے اور تیرے پاس اس کا جواب نہ ہو تو دیکھو کہ اس بارے میں ابوحنیفہ نے کیا کہا جو کچھ اس نے کہا تو اس کے مخالف کہہ دے تو درستی کو پالے گا۔ (المعرفۃ والتاریخ ج ۳، ص ۹۶)

جواب:

اس قول میں کتنا بغض وحسد ہے امام صاحبؒ کے ساتھ وہ بالکل واضح ہے اور جو جرح بغض وعناد کی وجہ سے ہو وہ جرح ہی قبول نہیں ہوتی۔ تاہم سند میں مجہول راوی بھی ہیں جیسا کہ ابن نمیر نے کہا کہ ہمارے بعض دوستوں نے کہا یہ بعض دوست کون ہیں کچھ نہیں نہ نام کا ذکر، نہ باپ کا ذکر، کون تھے، کیسے تھے، کچھ معلوم نہیں تو ایسے مجہولوں کی بنا پر ایک محبوب مطلق، کبیر الشان، عظیم القدر امام اعظم جیسی شخصیت پر جرح کرنا انصاف کا خون کرنا ہے۔

اعتراض نمبر ۱۳:

سفیان ثوری کا قول کہ ابوحنیفہ آہستہ آہستہ اسلام کو توڑ رہے تھے

حدثنا نعيم بن حماد، ثنا إبراهيم بن محمد الفزاري قال: كنا عند سفيان الثوري اذ جاءه نعي أبي حنيفة فقال: الحمد لله الذي أراح المسلمين منه، لقد كان ينقض عرى الاسلام عروة عروة، ما ولد في الإسلام مولود أشأم على الإسلام منه.

بیان کیا ہم سے نعیم بن حماد نے کہا بیان کیا ہم سے ابراہیم بن محمد فزاری نے کہا ہم سفیان ثوری کے پاس تھے کہ ابوحنیفہ کی موت کی خبر آئی تو سفیان نے کہا، الحمد للہ ابوحنیفہ سے مسلمانوں نے چھٹکارا پایا، وہ آہستہ آہستہ اسلام کو توڑ رہا تھا۔ اسلام میں ابوحنیفہ سے بڑھ کر کوئی منحوس پیدا نہیں ہو سکتا۔ (المعرفۃ والتاریخ ج ۳، ص ۹۶)

جواب:

یہ حضرت امام سفیان ثوری پر محض بہتان ہے آپ اس سے بری الذمہ ہیں امام ابن عبدالبر کی کتاب الانتقاء ص ۹۷، ادیکھیے آپ تو امام صاحب کے مداحین میں سے ہیں، نیز اس قول کی سند میں نعیم بن حماد ہیں۔ میزان الاعتدال ج ۴، ص ۲۶۹ میں مذکور ہے کہ نعیم بن حماد امام ابوحنیفہ کے بارے میں حکایات مکذوبہ کا گھڑنے والا ہے۔ لہذا نعیم بن حماد سے جتنی بھی امام صاحب کے خلاف روایات ہیں وہ سب کی سب باطل ہیں۔

لہٰذا واضح ہو گیا کہ یہ روایت جھوٹی ہے اور امام سفیان ثوری اس سے بری الذمہ ہیں۔

اعتراض نمبر ۱۴:

سفیان ثوری کا قول کہ امام ابوحنیفہ کو دو مرتبہ کفر سے توبہ کرائی گئی

حدثنا نعيم قال: سمعت معاذ بن معاذ، ويحيىٰ بن سعيد يقولان: سمعنا سفيان الثوري يقول: استيب أبو حنيفة من الكفر مرتين.

بیان کیا ہم سے نعیم نے کہا سنا میں نے معاذ بن معاذ اور یحییٰ بن سعید سے وہ دونوں کہتے تھے سنا ہم نے سفیان ثوری سے وہ کہتے تھے ابوحنیفہ سے کفر کی وجہ سے دو مرتبہ توبہ کا مطالبہ کیا گیا۔ (المعرفۃ والتاریخ ج ۳، ص ۹۶)

جواب:

اعتراض نمبر ۱۳ کے جواب میں ابھی گزرا ہے کہ نعیم بن حماد کی امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں جتنی بھی روایات طعن ہیں وہ سب کی سب باطل ہیں۔

اعتراض نمبر ۱۵:

سلیمان بن حرب کا قول کہ امام ابوحنیفہؒ اللہ کے راستے سے روکنے والے تھے

حدثنا سليمان بن حرب، حدثنا حماد بن زيد قال: قال ابن عون نبئتَ

أن فيكم صدادين يصدون عن سبيل الله قال سليمان بن حرب وابو حنيفة وأصحابه ممن يصدون عن سبيل الله.

بیان کیا ہم سے سلیمان بن حرب نے کہا بیان کیا ہم سے حماد بن زید نے کہا، کہ ابن عون نے کہا کہ مجھ کو خبر دی گئی ہے کہ تم میں کچھ ایسے لوگ موجود ہیں جو اللہ کے راستے سے روکنے والے ہیں، تو سلیمان بن حرب نے کہا وہ ابو حنیفہؒ اور اس کے ساتھی ہیں۔ جو اللہ تعالی کے راستے سے روکتے ہیں۔ (المعرفۃ والتاریخ ج۳، ص۹۶)

جواب:

اس قول کی سند میں سلیمان بن حرب ہے اگرچہ ثقہ ہے لیکن روایت کے الفاظ تبدیل کر دیتا تھا اور روایت بالمعنی بیان کرتا تھا۔ (تہذیب التہذیب ج۲ص ۳۹۶)

پھر اس کی سند میں دوسرا راوی حماد بن زید ہے۔ یہ تو حضرت امام صاحب کے مداحین میں سے ہیں۔ دیکھیے ابن عبدالبر کی کتاب الانتقاء ص۱۹۳۔

نیز اس کی سند میں تیسرا راوی ابن عون ہے اور وہ محمد بن عون ہے اس کے متعلق تہذیب میں ہے۔

قال البخاری منکر الحدیث، قال الازدی و ابو الفتح والدولابی متروک الحدیث قال غیرہ منکر الحدیث. (تہذیب ج۵، ص۲۴۶)

بخاری نے کہا یہ منکر الحدیث ہے، ازدی، ابوالفتح دولابی نے کہا متروک الحدیث ہے۔

نیز اس قول کی سند میں مذکور ہے کہ ابن عون نے کہا مجھ کو خبر دی گئی ہے، خبر دینے والا کون ہے کچھ معلوم نہیں لہذا یہ قول درست نہیں۔

اعتراض نمبر ۱٦:

شریک بن عبداللہ قاضی کا قول کہ ابو حنیفہؒ سے دو مرتبہ زندیقیت سے توبہ کرائی گئی

حدثني الوليد بن عتبة الدمشقي و كان ممن قهر نفسه حدثنا أبو مسهر، ثنا يحيى بن حمزة، وسعيد بن عبد العزيز جالس، حدثني شريك بن عبد الله قاضي الكوفة أن أبا حنيفة استتيب من الزندقة مرتين.

بیان کیا مجھ سے ولید بن عتبہ دمشقی نے یہ ان میں سے ہے جنہوں نے اپنی جان پر سختی کی ہے کہا بیان کیا ہم سے ابو مسہر نے کہا بیان کیا ہم سے یحییٰ بن حمزہ اور سعید بن عبد العزیز نے کہا بیان کیا مجھ سے شریک بن عبداللہ جو کوفہ کے قاضی ہیں نے کہ بے شک ابو حنیفہ سے زندیقی کی وجہ سے دو بار توبہ کرائی گئی ہے۔ (المعرفۃ والتاریخ ج ۳، ص ۹۷)

جواب:

یہ بات بالکل حقیقت کے خلاف ہے اور بد مذہبوں کا غلط پراپیگنڈہ ہے۔ اس قول کی سند میں ایک راوی ابو مسہر ہے یہ قرآن مجید کو مخلوق کہنے والا ہے۔ (تہذیب التہذیب)

دوسرا راوی یحییٰ بن حمزہ، قدری مذہب والا یعنی تقدیر کا منکر ہے۔

(عقیلی ج ۴، ص ۳۹۷)

تیسرا راوی سعید بن عبد العزیز مختلط ہے۔ (تہذیب التہذیب ج ۲، ص ۳۲۱)

خود قاضی شریک بھی مختلف فیہ ہے۔ دیکھیے میزان الاعتدال وغیرہ

اس قول کی سند میں ولید بن عتبہ دمشقی بھی ہے، قال الذهبي لا يدرى من هو وما هو. (میزان الاعتدال ج ۴، ص ۳۴۱)

ذہبی نے کہا ولید بن عتبہ معلوم نہیں کہ یہ کون ہے کیا ہے (یعنی مجہول ہے)

اعتراض نمبر ۱۷:

سلیمان کا قول کہ امام ابوحنیفہ سے خالد القسری نے توبہ کرائی

حدثنی الولید حدثنی أبو مسهر، حدثنی محمد بن فلیح المدینی، عن اخیه سلیمان و کان علامة بالناس إن الذی استاب أبا حنیفة خالد القسری، قال: فلما رأی ذلك أخذ فی الرأی لیعصی به.

بیان کیا مجھ سے ولید نے کہا بیان کیا مجھ سے ابو مسہر نے کہا بیان کیا مجھ سے محمد بن فلیح المدینی نے اپنے بھائی سلیمان سے اور وہ لوگوں کو بہت جاننے والے تھے کہ جس نے ابو حنیفہ سے توبہ کا مطالبہ کیا تھا وہ خالد القسری ہے۔

جواب:

اس قول کی سند میں ولید ہے جو کہ ولید بن عتبہ ہے، اس کے متعلق امام ذہبی نے فرمایا ہے۔

"لا یدری من هو و ما هو" (میزان الاعتدال ج ۴، ص ۳۴۱)

نہیں معلوم کہ یہ کون ہے اور کیا ہے (یعنی مجہول ہے)

اس کی سند میں دوسرا راوی ابو مسہر ہے جو کہ قرآن مجید کو مخلوق کہتا تھا۔

(تہذیب التہذیب)

اس کی سند میں تیسرا راوی محمد بن فلیح المدینی ہے، اس کے متعلق محدثین کا فیصلہ یہ ہے

قال ابو حاتم لیس بذالك عن ابن معین لیس بثقة قال ابو حاتم لیس بقوی لا یعجبنی حدیثه (میزان الاعتدال ج ۴، ص ۱۰، تہذیب التہذیب ج ۵، ص ۲۶۰)

ابوحاتم نے کہا یہ قوی نہیں ہے، ابن معین نے کہا یہ ثقہ نہیں ہے، ابوحاتم نے کہا یہ قوی نہیں ہے اور مجھے اس کی حدیث پسند نہیں ہے۔ نیز ابن جوزی بیان کرتے ہیں یحیٰی نے کہا ثقہ نہیں ہے، ابوحاتم رازی نے کہا قوی نہیں ہے۔ (کتاب الضعفاء لابن الجوزی ج ۳، ص ۹۲)

ان حوالہ جات سے واضح ہو گیا کہ اس کی سند خاصی مجروح ہے جو لائق استناد نہیں ہے۔

اعتراض نمبر ۱۸:

بشر بن مفضل کا قول کہ ابو حنیفہؒ حیلہ کرنے کی تعلیم دیا کرتے تھے

حدثنا سليمان بن حرب، حدثنا معاذ بن معاذ، عن بشر بن المفضل قال: سمعت أبا حنيفة، عن امرأة من الحي لها غلام فجامعها دون الفرج، فضاع الماء في فرجها فحملت ما حيلته؟ قال: لها عمة؟ قالوا نعم قال: فلتهبه لعمتها ثم تزوجها منه فإذا ألم عن مجالسته.

بیان کیا ہم سے سلیمان بن حرب نے کہا بیان کیا ہم سے معاذ بن معاذ نے، بشر بن مفضل سے کہا سنا میں نے ابو حنیفہ سے ایسی عورت کے متعلق جس سے اس کے غلام نے مجامعت کی سوائے شرم گاہ کے پس پانی بہہ کر اس کی فرج میں داخل ہو گیا جس سے وہ عورت حاملہ ہو گئی تو اب اس کا حیلہ کیا ہے تو ابو حنیفہ نے کہا کیا اس عورت کی پھوپھی ہے کہا ہاں ہے تو کہا کہ وہ عورت اپنا غلام اپنی پھوپھی کو ہبہ کر دے پھر پھوپھی اس غلام کے ساتھ مجامعت والی عورت کا نکاح کر دے۔

جواب:

اس قول کی سند میں سلیمان بن حرب ہے اگرچہ ثقہ ہے تاہم روایت کے الفاظ بدل دیتا ہے اور روایت بالمعنی کرتا ہے۔ (تہذیب ج ۲، ص ۳۹۶)

نیز اس کی سند میں دوسرا راوی بشر بن مفضل ہے، **قال الازدی ضعیف مجهول** ازدی نے کہا کہ ضعیف اور مجہول ہے۔ (کتاب الضعفا، ابن الجوزی ج ۱، ص ۱۴۱)

اعتراض نمبر ۱۹:

حماد کا قول

قال حماد فجلست إلى أبي حنيفة في مسجد الحرام فقال: قدم أيوب المدينة فجلست إليه فقلت لعلي: اتعلق عليه سقطة. قال: فجاء حتى قام

بين المنبر والقبر. قال: فما ذكرت مقامه إلا انشعر جلدی. قال سليمان: وما أراه إلا كذب. ثم قال سليمان: ترون كان فی قلبه إيمان حيث هم أن يتعلق لأيوب بسقطة! هل رأيتم أسرا ادبًا منه حين يعلم أن حماذًا جليس لأيوب ثم يقول له هذا القول!؟

حماد نے کہا: میں ابوحنیفہ کے پاس مسجد حرام میں بیٹھا تو انہوں نے کہا کہ ایوب مدینہ آئے تو میں اس کے پاس بیٹھا تو میں نے کہا علی سے کہ کیا ان کی طرف کمزوری کو منسوب کیا ہے۔ تو انہوں نے کہا پس وہ آئے یہاں تک کہ منبر اور قبر شریف کے درمیان کھڑے ہو گئے، کہا پس میں نے ان کے کھڑے ہونے کا تذکرہ کیا تو میرے رونگھٹے کھڑے ہو گئے۔ سلیمان نے کہا کہ میں نہیں گمان کرتا مگر یہ کہ انہوں نے جھوٹ بولا۔ پھر سلیمان نے کہا تم خیال کرتے ہو کہ اس کے دل میں ایمان ہے جبکہ اس نے ارادہ کیا کہ ایوب کو سقط فی الروایہ کے ساتھ منسوب کیا۔ کیا تم اس سے زیادہ بے ادب کسی کو دیکھتے ہو جب کہ وہ جانتا ہے کہ بے شک حماد ایوب کے لیے بیٹھا تو پھر وہ اس کے بارے میں یہ بات کہتا ہے۔

(المعرفۃ والتاریخ ج ۳ ص ۹۷)

جواب:

یہ قول درست نہیں کیونکہ فسوی کی ملاقات حماد سے ثابت نہیں اس واسطے یہ قول منقطع ہے۔

اعتراض نمبر ۲۰:

حارث بن عمیر ابوالبصری کا قول کہ
ابوحنیفہؒ نے کہا کہ کعبہ کا صحیح تعین نہ کرنے والا مومن ہے

حدثنا أبو بكر الحميدی، ثنا حمزة بن الحارث مولی عمر بن الخطاب، عن أبيه قال سمعت رجلاً يسأل أبا حنيفة فی المسجد الحرام من رجل قال

أشهد أن الكعبة حق، ولكن لا ادرى هي هذه أم لا، فقال مؤمن حقًا وسأله عن رجل قال أشهد أن محمدا بن عبد الله نبي، ولكن لا أدرى هو الذى قبره بالمدينة أم قال: مؤمن حقًا قال أبو بكر الحميدى ومن قال هذا فقد كفر.

بیان کیا ہم سے ابوبکر حمیدی نے کہا بیان کیا ہم سے حمزہ بن حارث نے جو عمرؓ بن خطاب کے غلام ہیں، اپنے باپ سے کہا سنا میں نے ایک آدمی سے جو ابوحنیفہ سے سوال کرتا تھا مسجد حرام میں ایسے آدمی کے متعلق جو یہ کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کعبہ حق ہے لیکن میں یہ نہیں جانتا کیا وہ یہ کعبہ ہے یا کوئی اور تو ابوحنیفہ نے کہا ایسا شخص سچا مومن ہے اور اس سائل نے ایسے آدمی کے بارے میں بھی سوال کیا جو کہتا کہ میں گواہی دیتا ہوں بے شک حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بن عبداللہ نبی ہیں لیکن میں یہ نہیں جانتا کہ کیا وہ ہیں جو مدینہ المنورہ میں اپنی قبر (مبارک) میں ہیں یا کہیں اور تو ابوحنیفہ نے کہا ایسا آدمی سچا مومن ہے ابوبکر حمیدی نے کہا کہ جس نے ایسا کہا وہ کافر ہو گیا۔

جواب:

اس قول کی سند میں امام حمیدی ہیں جن کا تعصب امام ابوحنیفہ کے ساتھ مشہور ہے، لہٰذا تعصب کی بناء پر کی گئی جرح باطل ہوتی ہے نیز اس کی سند میں دوسرا راوی حمزہ بن حارث بن عمیر ہے۔ اگرچہ ابن حبان نے اس کو ثقات میں داخل کیا ہے تاہم یہ مقاطیع روایت کرنے والا ہے۔ (تہذیب ج ۲، ص ۱۹)

نیز سند میں تیسرا راوی حمزہ کا باپ حارث بھی ہے جس کے متعلق تہذیب التہذیب میں لکھا ہے۔

قال الازدى ضعيف منكر الحديث وقال الحاكم روى عن حميد الطويل و جعفر بن محمد احاديث موضوعه، ونقل ابن الجوزى عن ابن الخزيمة انه قال الحارث بن عمير كذاب و قال ابن حيان كان ممن يروى عن الاثبات الاشياء الموضوعة. (تہذیب التہذیب ج۱ص ۴۱۵)

قال ابن الجوزی، الحارث بن عمیر، ابو عمیر یروی عن حمید الطویل قال ابن حبان یروی عن الاثبات الموضوعات.

(کتاب الضعفاء لابن الجوزی ج۱ص ۱۸۳، میزان الاعتدال ج۱ص ۴۴۰)

اس تمام عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ حارث بن عمیر کو ازدی نے کہا ضعیف ہے منکر الحدیث ہے حاکم نے کہا حمید اور جعفر بن محمد سے جھوٹی روایات بیان کرتا ہے ابن جوزی نے ابن خزیمہ سے نقل کیا ہے کہ حارث بن عمیر کذاب ہے ابن حبان نے کہا یہ ثبت راویوں سے من گھڑت روایات بیان کرتا ہے۔

ان حوالہ جات سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ اس قول کی سند انتہائی مجروح ہے جس کی وجہ سے قابل قبول نہیں۔

اعتراض نمبر ۲۱:

حارث بن عمیر ابو بصری کے قول کی دوسری سند

قال أبو بكر وكان سفيان يحدث عن حمزة بن الحارث، حدثنا مؤمل بن إسماعيل عن الثوری بمثل معنى حديث حمزة.

ابو بکر نے کہا کہ سفیان بیان کرتے تھے حمزہ بن حارث سے کہا بیان کیا ہم سے مؤمل بن اسماعیل نے ثوری سے حمزہ کی حدیث کے معنی کی طرح (یعنی روایت کی طرح)

(المعرفۃ والتاریخ ج۳، ص ۹۷)

جواب:

اعتراض نمبر ۲۰ کی سند کی طرح یہ سند بھی سخت مجروح ہے جس کی وجہ سے لائق استناد نہیں ہے، اور اس کی سند میں مؤمل بن اسماعیل بھی ہے۔ اس کے متعلق امام بخاری فرماتے ہیں:

قال البخاری منکر الحدیث وقال ابو زرعة فی حدیثه خطاء کثیر، کثیر الغلط. (میزان الاعتدال ج۴، ص ۲۰۶)

امام بخاری نے فرمایا یہ منکر الحدیث ہے، ابوزرعہ نے کہا اس کی حدیث میں بہت زیادہ خطا ہے، یہ راوی کثیر الغلط ہے۔ راوی کا کثیر الخطاء کثیر الغلط ہونا یہ جرح مفسر ہے، نیز امام بخاری جس کو منکر الحدیث کہیں اس سے روایت لینی حلال نہیں ہوتی۔

(میزان الاعتدال ج ا ص ٦)

اعتراض نمبر۲۲:

فزاری کا قول کہ امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ آدم اور ابلیس کا ایمان برابر ہے

حدثني أبو بكر، عن أبي صالح الفراء عن الفزاري قال: قال أبو حنيفة: إيمان آدم وإيمان إبليس واحد، قال إبليس: رب بما أغويتني. وقال: رب فانظرني إلى يوم يبعثون، وقال آدم: ربنا ظلمنا أنفسنا.

بیان کیا مجھ سے ابوبکر نے ابوصالح فراء سے اس نے فرازی سے فرازی نے کہا کہ ابو حنیفہ نے کہا آدم (علیہ السلام) اور ابلیس کا ایمان ایک جیسا ہے ابلیس نے کہا اے رب تو نے مجھے گمراہ کیا اور کہا اے رب مجھے قیامت تک مہلت دے اور آدم (علیہ السلام) نے عرض کی "**ربنا ظلمنا انفسنا...... الخ**" (المعرفۃ والتاریخ ج ۳ ص ۹۸)

جواب:

اس قول کی سند میں فرازی ہے اور وہ ابراہیم بن محمد ہے اگرچہ ثقہ ہے تاہم ابن سعد نے کہا کہ اس کی حدیث میں بہت زیادہ غلطیاں ہیں۔

اعتراض نمبر۲۳:

شریک بن عبداللہ النخعی قاضی کا قول کہ شراب بیچنے والا ابوحنیفہؒ کے قول پر فتویٰ دینے والے سے بہتر ہے

حدثنا أحمد بن عثمان بن حكيم قال: سمعت أبا نعيم يقول: سمعت

شریكًا يقول: لئن يكون في قبيلة خمارًا خير من أن يكون فيها رجل يقول بقول أبي حنيفة.

بیان کیا ہم سے احمد بن عثمان بن حکیم نے کہا سنا میں نے ابونعیم سے وہ کہتے سنا میں نے شریک سے وہ کہتے اگر کسی قبیلہ میں شراب فروخت والا ہو تو وہ ایسے آدمی سے بہتر ہے جو ابو حنیفہ کے قول پر فتوی دے۔ (المعرفۃ والتاریخ ج ۳،ص ۹۸)

جواب:

اس قول کی سند میں شریک قاضی ہے جو متکلم فیہ ہے، نیز اس کی سند میں دوسرا راوی ابونعیم ہے جو فضل بن دکین ہے اگر چہ ثقہ ہے، لیکن حدیث بیان کرنے پر اجرت لیتے تھے جس کی وجہ سے لوگ ان پر کلام کرتے تھے اور یہ کہ تدلیس کرتے تھے اور منکر روایات بیان کرتے تھے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو گالی دیتے تھے۔ (معاذ اللہ)

(تہذیب التہذیب ج ۴،ص ۴۹۱)

اس وجہ سے یہ قول قابل قبول نہیں۔

اعتراض نمبر ۲۴:

حفص بن غیاث کا قول کہ
ابوحنیفہؒ مسائل میں تاویل کیا کرتے تھے

حدثني أحمد بن يحيى بن عثمان قال: قال عمر بن حفص بن غياث سمعته يذكر عن أبيه قال: كنت أجالس أبا حنيفة، فسمعته ينتقل في مسألة واحدة في يوم واحد بخمسة أقاويل فقمت فتركته وطلبت الحديث.

بیان کیا مجھ سے احمد بن یحییٰ بن عثمان نے کہا عمر بن حفص بن غیاث نے کہا سنا میں نے اس کو اپنے باپ سے یعنی حفص بن غیاث سے، حفص بن غیاث نے کہا، میں ابوحنیفہ کے پاس بیٹھتا تھا میں نے سنا دن میں ایک مسئلہ کے بارے میں پانچ تاویلوں کی طرف پھرتے

تھے تو میں نے ابو حنیفہ کو چھوڑ دیا اور حدیث کو طلب کیا۔

(المعرفۃ والتاریخ ج ۳، ص ۹۸)

جواب:

یہ قول کسی کتاب میں عمر بن حفص سے مروی ہے کسی میں عمر کا ذکر نہیں بلکہ خود حفص بن غیاث سے ہی مروی ہے۔ حفص بن غیاث امام اعظم ابو حنیفہؒ کے ان خاص تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں جن پر امام ابو حنیفہؒ کو بہت اعتماد تھا اور جن کو آپ اپنے دل کی تسکین اور اپنے غموں کا مدار قرار دیتے تھے۔ چنانچہ حافظ شمس الدین سخاوی التوفی ۹۰۲ھ امام حفص کے ترجمہ میں ارقام فرماتے ہیں۔

هو ابن غياث النخعي الكوفي قاضيها بل وقاضي بغداد ايضا وصاحب الامام ابي حنيفة الذي قال له في جماعة انتم مسار قلبي وحلاء حزني.

(فتح المغيث في شرح الفية الحديث ج۲ ص۱۹۲)

امام حفص بن غیاث نخعی کوفی جو کوفہ اور بغداد کے قاضی تھے یہ امام ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں اور آپ کے تلامذہ کی اس جماعت سے تعلق رکھتے ہیں جن کے بارے میں آپ نے فرمایا تھا تم لوگ میرے دل کی تسکین اور میرے غم کا مداوا ہو۔

یہ شہادت ۹ صدی کے محدث کی ہے اور وہ ان کو آپ کا شاگرد بتا رہے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے امام ابو حنیفہ کو نہیں چھوڑا تھا اور ساری عمر حنفی رہے۔

دوسرے حفص بن غیاث کا یہ کہنا کہ میں حدیث کی طرف متوجہ ہو گیا یہ بات تو ان کی بہت اچھی ہے۔

تیسرے اس قول کی سند میں جو عمر ہے وہ حفص بن غیاث کا بیٹا ہے اس کے متعلق تہذیب میں لکھا ہے کہ ابن حبان نے اس کو ثقات میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ کئی مرتبہ غلطی کر جاتا ہے۔ ابو داؤد نے کہا میں اس کے پیچھے اس کے گھر تک گیا لیکن میں نے اس سے کچھ نہیں سنا۔ (تہذیب ج ۴ ص ۲۷۳)

چوتھے اس بات کو اس وقت پر محمول رکھا جائے گا جب کسی مسئلہ پر اجتہاد جاری رہتا جب مسئلہ کی تحقیق مکمل ہو جاتی ہے پھر وہ ہی رائے رہتی اور وہ ایک ہی ہوتی۔

اعتراض نمبر ۲۵:

امام مالک کا قول کہ اسلام میں ابو حنیفہؒ سے زیادہ نقصان پہنچانے والا پیدا نہیں ہوا

حدثني الحسن بن الصباح، حدثنا إسحاق بن إبراهيم الحنيني قال: قال مالك: ما ولد في الإسلام مولود اضر على أهل الإسلام من أبي حنيفة، وكان يعيب الرأي ويقول: قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم، وقد تم هذا الأمر واستكمل، فإنما ينبغي أن نتبع آثار رسول الله صلى الله عليه وسلم واصحابه ولا نتبع الرأي أو انه من اتبع الرأي. جاء رجل أقوى منك في الرأي فاتبعته، فأنت كلما جاء رجل غلبك اتبعه أرى هذا الأمر لا يتم.

بیان کیا مجھ سے حسن بن صباح نے کہا بیان کیا ہم سے اسحاق بن ابراہیم الحنینی نے کہا کہ مالک نے کہا ابو حنیفہ سے زیادہ ضرر رساں اسلام میں کوئی نہیں پیدا ہوا۔

(المعرفۃ والتاریخ ج ۳ ص ۹۹)

جواب:

یہ حضرت امام مالکؒ پر بہتان ہے آپ اس سے یقیناً بری الذمہ ہیں، امام مالکؒ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے مداحین میں سے ہیں۔ دوسری بات اس قول کی سند بھی درست نہیں اس کی سند میں ایک راوی حسن بن صباح ہے۔ اور یہ البز ار ہے اور یہ درست نہیں اس کے متعلق محدثین فرماتے ہیں:

قال النسائی لیس بالقوی. امام نسائی نے کہا یہ قوی نہیں ہے۔

(تہذیب ج ۱ ص ۴۹۶)

اس کی قول کی سند میں دوسرا راوی اسحاق بن ابراہیم الحنینی ہے۔اس کے متعلق تہذیب میں ہے۔

قال ابو حاتم رایت احمد بن صالح لا یرضاہ وقال البخاری فی حدیثه نظر وقال النسائی لیس بثقة قال الأزدی اخطاء فی الحدیث، قال ابن عدی ضعیف، قال ابن حبان یخطی قال الحاکم ابو احمد فی حدیثه المناکیر قال البزار اضطرب حدیثه

(تہذیب التہذیب ج ۱ص ۱۴۳، کتاب الضعفاء لا بن الجوزی ج ۱، ص ۹۷)

تمام مذکورہ عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ ابوحاتم نے کہا میں نے احمد بن صالح کو دیکھا وہ اس سے خوش نہیں تھے، امام بخاری نے فرمایا اس کی حدیث میں نظر ہے، نسائی نے کہا یہ ثقہ نہیں ہے، ازدی نے کہا اس نے حدیث میں خطا کی ہے، ابن عدی نے کہا یہ ضعیف ہے ابن حبان نے کہا یہ خطا کرتا ہے ابواحمد حاکم نے کہا اس کی حدیث میں مناکیر ہیں، بزار نے کہا اس کی حدیث میں اضطراب ہے۔

سطور بالا سے یہ بات ظاہر ہے کہ سند میں مذکور راوی اسحاق بن ابراہیم الحنینی انتہائی سخت مجروح ہے اور اس کی روایت قابل اعتماد نہیں۔

اعتراض نمبر ۲۶:

رقبہ بن مصقلہ کا قول کہ ابوحنیفہؒ رائے اور قیاس پر (لوگوں) کو پختہ کرتے تھے

حدثنا محمد بن أبی عمر قال: قال سفیان: قال رقبة للقاسم بن معن: أین تذهب؟ قال: إلی أبی حنیفة، قال: یمکنك من رأی ما مضغت وترجع إلی أهلك بغیر فقه.

بیان کیا ہم سے محمد بن ابی عمر نے کہا کہ سفیان نے کہا کہ رقبہ نے قاسم بن معن کو کہا تو

کہاں جاتا ہے تو قاسم بن معن نے کہا ابو حنیفہ کی طرف کہا وہ تجھے رائے قیاس میں پختہ کرے گا جو تو نے چبایا ہے اور تو اپنے اہل کے پاس بغیر فقہ کے لوٹے گا۔
(المعرفۃ والتاریخ ج ۳، ص ۹۹)

جواب:

اس کی سند میں ایک راوی، محمد بن ابی عمر مجہول ہے جیسا کہ تہذب میں منقول ہے کہ امام مزی نے فرمایا میں نے اس کا ذکر کہیں نہیں پایا۔ (تہذیب ج ۴، ص ۲۳۲) ابن حجر نے فرمایا **لا یعرف** یہ نہیں پہچانا گیا (یعنی مجہول ہے) (تقریب التہذیب ج ۲، ص ۱۱۷)

تو مجہول اور بدعقیدہ راوی کی بنیاد پر ایک ایسے امام جن کی امامت فی الدین مسلم ہے، ان پر کیسے طعن کیا جا سکتا ہے۔

اعتراض نمبر ۲۷:

ایوب سختیانی کا قول کہ ابو حنیفہ کھجلی والے شخص ہیں ان سے دور رہو

حدثني محمد بن عبد الله ثنا سعيد بن عامر، عن سلام بن أبي مطيع قال: كنت مع ايوب في المسجد الحرام، قال: فرأه أبو حنيفة، فأقبل نحوه، قال فلما رأه قد أقبل نحوه قال لاصحابه: قوموا لا يعدنا بالجربة، قوموا لا يعدنا بالجربة.

بیان کیا مجھ سے محمد بن عبداللہ نے کہا بیان کیا ہم سے سعید بن عامر نے سلام بن ابی مطیع سے کہا کہ میں ایوب کے ساتھ تھا مسجد حرام میں کہ ایوب کو ابو حنیفہ نے دیکھا تو آپ کی طرف چلے تو جب ایوب نے دیکھا کہ ابو حنیفہ میری طرف آ رہے ہیں تو ایوب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ کھڑے ہو جاؤ کہیں یہ کھجلی والا ہماری طرف نہ لوٹ آئے۔

(المعرفۃ والتاریخ ج ۳، ص ۹۹)

جواب:

اس قول کی سند میں ایک راوی سعید بن عامر الضبعی اگر چہ ثقہ ہے لیکن امام ابو حاتم نے فرمایا ”وکان فی حدیثہ بعض الغلط“ (تہذیب التہذیب ج ۲، ص ۳۱۶)

کہ اس کی حدیث میں بعض غلطیاں ہوتی ہیں۔

نیز اس قول کی سند میں دوسرا راوی سلام بن ابی مطیع ہے، جو کہ ضعیف ہے اس کے متعلق ابن جوزی نقل کرتے ہیں ”**قال ابن حبان کثیر الوهم لا یجوز الاحتجاج به اذا انفرد**“ (کتاب الضعفاء لابن الجوزی ج ۲، ص ۷)

تہذیب میں ہے:

قال ابن عدی لیس بمستقیم الحدیث قال ابن حبان کان شی الاخذ لا یجوز الاحتجاج به اذا انفرد قال الحاکم منسوب علی الغفلة وسوء الحفظ. (تہذیب التہذیب ج ۲، ص ۴۶۶)

مذکورہ تمام عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ ابن حبان نے کہا یہ کثیر الوہم ہے (یعنی بہت زیادہ وہمی ہے) اس کے ساتھ احتجاج پکڑنا (یعنی دلیل پکڑنا) جائز نہیں ہے جب کہ یہ منفرد ہو، ابن عدی نے کہا اس کی حدیث مضبوط نہیں ہے، ابن حبان نے کہا اس کے ساتھ دلیل پکڑنا جائز نہیں ہے جب کہ یہ منفرد ہو، حاکم نے کہا یہ راوی غفلت اور گندے حافظے کی طرف منسوب ہے۔

مذکورہ وضاحت سے یہ بات واضح ہے کہ اس قول کی سند انتہائی مجروح ہے جس کی وجہ سے لائق استناد نہیں نیز امام ایوب جو کہ سختیانی ہیں وہ تو حضرت امام ابو حنیفہ کے مداحین میں سے ہیں۔ دیکھئے امام ابن عبدالبر کی کتاب الانتقاء ص ۱۹۳۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ

اور

امام ابوزرعہ رازی الدمشقیؒ

جمع وترتیب

پیر جی سید مشتاق علی شاہ

ناشر

پیر جی سید عبدالمبین

محلہ گوبند گڑھ گلی نمبر ۸ مکان نمبر C/36 کالج روڈ گوجرانوالہ

نام کتاب	امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام ابوزرعہ رازی الدمشقیؒ
مرتب	پیر جی سید مشتاق علی
کمپوزنگ ڈیزائننگ	ماہیر گرافکس 0300-0074745
صفحات	80
تعداد	100
طباعت	اگست 2023ء
قیمت	

ضروری اعلان:

ہم نے اس رسالہ میں اپنی طرف سے پوری کوشش کی ہے کہ کوئی غلطی نہ ہو۔ مگر پھر بھی اگر کوئی غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ فرمائیں۔ ان شاءاللہ ضرور درست کر دی جائے گی۔ ہم قرآن وسنت کے خلاف کسی کی بات نہیں مانتے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن وسنت پر صحیح معنیٰ میں عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے اور ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ آمین!!

احقر

پیر جی سید مشتاق علی

01-05-2023

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض مرتب

امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت المتوفی ۱۵۰ھ کے دفاع میں الحمدللہ ہم کئی کتابیں شائع کر چکے ہیں جن میں سے بعض کتابوں کے نام درج ذیل ہیں۔

(۱)الاجوبة اللطيفة عن بعض ردود ابن ابی شيبة علی ابی حنيفة

(۲)الاقوال الصحيحة فی جواب الجرح علی ابی حنيفة

(۳)تلخيص السيف الصارم لمنکر شان امام اعظم

(۴)کشف الغمة بسراج الامه

(۵)امام ابوحنیفہؒ پراعتراضات کے جوابات

(۶)امام ابوحنیفہؒ پراعتراضات کا علمی جائزہ

(۷)امام اعظم ابوحنیفہؒ اور مصنفین صحاح ستہ

(۸)امام ابوحنیفہؒ کا مقام محدثین کی نظر میں

(۹)امام ابوحنیفہؒ سے مروی بعض احادیث کی تحقیق

(۱۰)امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام ابوزرعہ دمشقی

آخری دس نمبر کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے اس میں سترہ (17) اعتراضوں کا جواب دیا گیا ہے جو ابوزرعہ نے اپنی کتاب تاریخ ابی زرعہ میں نقل کئے تھے۔

ہماری کوشش ہے کہ امام صاحبؒ پر جتنے بھی مشہور اعتراض ہیں سب کا جواب دے دیا

جائے۔آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا
فرمائے۔آمین

والسلام

سید مشتاق علی

بروز پیر مورخہ 13 جون سن 2023ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اعتراض نمبر ۱ (الف):

عبداللہ بن مبارک کا قول کہ جماعت سے مراد محمد بن ثابت، حسین بن واقد اور ابوحمزہ سکری ہیں

۱۷۲:... حدثنا أبو زرعة قال: وحدثني أحمد بن شبويه قال: حدثنا علي بن الحسن بن شقيق قال: قيل لابن المبارك: من الجماعة؟ قال: محمد بن ثابت، والحسين بن واقد، وأبو حمزة السكري.

۱۷۳:...ابوزرعہ نے ہم سے بیان کیا کہتے ہیں کہ مجھے احمد بن شبویہ نے خبر دی وہ کہتے ہیں کہ ہمیں علی بن الحسین نے خبر دی وہ کہتے ہیں کہ ابن مبارک سے پوچھا گیا کہ جماعت سے کون لوگ مراد ہیں تو کہنے لگے کہ محمد بن ثابت، حسین بن واقد اور ابوحمزہ السکری ہیں۔
(تاریخ ابوزرعہ الدمشقی ص ۵۷)

جواب:

اس عبارت کا تعلق اگلی عبارت سے ہے اس لئے اس کی وضاحت آگے آرہی ہے۔
نیز اس میں امام ابوحنیفہ پر اعتراض بھی نظر نہیں آتا۔ باقی حسین بن واقد اور ابوحمزہ سکری تو امام ابوحنیفہ کی تعریف کرتے تھے۔

حسین بن واقد کا حوالہ:

علامہ ابن عبدالبر مالکی فرماتے ہیں

حسین بن واقد فرماتے ہیں: مقام مرو میں میرے ساتھ ایک مسئلہ پیش آگیا اور کوئی تھا بھی نہیں کہ پوچھ لیا جائے، لہٰذا میں عراق گیا اور سفیان ثوری سے مسئلہ دریافت کیا، انہوں نے تھوڑی دیر غور وخوض کرنے کے بعد فرمایا اے حسین! یہ مسئلہ مجھے معلوم نہیں۔ یہ سن کر میں نے دریافت کیا: یہ آپ فرما رہے ہیں کہ مجھے نہیں معلوم، جب کہ آپ تو امام وقت ہیں۔ یہ

سن کرانہوں نے فرمایا میں وہی کر رہا ہوں جو حضرت عبداللہ بن عمر جیسی قد آور شخصیت نے ایک مرتبہ کہا تھا۔ چنانچہ ان سے ایک ایسا مسئلہ دریافت کیا گیا جوان کے ذہن میں نہیں تھا تو انہوں نے فرمایا میں نہیں جانتا۔ ابن واقد فرماتے ہیں کہ پھر میں امام ابوحنیفہ کے پاس گیا اور ان سے مسئلہ دریافت کیا چنانچہ انھوں نے مجھے مسئلہ کی حقیقت سمجھا دی پھر میں نے سفیان کے پاس آ کر اسے بیان کیا تو انہوں نے پوچھا کہ امام ابوحنیفہ نے کیا بتایا ہے۔ میں نے کہا کہ انھوں نے ایسا ایسا مسئلہ بتایا تھے یہ سن کر سفیان کچھ دیر خاموشی سے غور وخوض کرتے رہے پھر فرمایا کہ حسین ابوحنیفہ نے بالکل صحیح بتایا ہے۔

(الانتقاء فی فضائل الثلاثۃ الائمۃ الفقہاء)

اس سے ثابت ہوا کہ حسین بن واقد آپ کی رائے جانتے تھے۔

ابوحمزہ سکری کا حوالہ:

ابن ابی العوام نقل کرتے ہیں:

(۱)...... حدثنی ابی قال حدثنی ابی قال حدچنی محمد بن احمد بن حماد قال حدثنی یعقوب بن اسحاق قال سمعت محمود بن غیلان قال ثنا علی بن ابی الحسن بن شفیق قال سمعت ابا حمزۃ السکری یقول سمعت ابا حنیفۃ یقول اذا جاء الحدیث الصحیح الاسناد عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخذنا بہ واذا جاء عن اصحابہ تخیرنا ولم نخرج من قولھم واذا جاء عن التابعین زاحمناھم. (فضائل ابی حنیفۃ ج۱ ص۲۱۴)

(۲)... امام ابوعبداللہ حسین بن علی صیمری استاذ خطیب بغدادی المتوفی ۴۳۶ھ لکھتے ہیں.

عبدالرزاق فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مبارک کو کہتے ہوئے سنا اگر اہل زمانہ میں سے کسی کے مناسب ہو کہ اس کی رائے کے مطابق کوئی بات کہے تو حضرت ابوحنیفہ زیادہ حق

رکھتے ہیں کہ آپ کی رائے کے مطابق وہ بات کرے۔

(اخبار ابی حنیفہ واصحابہ مترجم، ص ۲۷۷)

باقی رہے محمد بن ثابت تو ان کی کوئی بات ہمیں معلوم نہیں جو انہوں نے امام ابو حنیفہؒ کے خلاف کہی ہو۔

اعتراض نمبر ۱ (ب):

احمد بن شبویہ کا قول کہ محمد بن ثابت، حسین بن واقد، ابو حمزہ السکری میں نہ ارجاء تھا اور نہ ہی ابو حنیفہ کی رائے کا دخل تھا

۱۷٤:... قال أبو زرعة: قال لنا أحمد بن شبويه: ليس فيهم شيء من الإرجاء، ولا رأي أبي حنيفة.

ابو زرعہ کہتے ہیں کہ احمد بن شبویہ نے ہم سے کہا۔ اِن (مذکورہ بالا) لوگوں میں نہ ارجاء کا کوئی دخل تھا اور نہ ہی ابو حنیفہ کی رائے کا۔ (تاریخ ابو زرعہ الدمشقی ص ۵۴)

جواب:

امام ابو حنیفہ کے مخالفین اس قول سے اس طرح استدلال کرتے ہیں کہ امام صاحب ارجاء کے قائل تھے اور امام صاحب کی رائے بھی ٹھیک نہیں ہوتی تھی کیونکہ ان کی رائے اکثر قرآن وحدیث کے خلاف ہوتی ہے اس لئے یہ آپ کے تینوں ہم عصر آپ کی رائے نہیں لیتے تھے اور نہ آپ کے عقائد سے متفق تھے میں کہتا ہوں کہ یہ تینوں کیا اور بھی لوگ چاہے وہ تعداد میں کتنے ہی ہوں وہ آپ کی رائے کو نہ مانے اُس سے آپ کی ذات پر کیا حرف آتا ہے اور آپ کی رائے کا غلط ہونا کیسے ثابت ہو سکتا ہے۔ باقی آپ کی رائے کی قدر و قیمت کا جن کو پتہ ہے ان سے معلوم کریں ہم نے ایک ایک حوالہ حسین بن واقد اور سکری کا نقل کر دیا ہے اس سے امام صاحب کی رائے کی حقیقت معلوم ہو گئی ہو گی۔

(تفصیل کے لیے دیکھئے مقام ابی حنیفہ)

باقی رہا ارجاء کا مسئلہ تو اس کا جواب خود امام صاحب کی فقہ اکبر میں موجود ہے۔

(دیکھیے شرح فقہ اکبر الیاس گھمن ص ۳۸۳)

ہماری طرف سے ارجاء والے مسئلہ کا تفصیلی جواب کتاب السنۃ پر ایک نظر ص ۱۹ تا ۴۷ میں شائع ہو چکا ہے۔ وہاں پر ملاحظہ فرمائیں۔

اعتراض نمبر ۲:

یونس بن یزید کا قول کہ ابو حنیفہ ربیعہ کی باتیں غور سے سنتے تھے

۱۰۳۳:... حدثني أحمد بن صالح قال: حدثنا عنبسة بن خالد عن يونس بن يزيد قال شهدت أبا حنيفة في مجلس ربيعة، فكان مجهود أبي حنيفة أن يفهم ما يقول ربيعة.

احمد بن صالح کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عنبسہ بن خالد نے یونس بن یزید سے وہ کہتے ہیں کہ میں ربیعہ کی مجلس میں ابو حنیفہ کے پاس حاضر ہوا تو ان کی انتہائی کوشش یہ تھی کہ وہ ربیعہ کی باتوں کو سمجھتے۔ (تاریخ ابی زرعہ ص ۱۹۸)

جواب:

اس میں تو اعتراض والی کوئی بات نہیں بلکہ یہ قول تو امام ابو حنیفہ کی خوبی بتا رہا ہے کہ آپ اپنے استاد کی باتوں کو توجہ کے ساتھ سنتے تھے۔ اچھے شاگرد کی یہ ہی نشانی ہوتی ہے۔ مگر آپ کے مخالفین اس عبارت سے یہ مطلب نکالتے ہیں کہ آپ کند ذہن تھے اور اپنے استاذ کے کلام کو سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتے تھے۔

اگر اس عبارت کا یہ مطلب لیا جائے تو پھر اعتراض خود یونس بن یزید پر آتا ہے کیونکہ وہ امام صاحب کے شاگرد بھی ہیں اور آپ سے روایت بھی نقل کرتے ہیں۔

(دیکھئے عقود الجمان)

یونس بن یزید کا ایسے آدمی سے علم حاصل کرنا پھر روایت بھی لینا سمجھ سے باہر ہے۔ ہم نے جو عبارت کا ترجمہ کیا ہے وہ صحیح فٹ بیٹھتا ہے۔

اعتراض نمبر۳:

نعیم بن حماد کا قول کہ سفیان ثوری ابوحنیفہ سے کلام نہیں کرتے تھے

۱۱۹۶: ... قال أبو زرعة: وسمعت رجلاً قال لأبي نعيم: كان سفيان يكلم أبا حنيفة؟ فأومأ برأسه: لا. وقد كان أبو حنيفة يبتديه.

ابوزرعہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی کو ابونعیم سے یہ پوچھتے ہوئے سنا کہ کیا سفیان ابو حنیفہ سے کلام کرتے تھے تو انہوں نے سر کے ذریعے اشارہ کیا کہ نہیں، البتہ ابوحنیفہ پہلے ابتدا کرتے تھے۔ (تاریخ ابی زرعہ، ص۲۲۱)

جواب نمبر۱:

اس قول کی سند درست نہیں کیونکہ اس کی سند میں یہ الفاظ موجود ہیں وسمعت رجلاً ابوزرعہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی سے سنا وہ آدمی کون ہے ثقہ ہے یا ضعیف؟ کس قسم کا ہے اس کا کوئی اتا پتا نہیں ہے اس لیے یہ راوی مجہول شمار ہوگا۔

جواب نمبر۲:

دوسرا جواب یہ ہے کہ اس کی سند میں دوسرا راوی ابی نعیم ہے اس کا پورا نام ابونعیم فضل بن دکین ہے۔

اس کے متعلق مولانا احمد رضا بجنوری لکھتے ہیں:

حدیث امام اعظم (ابوحنیفہ) مسعر، سفیان ثوری، شعبہ وغیرہ سے سنی تمام ارباب صحاح ستہ نے آپ سے روایت کی۔ امام بخاری آپ سے تاریخ میں بھی اقوال نقل کرتے ہیں۔ امام بخاری ومسلم کے کبار شیوخ میں ہیں اور امام اعظم کے خصوصی تلامذہ میں سے ہیں اور مسانید میں بکثرت امام صاحب سے روایت حدیث کی ہے۔ عجلی نے حدیث میں ثقہ، ثبت کہا، سید الحفاظ ابن معین نے فرمایا کہ میں نے دو شخصوں سے زیادہ اثبت نہیں دیکھا۔ ابونعیم اور عفان۔ ابن سعد نے ثقہ، مامون، کثیر الحدیث وحجت کہا رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

(مقدمہ وامانی الاخبار، بحوالہ مقدمہ انوار الباری شرح صحیح البخاری حصہ اول ص ۲۲۳، ۲۲۴، تذکرۃ الحفاظ ج ۱، ص ۳۷۲)

یہ ابی نعیم امام ابو حنیفہؒ کے متعلق فرماتے ہیں:

(۱) امام ابو حنیفہ مسائل کی تہہ اور حقیقت تک پہنچنے والے تھے۔ (تاریخ بغداد ج ۱۵، ص ۴۷۲)

(۲) امام صاحب بڑے خدا ترس تھے اور بغیر جواب کے کلام نہ کرتے تھے اور نہ لایعنی باتوں میں پڑتے تھے۔ (مناقب کردی)

(۳) امام البرتی القاضی فرماتے ہیں کہ میں نے ابو نعیم کو کہتے ہوئے سنا کہ امام ابو حنیفہ جمال والے تھے، حسین چہرے والے، خوبصورت داڑھی والے اور اچھے کپڑوں والے تھے۔

(اخبار ابی حنیفہ واصحابہ اردو ص ۳۶)

(۴) احمد بن عطیہ نے بیان کیا کہا میں نے ابو نعیم کو فرماتے ہوئے سنا امام ابو حنیفہ خوبصورت چہرے، کپڑوں اور جوتوں والے تھے اور جو بھی ان کے پاس آتا اس کے ساتھ نیکی اور برابری والا معاملہ فرماتے۔ (اخبار ابی حنیفہ واصحابہ اردو ص ۳۷)

۵۔ ابو نعیم فرماتے ہیں کہ میں اپنی زندگی میں اعمش سے ملا ہوں مجھے مسعر بن کدام کے ساتھ رہنے کا موقعہ ملا ہے۔ میں حمزہ زیات اور مالک بن مغول کے ساتھ رہا ہوں۔ اسرائیل اور عمرو بن ثابت کی صحبت اختیار کی۔ شریک اور ایسے دوسرے بلند مرتبہ علماء اور ائمہ کے ساتھ وقت گزارا ہے اور اتنے علمائے کرام سے ملاقات کی ہے جن کی تعداد نہیں بتا سکتا میں نے ان کے ساتھ نمازیں ادا کیں۔ ان کے ساتھ راتیں بسر کی ہیں مگر میں نے ساری زندگی امام ابو حنیفہ سے بڑھ کر شب بیدار نہیں دیکھا۔ آپ نماز شروع کرتے تو پہلے اللہ سے دعا کرتے اور گڑگڑا کر زاری کرتے پھر قیام فرماتے اسی طرح ساری رات گزر جاتی میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صحیح معنوں میں اللہ سے ڈرنے والے تھے۔

(مناقب امام اعظم اردو صدر الائمہ امام موفق بن احمد مکی ص ۲۶۴، ۲۶۵)

امام صاحب کی شان میں آپ کے بہت سے اقوال کتابوں میں ملتے ہیں مگر ہم اسی پر اکتفاء کرتے ہیں۔

جواب نمبر ۳:

اس قول میں تو امام ابوحنیفہ کی تعریف موجود ہے کیونکہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ دو آدمیوں میں اچھا وہ ہے جو پہلے سلام کرے۔ حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں میں اللہ کے ہاں سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہے جو انہیں اسلام کہنے میں ابتدا کرے۔

(ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی فضل من بدا بالسلام، حدیث نمبر ۵۱۹۷)

امام صاحب کا قول تو اس حدیث کے مطابق ہے۔

اعتراض نمبر ۴:

ابن عون کا قول کہ ابوحنیفہ مشکل مسائل کا جواب دیتے تھے

۱۳۲۵:... حدثنا أبو زرعة قال: حدثني أحمد بن شبويه قال: حدثني الفضل بن موسى قال: سمعت ابن عون يقول: بلغني أن بالكوفة رجلاً يُجيب في المعضلات.

ابوزرعہ کہتے ہیں کہ مجھے احمد بن شبویہ نے خبر دی وہ کہتے ہیں کہ مجھے فضل بن موسیٰ نے خبر دی وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عون کو یہ کہتے ہوئے سنا کر مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ کوفہ میں ایک آدمی ہے جو مشکل مسائل کا جواب دیتا ہے۔ (تاریخ ابی زرعہ الدمشقی ص ۳۷۲)

جواب نمبر ۱:

اس قول کی سند درست نہیں کیونکہ ابن عون کہتے ہیں بلغنی مجھے یہ بات پہنچی ہے بات پہنچانے والے راوی کا نام درمیان سے غائب ہے۔

وہ کون ہے۔ سچا ہے جھوٹا ہے کوئی پتہ نہیں ایسی سند والے قول سے امام اعظم ابوحنیفہ جیسی شخصیت پر اعتراض کرنا جہالت کے سوا کچھ نہیں۔

جواب نمبر۲:

ابن عون نے اس روایت میں امام ابوحنیفہ کا صراحتاً نام نہیں لیا بلکہ رجلاً کہا ہے یہ لفظ مبہم ہے۔

جواب نمبر۳:

اس قول کی سند میں ایک راوی احمد شبویہ ہے اور یہ مجہول ہے۔

(لسان المیزان ج۱،ص۴۸۱)

جواب نمبر۴:

اس قول کی سند میں دوسرا راوی فضل بن موسیٰ ہے۔ یہ سچا ہونے کے باوجود منکر روایتیں بھی بیان کرتا تھا۔ (تہذیب التہذیب ج۶،ص۴۱۲)

جواب نمبر۵:

اگر اس قول کو تسلیم بھی کرلیں تو اس میں اعتراض والی بات کون سی ہے مشکل مسائل کا حل بتانا تو انسان کی خوبی میں شمار ہوتا ہے عام مسائل کا حل تو ہر مفتی بتا سکتا ہے مگر پیچیدہ مسائل کا حل تو بتاتے ہی بڑے بڑے علماء ہیں، یعنی جو مفتی اعظم ہوتے ہیں وہ ہی بتاتے ہیں اگر رجلاً سے معترض امام ابوحنیفہ ہی مراد لیتے ہیں تو یہ قول امام ابوحنیفہ کی ذہانت کا لوہا منوا رہا ہے۔

اعتراض نمبر۵:

ابو نعیم فضل بن دکین کا قول کہ ابوحنیفہ کو دیکھنے والوں میں سب سے بڑا آدمی مَیں ہوں

۱۳۲۶:... حدثنا أبو زرعة قال: قال أبو نعيم: أنا أكبر من رأى أبا حنيفة.

ابوزرعہ کہتے ہیں کہ ابونعیم نے کہا کہ میں ان سب سے بڑا ہوں جنہوں نے ابوحنیفہ کو

دیکھا ہے۔ (تاریخ ابوزرعہ، ص ۲۴۶)

جواب:

اس قول میں تو کوئی جرح والی بات نہیں پائی جاتی ابونعیم کے اس قول کو اس وقت پر محمول کرنا چاہیے جب کہ انہوں نے یہ بات کہی ہے اور ان کے علم کے مطابق اس وقت کچھ ایسے لوگ موجود ہوں گے جنہوں نے امام ابوحنیفہ کی زیارت کی ہوگی۔ واقعتاً وہ ان سب میں بڑے ہوں گے۔

اعتراض نمبر ۶:

ابونعیم کا قول کہ سفیان ثوری ابوحنیفہ سے کلام نہیں کرتے تھے

۱۳۲۷:... حدثنا أبو زرعة قال: سمعت رجلاً قال لأبي نعيم: كان سفيان يكلم أبا حنيفة؟ فأومأ برأسه أي: لا.

ابوزرعہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی کو ابونعیم سے یہ پوچھتے ہوئے سنا کہ کیا سفیان ابو حنیفہ سے بات کرتے تھے؟ تو انھوں نے اپنے سر کے ساتھ اشارہ کر کے کہا کہ نہیں۔

(تاریخ ابی زرعہ الدمشقی، ص ۲۴۶)

جواب نمبر ۱:

اس قول کی سند درست نہیں۔ اس قول کی سند میں بھی رجلاً کے الفاظ آئے ہیں، پتہ نہیں کہ یہ شخص کون ہے جس کی وجہ سے اس پر مجہول ہونے کا حکم لگے گا۔

جواب نمبر ۲:

یہ بات تو بالکل جھوٹ ہے سفیان ثوری امام ابوحنیفہ سے بات کرتے تھے اور آپ کی مدح سرائی بھی کرتے تھے جیسا کہ اعتراض نمبر ۱۴ میں تفصیل سے آگے آ رہا ہے۔ مگر ایک حوالہ یہاں پر بھی ملاحظہ فرمائیں۔

محمد بن بشیر بیان کرتے ہیں کہ میں امام سفیان ثوری اور امام ابوحنیفہ کے پاس آتا جاتا تھا جب ابوحنیفہ کے پاس آتا تو وہ مجھ سے پوچھتے آپ کہاں سے آئے ہیں میں عرض کرتا سفیان

ثوری کے پاس سے یہ سن کروہ فرماتے آپ ایسے عظیم مرتبہ شخص کے پاس سے آئے ہیں کہ اگر حضرت علقمہ اور حضرت اسود موجود ہوتے تو ان کے علم کے محتاج ہوتے۔ جب میں سفیان ثوری کے پاس آتا تو وہ مجھ سے پوچھتے آپ کہاں سے آئے ہیں میں عرض کرتا کہ امام ابوحنیفہ کے پاس سے تو وہ فرماتے بے شک آپ روئے زمین کے سب سے بڑے فقیہ کے پاس سے آئے ہیں۔

(تاریخ بغداد ج ۱۳، ص ۳۴۴، تہذیب الکمال مزی ج ۲۹، ص ۴۳۱، عقود الجمان ص ۱۹۰، تبییض الصحیفہ ص ۱۰۴)

اعتراض نمبر ۷:

ابونعیم کا قول کہ ابوحنیفہ خود سفیان سے کلام کرنے میں ابتدا کرتے تھے

۱۳۲۸:... قال لنا أبو نعيم: وكان أبو حنيفة يبتدئ سفيان.

ابونعیم نے ہم سے کہا کہ ابوحنیفہ خود سفیان سے گفتگو کرنے کی ابتداء کرتے تھے

(تاریخ ابی زرعہ الدمشقی، ص ۲۴۶)

جواب:

اس کا جواب اعتراض نمبر ۳ میں گزرا ہے وہاں پر دیکھ لیں تاریخ ابوزرعہ والے نے اس کو تین دفعہ ذکر کر دیا ہے۔ دیکھئے اعتراض نمبر ۳، نمبر ۶، نمبر ۷

اعتراض نمبر ۸:

شریک کا قول کہ ابوحنیفہ سے دو مرتبہ توبہ کرائی گئی

۱۳۲۹:... حدثنا أبو زرعةَ قال: حدثنا أبو مُسْهِر قال: حدثني يحيى بن حمزة عن شريك قال: استتيب أبو حنيفة مرتين.

ابوزرعہ کہتے ہیں کہ ہمیں ابومسہر نے خبر دی وہ کہتے ہیں کہ مجھے یحیٰ بن حمزہ نے شریک سے خبر دی وہ کہتے ہیں کہ ابوحنیفہ کو دو مرتبہ توجہ کرائی گئی۔ (تاریخ ابی زرعہ، ص ۲۴۶)

تاریخ ابی زرعہ کے علاوہ بھی یہ اعتراض بہت سی کتابوں میں موجود ہے مثلاً کتاب السنہ عبداللہ میں یہ بات تقریباً ۲۳ بار نقل کی گئی ہے۔ دیکھئے رقم نمبر ۲۲۸، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۳۸، ۲۸۶، ۳۰۷، ۳۱۱، ۳۲۷، ۳۳۱، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۹، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۷۴، ۴۰۷۔

(تاریخ بغداد ج ۱۳، امام محمد ی ص ۶۵، کتاب المعرفہ والتاریخ ج ۳، ص ۹۶، وص ۹۷، کتاب المجروحین ابن حبان ج ۲، ص ۴۰۶، امام ابوحنیفہ کا تعارف محدثین کی نظر میں ص ۲۵، ۲۸، کتاب الضعفاء للعقیلی ج ۴، ص ۲۸۲ وغیرہ)

جواب:

(۱) ان اقوال میں سے اکثر وہ ہیں جن میں صرف یہ ہے کہ دو مرتبہ توبہ کروائی گئی جیسا کہ تاریخ ابی زرعہ والے اس اعتراض میں ہے۔ یہ جرح مبہم اور غیر مفسر کہلاتی ہے جس کا کچھ اعتبار نہیں ہوتا۔

(۲) بعض میں یہ ہے کہ کفر سے توبہ کروائی گئی کفر کیا تھا معلوم نہیں۔

(۳) اور بعض میں یہ ہے کہ قرآن کو مخلوق کہنے سے توبہ کروائی گئی۔

(۴) بعض میں ہے کہ زنادقہ کے کلام سے توبہ کروائی گئی۔

(۵) کسی میں آتا ہے کہ خالد قسری نے آپ سے توبہ کرائی۔

(۶) کسی میں آتا ہے کہ یوسف بن عمر نے آپ سے توبہ کرائی۔

(۷) کسی میں آتا ہے کہ آپ کے اصحاب نے خود توبہ کروائی۔

(۸) کسی میں امام ابوحنیفہ کے بجائے آپ کے اصحاب کا ذکر آتا ہے کہ ان سے توبہ کرائی گئی جیسا کہ کتاب السنہ لعبداللہ ج ۱، ص ۱۹۴ میں ہے معاذ کہتے ہیں کہ سفیان نے ہمیں خبر دی اور ابوحنیفہ کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ ان کے اصحاب کو کفر سے کئی مرتبہ توبہ کروائی گئی۔

ان اقوال میں اتنا تعارض ہے کہ آدمی حیران ہو جاتا ہے کہ کون سی بات درست ہے۔

اصول حدیث سے واقفیت رکھنے والے جانتے ہیں کہ ایسی حدیث قابل عمل نہیں ہوتی جس میں اس طرح کی بات پائی جائے جب حدیث قابل عمل نہیں ہو سکتی تو پھر ان اقوال کی کیا حیثیت ہے کہ ان کو قبول کیا جائے۔

اس اعتراض کا جواب ہم پہلے اپنے رسالہ ''امام ابوحنیفہؒ پر اعتراضات کا علمی جائزہ'' میں اعتراض نمبر ۲۵، ۲۶ میں دے چکے ہیں، وہاں ہی سے یہاں پر نقل کر رہے ہیں۔

اعتراض نمبر ۲۵، ۲۶:

حضرت شریک سے کہا گیا کہ کیا ابوحنیفہ سے توبہ کرائی گئی؟ کہا واہ یہ واقعہ تو پردہ نشین عورتیں بھی جانتی ہیں۔ جب خالد قسری امام صاحب سے توبہ کراتے ہیں تو امام صاحب اسے میٹنے کے لیے رائے قیاس میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ (امام محمدی ص ۶۵)

اور یہ بھی مروی ہے کہ یوسف بن عمر نے ان سے توبہ کرائی اور یہ کہا گیا ہے توبہ کرنے کے بعد پھر وہ لوٹ گئے اور خلق قرآن کے قول کو ظاہر کیا پھر دوبارہ توبہ کرائے گئے ان دونوں واقعات میں یہ تطبیق ہو سکتی ہے کہ ممکن ہے ایک مرتبہ یوسف نے توبہ کرائی ہو اور دوبارہ خالد نے کرائی ہو۔ واللہ اعلم۔ (امام محمدی ص ۶۵)

جواب:

دونوں اعتراضوں کا اکھٹا جواب ملاحظہ فرمائیں۔

ہم بتلا چکے ہیں کہ امام صاحب خلق قرآن کے قائل نہ تھے تو یہ بھی غلط ہے کہ ان کو اس خیال سے دو تین بار توبہ کرنا پڑی۔ اور اس بات میں جتنی روایتیں تاریخ خطیب میں مذکور ہیں وہ سند کے لحاظ سے روایۃً بھی لچر ہیں اور عقل کی رو سے درایۃً بھی غلط ہیں۔ چنانچہ توبہ کرانے والوں میں ایک تو خالد بن عبداللہ قسری کا نام لیا جاتا ہے۔ حالانکہ وہ ۱۲۰ھ میں ولایت عراق سے معزول ہو چکا تھا۔ اس کے زمانہ ولایت میں مسئلہ خلق قرآن کا لفظ بھی کسی کی زبان پر نہ آیا تھا۔ کیونکہ سب سے پہلے جعد بن درہم نے ۱۲۰ھ کے چند سال بعد یہ لفظ

زبان سے نکالا تھا پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ خالد بن عبداللہ امام ابوحنیفہؒ سے توبہ کرائے؟ پھر جس روایت میں اس جھوٹ کا ذکر ہے اس کی سند میں عبداللہ بن جعفر بن درستویہ موجود ہے جس پر برقانی اور لالکائی نے سخت جرح کی ہے اور اس کو جو کوئی چند دراہم دے دیتا اس کے موافق روایتیں بیان کر دیتا تھا۔ اس کے بعد سلیمان بن فلیح ہے جس کو ابوزرعہ نے مجہول کہا ہے وہ فرماتے ہیں کہ فلیح کے دو بیٹے تھے محمد اور یحیٰی ان کے علاوہ اس کا کوئی بیٹا میرے علم میں نہیں ہے۔ دوسرا نام یوسف بن عثمان امیر کوفہ کا لیا جاتا ہے۔ تاریخ خطیب ص ۳۸۱ و ص ۳۹۰ میں اسی طرح ہے۔ مگر اس عہد کے والیان کوفہ میں یوسف بن عثمان نام کا کوئی والی نہ تھا۔ ممکن ہے کہ یوسف بن عمر کو یوسف بن عثمان کر دیا گیا ہو۔ اس کی سند میں ابن زاطیا ہے جس کو خود خطیب نے غیر محمود کہا ہے کہ یہ اچھا آدمی نہیں۔ اس کے بعد ابو معمر قطیعی ہے جس کے متعلق ابن معین نے کہا ہے خدا اس پر رحم نہ کرے اس نے رقہ پر پانچ ہزار حدیثیں بیان کیں۔ جن میں سے تین ہزار میں خطا کی۔ پھر یہ خود ان لوگوں میں ہے جنہوں نے قرآن کو مخلوق کہا تھا جب دربار سے باہر آیا تو کہا ہم نے کفر کیا پھر نکل آئے۔ ایسے شخص کی روایت کو محدثین قبول نہیں کرتے۔ اس کے بعد حجاج اعور ہے جس کی روایتوں میں سخت اختلاط ہے۔ تیسرا نام شریک قاضی کا لیا جاتا ہے۔ یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ ان کو عہدہ قضا امام ابوحنیفہ کی وفات کے پانچ سال بعد ملا ہے۔ یہ کس طرح امام صاحب کو توبہ کرا سکتے ہیں؟

پھر اس کی سند میں محمد بن جبویہ ہمدانی نخاس ہے جو متہم بالکذب ہے ملاحظہ ہو تلخیص مستدرک للذہبی۔ دوسری سند میں ابن درستویہ ہے جس کے پاس نحو کے سوا کچھ نہیں۔ حافظ لالکائی اور برقانی کی جرح کا ذکر اوپر گزر چکا ہے کہ اس شخص کو کچھ دراہم دے دیے جاتے تو ایسی روایتیں بیان کر دیتا جو اس نے سنی بھی نہیں تھیں۔ تیسری سند میں صواف نے عبداللہ بن احمد سے اجازۃً روایت کی ہے جو ناقدین کے نزدیک منقطع کے حکم میں ہے اور عبداللہ بن احمد کا تعصب اور انحراف اس کی کتاب السنۃ ہی سے واضح ہے۔ اس کے بعد ابو معمر ہے۔ اگر وہ عبداللہ بن عمر و منقری ہے تو وہ قدری ہے اور قدریہ کی روایت امام ابوحنیفہ کے خلاف قابل

قبول نہیں کیونکہ وہ ان کے دشمن ہیں۔ اور اگر ہروی ہے تو اس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے وہ بھی مجروح ہے۔ غرض تاریخ خطیب میں جتنی روایتیں اس قسم کی ہیں کہ جن میں امام ابو حنیفہ سے توبہ کرانے کا ذکر ہے ان میں ابن رزق، ابن زاطبا، عثمان بن احمد جیسے راوی موجود ہیں، جن پر طعن کیا گیا ہے کہ وہ بے ہودہ روایتیں کرنے والے ہیں۔ بعض میں ابن سلم، ابارہ، نعیم بن حماد وغیرہ ہیں جو امام ابو حنیفہ کے عیوب میں افسانے گھڑنے سے متہم ہیں۔ علامہ حافظ ابن عبد البر نے انتقاء میں عبداللہ بن داؤد خریبی کے حوالہ سے اس بات کو غلط اور جھوٹ کہا ہے کہ امام صاحب سے توبہ کرائی گئی۔

ہاں اس باب میں حافظ ابن ابی العوام کی ایک راویت ہم نقل کر دینا چاہتے ہیں جس سے اس افسانہ کی پوری حقیقت واضح ہو جائے گی۔ اس کی سند ضعیف نہیں۔ وہ حسن بن حماد سجارہ سے روایت کرتے ہیں وہ ابو قطن عمرو بن الہیثم بصری سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے کوفہ کا ارادہ کیا تو شعبہ سے پوچھا کوفہ میں آپ کن لوگوں سے خط و کتابت کیا کرتے ہیں؟ فرمایا ابو حنیفہ اور سفیان ثوری سے۔ میں نے کہا میرے متعلق ان دونوں کو خط لکھ دیجیے۔ انہوں نے خط لکھ دیا تو میں کوفہ پہنچا اور لوگوں سے دریافت کیا کہ ان دونوں میں بڑا کون ہے؟ لوگوں نے کہا ابو حنیفہ بڑے ہیں۔ میں ان کے پاس گیا اور شعبہ کا خط ان کو دیا۔ انہوں نے دریافت کیا میرے بھائی ابو بسطام کیسے ہیں (یہ شعبہ کی کنیت ہے)؟ میں نے کہا خیریت سے ہیں۔ جب خط پڑھ چکے تو فرمایا جو کچھ میرے پاس ہے وہ آپ کے لیے حاضر ہے اور دوسروں سے کچھ کام ہو تو مجھ سے کہیے میں آپ کی مدد کروں گا۔ اس کے بعد میں سفیان ثوری کے پاس گیا اور ان کے نام کا خط ان کو دیا۔ انہوں نے بھی وہی کہا جو ابو حنیفہ نے مجھ سے کہا تھا۔ اس کے بعد میں نے ثوری سے پوچھا کہ ایک بات آپ سے روایت کی جاتی ہے کہ آپ فرماتے ہیں ابو حنیفہ سے دو مرتبہ کفر سے توبہ کرائی گئی ہے کیا آپ کی مراد وہ کفر ہے جو ایمان کی ضد ہے؟ فرمایا جب سے میں نے یہ بات زبان سے نکالی ہے۔ یہ سوال تم سے پہلے کسی نے مجھ سے نہیں کیا۔ اس کے بعد سر جھکا لیا اور فرمایا نہیں یہ بات نہیں بلکہ واقعہ یہ ہے

کہ واصل شاری (منکر حدیث خارجی) کوفہ آیا تھا۔ اس کے پاس ایک جماعت پہنچی اور کہنے لگی یہاں ایک شخص ہے جو اہل معاصی کو کافر نہیں کہتا۔ اشارہ امام ابوحنیفہ کی طرف تھا۔ اس نے امام صاحب کو بلا بھیجا اور کہا اے شیخ! مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تم اہل معاصی کو کافر نہیں کہتے؟ ابوحنیفہ نے کہا ہاں میرا مذہب یہ ہے (کہ گناہ کرنے سے مسلمان کافر نہیں ہوتا جب تک شرک وکفر کا ارتکاب نہ کرے) کہنے لگا یہ تو (ہمارے نزدیک) کافر ہے (خوارج ہر گناہ سے مسلمان کو کافر کہہ دیتے ہیں) اگر تم نے اس سے توبہ کر لی تو ہم قبول کر لیں گے۔ ورنہ مار ڈالیں گے۔ ابوحنیفہ نے پوچھا میں کس بات سے توبہ کروں؟ کہا اسی کفر سے۔ فرمایا ہاں میں کفر سے توبہ کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر ابوحنیفہ (اس کے دربار سے) باہر آ گئے۔ پھر خلیفہ منصور کا لشکر آ گیا اور اس نے واصل (خارجی) کو کوفہ سے نکال باہر کیا۔ کچھ مدت کے بعد منصور اس کی طرف سے یکسو اور خالی الذہن ہو گیا تو واصل پھر کوفہ پر قابض ہو گیا۔ وہی جماعت اس کے پاس پھر گئی اور کہا جس شخص نے تیرے سامنے توبہ کی تھی وہ پھر اپنے پہلے مذہب پر لوٹ گیا ہے۔ اس نے پھر ابوحنیفہ کو بلا بھیجا اور کہا اے شیخ! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم پھر وہی کہنے لگے جو پہلے کہتے تھے۔ فرمایا وہ کیا؟ کہا تم اہل معاصی کو کافر نہیں کہتے۔ فرمایا میرا تو یہی مذہب ہے۔ کہا ہمارے نزدیک یہ کفر ہے اگر اس سے توبہ کرو تو ہم قبول کریں گے ورنہ مار ڈالیں گے۔ ان شاریوں کا طریقہ یہ تھا کہ تین بار توبہ کرانے سے پہلے کسی کو قتل نہیں کرتے تھے۔ امام ابوحنیفہ نے فرمایا تو میں کس چیز سے توبہ کروں؟ کہا کفر سے۔ ابوحنیفہ نے کہا تو میں بے شک کفر سے توبہ کرتا ہوں۔ بس یہ تھا وہ کفر جس سے امام ابوحنیفہ سے توبہ کرائی گئی تھی۔

ابوالقاسم بن ابی العوام حافظ حدیث نسائی کے شاگرد ہیں اور سجارہ اور ابوقطن بھی ثقات میں سے ہیں۔ اس روایت نے فیصلہ کر دیا کہ امام ابوحنیفہ سے توبہ کرانے والا نہ خالد قسری تھا نہ یوسف بن عمر ثقفی، نہ شریک بن عبداللہ قاضی، بلکہ واصل شاری منکر حدیث خارجی تھا۔ اور اس توبہ کا تعلق مسئلہ خلق قرآن سے نہ تھا بلکہ صرف اس بات سے تھا کہ امام ابوحنیفہ گناہ گار مسلمان کو کافر نہ کہتے تھے۔ خدا ان لوگوں کو سمجھے جو اس امام عالی مقام کی شہرت کو داغدار

مارقین کے افترا اور جھوٹ سے داغ لگانا چاہتے ہیں۔

اعتراض نمبر ۲۷:

قیس بن ربیع کہتے ہیں امیر کوفہ یوسف بن عمر نے امام صاحب کو مصطبہ پر کھڑا کر کے کفر کے عقیدہ سے توبہ کرائی۔ یہ روایت دوسری سند سے بھی روایت کی گئی ہے۔

(امام محمدی ص ۶۵)

جواب:

اس قول کی سند میں ایک راوی علی بن اسحاق بن زاطیہ ہے۔ خود خطیب نے تاریخ بغداد میں اس کے متعلق کہا ہے "لم یکن بالمحمود، و کان یقال انه کذاب" یہ اچھا نہیں ہے کہا جاتا کہ یہ جھوٹا ہے دوسرا راوی حجاج بن اعور ہے۔ اس کے متعلق بھی خود خطیب نے کہا ہے کہ اس کا معاملہ مخلوط ہو گیا تھا۔ تیسرا راوی قیس بن ربیع ہے اس کے متعلق امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ اس نے منکر حدیثیں روایت کی ہیں امام نسائی نے فرمایا کہ یہ متروک الحدیث ہے۔ امام یحییٰ بن معین نے فرمایا کہ یہ ضعیف ہے۔ امام وکیع اور ابن المدینی دونوں اس کو ضعیف کہتے ہیں۔ دار قطنی نے کہا ضعیف ہے۔

(دیکھئے میزان الاعتدال ذہبی، حاشیہ تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۹۰)

ابن نجار فرماتے ہیں، ابن ابی حاتم نے قیس بن ربیع کو اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ عبد الرحمن بن مہدی نے اس کو چھوڑ دیا ہے اور امام احمد نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ اور کہا ہے کہ اس نے منکر روایات بیان کی ہیں۔ اور ابن معین نے کہا اس کی حدیث کوئی شے نہیں ہے۔ اور ابن الجوزی نے بھی اس کو کتاب الضعفاء میں ذکر کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ یحییٰ نے کہا کہ یہ کچھ نہیں ہے اور کبھی کہا ہے کہ یہ ضعیف ہے اور یہ بھی کہا کہ اس کی حدیث نہ لکھی جائے۔ امام احمد سے کہا گیا کہ لوگوں نے اس کی حدیث کیوں چھوڑ دی ہے تو فرمایا یہ شیعہ ہے اور کثیر الخطا ہے اور اس نے منکر روایات بیان کی ہیں۔ ابن المدینی اور وکیع اس کو ضعیف کہتے ہیں دار قطنی نے کہا یہ ضعیف ہے۔ امام سعدی نے کہا ساقط ہے امام نسائی نے کہا متروک الحدیث ہے۔ (کتاب الرد علی الخطیب لابن نجار، حاشیہ تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۱۱۲)

اعتراض نمبر ۹:

سلمہ بن عمرو القاضی کا قول کہ ابوحنیفہ پہلا آدمی ہے جس نے قرآن کو مخلوق کہا

۱۳۳۰:... حدثنا أبو زرعة قال: فأخبرني محمد بن الوليد قال: سمعت أبا مسهر يقول: قال سلمة بن عمرو القاضي على المنبر: لا رحم الله أبا حنيفة، فإنه أول من زعم أن رحم القرآن مخلوق.

ابوزرعہ کہتے ہیں کہ مجھے محمد بن ولید نے خبر دی وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابومسہر کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ سلمہ بن عمرو القاضی نے ممبر پر کہا کہ اللہ ابوحنیفہ پر رحم نہ کرے کیونکہ وہی سب سے پہلا بندہ ہے جس نے قرآن کے مخلوق ہونے کو گمان کیا۔ (تاریخ ابی زرعہ، ص ۲۴۶)

جواب:

امام ابوحنیفہ کا خلق قرآن کا قائل ہونا تو ایسا سفید جھوٹ ہے جسے کوئی عاقل ایک سیکنڈ کے لئے بھی تسلیم نہیں کرسکتا۔

امام ابوحنیفہ کا اپنے ہاتھ سے لکھا ہوا رسالہ ''الفقہ الاکبر'' موجود ہے جس سے اہل علم بخوبی واقف ہیں اس میں عقیدہ خلق قرآن کی صراحۃً تردید موجود ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

ولفظنا بالقرآن مخلوق وكتابتنا له مخلوقة وقرأتنا له مخلوقة والقرآن غير مخلوق.

قرآن کریم کے الفاظ جو ہم اپنی زبان سے ادا کرتے ہیں تو یہ الفاظ مخلوق ہیں۔ ہم جو قرآن لکھتے ہیں تو یہ لکھے ہوئے نقوش مخلوق ہیں ہم جو اس کی قرأت کرتے ہیں تو ہمارا قرأت کرنا (یعنی فعل) مخلوق ہے لیکن خود قرآن مخلوق نہیں۔

(شرح الفقہ الاکبر مترجم وشارح مولانا الیاس گھمن ص ۲۳۷، شرح فقہ اکبر موسوم بہ تعلیم الایمان مترجم مولوی نجم الغنی رامپوری ص ۱۰۳ تا ۱۰۷ مطبوعہ میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی)

امام ابوحنیفہ کے دشمنوں کو اتنی ہی بات پر صبر نہ آیا کہ ان کی طرف خلق قرآن کا مسئلہ

منسوب کردیں بلکہ انہیں اس قول کا موجد اور اول قائلین بنا دیا ہے حالانکہ مورخین مذاہب ؛
اس پر اتفاق ہے کہ جس شخص نے سب سے پہلے قرآن کو مخلوق کہا وہ جعد بن درہم ہے اس
کے بعد جہم بن صفوان اس کا قائل ہوا پھر بشر بن غیاث مرسی ملاحظہ ہو کتاب شرح السنۃ
لالکائی (ج ۲، ص ۳۴۴ اور کتاب الرد علی الجہمیة لابن ابی حاتم وغیرھما
(تانیب الخطیب) ماننے والے کے لئے تو اتنی ہی بات کافی ہے ہمیں ایسے لوگوں سے واسطہ
پڑا ہوا ہے جو امام ابوحنیفہ کی دشمنی میں بہت آگے نکل چکے ہیں ان کے لئے ایک دو حوالے
اور عرض کر دیتے ہیں شاید کسی کو اثر ہو جائے اور وہ یہ عقیدہ خلق قرآن امام صاحب کے طرف
منسوب کرنے سے باز آجائیں۔

پہلا حوالہ:

حکم بن بشر کہتے ہیں کہ حضرت سفیان بن سعید ثوری اور نعمان بن ثابت کا قول ہے کہ
قرآن کلام اللہ ہے اور غیر مخلوق ہے۔ (تاریخ بغداد ج ۱۳، ترجمہ امام ابوحنیفہ)

دوسرا حوالہ:

ابن مبارک جب امام صاحب کے پاس آتے ہیں تو آپ (یعنی امام ابوحنیفہ) پوچھتے تم
میں یہ بیماری کیا پھیل پڑی ہے؟ جہم کیا کہتا ہے؟ (ابن مبارک نے جواب میں) کہا وہ کہتا
ہے کہ قرآن مخلوق ہے آپ نے (یعنی امام ابوحنیفہ نے) یہ سن کر فرمایا (کبرت کلمة
تخرج من افواههم ان يقولون الا كذبا) بہت بڑی بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی
ہے یقیناً وہ جھوٹ کہتے ہیں (تاریخ بغداد ج ۱۳)

تیسرا حوالہ:

امام احمد بن حنبل کہتے ہیں لم یصح عندنا ان ابا حنیفة كان يقول القرآن
مخلوق. ہمارے ہاں یہ بات صحیح نہیں ہے کہ امام ابوحنیفہ خلق قرآن کے قائل تھے۔

(تاریخ بغداد ج ۱۳)

چوتھا حوالہ:

ابوسلیمان جوزجانی اور معلیٰ میں منصور رازی کہتے ہیں نہ امام ابوحنیفہ نے نہ ابو یوسف نے نہ زفر نے نہ محمد نے اور نہ ان کے ساتھیوں میں سے کسی اور نے قرآن کو مخلوق کہا۔ یہ تو بشر مریسی اور ابن ابی داؤد کا قول ہے اور ان لوگوں نے اصحاب ابوحنیفہ کو بدنام کیا ہے۔

(تاریخ بغداد ج ۱۳)

پانچواں حوالہ:

حضرت مولانا عطاء اللہ حنیف صاحب غیر مقلد کی رائے.

مولانا عطاء اللہ حنیف ابوزہرہ مصری کی کتاب حیات امام ابوحنیفہ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

صحیح یہ ہے کہ امام صاحب صراحۃً قرآن کے غیر مخلوق ہونے کے قائل تھے جیسا کہ کتاب الاسماء (بیہقی)

اور شرح فقہ اکبر ص ۳۱ میں ہے۔ (عطاء اللہ حنیف) (حاشیہ حیات امام ابوحنیفہ ص ۳۴۷)

آگے مزید لکھتے ہیں:

سارے ائمہ سلف عقیدہ خلق قرآن کو گمراہی سمجھتے تھے خود حضرت امام ابوحنیفہ اور ان کے دونوں قابل شاگرد خلق قرآن کے عقیدہ کو کفر سمجھتے تھے)

(کتاب الاسماء والصفات از بیہقی متوفی ۴۵۸ھ)

امام ابو یوسف سے بروایت ثقات مذکور ہے۔

کلمت أبا حنیفة فی ان القرآن مخلوق ام لا فاتفق علی ان من قال القرآن مخلوق فهو کافر رواة هذا کلهم ثقات

(ص ۱۸۸ طبع ہند، حاشیہ حیات امام ابوحنیفہ ص ۳۴۸)

اور امام محمد سے منقول ہے من قال القرآن مخلوق فلا تصل خلفه

(ایضاً، حاشیہ حیات امام ابوحنیفہ ص ۳۴۸)

ناظرین ہم نے فقہ اکبر کے علاوہ پانچ حوالے مزید نقل کر دیئے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ امام ابوحنیفہ کا یہ عقیدہ نہیں تھا۔

اعتراض نمبر ۱۰:

اوزاعی کا قول کہ ابوحنیفہ امت پر تلوار اٹھانے کا قائل تھا

۱۳۳۱:... حدثنا أبو زرعة قال: حدثني أحمد بن شبويه قال: حدثني عبد العزيز بن أبي رزمة عن عبد الله بن المبارك قال: كنت عند الأوزاعي، فأطريت أبا حنيفة، فسكت عني، فلما كان عند الوداع قلت له: أوصني قال: أما إني أردت ذاك، ولو لم تسألني سمعتك تطري رجلاً كان يرى السيف في الأمة، قلت له: أفلا أعلمتني؟ قال: لا أدع ذلك.

ابوزرعہ کہتے ہیں کہ مجھے احمد بن شبویہ نے خبر دی وہ کہتے ہیں کہ مجھے عبدالعزیز بن ابی رزمہ نے عبداللہ بن مبارک کے واسطے سے خبر دی وہ کہتے ہیں کہ میں امام اوزاعی کے پاس تھا تو میں نے ابوحنیفہ کی تعریف کی اس وقت تو وہ خاموش رہے مگر جب الوداع کا وقت ہوا تو میں نے عرض کی حضرت مجھے کوئی وصیت کیجئے تو کہنے لگے کہ میں نے خود ہی ارادہ کیا تھا اگر آپ نہ بھی پوچھتے کیونکہ میں نے تجھے ایک ایسے آدمی کی تعریف کرتے سنا جو امت پر تلوار اٹھانے کا قائل ہے۔ تو میں نے عرض کی کہ کیا آپ نے مجھے بتایا نہیں تھا تو کہنے لگا کہ میں اس کو نہیں چھوڑ سکتا۔ (تاریخ ابی زرعہ، ص ۲۷۶)

تاریخ ابی زرعہ کے علاوہ یہ اعتراض کئی کتابوں میں بھی موجود ہے مثلاً کتاب السنہ لعبد اللہ ج ۱ ص ۱۸۱، تاریخ بغداد ج ۱۳، ص ۳۸۳، کتاب الضعفاء للعقیلی ج ۴، ص ۲۸۳، سوالات ابی عبید الاجری ۲۶۴)

اوزاعی کے علاوہ ابن مبارک، ابو یوسف، ابوعوانہ الوضاح بن عبد اللہ واسطی، سفیان ثوری، ابواسحاق الفزاری، خطیب بغدادی وغیرہ سے بھی یہ اعتراض مروی ہے۔ ان سب کا اکٹھا جواب ملاحظہ فرمائیں۔

جواب:

امام ابو حنیفہ سے دونوں قسم کی باتیں ملتی ہیں پہلی قسم کی بات یعنی ظالم حکمرانوں کے خلاف بغاوت کے جائز ہونے والی جیسا کہ اعتراض میں گزری ہے ایسے اقوال کی سندی حیثیت کیا ہے اور کن شرائط کے ساتھ امام ابو حنیفہ جائز کہتے ہیں وہ اپنی جگہ پر قائم ہیں۔ دوسری قسم کی بات یہ ہے کہ آپ پر یہ الزام ہے آپ سرے سے اس کے قائل نہیں۔

ہم یہاں پر پہلے وہ دلائل نقل کرتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ سرے سے قائل ہی نہیں تھے۔

دلیل نمبر ۱:

امام ابوحنیفہ کی کتاب الفقہ الابسط روایت ابو مطیع البلخی اردو میں ہے۔

ظالم حکمرانوں کے خلاف بغاوت اور انقلاب

امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں:

ہم باغیوں کے ساتھ ان کے بغاوت کرنے کی وجہ سے لڑتے ہیں نہ کہ ان کو کافر سمجھنے کی وجہ سے بلکہ ہم ان کو مسلمان ہی جانتے ہیں اور ہم عدل پر قائم رہنے والی جماعت کے ساتھ اپنا تعلق قائم رکھتے ہیں؟ اگر چہ ان کا سربراہ اور بادشاہ ناانصافی تو کرے لیکن ایمان کی حدود میں قائم رہے، اور کفر کی حدود میں داخل نہ ہو چکا ہو؛

اور اسی طرح ہم ایسے باغی گروہ کا ساتھ نہیں دیتے جو ظلم اور فساد کو عام کرنے والا ہو خواہ وہ اہل السنّت والجماعت میں سے ہو؛ اور اس صورت میں صالح جماعت کی مدد کریں گے اور ان کے ساتھ اپنا تعلق قائم رکھتے ہوئے ان کی مدد کریں گے؛ اور جو حضرات حق پر قائم رہنے اور حق کو قائم کرنے میں تمہاری مدد کرنے والے ہوں ان کے ساتھ اپنا تعلق قائم رکھیں گے۔

اگر اہل السنّت والجماعت کے لوگ بغاوت کا راستہ اختیار کرلیں تو ہم ان سے علیحدگی

اختیار کر لیتے ہیں؛ اوران کی بجائے اہل حق کے ساتھ اپنا تعلق قائم رکھیں گے۔

اور یہ سب باتیں مندرجہ ذیل آیات کی وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا (النساء:۹۷)

کیا اللہ کی زمین وسیع نہیں تھی کہ تم اس کی طرف ہجرت کر جاتے۔

اور دوسرے مقام پر ارشاد ربانی ہے:

اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ (العنکبوت:۵۶)

بے شک میری زمین بہت وسیع ہے لہٰذا اس میں میری ہی عبادت کیا کرو۔

امام ابوحنیفہ نے امام حماد سے انہوں نے حضرت ابراہیم سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت فرمائی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی سرزمین پر فتنہ اور معصیت اس انداز اور مقدار میں ظاہر ہو جائے کہ اس کو بدلنا ممکن نہ ہو، اور نہ ہی اس کے بدلنے کی کوئی صورت اور طاقت نظر آتی ہو تو مذکورہ بالا آیت پر عمل کرتے ہوئے تحول کیا جائے، تاکہ انسانی معاشرہ اور ماحول اللہ تعالیٰ کے اوامر کی تکمیل اور اور اس کے نواہی کی تعمیل کے لئے مستعد ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کے دین کے غالب ہونے کی کوئی صورت پیدا ہو جائے۔

امام ابوحنیفہ نے اپنی سند کے ساتھ مرفوعاً نبی علیہ السلام سے نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ جو شخص ایسی سرزمین میں تحول (انقلاب) پیدا کرتا ہے جہاں لوگوں کے اسلامی احکامات کی بجائے فتنہ میں مبتلاء ہونے کا اندیشہ ہو، تو اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں (۷۰) ستر صدیقین کا اجر لکھتے ہیں۔

نوٹ: اور کسی مسلمان کو یہ بات ہرگز مناسب نہیں کہ کوئی شخص اہل السنّت والجماعت کے اجماع کی مخالفت کرے کیونکہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

لا یجتمع امتی علی الضلالة

یعنی میری امت گمراہی پر کبھی جمع نہیں ہوگی۔

اور فرمایا: تمہارے لئے سواد اعظم یعنی اہل السنّت والجماعت کے راستے پر چلنا لازم ہے اور جو شخص بھی سچے مسلمانوں کی جماعت سے علیحدگی اختیار کرتا ہے وہ گمراہ اور بدعتی ہے کیونکہ جماعت کی حفاظت کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی سنت کی حفاظت فرائض میں سے ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ

یعنی فرائض میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو، اور سنن میں اس کے رسول کی اطاعت کرو۔

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (الحشر: ۷)

جو دین کی باتیں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچے ان کی اطاعت کرو، اور جس بات سے وہ منع فرمائیں ان سے رک جاؤ۔

اور جان لو کہ نبی علیہ السلام نے نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنے کو واجب قرار دیا ہے اور جو شخص اس کی حفاظت نہیں کرتا اور بلا عذر اس کی پاسداری نہیں کرتا وہ مذکورہ دلائل کی بناء پر بدعتی ہے۔

اس بارے میں حضرت امام اعظم نے اپنی سند متصل کے ساتھ فرمایا کہ

حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من سل السیف علی امتی فان لجھنم سبعة ابواب، باب منھا لمن سل السیوف (اخرجه ابو محمد البخاری والخوارزمی)

جس شخص نے میری امت پر تلوار اٹھائی تو اس کو علم ہونا چاہیے کہ جہنم کے سات دروازے ہیں جن میں سے ایک دروازہ صرف ان لوگوں کے لیے مخصوص ہے جو میری امت پر تلوار اٹھانے والے ہوں گے۔

ایک اور حدیث میں سند متصل کے ساتھ امام اعظم فرماتے ہیں:

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ليس بشيء ممن عصى الله به عز وجل اعجل عقوبة من البغى وما من شيء اطيع الله تعالى به اسرع ثوابا من صلة الرحم وفي رواية قال كان اعجل الطاعة ثوابا صلة الرحم، واليمين الفاجر تدع الديار بلاقع.

(اخرجه المظفر، ومحمد بن حسن والاصفهاني)

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں سب سے جلدی جس بات کی سزا بندے کو دی جاتی ہے وہ بغاوت ہے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں سب سے جلدی ثواب کا حق دار بنانے والی بات صلہ رحمی ہے، اور جھوٹی قسم تو شہروں کو بنجر اور بے آباد کر دینے کا باعث ہوتی ہے۔

اور ایک روایت میں امام اعظم سند مرسل کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر سے نقل فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

ما آساى على شيء كما آسى على ان لا اكون قاتلت الفئة الباغية وعلى الصوم الهواجر. (اخرجه المظفر والخوارزمي)

مجھے کسی بات پر بھی اتنا افسوس نہیں ہوتا جتنا کسی باغی گروہ سے قتال نہ کرنے، اور چھوڑے ہوئے روزوں پر جتنا افسوس ہے۔ (الفقہ الابسط اردو ص ۳۴۳ تا ۳۴۶)

۲۔ شرح عقیدہ طحاویہ میں ہے:

لانرى الخروج على ائمتنا وولاة امورنا وان جاروا ولا ندعو عليهم ولا نفرغ يدًا من طاعتهم ونرى طاعتهم من طاعة الله عز وجل فريضة مالم يامروا بمعصية وندعو لهم بالصلاح والمعافاة.

ہم اپنے امام اور حکمران وقت کے خلاف بغاوت کو درست نہیں سمجھتے چاہے وہ ظلم کریں نہ ان کے بارے میں بددعا کرتے ہیں، نہ ان کی اطاعت کو چھوڑتے ہیں جب تک وہ ہمیں کسی معصیت کا حکم نہ دیں اس وقت تک ان کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت سمجھتے ہیں اور ان کے لیے اللہ سے اصلاح اور معافی کی دعا کرتے رہیں گے۔

(شرح عقیدہ طحاویہ مترجم مولانا محمد الیاس گھمن ص ۱۰۷)

۳۔ فتح القدیر شرح ہدایہ میں ہے

امام مالک، شافعی اور احمد فرماتے ہیں کہ اہل بغاوت سے اس وقت تک جنگ نہیں کی جائے گی جب تک وہ خود پر امن شہریوں سے جنگ نہ شروع کر دیں جب وہ پر امن شہریوں سے جنگ شروع کر دیں گے تو پھر ان سے جنگ وقتال جائز ہو جائے گا۔ امام ابوحنیفہ کی رائے میں ان کا اجتماع اور طاعت امام سے باز رہنا ان کے قتال کے لیے مناسب وجہ جواز ہے۔ (فتح القدیر شرح ہدایہ ج ۴، ص ۴۱۱)

۴۔ البحر الرائق شرح کنز الدقائق میں ہے:

اگر یہ لوگ (باغی) کوئی سبب خروج بیان نہ کریں یا ایسا بیان کریں جس کو شریعت اسلامیہ مطلقاً تسلیم نہیں کرتی جیسے وہ بغیر کسی اعتراض کے سربراہ ریاست کو معزول کرنے کا مطالبہ کریں یا اس کی معزولی کا اس لیے مطالبہ کریں کہ وہ ان کا ہم وطن نہیں ہے۔ تو یہ لوگ قطاع طریق (رہزن) ہیں جو روئے زمین پر ابتری پھیلاتے ہیں۔ ان کی مستقل سزا ہے مگر یہ لوگ کسی حالت میں باغی یا سیاسی مجرم نہیں ہیں۔

(البحر الرائق شرح کنز الدقائق ج ۵، ص ۱۵۱ تا ۱۵۴، نہایۃ المتاج ۷، ص ۳۸۲، ۳۸۳)

ان چار حوالہ جات سے واضح ہوا کہ امام ابوحنیفہ تلوار اٹھانے کے قائل نہیں یعنی باغیوں کے حق میں نہیں ہیں۔

دوسرا قول:

امام ابوحنیفہ کا دوسرا قول ظالم حکمرانوں کے خلاف جہاد کرنے کے حق میں جو بیان کیا جاتا ہے اور بعض محدثین اسی کو راجح قرار دیتے ہیں اس کے بھی دلائل ادلہ اربعہ میں موجود ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں امام ابوحنیفہ کے دوسرے قول کے دلائل۔

امام ابوحنیفہ کے دلائل

(ماخوذ: بنیادی حقوق ص ۲۱۲ تا ۲۱۸، مصنف محمد صلاح الدین)

حکمران کی حدود اطاعت:

اسلام میں اطاعت امیر مشروط ہے اور اس سلسلہ میں خود مقتدر اعلیٰ نے یہ قاعدہ کلیہ مقرر

کر دیا ہے:

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ (النساء:۵۹)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحب امر ہوں اگر کسی معاملہ میں تمہارے درمیان نزاع ہو تو اس کو اللہ کی طرف پھیر دو۔

اس آیت سے اسلامی ریاست میں اطاعت کی جو شرائط وحدود متعین ہوتی ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) اصل اطاعت، اللہ تعالیٰ کی ہے اور یہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سمیت تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔

(۲) دوسری اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور در حقیقت یہ کوئی علیحدہ اطاعت نہیں ہے بلکہ اطاعت خدا ہی کی واحد عملی صورت ہے۔ ہمارے لیے خدا کی اطاعت کا طریقہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں۔ اسی لیے ایک دوسری جگہ فرمایا گیا:

مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (النساء:۸۰)

"اور جس نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے دراصل اللہ کی اطاعت کی۔"

پہلی اطاعت کی طرح یہ دوسری اطاعت بھی تمام مسلمانوں پر جن میں ان کے شہری اور حکمران سب شامل ہیں، فرض ہے۔

(۳) تیسری اطاعت، صاحب امر کی ہے، مگر یہ پہلی دو اطاعتوں کی طرح غیر مشروط نہیں، بلکہ اس بنیادی شرط کے ساتھ ہے کہ خود صاحب امر بھی دونوں اطاعتوں میں ان کے ساتھ یکساں طور پر شریک ہو۔

(۴) صاحب امر اور عام مسلمانوں کے درمیان کسی معاملہ میں نزاع ہو جائے تو فیصلہ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر ہوگا۔

اسلامی ریاست کے دستور کی اس بنیادی دفعہ کے ساتھ ہی مسلمانوں کو یہ واضح ہدایات دی گئی ہیں کہ وہ کسی بندہ نفس، مفسد، ظالم اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے منافی عمل کرنے والے کی ہرگز اطاعت نہ کریں۔ قرآن مجید کی چند آیات ملاحظہ ہوں:

''کسی ایسے شخص کی اطاعت نہ کرو جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور جس نے اپنی خواہش نفس کی پیروی اختیار کر لی ہے اور جس کا طریق کار افراط وتفریط پر مبنی ہے۔'' (الکھف:۲۸)

''ان بے لگام لوگوں کی اطاعت نہ کرو جو زمین میں فساد برپا کرتے ہیں، اور کوئی اصلاح نہیں کرتے۔'' (الشعراء ۱۵۱،۱۵۲)

''اور ان میں سے کسی بدعمل یا منکر حق کی بات نہ مانو۔'' (الدھر:۲۴)

''اور ہرگز نہ دبو کسی ایسے شخص سے جو بہت قسمیں کھانے والا بے وقعت آدمی ہے۔ طعنے دیتا ہے، چغلیاں کھاتا پھرتا ہے۔ بھلائی سے روکتا ہے، ظلم و زیادتی میں حد سے گزر جانے والا ہے، سخت بد اعمال ہے، جفا کار ہے اور ان سب عیوب کے ساتھ بد اصل ہے اس بنا پر کہ وہ بہت مال و اولاد رکھتا ہے۔ جب ہماری آیات اس کو سنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے کہ یہ تو اگلے وقتوں کے افسانے ہیں۔'' (القلم:۱۰۔۱۵)

اس سلسلہ میں احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نے اصولِ اطاعت کو مزید شرح وبسط سے بیان کر کے اس کے تمام پہلوؤں کو اتنا واضح کر دیا ہے کہ کوئی الجھاؤ باقی نہیں رہتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''مسلمان پر سمع وطاعت لازم ہے۔ خواہ اسے پسند ہو یا ناپسند، تاوقتیکہ اسے معصیت کا حکم نہ دیا جائے اور جب اسے معصیت کا حکم دیا جائے تو پھر نہ سمع ہے نہ طاعت۔''

(بخاری ومسلم)

گویا امیر جوں ہی پہلی دو اطاعتوں سے آزاد ہو کر اپنی من مانی کرے گا۔ اس کا حق اطاعت وہیں ساقط ہو جائے گا۔ اور مسلمانوں پر اب اطاعت کی بجائے یہ فرض عائد ہوگا کہ وہ اس کی اطاعت سے علی الاعلان انکار کر دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح فرمان ہے:

''معصیت میں کوئی اطاعت نہیں اطاعت تو صرف معروف میں ہے۔'' (بخاری و مسلم)

''اس شخص کے لیے کوئی اطاعت نہیں جو اللہ کا نافرمان ہو۔'' (مسلم، ابوداؤد، نسائی)

''خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں۔'' (بخاری و مسلم)

حقِ اطاعت ساقط ہونے کا مطلب یہ ہے کہ امیر اب صاحب امر نہیں رہا، اس کے اختیارات سلب ہو گئے۔ اس کے کسی حکم کی اب کوئی قانونی حیثیت نہیں رہی اور مسلمانوں کو یہ اختیار حاصل ہو گیا کہ وہ اسے معزول کر کے کسی دوسرے امیر کا انتخاب کریں۔ اگر وہ سرکشی اور عدم اطاعت میں اتنا آگے نکل جائے کہ نماز تک ترک کر بیٹھے تو پھر اس کے خلاف تلوار اُٹھا لینے کی بھی اجازت ہے۔

''تم پر ایسے لوگ بھی حکومت کریں گے جن کی بعض باتوں کو تم معروف پاؤ گے اور بعض کو منکر۔ تو جس نے ان کے منکرات پر اظہار ناراضی کیا وہ بری الذمہ ہوا۔ اور جس نے ان کو ناپسند کیا وہ بھی بچ گیا۔ مگر جو ان پر راضی ہوا اور پیروی کرنے لگا وہ ماخوذ ہوگا۔ صحابہؓ نے پوچھا پھر جب ایسے حکام کا دور آئے تو کیا ہم ان سے جنگ نہ کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، جب تک کہ وہ نماز پڑھتے رہیں۔'' (مسلم)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے منصب خلافت سنبھالا تو اپنے خطبہ میں انہی حدودِ اطاعت کی یاد دہانی کراتے ہوئے فرمایا:

''میری اطاعت کرو جب تک میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا رہوں لیکن مجھ سے اگر کوئی ایسا کام سرزد ہو جس میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی ہو تو تم پر میری اطاعت واجب نہیں۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک اجتماع سے خطاب فرماتے ہوئے کہا:

''حاکم کا سب سے بڑا فرض یہ ہے کہ وہ یہ دیکھے کہ رعایا ان فرائض کا لحاظ کر رہی ہے یا نہیں جو اللہ نے ان پر عائد کیے ہیں۔ ہم تو تمہیں انہی باتوں کا حکم دیں گے جن کا اللہ نے حکم دیا ہے اور ان چیزوں سے روکیں گے جن سے اللہ نے روکا ہے ہم تو بس یہ چاہتے ہیں کہ حکم الٰہی قریب اور دُور ہر جگہ قائم کیا جائے۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہی کے دور میں عراق کی فتح کے بعد اکثر لوگوں نے قرآن میں اہل کتاب کی عورتوں سے شادی کی اجازت کے تحت عیسائی عورتوں سے شادی کر لی تھی حضرت عمرؓ نے حذیفہؓ بن الیمان کو لکھا کہ میں اسے ناپسند کرتا ہوں انہوں نے جواب میں لکھا کہ یہ حکم آپ کی ذاتی رائے ہے یا کوئی شرعی حکم ہے؟ حضرت عمرؓ نے لکھا میری ذاتی رائے ہے۔ حذیفہؓ نے لکھ بھیجا کہ آپ کی ذاتی رائے کی پابندی ہم لوگوں پر ضروری نہیں۔''

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا:

''میں اللہ کی فرماں برداری کرتے ہوئے تم کو جو حکم دوں اس کی اطاعت تم پر فرض ہے۔ خواہ وہ حکم تمہیں پسند ہو یا ناپسند۔ اور جو حکم میں تمہیں اللہ کی نافرمانی کرتے ہوئے دوں تو معصیت میں کسی کے لیے اطاعت نہیں۔ اطاعت صرف معروف میں ہے، اطاعت صرف معروف میں ہے۔ اطاعت صرف معروف میں ہے۔''

اولی الامر کی اس مشروط اطاعت نے حکمرانوں کے لیے اس امر کی کوئی گنجائش باقی نہیں چھوڑی کہ وہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ حقوق پر دست درازی کر سکیں۔ وہ اسی وقت تک واجب الاطاعت ہیں جب تک ان حقوق کا احترام کریں اور ان کے منافی کوئی اقدام نہ کریں اگر وہ اس اصول کی خلاف ورزی کرتے ہیں تو قوم ان کی اطاعت سے بری الذمہ ہے۔ اور وہ جواباً انہیں منصب امارت سے ہٹانے کی جدوجہد میں حق بجانب ہو گی۔ یہ حدود و شرائط اطاعت حکمرانوں کے مقابلے میں شہریوں کو اپنے بنیادی حقوق کے تحفظ کی ایک نہایت مستحکم ضمانت مہیا کرتی ہیں۔ (بنیادی حقوق)

۶۔ پابندی مشاورت:

محمد صلاح الدین صاحب لکھتے ہیں:

اولی الامر پر ایک اور پابندی یہ ہے کہ وہ امت کے اہل الرائے سے مشورہ کیے بغیر کوئی اقدام نہیں کرسکتا۔ وہ جس طرح مسلمانوں کے باہمی مشورے اور رضامندی سے منتخب ہوتا ہے اسی طرح قرآن مجید کے اس حکم کے تحت نظام حکومت بھی مشورے سے چلانے کا پابند ہے۔

وَاَمْرُھُمْ شُوریٰ بَیْنَھُمْ (الشوریٰ:۳۸)

''اور مسلمانوں کے معاملات باہمی مشورے سے چلتے ہیں۔''

اس مشاورت سے اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی مستثنیٰ نہیں رکھا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت کی جاتی ہے:

وَشَاوِرْھُمْ فِی الْاَمْرِ (آل عمران:۱۵۹)

''اور اے نبی! ان سے معاملات میں مشاورت کرو۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود صاحب امر تھے۔ انہیں براہ راست خدا کی رہنمائی حاصل تھی اس لیے وہ کسی سے مشورہ کرنے کے حاجت مند نہ تھے۔ لیکن انہیں چونکہ بعد کے صاحبان امر کے لیے نمونہ بننا تھا اس لیے ان سے مشاورت کی سنت قائم کرائی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر صحابہ کرامؓ سے چھوٹے بڑے معاملات میں مشورہ کیا کرتے۔ یہ سنت خود اللہ تعالیٰ کو اتنی محبوب تھی کہ وہ بعض معاملات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت دینے سے قبل اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کا انتظار کرتا اور جب اُن میں سے کسی کی رائے پسند آجاتی تو نزول وحی کے ذریعہ اسے شرف سند وقبولیت عطا کر کے رائے دینے والے بندے کی حوصلہ افزائی فرماتا۔ چنانچہ جنگ بدر کے قیدیوں، منافق کی نماز جنازہ، پردہ، حرمت شراب، مقام ابراہیم علیہ السلام کو مصلیٰ بنانے اور آرام واستراحت کے اوقات مین بلا اجازت گھروں میں داخلہ کی ممانعت سے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے

موافق آیات نازل ہوئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو مخاطب کر کے فرمایا:

''اگر تم دونوں کسی مشورہ پر متفق ہو جاؤ تو میں اس میں تمہاری مخالفت نہیں کروں گا۔''

(مسند احمد)

حضرت علیؓ سے منقول ہے:

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے بعد کوئی معاملہ ایسا پیش آ جائے جن کے متعلق نہ قرآن میں اترا ہو اور نہ آپ سے کوئی بات سنی گئی ہو؟ فرمایا میری امت میں سے عبادت گزار لوگوں کو جمع کرو اور اسے آپس کے مشورے کے لیے رکھ دو۔ اور کسی ایک شخص کی رائے پر فیصلہ نہ کرو۔''

اس مشورہ کی اہمیت اور اس کی اصل روح کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

''جس نے اپنے بھائی کو کسی ایسی بات کا مشورہ دیا جس کے متعلق وہ خود جانتا ہو کہ صحیح بات دوسری ہے تو اس نے در اصل اس کے ساتھ خیانت کی۔'' (ابوداؤد)

قرآن کے واضح حکم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے بعد اب مسلمانوں کا کوئی امیر مشورہ کے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھا سکتا۔ یہ پابندیٔ مشاورت آمریت کی راہ روکتی اور سیاسی زندگی میں جمہوریت کی روح پھونکتی ہے۔ یہاں ایک اور بنیادی نکتہ ذہن نشین رکھنا چاہیے۔ اسلام میں شوریٰ کا اصول کثرت رائے پر نہیں اصابت رائے پر ہے۔ یعنی جو رائے قرآن وسنت سے قریب تر ہوگی صرف وہی قابل قبول ہوگی۔ (بنیادی حقوق ص ۲۱۲ تا ۲۱۸)

(۷) ظلم کے خلاف احتجاج کا حق:

محمد صلاح الدین صاحب لکھتے ہیں:

اسلام نے شہریوں کو یہ حق دیا ہے کہ ان پر ظلم ہو تو وہ اس کے خلاف آواز اٹھائیں ظالم

سے ہرگز نہ دبیں اور اس کے ظلم کو ٹھنڈے پیٹوں برداشت نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ (النساء: ۱۴۸)

''اللہ اس کو پسند نہیں کرتا کہ آدمی بدگوئی پر زبان کھولے الا یہ کہ کسی پر ظلم کیا گیا ہو۔''

یعنی بدگوئی نہایت ناپسندیدہ فعل ہے لیکن جب ظلم حد سے بڑھ جائے، صبر و تحمل کا بند ٹوٹ جائے اور بالکل اضطراری حالت میں زبان سے ظالم کے حق میں برے الفاظ ادا ہونے لگیں تو اللہ کے نزدیک اعلیٰ ترین اخلاقی تعلیم کے باوجود یہ آخری حالت قابل معافی ہے۔ مظلوم کو اس کا حق ہے کہ وہ حرف شکایت زبان پر لائے اور ایسا کرتے ہوئے اگر اس کی جذباتی کیفیت شائستہ گفتگو کے آداب ملحوظ رکھنے سے قاصر ہو جائے تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہے۔

مشہور حدیث ہے:

''افضل ترین جہاد اس شخص کا ہے جو کسی حق سے ہٹے ہوئے سلطان کے آگے کلمۂ حق (یا کلمہ عدل) کہے۔'' (ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، نسائی، مسند احمد)

''لوگ جب ظالم کو دیکھیں اور اس کے ہاتھ نہ پکڑیں تو بعید نہیں کہ اللہ ان پر عذاب عام نازل کر دے۔'' (ابوداود، ترمذی)

''اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ وہ مظلوم ہو تو ہم اس کی مدد کریں گے مگر ظالم ہو تو کیسے مدد کریں؟ فرمایا اسے ظلم سے روک دو۔'' (بخاری)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سراپا رحمت تھے کبھی کسی کے ساتھ ادنیٰ سا بھی ظلم نہیں کیا کسی کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت ہوتی تو اسے اس کے اظہار کا موقع دیتے اور اپنی ذات کو بدلے کے لیے پیش فرما دیتے۔

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے ہجوم میں سے ایک شخص آگے بڑھ کر منہ کے بل آپ پر لد گیا (یعنی گر گیا) (آپ کے) دست مبارک میں پتلی سی

لکڑی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ٹھوکا دیا۔ اتفاق سے لکڑی کا سرا اس کے منہ میں لگ گیا اور خراش آ گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے انتقام لے لو۔" اس نے عرض کیا "یارسول اللہ میں نے معاف کر دیا۔" (ابوداؤد)

جنگ بدر کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک تیر سے مجاہدین کی صفیں سیدھی کر رہے تھے حضرت سوادؓ بن غزیہ صف سے کچھ آگے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھوکا دے کر فرمایا: سواد برابر کھڑے رہو؟ سواد بولے یارسول اللہ! آپ نے مجھ کو تکلیف دی حالانکہ اللہ نے آپ کو حق وانصاف کے لیے مبعوث فرمایا ہے، پس آپ اجازت دیجئے کہ میں آپ سے بدلہ لوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً شکم مبارک کھول کر فرمایا سواد اپنا بدل لے لو۔ سواد دوڑ کر جسم اطہر سے لپٹ گئے اور شکم مبارک کو چوم لیا۔

ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اپنے قرض کی ادائیگی کا تقاضا کرنے لگا۔ اس نے بھری محفل میں سخت کلامی کی۔ اس کے گستاخانہ طرز تخاطب پر صحابہؓ کو غصہ آ گیا اور وہ اس کی مرمت کے لیے اٹھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے کہنے دو، اسے کہنے دو! جس کا کچھ حق نکلتا ہو وہ ایسی باتیں کر سکتا ہے۔ (بخاری)

حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے وہ خطبات نظر سے گذر چکے ہیں جن میں لوگوں کو دعوت دی گئی کہ وہ جہاں کہیں ظلم ہوتے دیکھیں فوراً اس پر گرفت کریں۔ حضرت ابوموسیٰؓ کے خلاف شکایت کا وہ واقعہ تحفظ آبرو کے زیر عنوان بیان کیا جا چکا ہے جس میں آپ نے ایک شخص کے بال منڈوا دیتے تھے۔ یہ بالوں کو جمع کر کے سیدھا مدینہ پہنچا اور حضرت عمر کو دیکھتے ہی بالوں کا گچھا ان کے سینے پر دے مارا اور بڑے اکھڑ لہجے میں بولا: دیکھ بخدا آگ۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا ہاں بخدا آگ۔ وہ بولا امیر المومنین! میں بہت بلند آواز اور دشمن پر بہت دباؤ ڈالنے والا انسان ہوں میرے ساتھ ایسا ایسا کیا گیا ہے، میرے بیس کوڑے لگائے گئے ہیں اور سر کے بال منڈوائے گئے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے اس کی گستاخی پر غضب نا۔

ہونے کی بجائے اسے یوں خراج تحسین پیش کیا:

''بخدا! اگر سارے لوگ اس جیسے عزم والے ہوں تو یہ بات مجھے اس سارے مال غنیمت سے زیادہ عزیز ہے جو اب تک اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا کیا ہے۔''

اسلام نے ظلم کے خلاف احتجاج ہی کا حق نہیں دیا بلکہ یہ حق بھی دیا ہے کہ اگر یہ احتجاج صدا بصحرا ثابت ہو تو ظالم کی اطاعت سے انکار کر دیا جائے اور اسے اس کے منصب سے ہٹا دیا جائے کیونکہ منصب امارت کی اولین ذمہ داری ظلم کو مٹانا اور عدل کو قائم کرنا ہے۔ عدل شرط امارت ہے، قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

''جب اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا، میں تجھے لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں۔ ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا ''اور کیا میری اولاد سے بھی یہی وعدہ ہے؟'' اس نے جواب دیا۔ میرا وعدہ ظالموں سے متعلق نہیں ہے۔'' (البقرہ:۱۲۴)

مسلمانوں کو حکم ہے:

وَلَا تُطِيْعُوْٓا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ (الشعراء:۱۵۱)

''اور حدود سے نکل جانے والوں کی اطاعت نہ کرو۔''

اس موضوع سے متعلق متعدد آیات و احادیث گذشتہ صفحات میں حدود اطاعت کے زیر عنوان نقل کی جا چکی ہیں جن سے واضح ہو جاتا ہے کہ اسلامی ریاست میں ظالموں کو برداشت نہیں کیا جا سکتا اور ان کے ظلم کے خلاف آواز اٹھانا نہ صرف ایک حق بلکہ فرض ہے جس میں کوتاہی مقتدر اعلیٰ کے سامنے قابل مواخذہ ہوگی۔ (بنیادی حقوق ص ۲۶۶ تا ۲۶۸)

اعتراض نمبر ۱۱:

رقبہ بن مصقلہ کا قول کہ ابو حنیفہؒ تجھے ایسی رائے دے گا کہ تو بغیر ثقہ ہوئے واپس لوٹے گا

۱۳۳۲:... حدثنا أبو زرعة قال: قال محمد بن أبي عمر عن سفيان بن

عيينة قال: قال رقبة للقاسم بن معن: اين تذهب؟ قال: الى ابى حنيفة، قال: يمكنك من رأى ما مضغت وترجع الى اهلك بغير ثقة.

ابوزرعہ کہتے ہیں کہ محمد بن عمرو نے سفیان بن عیینہ کی طرف سے خبر دی وہ کہتے ہیں کہ رقبہ نے قاسم بن معن سے پوچھا کہ کہاں جارہے ہو؟ وہ کہنے لگے کہ ابوحنیفہ کے پاس تو رقبہ کہنے لگے کہ وہ آپ کو ایسی رائے پر قدرت دیں گے جو چبائی نہ جاسکتی ہو اور اپنے گھر ثقہ ہوئے بغیر لوٹے گا۔ (تاریخ ابی زرعہ، ص ۲۴۶)

جواب:

یہ قول دوست نہیں اس قول کی سند میں ایک راوی محمد بن ابی عمر ہے اور یہ مجہول ہے اس کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۲۳۲ میں نقل کرتے ہیں۔

قال المزی لم اجد له ذكرا. امام مزی نے فرمایا کہ میں نے اس کا ذکر نہیں پایا۔

حافظ ابن حجر ہی اپنی دوسری کتاب تقریب التہذیب میں فرماتے ہیں لا یعرف نہیں پہچانا گیا (یعنی مجہول ہے) (تقریب ج ۲، ص ۱۱۷)

اعتراض نمبر ۱۲:

یونس بن یزید کا قول کہ ابوحنیفہ ربیعہ کی باتیں غور سے سنتے تھے

۱۳۲۳:... حدثنا ابو زرعة قال: حدثني احمد بن صالح قال: حدثنا عنبسة بن خالد، عن يونس بن يزيد قال: شهدت أبا حنيفة في مجلس ربيعة، فكان مجهود أبي حنيفة أن يفهم ما يقول ربيعة.

۱۳۲۳:...ابوزرعہ کہتے ہیں کہ مجھے احمد بن صالح نے خبر دی وہ کہتے ہیں کہ ہمیں عنبسہ بن خالد نے یونس بن یزید سے خبر دی وہ کہتے ہیں کہ میں ربیعہ کی مجلس میں ابوحنیفہ کے پاس گیا تو میں نے دیکھا کہ ابوحنیفہ کی پوری کوشش یہ تھی کہ ربیعہ کے کلام کو سمجھیں۔

(تاریخ ابی زرعہ، ص ۲۴۷، الکامل فی [illegible] ابن عدی ج ۷، ص ۲۴۷۵، مسند ابی حنیفہ ج ۱ ص ۱۰۴)

جواب:

ہمارے نزدیک تو اس قول میں کوئی اعتراض والی بات نظر نہیں آرہی مگر امام صاحب کے مخالفین کو اس میں اعتراض نظر آرہا ہے وہ اس عبارت کا یہ مفہوم لینا چاہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ اپنے استاد کے کلام کو سمجھنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ یعنی کند ذہن تھے۔ ہم کہتے ہیں کہ اس میں تو امام صاحب کی خوبی نظر آرہی ہے کہ وہ اپنے استاد کی بات بڑی توجہ سے سنتے تھے امام صاحب کی ذہانت تو مسلّم ہے یعنی اپنے پرائے سب مانتے ہیں۔

(دیکھئے امام اعظم ابوحنیفہ)

نیز یونس بن یزید تو امام ابوحنیفہ کے شاگرد ہیں اور آپ سے روایت بھی لیتے ہیں۔

(دیکھئے عقود الجمان ص......)

امام صاحب میں اتنی بھی صلاحیت نہیں تھی کہ وہ اپنے استاذ کی بات کو اچھی طرح سمجھ نہیں سکتے تھے تو پھر یونس بن یزید کو ایسے شخص سے روایت لینی نہیں چاہیے تھی اور نہ ایسے شخص کو کوئی اپنا استاذ بناتا ہے۔ یہ سب جھوٹ ہے تفصیل کے لیے دیکھئے مقام ابی حنیفہ۔

اعتراض نمبر ۱۳:

ایوب سختیانی کا قول کہ ابوحنیفہ اپنی خارش ہمیں نہ لگا دے

۱۳۳٤:... حدثنا أبو زرعة قال: حدثني محمد بن توبة قال: حدثنا سعيد بن عامر عن سلام بن أبي مطيع قال: كنا مع أيوب بمكة، فأقبل أبو حنيفة. قال: فقال أيوب: قوموا لا يعدنا بجربه.

۱۳۳۴:...ابوزرعہ کہتے ہیں کہ مجھے محمد بن توبہ نے خبر دی وہ کہتے ہیں کہ ہمیں سعید بن عامر نے سلام بن ابی مطیع سے خبر دی وہ کہتے ہیں ہم ایوب کے ساتھ مکہ میں تھے تو اچانک ابوحنیفہ آگئے تو ایوب نے کہا کہ یہاں سے اٹھ جاؤ وہ ہمیں بھی اپنی خارش میں مبتلا نہ کرے۔

(تاریخ ابی زرعہ، ص ۲۴۷)

تاریخ ابی زرعہ کے علاوہ بھی یہ قول مندرجہ ذیل کتب میں موجود ہے۔

(کتاب السنہ لعبد اللہ ج ۱ص ۱۸۸۔۱۸۹، رقم نمبر ۳۵۴، تاریخ بغداد ج ۱۳، ص ۴۱۷، کتاب المعرفہ والتاریخ ج ۲،ص ۷۹۱، امام محمدی ص ۸۷، تاریخ دمشق ج ۱،ص ۵۰۳، الصحیفہ من امام ائمہ الجرح والتعدیل علی ابی حنیفہ ص ۵۴)

جواب:

اس قول کی سند میں ایک راوی سعید بن عامر الضبعی ہے یہ اگرچہ ثقہ ہے لیکن امام ابو حاتم نے فرمایا "وکان فی حدیثیہ بعض الغلط" کہ اس کی حدیث میں بعض غلطیاں ہوتی ہیں۔ (تہذیب التہذیب ج ۲،ص ۳۱۶)

اس قول کی سند میں دوسرا راوی سلام بن ابی مطیع ہے، جو کہ ضعیف ہے اس کے متعلق ابن جوزی نقل کرتے ہیں۔

قال ابن حبان کثیر الوهم لا یجوز الاحتجاج به اذا انفرد ابن حبان نے کہا یہ کثیر الوھم ہے (یعنی بہت زیادہ وہمی ہے) اس کے ساتھ احتجاج پکڑنا (یعنی دلیل پکڑنا جائز نہیں ہے جب یہ منفرد ہو۔ (کتاب الضعفاء لابن الجوزی ج ۲،ص ۷)

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی لکھتے ہیں:

قال ابن عدی لیس بمستقیم الحدیث قال ابن حبان کان سئ الاخذ لایجوز الاحتجاج به اذا انفرد قال الحاکم منسوب الی الغفلة وسوء الحفظ

ابن عدی نے کہا اس کی حدیث مضبوط نہیں ہے۔ ابن حبان نے کہا اس کے ساتھ دلیل پکڑنا جائز نہیں۔ جب کہ یہ منفرد ہو حاکم نے کہا یہ راوی غفلت اور گندے حافظے کی طرف منسوب ہے۔

ایوب سختیانی تو امام ابو حنیفہ کی تعریف کرنے والے ہیں۔

(دیکھئے علامہ ابن عبد البر کی الانتقاء ص ۱۹۳)

اعتراض نمبر۱۴:

سفیان کا قول کہ ابوحنیفہ سے زیادہ اسلام کو نقصان پہنچانے والا کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا

۱۳۳۵:... حدثنا أبو زرعة قال: قال محمد بن أبی عمر: قال سفیان: ما ولد فی الإسلام مولود أضرّ علی الإسلام من أبی حنیفة.

۱۳۳۵:... ابوزرعہ کہتے ہیں کہ محمد بن ابی عمر نے کہا کہ سفیان کہتے ہیں کہ اسلام میں ابوحنیفہ سے زیادہ اسلام کو نقصان پہنچانے والا کوئی بچہ پیدا نہ ہوا۔ (تاریخ ابی زرعہ، ص ۲۴۷)

(کتاب الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۴، ص ۲۸۱، تاریخ بغداد ج ۱۳، ص ۴۱۹، امام محمد ی ص ۷۸، امام ابوحنیفہ کا تعارف محدثین کی نظر میں ص ۲۴، کتاب السنہ لعبداللہ ج ۱، ص ۱۹۵، رقم نمبر ۲۷۸)

جواب نمبر۱:

یہ قول درست نہیں اس قول کی سند میں ایک راوی محمد بن ابی عمر ہے اور یہ مجہول ہے

قال المزی لم اجد له ذکرا امام مزی نے فرمایا کہ میں نے اس کا ذکر نہیں پایا۔

(تہذیب التہذیب ج ۵، ص ۲۳۲)

قال ابن حجر فی التقریب، لا یعرف ابن حجر نے کہا یہ نہیں پہچانا گیا۔ (یعنی مجہول ہے) (تقریب التہذیب ج ۲، ص ۱۱۷)

جواب نمبر۲:

امام سفیان ثوری آپ کے ہم عصر ہیں۔ اور آپ کے ہی شہر کے رہنے والے ہیں ویسے عمر میں آپ سے ۱۵ سال چھوٹے ہیں اور سفیان ثوری تو امام ابوحنیفہ کی تعریف کرتے تھے چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

حوالہ نمبر ۱:

علامہ ابن عبد البر مالکی المتوفی ۴۶۳ھ لکھتے ہیں کہ حسین بن واقد نے کہا کہ میں نے سفیان ثوری سے مسئلہ پوچھا آپ نے جواب نہ دیا پھر میں نے وہی مسئلہ امام ابوحنیفہ سے پوچھا تو آپ نے جواب دے دیا پھر میں نے اس کا ذکر حضرت سفیان کے پاس کیا تو آپ نے فرمایا کہ ابوحنیفہ نے تجھے کیا کہا ہے تو میں نے کہا کہ اس طرح کہا ہے تو سفیان ایک ساعت خاموش رہے پھر فرمانے لگے اے حسین وہ اسی طرح ہے جس طرح ابوحنیفہ نے کہا ہے۔(الانتقاء ص ۱۹۷)

حوالہ نمبر ۲:

علامہ ابن عبد البر عبداللہ بن داؤد سے نقل کرتے ہیں کہ میں جناب سفیان ثوری کے پاس تھا کہ کسی آدمی نے آپ سے مسئلہ پوچھا تو آپ نے جواب دیا تو اس آدمی نے کہا بے شک ابوحنیفہ تو مسئلہ اس طرح بتاتے ہیں تو جناب سفیان نے کہا مسئلہ اسی طرح ہے جس طرح ابو حنیفہ نے کہا، کون ہے جو اس کے خلاف کہے۔(الانتقاء)

حوالہ نمبر ۳:

علامہ ابن عبد البر امام ابو یوسف سے نقل کرتے ہیں کہ امام ابو یوسف فرماتے تھے کہ سفیان ثوری مجھ سے زیادہ امام ابوحنیفہ کی پیروی کرنے والے ہیں۔(انتقاء ص ۱۹۸)

حوالہ نمبر ۴:

کتاب کردری (ج ۲ ص ۱۰) اور خیرات الحسان کے ص ۳۲ میں بروایت عبداللہ بن مبارکؒ امام ابوحنیفہ کی نسبت حضرت سفیان ثوری کا قول اس طرح پر مروی ہے۔

وکان واللہ شدید الاخذ للعلم ذابًا عن المحارم لا یاخذ الا بما صح عنه علیه السلام شدید المعرفة بالناسخ والمنسوخ وکان یطلب احادیث الثقات و الاخیر من فعل النبی صلی اللہ علیه وسلم و ما ادرک عامة علماء

الكوفة فی اتباع الحق اخذ به وجعله دينه وقد شنع عليه قوم فسكتنا عنهم بما نستغفر الله تعالى منه بل قد كان منا اللفظة بعد اللفظة قال قلت ارجو الله تعالى ان يغفر لك ذلك

(یعنی ابوحنیفہ بخدا علم کے اخذ میں سخت مستعد اور منہیات کا انسداد کرنے والے تھے، وہی حدیث لیتے تھے جو پایۂ صحت کو پہنچ چکی ہو۔ ناسخ ومنسوخ کی پہچان میں قوی طاقت رکھتے تھے۔ ثقہ اصحاب کی احادیث اور آخری فعل رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے متلاشی رہتے تھے حق کی پیروی میں جس بات پر جمہور علماء کوفہ کو متفق پاتے تھے۔ اس سے تمسک پکڑتے اور اسی کو اپنا دین ومذہب قرار دیتے تھے۔ قوم نے آپ پر بے جا طعن تشنیع کی اور ہم نے بھی خاموشی اختیار کی جس کی نسبت ہم خدا سے استغفار کرتے ہیں بلکہ ہم سے بھی آپ کے حق میں بعض غلط الفاظ نکلے۔)

حوالہ نمبر ۵:

عبداللہ بن مبارک نے کہا ہے

عن العسكری عن ثابت الزاهد قال كان اذا اشكل على الثوری مسألة قال ما يحسن جوابها الا من حسدناه ثم يسأل عن اصحابه ويقول ما قال فيه صاحبكم فيحفظ الجواب ثم يفتأ به

عسکری ثابت زاہد شاگرد ثوری جو امام بخاری وترمذی کے رواۃ سے ہیں۔ روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ جب امام ثوری کو کسی مسئلہ میں کوئی مشکل پیش آتی تھی تو کہتے تھے کہ اس کا بہترین جواب وہی شخص دے سکتا ہے جس سے ہم حسد کرتے ہیں (یعنی امام ابو حنیفہ) پھر امام صاحب کے شاگردوں سے پوچھتے تھے کہ تمہارے امام نے اس بارہ میں فتویٰ دیا ہے پھر جواب کو یاد کر کے رکھتے تھے اور اس کے مطابق فتویٰ دیا کرتے تھے۔

حوالہ نمبر ۶:

حافظ جلال الدین سیوطیؒ (جو شافعی المذہب ہیں) تبییض الصحیفہ کے ص۱۴ میں

لکھتے ہیں:

روی الخطیب عن محمد بن المنتشر قال کنت اختلف إلی ابی حنیفة وإلی سفیان فأتی ابا حنیفة فیقول لی من این جئت فاقول من عند سفیان فیقول لقد جئت من عند رجل لو ان علقمة والاسود حضر الاحتاجا الی مثله فآتی سفیان فیقول من این جئت فاقول من عند ابی حنیفة فیقول لقد جئت من عند افقه اهل الارض.

یعنی محمد بن منتشر جو ائمہ صحاح ستہ کے شیوخ سے ہیں کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ اور امام سفیان دونوں کی خدمت میں مَیں مختلف اوقات میں جایا کرتا تھا جب امام ابوحنیفہ کے پاس جاتا تھا تو پوچھتے تھے کہ کہاں سے آیا ہے؟ میں کہتا تھا سفیان کے پاس سے اس پر آپ فرماتے تھے کہ تو ایسے شخص کے پاس سے آیا ہے کہ اگر اسود اور علقمہ بھی اس وقت موجود ہوتے تو ایسے شخص کے وہ محتاج ہوتے۔ پھر میں سفیان کے پاس جاتا تھا تو وہ پوچھتے تھے کہ تو کس کے پاس سے آیا ہے میں کہتا تھا کہ امام ابوحنیفہ کے ہاں سے آیا ہوں۔ آپ کہتے تھے کہ تو ایسے شخص کے ہاں سے آیا ہے جس سے بڑھ کر روئے زمین پر کوئی فقیہ نہیں ہے۔

حوالہ نمبر ۷:

قلائد میں لکھا ہے: "قال سفیان الثوری کنا بین یدی أبی حنیفة کالعصافیر بین یدی البازی و ان ابا حنیفة سید العلماء"

یعنی سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ ہم ابوحنیفہ کے سامنے ایسے تھے جیسے باز کے سامنے چڑیاں ہوتی ہیں۔ اور امام ابوحنیفہ سید العلماء ہیں۔

دیکھو امام سفیان ثوری کے یہ اقوال حضرت امام ہمام کی فضیلت، ثقاہت، فقاہت اجتہاد، تبحر فی الحدیث کے کیسے زبردست گواہ ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ امام ابوحنیفہ کو صحیح و ضعیف، ناسخ و منسوخ کے پرکھنے کا بہت بڑا ملکہ حاصل تھا اور آپ کا تمسک ان ہی احادیث

سے تھا جو پایہ صحت کو پہنچ چکی ہوں اور جن کے راوی ثقہ و عادل ہوں اور جن پر آخری فعل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم ثابت ہو اور یہ کہ امام ثوریؒ باوجود تبحر فی الفقہ و الحدیث کے مشکل مسائل میں امام ممدوح کی ہی تحقیق کو پسند کرتے اور ان کے ہی قول پر فتویٰ دیتے تھے اور آپ کو حجۃ اللہ فی الارض تسلیم کرتے اور آپ کے مقابلہ میں اپنے آپ کو ایسا سمجھتے جیسا کہ شہباز کے مقابلہ میں چڑیا ہوتی ہے۔

جواب نمبر۳:

جواب نمبر۲ میں جو باتیں سفیان ثوریؒ کی امام ابوحنیفہ کی تعریف میں گزری ہیں ان سے تو معلوم ہوتا ہے کہ سفیان امام صاحب کی بہت تعریف کرتے تھے مگر اعتراض والی عبارت اور اس کے علاوہ اور بہت سے اقوال سفیان ثوری کے وہ بھی ملتے ہیں جن میں وہ امام ابوحنیفہ پر تنقید کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ اب آپ کے دونوں قسم کے اقوال کتابوں میں موجود ہیں اب ہمیں کیا کرنا چاہیے لازمی بات ہے کہ ایک کو ہی ترجیح دینا ہوگی۔ ہم نے اور اُمت کی اکثریت نے آپ کی تعریف والے اقوال کو لیا اور جرح والے اقوال کو ترک کر دیا۔

اور جرح والے اقوال ترک کرنے کا نظریہ زیادہ قرآن وسنت کے مطابق ہے۔ بعض علماء نے ان اقوال کے متعلق یہ فیصلہ دیا کہ جرح والے اقوال پہلے کے ہیں جب آپ امام ابو حنیفہ سے زیادہ واقف نہیں تھے جب آپ کو صحیح معلومات ہوئی تو آپ نے رجوع فرما لیا اور آپ کی تعریف کرنے لگے۔

جواب نمبر۴:

اس کے علاوہ یہ بھی محدثین کا متفق علیہ فیصلہ ہے کہ معاصرین کی تنقید کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔

علامہ تاج الدین سبکی شافعی طبقات کبریٰ میں لکھتے ہیں۔

ہم تو آپ کو پیشتر بتلا چکے ہیں کہ جارح کی جرح مفسر بھی مقبول نہیں خصوصاً اس شخص کے

حق میں جس کی طاعت کو معصیت پر غلبہ ہو اور اس کی مدح کرنے والے ذم کرنے والوں پر فوقیت رکھتے ہوں جبکہ اس جگہ قرینہ بھی ہو اور عقل بھی تائید کر رہی ہو کہ ایسی سخت بات مذہبی تعصب اور دنیاوی منفعت کی وجہ سے کہی گئی ہے لہٰذا اب سفیان ثوری اور دیگر حضرات کی امام ابوحنیفہ پر تنقید ناقابل التفات قرار دی جائے گی کیونکہ امام صاحب کے اوصاف اور کمالات ان گنت اور مدح کرنے والے بے شمار ہیں۔

(بحوالہ امام اعظم ابوحنیفہ، ص ۱۵۴۔۱۵۵، الخیرات الحسان)

اعتراض نمبر ۱۵:

سفیان ثوری کا قول کہ ابوحنیفہ نہ ثقہ تھے نہ مامون

۱۳۳۶:... حدثنا أبو زرعة قال: وحدثني الحسن بن الصباح قال: حدثنا مؤمل قال: سمعت سفيان الثوری يقول: أبو حنيفة غير ثقة ولا مأمون استيب مرتين.

۱۳۳۶:...ابوزرعہ کہتے ہیں کہ مجھے حسن بن صالح نے خبر دی وہ کہتے ہیں کہ ہمیں مول نے خبر دی وہ کہتے ہیں کہ میں نے سفیان ثوری کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ابوحنیفہ نہ ثقہ ہے اور نہ ہی مامون۔ان سے دو مرتبہ توبہ کروائی گئی ہے۔

(تاریخ ابی زرعہ، ص ۲۴۷، الکامل فی الضعفاء ابن عدی ج ۷، ص ۲۴۷۲، کتاب المجروحین ابن حبان ج ۲ ص ۴۱۱، کتاب الضعفاء للعقیلی ج ۴، ص ۲۸۱، رقم نمبر ۶۱۱۰، تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۴۱۹، امام محمدی ص ۹۲، امام ابوحنیفہ کا مقام محدثین کی نظر میں ص ۲۴، کتاب السنہ لعبداللہ ج ۱، ص ۱۹۵، رقم نمبر ۲۷۷)

جواب:

اس قول کی سند میں ایک راوی ہے، مؤمل (بن اسماعیل) یہ راوی لائق احتجاج نہیں ہے۔اس راوی کے متعلق امام بخاری فرماتے ہیں:

قـال البخـاری، منـکـر الحدیث (امام بخاری نے فرمایا کہ یہ راوی منکر الحدیث ہے)

وقال ابو زرعة فی حدیثه خطاء کثیر (میزان الاعتدال ج ۴ ص ۲۲۸)

امام ابوزرعہ نے کہا کہ اس کی حدیث میں بہت زیادہ غلطیاں ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے کہا سئ الحفظ ہے یعنی اس کا حافظہ خراب تھا۔

(تقریب التہذیب ج ۲ ص ۲۳۱، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

حافظ ابن حجر عسقلانی تہذیب میں اس کے متعلق بعض ائمہ سے صدوق، ثقہ کے الفاظ بھی نقل کرتے ہیں مگر ساتھ ہی جرح مفصل بھی بیان کرتے ہیں اور یہ بھی یاد رہے کہ جرح، مفسر، تعدیل پر مقدم ہوتی ہے۔(مقدمة التعلیق الممجد، الرفع و التکمیل)

حافظ ابن حجر نے کہا: قال ابو حاتم صدوق شدید فی السنة کثیر الخطاء وقال البخاری منکر الحدیث قال ابن حبان فی الثقات ربما اخطاء.

سلیمان بن حرب نے کہا: وقد یجب علی اهل العلم ان یقضوا عن حدیثه فانه یروی المناکیر عن ثقات شیوخه، قال الساجی صدوق کثیر الخطاء وله اوهام قال ابن سعد کثیر الغلط، قال ابن قانع صالح یخطی، وقال الدار قطنی ثقة کثیر الخطاء. وقال محمد بن نصر المروزی: لانه کان سئ الحفظ کثیر الغلط۔

(تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۵۸۶، مطبوعہ بیروت، لبنان)

امام ابو حاتم نے کہا سچا ہے مگر بہت زیادہ غلطیاں کرتا ہے، امام بخاری نے کہا یہ منکر الحدیث ہے، ابن حبان نے ثقات میں کہا کہ کبھی غلطی کر جاتا ہے (سلیمان بن حرب نے کہا کہ اہل علم پر واجب ہے کہ اس کی حدیث سے توقف کریں کیونکہ یہ ثقہ راویوں سے منکر روایات بیان کرتا ہے، ساجی نے کہا، ہے سچا مگر بہت زیادہ غلطیاں کرتا ہے اور اس کے بہت سارے وہم بھی ہیں، ابن سعد نے کہا یہ راوی کثیر الغلط ہے، ابن قانع نے کہا ہے کہ صالح ہے لیکن روایت میں غلطی کرتا ہے، دار قطنی نے کہا کہ ثقہ ہے لیکن کثیر الخطاء ہے۔ محمد

بن نصر مروزی نے کہا خراب حافظے والا اور بہت زیادہ غلطیاں کرنے والا ہے۔

قارئین! آپ پر واضح ہوگیا ہوگا کہ یہ راوی کثیر الغلط، کثیر الخطاء یخطی له اوهام، سی الحفظ، ربما خطاء اور منکر روایات بیان کرتا ہے۔اس لیے یہ قول قابل احتجاج نہیں ہے۔

اعتراض نمبر ۱۶:

یحییٰ بن صالح کا قول کہ ابو حنیفہ نے کہا کہ قیاس کرنا مسجد میں پیشاب کرنے سے زیادہ برا ہے

۱۳۳۷:... حدثنا أبو زرعة قال: حدثنا يزيد بن عبد ربه قال: سمعت وكيع بن الجراح يقول ليحيى بن صالح الوحاظي: يا أبا زكريا إحذر الرأي، فإني سمعت أبا حنيفة يقول: للبول في المسجد أحسن من بعض قياسهم.

۱۳۳۷:...ابو زرعہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یزید بن عبد ربہ نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا کہ وکیع بن الجراح یحییٰ بن صالح الوحاظی سے کہہ رہے ہیں کہ اے ابو زکریا رائے سے بچو۔ کیونکہ میں نے ابو حنیفہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ البتہ مسجد میں پیشاب کرنا ان کے بعض قیاس سے زیادہ اچھا ہے۔

(تاریخ ابی زرعہ، ص ۲۴۷، الکامل فی الضعفاء ابن عدی ج ۷، ص ۲۴۷۶، کتاب السنہ لعبداللہ ص ۲۰۴)

جواب:

اگر اس قول کی سند کو صحیح بھی مان لیا جائے تو یہ قول امام صاحب کی تعدیل ہے نہ کہ جرح کیونکہ امام صاحب تو بعض قیاس کی قباحت اور برائی بیان کر رہے ہیں۔لازمی بات ہے کہ وہ بعض قیاس ایسے ہیں جو نص کے خلاف ہوں گے اور قرآن وسنت کے احکام کو رد کرنے کے لیے اگر کوئی شخص اپنی مرضی سے قیاس کرے ایسے قیاس کو تو ہر مسلمان برا سمجھتا ہے مسجد

میں پیشاب کرنا جس طرح برا کام ہے اسی طرح ایسا قیاس کرنا جس سے قرآن وسنت کو جان بوجھ کر رد کر دیا جائے وہ مسجد میں پیشاب کرنے سے بھی زیادہ برا کام ہے۔ اس میں اعتراض والی کوئی بات نہیں۔

اعتراض نمبر ۱۷:

سفیان بن عیینہ کا قول کہ ابوحنیفہ باندیوں کی اولاد ہے

۱۳۳۹:... حدثنا أبو زرعة قال: قال محمد بن أبي عمر عن ابن عيينة قال: لم يزل أمر الناس معتدلاً حتى ظهر أبو حنيفة بالكوفة، والبتي بالبصرة، وربيعة بالمدينة، فنظرنا فوجدناهم من أبناء سبايا الأمم.

۱۳۳۹:...ابوزرعہ کہتے ہیں کہ محمد بن ابی عمر نے خبر دی ابن عیینہ سے وہ کہتے ہیں کہ لوگوں کا معاملہ معتدل چل رہا تھا یہاں تک کہ کوفہ میں ابوحنیفہ اور بصرہ میں بتی اور مدینہ میں ربیعہ ظاہر ہوئے۔ پس ہم نے دیکھا تو ان کو انہیں اقوام کے اسیران کی اولاد میں پایا۔

(تاریخ ابی زرعہ، ص ۲۴۷)

جواب:

یہ اعتراض تاریخ بغداد میں بھی ہے ہم نے تاریخ بغداد کے جواب میں ایک رسالہ بنام امام ابوحنیفہ پر اعتراضات کا علمی جائزہ کے نام سے لکھا ہے۔ اس کے اعتراض نمبر ۴۰ میں اس اعتراض کا جواب موجود ہے۔ ہم وہ اعتراض اور جواب یہاں پر نقل کرتے ہیں۔ جس سے تاریخ ابی زرعہ والے اعتراض کا جواب ہو جائے گا۔

اعتراض نمبر ۴۰:

امام محمد کی میں ہے:

حضرت ہشام بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل کا کام ٹھیک ٹھاک رہا یہاں تک کہ ان میں لونڈی بچے پیدا ہوئے اور انہوں نے رائے قیاس شروع کیا تو خود بھی ہلاک ہوئے اور لوگوں کو بھی ہلاک کیا۔ یہ روایت اور سند سے بھی مروی ہے اس میں

یہ لفظ ہیں کہ خود گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کر دیا۔ (امام محمدی ص ۷۶)

دوسری سند:

سفیان فرماتے ہیں لوگوں کا کام درست رہا یہاں تک کہ ابو حنیفہ نے کوفے میں، عثمان البتی نے بصرے میں اور ربیعہ بن ابو عبدالرحمٰن نے مدینہ میں اس کو بدل ڈالا۔ ہم نے جب غور کیا تو ان سب کو قیدی لوگوں کی اولاد پایا۔ (امام محمدی ص ۷۶)

جواب:

اس افسانہ کے گھڑنے والے نے خود سفیان بن عیینہ کا نام چھوڑ دیا کیونکہ وہ بھی تو لونڈی کے بچے ہیں۔ بنو ہلال کے موالی میں سے ہیں۔

تعجب ہے کہ خطیب بغدادی کے نزدیک صحابہ کے اقوال بھی حجت نہیں۔ تابعین اور تبع تابعین کے اقوال تو کس شمار میں؟ وہ ہشام کا یا ان کے باپ عروہ کا قول حجت کے طور پر کیسے نقل کرسکتا ہے؟ پھر اس روایت کا غلط ہونا اسی سے ظاہر ہے کہ سفیان بن عیینہ خود بھی باندی کے بچے ہیں۔ عربی النسل نہیں۔ یہ روایت اگر صحیح سند سے عروہ تک پہنچ بھی جاتی تو اس کا درجہ اسرائیلی روایات سے زیادہ نہیں ہوسکتا تھا جن کی کوئی سند نہیں ہوتی۔

یہ محض جاہلیت کی باتیں ہیں جن کو حق تعالی کا یہ ارشاد غلط قرار دیتا ہے اِنَّ اَكْـرَمَـكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْـقَاكُمْ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ حجۃ الوداع بھی ان کی مدد کرتا ہے جو حقیقت میں امت کے لیے وصیت ہے اس خطبہ کو حاکم نے کتاب المعرفۃ صفحہ ۱۹۵ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی نے جاہلیت کے تکبر کو اور باپ دادا کے فخر کو مٹا دیا ہے۔ سب آدمی آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور وہ مٹی سے بنے ہیں بس کوئی مومن متقی ہے کوئی فاجر بد بخت ہے۔

تو جو شخص ایسی جاہلیت کی باتوں پر توجہ کرتا ہے وہ اپنے ہی کو ذلیل کرتا ہے۔ ابولہب کو

اس کے خاندانی نسب نے کچھ نفع نہ دیا اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو ان کے عجمی ہونے سے کچھ ضرر نہیں ہوا۔ پھر امام صاحب کو لونڈی بچہ کہنے والا یقیناً جھوٹ بولتا ہے۔ اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہ فرماتے ہیں کہ واللہ ہمارے اوپر غلامی کا دھبہ کسی وقت بھی نہیں لگا۔ نیز ابوعبدالرحمٰن مقری کا قول مشکل الآثار طحاوی میں مذکور ہے کہ امام ابوحنیفہ کو جو مولیٰ کہا جاتا ہے وہ صرف ولاء موالاۃ کی وجہ سے ہے نہ ولاء اسلام یا والاعتق کی بنا پر امام صاحب کے دادا نعمان بن قیس بن مرزبان یوم نہروان میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے علم بردار تھے اور اسماعیل بن حماد کو محمد بن عبداللہ انصاری نے صحابہ کے بعد تمام قضاۃ بصرہ سے افضل کہا ہے۔

اب اس تاریخ بغداد والی روایت کی سند کا حال بھی ملاحظہ ہو۔ اس میں ایک تو یعقوب بن سفیان ہے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کرتا تھا۔ اس کے بعد محمد بن عوف مجہول ہے۔

یہ حافظ ابوجعفر طائی حمصی نہیں ہے کیونکہ وہ بہت متاخر ہے۔ یہ اسماعیل بن عیاش کی وفات کے بعد پیدا ہوا ہے۔ وہ اسماعیل بن عیاش سے روایت نہیں کر سکتا، جیسا کہ اس سند میں ہے۔ یہ محمد بن عوف کوئی اور ہے جس کا حال مجہول ہے۔ دوسری سند میں حمیدی موجود ہے جو امام ابوحنیفہ سے سخت تعصب رکھتا ہے اس لیے اس کی کوئی بات امام صاحب کے بارے میں قابل قبول نہیں، یہی حال ابونعیم کا ہے۔

سفیان بن عیینہ کی کمال احتیاط فتویٰ کے باب میں معلوم ہے کہ وہ اس طرح ائمہ مجتہدین کی شان میں زبان درازی ہرگز نہیں کر سکتے نہ وہ جاہلیت کے گڑے مردے اکھاڑ سکتے ہیں۔ جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قدم مبارک کے نیچے دفن کر دیا تھا، نہ وہ ایسے جاہل ہیں کہ اتنی بات بھی نہیں جانتے کہ صحابہ کے بعد بلاد اسلام میں حدیث وفقہ کے عالم زیادہ تر موالی ہی تھے۔ امام حسن بصری، محمد بن سیرین، مجاہد، عطاء، مکحول، اوزاعی، یزید بن ابی حبیب، لیث بن سعد، طاؤس وغیرہ بے شمار علماء محدثین وفقہاء، موالی تھے۔ حتیٰ کہ زہری کے

نزدیک امام مالک بھی موالی میں سے تھے کیونکہ بخاری کی کتاب الصوم کے شروع میں ایک سند کے اندر زہری کا یہ قول موجود ہے۔ حدثنی ابن ابی انس مولی التیم مجھ سے ابن ابی انس نے حدیث بیان کی جو بنو تیم کے مولیٰ تھے اور یہ ابن ابی انس امام مالک کے چچا ہیں۔ اور بعض علماء کے نزدیک امام شافعی بھی موالی میں سے ہیں۔ جرجانی نے کہا ہے کہ امام مالک کے اصحاب کو امام شافعی کا قریشی ہونا مسلم نہیں۔ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ شافع (جو امام شافعی کے جد اعلیٰ ہیں) ابولہب کے غلام تھے۔ اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے درخواست کی تھی کہ اسے موالی قریش میں شمار کرلیا جائے۔ انہوں نے انکار کردیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے یہی درخواست کی، انہوں نے منظور کرلیا، اس لیے بعض علماء نے اس شافع کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے موالی میں شمار کیا ہے۔

غرض رنگ یا خون سے عزت بڑھنا علماء کی شان نہیں، حاکم نے معرفت علوم الحدیث میں اپنی سند کے ساتھ زہری سے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن عبدالملک بن مروان کے پاس گیا تو پوچھا کہاں سے آرہے ہو؟ میں نے کہا مکہ سے، کہا وہاں کس کو مکہ والوں کا امام پایا؟ میں نے کہا عطاء بن ابی رباح کو، کہا وہ عربی ہے یا موالی میں سے؟ میں نے کہا موالی میں سے ہے، کہا وہ ان کا امام کیسے بن گیا؟ میں نے کہا دیانت اور روایت کی وجہ سے (یعنی خود دیندار ہے اور صحابہ کی حدیثوں اور روایتوں کا راوی ہے) عبدالملک نے کہا بے شک اہل دیانت و روایت اس لائق ہیں کہ لوگوں کے امام بن جائیں، کہا اہل یمن کا امام کون ہے؟ میں نے کہا طاؤس بن کیسان، کہا وہ عربی ہے یا موالی میں سے؟ میں نے کہا موالی میں سے، کہا وہ کیسے امام بن گیا؟ میں نے کہا جس طرح عطاء امام بن گئے، کہا اہل مصر کا امام کون ہے؟ میں نے کہا یزید بن ابی حبیب، کہا وہ عربی ہے یا موالی میں سے؟ میں نے کہا موالی میں سے، کہا اہل شام کا امام کون ہے؟ میں نے کہا مکحول، کہا وہ عربی ہے یا موالی میں سے؟ میں نے کہا موالی میں سے (مکحول سندی ہیں اس لیے بعض نے ان کو ہندی بھی

کہہ دیا ہے) کہا اہل جزیرہ کا امام کون ہے؟ میں نے کہا کہ میمون بن مہران، کہا وہ عربی ہے یا موالی میں سے؟ میں نے کیا موالی میں سے، کیا اہل خراسان کا امام کون ہے؟ میں نے کہا ضحاک بن مزاحم، کہا وہ عربی ہے یا موالی میں سے؟ میں نے کہا موالی میں سے، کہا اہل بصرہ کا امام کون ہے؟ میں نے کہا حسن بن ابی الحسن (امام حسن بصری) کہا وہ عربی ہیں یا موالی میں سے؟ میں نے کہا موالی میں سے کہا تیرا ناس ہوا اور کوفہ والوں کا امام کون ہے؟ میں نے کیا ابراہیم نخعی، کہا وہ عربی ہیں یا موالی میں سے؟ میں نے کہا وہ عربی ہیں۔ عبدالملک نے کہا اے زہری اب تو نے میری پریشانی کو کچھ کم کر دیا، واللہ یہ موالی اہل عرب کے سردار بن جائیں گے ممبروں پر ان کا خطبہ پڑھا جائے گا اور عرب ان کے ماتحت ہوں گے، میں نے کہا امیر المومنین یہ تو اللہ تعالیٰ کا قانون اور اس کا دین ہے جو اس کو محفوظ رکھے گا، سردار بن جائے گا جو اس کو ضائع کرے گا پست ہو جائے گا۔

ابو محمد رامہرمزی نے اپنی کتاب المحدث الفاصل میں اپنی سند کے ساتھ عبدالملک بن کریب سے بھی اس کے مثل دوسرا واقعہ ذکر کیا ہے کہ ایک دفعہ خلیفہ عبدالملک بن مروان مسجد حرام میں آیا تو علم و وعظ کے بہت سے حلقے جا بجا دیکھے جس سے وہ خوش ہوا پھر ایک حلقہ کی طرف اشارہ کر کے پوچھا کہ یہ کس کا حلقہ ہے؟ کہا گیا عطاء کا، پھر دوسرے حلقہ پر اشارہ کیا کہا یہ کس کا حلقہ ہے؟ کہا گیا سعید بن جبیر کا، پھر تیسرے حلقہ کو دریافت کیا کہ یہ کس کا حلقہ ہے؟ کہا گیا میمون بن مہران کا، پھر چوتھے حلقے کو پوچھا کہ یہ کس کا ہے؟ کہا گیا مکحول کا، پھر پانچویں کو پوچھا یہ کس کا ہے؟ کہا گیا مجاہد کا۔ اور یہ سب کے سب فارسی النسل تھے۔

عبدالملک اپنے محل کی طرف واپس آیا اور قبائل قریش کو جمع کیا پھر خطبہ دیا۔ اور کہا اے جماعت قریش! تم کو معلوم ہے کہ ہم کس حال میں تھے پھر اللہ تعالیٰ نے سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اور اس دین کی وجہ سے ہم پر احسان فرمایا۔ مگر تم نے اس دین کو

حقیر سمجھا (اور اس کی تعلیم سے غفلت اختیار کرلی) یہاں تک کہ اہل فارس تم پر غالب آ گئے، (وہ علم دین میں تم سے سبقت لے گئے) اس پر حاضرین پر عالم سکوت طاری ہو گیا کسی سے کچھ جواب نہ بن پڑا تو (امام زین العابدین) علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا **ذالك فضل الله یوتیه من یشاء** یہ اللہ کا فضل ہے وہ جس کو چاہے دے دے، عبدالملک نے کہا میں نے اس فارسی قوم جیسا کسی کو نہیں دیکھا۔ زمانہ دراز تک ان لوگوں نے بادشاہت کی اور ہمارے محتاج نہ ہوئے اب ہم ان پر بادشاہت کر رہے ہیں تو ایک ساعت کے لیے بھی ہم ان سے مستغنی نہیں ہیں (کیونکہ علم کا ہر مسلمان محتاج ہے جس میں زیادہ حصہ ان کا ہے)

رامہر مزی نے اپنی سند کے ساتھ حمید طویل سے روایت کیا ہے کہ ایک دیہاتی بصرہ آیا اور خالد بن مہران سے ملا ان سے پوچھا کہ اس شہر کا سردار اور امام کون ہے؟ کہا حسن بصری۔ کہا وہ عربی ہے کہ غلام زادہ؟ کہا غلام زادہ۔ کہا کس کے مولیٰ ہیں؟ کہا قبیلہ انصار کے۔ کہا یہ ان کا سردار کیسے ہو گیا؟ کہا وہ دین میں اس کے محتاج ہیں اور وہ ان کی دنیا سے مستغنی ہے۔ بدوی نے کہا بے شک سردار بننے کے لیے یہ بات کافی ہے۔

ابن عبدربہ نے عقد الفرید میں لکھا ہے کہ امیر عیسیٰ بن موسیٰ عباسی نے قاضی محمد بن ابی لیلیٰ سے پوچھا بصرہ کا فقیہ کون ہے؟ کہا حسن بصری، کہا ان کے بعد کون ہے؟ کہا محمد بن سیرین، کہا یہ دونوں کون ہیں؟ کہا غلام زادے، کہا فقیہ مکہ کون ہے؟ کہا عطاء بن ابی رباح، مجاہد، سعید بن جبیر اور سلیمان بن یسار، کہا یہ کون ہیں؟ کہا یہ بھی غلام زادے ہیں۔ کہا مدینہ کے فقہاء کون ہیں؟ کہا زید بن اسلم، محمد بن منکدر، نافع، اور ابن ابی نجیح۔ کہا یہ کون ہیں؟ کہا یہ بھی موالی (غلام زادے) اس پر عیسیٰ بن موسیٰ کا رنگ بدل گیا۔ کہا اچھا اہل قبا کا بڑا فقیہ کون ہے؟ کہا ربیعہ الرائی اور ابن ابی الزناد، کہا یہ کن میں سے ہیں؟ کہا یہ بھی موالی ہیں تو عیسیٰ کا چہرہ سیاہ ہونے لگا، کہا یمن کا فقیہ کون ہے؟ کہا طاؤس اور ان کا بیٹا اور ابن منبہ، کہا یہ کون ہیں؟ کہا یہ بھی موالی ہیں۔ تو عیسیٰ کی رگیں پھولنے لگیں اور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ کہا

خراسان کا فقیہ کون ہے؟ کہا عطاء بن عبداللہ خراسانی، کہا یہ عطاء کون ہے؟ کہا یہ بھی موالی میں سے ہے تو اس کا چہرہ پہلے سے زیادہ سیاہ ہو گیا۔ کہا اچھا فقیہ شام کون ہے؟ کہا مکحول، کہا یہ مکحول کون ہے؟ کہا یہ بھی غلام ہے۔ کہا اچھا بتلاؤ کوفہ کا فقیہ کون ہے؟ ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں میرے جی میں آیا کہ حکم بن عتبہ اور حماد بن ابی سلیمان کا نام لوں (کہ یہ دونوں بھی موالی میں سے ہیں) مگر میں نے سوچا کہ اس کا اثر برا ہو گا تو میں نے کہا کوفہ کے فقیہ ابراہیم نخعی اور شعبی ہیں۔ کہا یہ کون ہیں؟ میں نے کہا یہ دونوں عربی النسل ہیں تو اس نے اللہ اکبر کہا اور غصہ ٹھنڈا ہو گیا۔

محدث ابن الصلاح نے اپنے مقدمہ میں عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ عبادلہ کی وفات کے بعد تمام بلاد اسلام میں علم فقہ موالی کی طرف منتقل ہو گیا۔ بجز مدینہ کے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے ایک قریشی کو علم فقہ سے سرفراز اور ممتاز کیا۔ اور وہ سعید بن المسیب ہیں۔ نیز مدینہ کے فقہاء سبعہ بھی بجز سلیمان بن یسار کے سب عربی ہیں اور ابن المنکدر کو موالی میں شمار کرنا صحیح نہیں وہ عربی ہیں۔ اس طرح بعض روایات میں ابراہیم نخعی کو موالی میں شمار کیا گیا ہے یہ بھی غلط ہے اور بدور سبعہ ائمہ قرأت بھی سب موالی ہیں بجز ابن عامر اور ابن العلاء کے کہ یہ دونوں عربی ہیں۔ شاطبی نے اس کی تصریح کی ہے۔ غرض فقہ و حدیث و تفسیر و لغت و قرأت وغیرہ تمام علوم میں موالی نے جس قدر کام کیا ہے اگر ہم ان سب کے نام اور کارنامے شمار کرنے لگیں تو اس کے لیے ایک دفتر ضخیم بھی کافی نہ ہو گا۔ جتنے نام بیان کر دیئے گئے ہیں انہی سے اس روایت کا حال معلوم ہو سکتا ہے۔

تاریخ خطیب میں اس کی اور بھی روایتیں مذکور ہیں جن کی سندوں میں ابن رزق، ابو عمرو بن السماک اور حمیدی موجود ہیں، جن پر بار بار جرح گزر چکی ہے اور بعض سندوں کے راوی مجہول ہیں جن کے تذکرہ سے کلام کو طویل کرنا بے سود ہے حق واضح ہو چکا اور باطل سرنگوں ہو گیا ہے۔ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا.

امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت المتوفی ۱۵۰ھ کے حالات و مناقب اور دفاع پر لکھی جانے والی کتب

وہ کتابیں جو مستقل امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی حیات و مناقب کے متعلق لکھی گئیں۔

۱۔امام ابوحنیفہ عہد وحیات، فقہ وآراء عربی استاد محمد ابوزہرہ مصری۔

۲۔ابوحنیفہ عربی ڈاکٹر محمد یوسف موسیٰ

۳۔ابوحنیفہ بطل الحریۃ والتسامع فی الاسلام عربی۔عبدالحلیم جندی۔

۴۔فضائل ابی حنیفہ.........قاضی ابوالعباس احمد بن محمد بن عبداللہ بن ابی العوام۔

۵۔اخبار ابی حنیفہ واصحابہ ابی عبداللہ قاضی حسین بن علی صیمری المتوفی ۴۳۶ھ

۶۔عقود المرجان.........امام احمد بن محمد طحاوی المتوفی ۳۲۱ھ (صاحب معانی الآثار)

۷۔قلائد عقود الدر والعقیان۔امام احمد بن محمد طحاوی (یہ عقود المرجان کا خلاصہ ہے)

۸۔الروضۃ العالیہ المنیفۃ امام احمد بن محمد طحاوی

۹۔مناقب النعمان......امام محمد بن احمد بن شعیب المتوفی ۳۵۷ھ

۱۰۔مناقب النعمان......شیخ ابوعبداللہ حسین بن علی الصیمری ۴۳۴ھ

۱۱۔ مناقب النعمان......ابوالعباس احمد بن الصلت الحمانی المتوفی ۳۰۸ھ

۱۲۔شقائق النعمان فی مناقب النعمان......علامہ جاراللہ زمخشری المتوفی ۵۳۸ھ

۱۳۔مناقب النعمان......موفق الدین بن احمد المکی خوارزمی المتوفی ۵۶۸ھ

۱۴۔کشف الآثار فی مناقب النعمان......امام عبداللہ بن محمد الحارثی

۱۵۔مناقب النعمان......امام ظہیر الدین المرغینانی المتوفی ۵۰۶ھ

۱۶۔مناقب النعمان......امام محمد بن محمد الکردری المتوفی ۸۲۷ھ

۱۷۔مناقب النعمان......ابوالقاسم بن کاس

۱۸۔المواہب الشریفہ فی مناقب ابی حنیفہ......مصنف نامعلوم

۱۹۔البستان فی مناقب النعمان......شیخ محی الدین حافظ عبدالقادر القرشی المتوفی ۷۷۵ھ

۲۰۔تبییض الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ......امام جلال الدین سیوطی

۲۱۔عقود الجمان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفہ النعمان

علامہ حافظ شمس الدین محمد بن یوسف الصالحی دمشقی المتوفی ۹۴۲ھ

۲۲۔الخیرات الحسان فی مناقب النعمان...... شیخ شہاب الدین احمد بن حجر مکی

۲۳۔مناقب النعمان (منظوم) ترکی شمس الدین احمد بن محمد السنو اسی

۲۴۔مناقب الامام اعظم (ترکی زبان) مولانا محمد کامی آفندی قاضی بغداد المتوفی ۱۱۳۶ھ

۲۵۔مناقب الامام اعظم (ترکی زبان) مستقیم زادہ سلیمان سعد الدین آفندی

۲۶۔مناقب الامام الاعظم فارسی...... شیخ ابوسعید عتیق داؤد الیمانی

۲۷۔رسالہ فی فضیل ابی حنیفہ...... مصنف معلوم نہیں

۲۸۔نظم الجمان...... شیخ صارم الدین ابراہیم بن محمد بن دقمان المتوفی ۸۰۹ھ

۲۹۔قلائد عقود التیان...... احمد من علماء الیمن

۳۰۔الفیہ فی المعانی والبیان المسمّٰی بہ عقود الجمان (منظوم) امام سیوطی

۳۱۔ اقوام المسالک فی بحث روایۃ مالک عن ابی حنیفہ وروایۃ ابی حنیفہ عن مالک
علامہ زاہد الکوثری

۳۲۔الانتصار لمذہب ابی حنیفہ امام ابوبکر

۳۳۔تحفۃ السلطان فی مناقب النعمان...... ابوسفیان بن کاس

۳۴۔جمع حدیث ابی حنیفہ...... امام ابواسماعیل عبداللہ بن محمد الانصاری

۳۵۔حیات الامام ابی حنیفہ...... سید عفیفی

۳۶۔قلائد العقیان...... ابن خاقان

۳۷۔مناقب ابی حنیفہ...... المکی

۳۸۔مناقب الامام ابی حنیفہ...... ابی عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی

۳۹۔امام اعظم...... محمد احسن فرخی

۴۰۔امام اعظم ابوحنیفہ...... مفتی عزیز الرحمٰن بجنوری

۴۱۔امام اعظم...... ندیم کوموی

۴۲۔امام ابوحنیفہ کی تدوین قانون اسلامی...... ڈاکٹر حمید اللہ

۴۳۔تنویر الحاسہ فی مناقب الائمۃ الثلاثہ۔ مولانا محمد حسن فیض پوری

۴۴۔حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی مناظر احسن گیلانی

۴۵۔رحمۃ الرحمٰن شرح قصیدۃ النعمان......محمد اعظم نوشاہی

۴۶۔رحمۃ الرضوان فی تذکرۃ ابی حنیفۃ النعمان میاں اصغر حسین دیوبندی

۴۷۔سیرۃ النعمان......علامہ شبلی نعمانی

وہ کتابیں جن میں امام ابوحنیفہؒ کا تذکرہ اجمالی یا تفصیلی طور پر کیا گیا ہے

۱۔الابانۃ......قاضی ابوجعفر احمد بن عبداللہ بن القاسم

۲۔الاثمار الجنیہ فی طبقات الحنفیہ......ملا علی قاری

۳۔الاستغناء فی مناقب الائمۃ الثلاثۃ الفقہاء......امام حافظ ابوعمر یوسف بن عبدالبر مالکی ۴۶۳ھ

۴۔الانتقاء فی مناقب الائمۃ الثلاثۃ الفقہاء......امام حافظ ابوعمر یوسف بن عبدالبر مالکی ۴۶۳ھ

۵۔الجواہر المضیئہ فی طبقات الحنفیہ......حافظ عبدالقادر القرشی ۷۷۵ھ

۶۔تاریخ صغیر......امام بخاری

۷۔معارف ابن قتیبہ......ابن قتیبہ

۸۔تاریخ بغداد......حافظ ابوبکر احمد بن علی الخطیب البغدادی

۹۔الانساب......امام سمعانی

۱۰۔تہذیب الاسماء واللغات......امام نووی

۱۱۔تذکرۃ الحفاظ......امام ذہبی

۱۲۔دول الاسلام......امام ذہبی

۱۳۔العبر فی اخبار من الغبر......امام ذہبی

۱۴۔تہذیب التہذیب......ابن حجر عسقلانی

۱۵۔خلاصہ تذہیب تہذیب الکمال......صفی الدین الخزرجی

۱۶۔اعلام الموقعین......حافظ ابن قیم

۱۷۔الامامت والسیاست......ابن قتیبہ

۱۸۔اکمال فی اسماء الرجال......امام ولی الدین الخطیب (صاحب مشکوٰۃ)

۱۹۔البدایہ والنہایہ......ابن کثیر

۲۰۔البنایہ......علامہ بدرالدین عینی

۲۱۔تاج التراجم فی الطبقات الحنفیہ......امام قاسم بن قطلو بغا

۲۲۔تاریخ ابن خلدون......علامہ ابن خلدون

۲۳۔تاریخ ابن خلکان......ابن خلکان

۲۴۔تاریخ اسلام......حسن بن ابراہیم

۲۵۔تاریخ طبری......ابن جریر طبری

۲۶۔تاریخ الفقہ الاسلامی......علی حسن عبدالقادر

۲۷۔جامع الانوار......امام محمد بن عبدالرحمٰن غزنوی

۲۸۔حجۃ اللہ البالغہ......امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

۲۹۔حیات الحیوان......الجاحظ

۳۰۔تاریخ الخمیس......الدیار البکری

۳۱۔دائرۃ المعارف البستانی......مختلف حضرات

۳۲۔دائرۃ المعارف انتظامیہ......مختلف حضرات

۳۳۔رفع الملام عن الائمۃ الثلاثۃ الاعلام......امام ابن تیمیہ

۳۴۔الدیباج المذہب فی معرفۃ اعیان علماء المذاہب......ابن فرحون المالکی

۳۵۔شرح مختصر کرخی......ابوالحسین قدوری

۳۶۔شرح المنار......ابن عبدالملک

۳۷۔ضحیٰ الاسلام......احمد امین بک

۳۸۔طبقات......محمد بن عمر حفید آق شمس الدین

۳۹۔طبقات ابن سعد......ابن سعد

۴۰۔طبقات......امام مسعود شیبہ بن عماد الدین سندھی

وہ کتابیں جو امام ابو حنیفہ کے دفاع میں لکھی گئیں

۱۔الاجوبة المنيفة عن اعتراضات ابن ابی شیبة علی ابی حنیفة.....
قاسم بن قطلوبغا

۲۔الدرر المنیفة فی الرد علی ابن ابی شیبة فی ما اورده علی ابی حنیفة
....حافظ عبدالقدر القرشی الحنفی المتوفی ۷۷۵ھ

۳۔النکت الطریقة فی التحدث عن ردود ابن ابی شیبة علی ابی حنیفة......
علامہ محمد زاہد الکوثری مصری المتوفی ۱۳۷۲ھ

۴۔الاجوبة اللطیفة عن بعض ردود ابن ابی شیبة علی ابی حنیفة (اردو)
مولانا احمد حسن سنبھلی
یہ کتاب ۸ گوبند گڑھ سے شائع ہو چکی ہے۔

۵۔تائید الامام باحادیث خیر الانام (اردو) مولانا محمد شریف

۶۔امام اعظم ابوحنیفہ اور عمل بالحدیث......حافظ محمد عمار خان ناصر

۷۔تقلید ائمہ اور مقام ابوحنیفہ ......مولانا محمد اسماعیل سنبھلی

۸۔مقام ابی حنیفہ......مولانا محمد سرفراز خان صفدر

۹۔امام اعظم اور علم حدیث......مولانا محمد علی صدیقی کاندھلوی

۱۰۔الابانة ......قاضی ابوجعفر احمد بن عبداللہ بن القاسم

۱۱۔الانتصار والترجیح......عمر بن محمد بن سید الموصلی

۱۲۔الانتصار الامام ائمۃ الامصار...... یوسف بن فرغلی سبط ابن الجوزی

۱۳۔ایثار الانصاف...... یوسف بن فرغلی سبط ابن الجوزی

۱۴۔النکت الطریفة فی ترجیح مذهب ابی حنیفه ......شیخ اکمل الدین محمد
ابن محمد البابرتی المتوفی ۷۸۶ھ

۱۵۔ترجیح مذہب ابی حنیفہ......شیخ ابوعبداللہ محمد بن یحیٰی الجرجانی ۳۹۷ھ

۱۶۔اختلاف ابی حنیفہ وابن ابی لیلیٰ......امام ابو یوسف

۱۷۔تانیب الخطیب علی ساقہ فی ترجمہ ابی حنیفہ من الاکاذیب......علامہ زاہد الکوثری

۱۸۔الترہیب......علامہ زاہد الکوثری
۱۹۔وفیات الاعیان فی مذہب النعمان......نجم الدین ابراہیم بن علی طرطوسی
۲۰۔براهین الحنفیه لدفاع فتنه النجدیه......مولانا محمد عالم آسی امرتسری
۲۱۔امام ابوحنیفہ اور ان کے ناقدین......مولانا حبیب الرحمٰن شیروانی
۲۲۔حمایۃ المقلدین......حافظ احمد علی بٹالوی
۲۳۔حدیث اعظم......مولانا بہاء الحق قاسمی
۲۴۔السیف الصارم لمنکر شان الامام الاعظم......مولانا فقیر محمد جہلمی
۲۵۔الاجوبة اللطیفة عن بعض ردود ابن ابی شیبة علی ابی حنیفة
۲۶۔الاقوال الصحیحة فی جواب الجرح علی ابی حنیفة
۲۷۔تلخیص السیف الصارم لمنکر شان امام اعظم
۲۸۔کشف الغمة بسراج الامه
۲۹۔امام ابوحنیفہؒ پر اعتراضات کے جوابات
۳۰۔امام ابوحنیفہؒ پر اعتراضات کا علمی جائزہ
۳۱۔امام اعظم ابوحنیفہؒ اور مصنفین صحاح ستہ
۳۲۔امام ابوحنیفہؒ کا مقام محدثین کی نظر میں
۳۳۔امام ابوحنیفہؒ سے مروی بعض احادیث کی تحقیق
۳۴۔امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام ابوزرعہ دمشقی

......☆☆☆......

امام ابو حنیفہؒ

پر

اعتراضات کی حقیقت

از تحریر

علمائے اہل سنت

تقسیم فی سبیل اللہ

ناشر

امام اعظم اکیڈمی کراچی

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اعتراض نمبر ۱:

حماد بن زید کہتا ہے کہ میں نے ایوب سے سنا جب کہ ابو حنیفہؒ کا ذکر ہو رہا تھا تو اس وقت ایوب نے یہ آیت پڑھی يُرِيدُونَ اَنْ يُّطْفِئُوْا ...... الخ یہ چاہتے ہیں کہ اپنی پھونکوں سے اللہ کا نور (اسلام) بجھا دیں، اللہ اس سے انکار کرتا ہے مگر یہ کہ اپنا نور پورا کر دے اگر چہ یہ بات کافروں کو کتنی بھی ناگوار کیوں نہ ہو۔

(ابو حنیفہ کا تعارف محدثین کی نظر میں ص ۲۳)

ہم پہلے اس عبارت کا اصل متن مع سند کے نقل کرتے ہیں۔

کتاب الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۴ ص ۲۸۰ میں یہ قول اس طرح مروی ہے۔

حدثنا عبد العزيز بن أحمد بن الفرج، قال: حدثنا أبو بكر بن خلاد، قال: سمعت عبدالرحمٰن بن مهدی، يقول: سمعت حماد بن زيد، يقول: سمعت ايوب (وذكر ابو حنيفة) فقال أيوب: ﴿يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ﴾ (التوبة: ۳۲)

یہ اعتراض مولانا محمد جوناگڑھی غیر مقلد نے بھی امام محمدی ص ۸۷ پر نقل کیا ہے۔

خطیب بغدادی نے بھی تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۹۷ میں نقل کیا ہے۔

جواب:

ایوب سختیانیؒ امام ابو حنیفہؒ کے استاد ہیں اور آپ امام ابو حنیفہؒ کا بہت ادب کرتے تھے۔ حافظ ابن عبد البر لکھتے ہیں کہ حماد بن زید فرماتے ہیں کہ میں نے حج کا ارادہ کیا حج کی خاطر رخصت ہونے کے لیے امام ایوبؒ کے پاس گیا۔ آپ نے مجھے بتایا کہ معلوم ہوا ہے کہ امام اعظمؒ بھی حج کو جا رہے ہیں، تمہاری ان سے ملاقات ہو تو ان سے میرا سلام کہنا۔ (الانتقاء ص ۱۲۵ دار العلم بیروت)

امام ابو حنیفہؒ نے ان سے کئی احادیث روایت کی ہیں۔ دیکھئے کتاب الآثار امام ابی یوسف۔

اس لیے اس قول کو آپ کی مدح پر محمول کرنا چاہیے نہ کہ جرح پر۔

اعتراض نمبر۲:

عمر بن اسحاق سے روایت ہے کہ انہوں نے عون سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ اسلام میں ابوحنیفہؒ سے زیادہ کوئی بد بخت انسان پیدا نہیں ہوا اور تم لوگ ایسے آدمی سے کس طرح اپنا دین لیتے ہو جو اپنے دین کے بڑے حصے میں رسوا ہوا ہو۔

(امام ابوحنیفہؒ کا تعارف محدثین کی نظر میں ص ۲۴)

ہم پہلے اس عبارت کا اصل متن مع سند کے نقل کرتے ہیں۔

کتاب الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۴ ص ۲۸۰ میں یہ قول اس طرح مروی ہے۔

حدثنا محمد بن عبد الرحمٰن السامی، وحدثنا سعيد بن يعقوب الطالقاني، قال: حدثنا مؤمل، عن عمر بن إسحاق قال: سمعت ابن عون يقول: ما ولد في الإسلام مولود (اشام من) أبي حنيفةؒ وكيف تأخذون دينكم عن رجل قد خذل في عظم دينه.

یہ اعتراض مولانا محمد جوناگڑھی غیر مقلد نے بھی امام محمدی ص ۸۷ پر نقل کیا ہے۔

خطیب بغدادی نے بھی تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۹۹ میں نقل کیا ہے۔

جواب:

اس کی سند میں ایک راوی سعید بن یعقوب طالقانی ہے۔اس کے متعلق ابن حبان نے کہا ہے کہ یہ کئی بار غلطی کر جاتا ہے۔(تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۳۴۷)

اس کی سند میں دوسرا راوی مؤمل بن اسماعیل ہے، اس کے متعلق میزان الاعتدال میں لکھا ہے۔

مؤمل بن اسماعيل يخطئ كثير الخطاء، قال البخاري منكر الحديث وقال ابوزرعة في حديثه خطا كثير. (ميزان الاعتدال ج٤ ص٢٢٨)

بہت زیادہ غلطیاں کرتا ہے، امام بخاری نے فرمایا یہ منکر الحدیث ہے اور ابوزرعہ نے کہا اس کی حدیث میں بہت غلطی ہے۔

اعتراض نمبر۳:

سلمہ بن حکیم سے روایت ہے کہ جب ابوحنیفہؒ فوت ہوئے تو اس نے کہا کہ الحمد للہ (ایک ایسا آدمی مرا جو) اسلام کو حلقہ حلقہ کر کے توڑتے رہے۔

(امام ابوحنیفہؒ کا تعارف محدثین کی نظر میں ص۲۴)

ہم پہلے اس عبارت کا اصل متن مع سند کے نقل کرتے ہیں۔

کتاب الضعفاء الکبیر للعقیلی ج۴ص۲۸۰ میں یہ قول اس طرح مروی ہے۔

حدثنا محمد بن أحمد الأنطاكي قال: حدثنا محمد بن كثير، عن الأوزاعي، قال: قال سلمة بن حكيم لما مات أبو حنيفةؒ: الحمد لله، إن كان لينقض الإسلام عروة عروة.

یہ اعتراض مولانا محمد جوناگڑھی نے بھی امام محمدی ص۸۷ پر نقل کیا ہے۔

خطیب بغدادی نے بھی تاریخ بغداد ج۱۳ص۳۹۸ میں نقل کیا ہے۔

جواب:

اس کی سند میں ایک راوی محمد بن کثیر ہے، اس کے متعلق لسان المیزان میں ہے:

قال ابن المديني ذاهب الحديث وقال الدار قطني وغيره ضعيف وقال الساجي منكر الحديث وذكره العقيلي وابن الجارود في الضعفاء.

(لسان الميزان ج۵ ص۳۵۱)

ابن المدینی نے کہا ذاہب الحدیث، دار قطنی اور اس کے علاوہ نے بھی کہا یہ ضعیف ہے، ساجی نے کہا منکر الحدیث ہے اور عقیلی اور ابن الجارود نے اس کو ضعفاء میں شمار کیا ہے۔

اعتراض نمبر۴:

مؤمل سے مروی ہے کہ ہم سفیان ثوریؒ کے پاس تھے کہ اتنے میں ابوحنیفہؒ کا ذکر چل نکلا پس سفیان اٹھ کھڑے ہوئے فرمایا کہ ابوحنیفہؒ دین میں سچے نہ تھے اور نہ امانت دار۔

(امام ابوحنیفہؒ کا تعارف محدثین کی نظر میں ص ۲۴)

ہم پہلے اس عبارت کا اصل متن مع سند کے نقل کرتے ہیں۔

کتاب الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۴ ص ۲۸۱ میں یہ قول اس طرح مروی ہے۔

حدثنا الفضل بن عبداللّٰہ، قال: حدثنا سعید بن یعقوب الطالقانی، قال: حدثنا مؤمل، قال: کنا عند سفیان الثوری فجاء ذکر أبی حنیفة، فقام وقال: غیر ثقة ولا مامون.

یہ اعتراض مولانا محمد جوناگڑھی نے بھی امام محمدی ص ۹۲ پر نقل کیا ہے۔

خطیب بغدادی نے بھی تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۴۱۹ میں اس کو نقل کیا ہے۔

جواب:

اس کی سند میں ایک راوی مؤمل بن اسماعیل ہے۔ یہ راوی کثیر الخطاء اور منکر الحدیث ہے۔ دیکھئے میزان الاعتدال ج ۴ ص ۲۲۸

اس کی سند میں دوسرا راوی سعید بن یعقوب طالقانی ہے یہ بھی کئی بار غلطی کر جاتا ہے۔

(تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۳۴۷)

اعتراض نمبر۵:

حمید سے روایت ہے (حمید غلط ہے اصل لفظ یہاں پر حمیدی ہے۔ (مرتب) کہ میں نے سفیان سے سنا انہوں نے کہا کہ ابوحنیفہؒ سے زیادہ نقصان پہنچانے والا اسلام میں کوئی شخص پیدا ہی نہیں ہوا۔ (امام ابوحنیفہؒ کا تعارف محدثین کی نظر میں ص ۲۴)

ہم پہلے اس عبارت کا اصل متن مع سند کے نقل کرتے ہیں۔

کتاب الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۴ ص ۲۸۱ میں یہ قول اس طرح مروی ہے۔

حدثنا حاتم بن منصور، قال: حدثنا الحمیدی، قال: سمعت سفیان یقول: ما ولد فی الإسلام مولود اضر علی الإسلام من أبی حنیفة.

یہ اعتراض مولانا محمد جونا گڑھی نے بھی امام محمدی ص ۷۸ پر نقل کیا ہے۔

خطیب بغدادی نے بھی تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۴۱۹ میں اس کو نقل کیا ہے۔

جواب:

امام حمیدی کا امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں تعصب مشہور ہے اور جو جرح تعصب پر مبنی ہو وہ نا قابل قبول ہوتی ہے۔ پھر حمیدی کہتے ہیں کہ میں نے سفیان سے سنا سفیان کی طرف اس جرح کو منسوب کرنا درست نہیں کیونکہ وہ تو حضرت امام ابوحنیفہؒ کے زبردست مداحین میں سے ہیں۔ ضعفاء کبیر عقیلی کے محشی نے بھی اس جرح کو حاشیہ میں ضعیف قرار دیا ہے۔ (حاشیہ ضعفاء کبیر ج ۴ ص ۲۸۱، حاشیہ ۶۵۸)

علامہ ابن عبدالبرؒ نے اپنی تصنیف الانتقاء ص ۱۹۳ تا ۲۲۹ پر (۶۷) محدثین کے نام بیان فرمائے ہیں جنہوں نے امام ابوحنیفہؒ کی تعریف کی ہے اور آپ کو ثقہ کہا ہے ان میں جناب سفیان ثوریؒ کا نام بھی شامل ہے۔

اس قول کی سند بھی درست نہیں، اس کی سند میں ایک راوی حاتم بن منصور ہے جو کہ الشاشی ہے اور حمیدی کا شاگرد ہے اس کے بارے میں علامہ ناصر الدین البانی نے سلسلۃ الصحیحہ حدیث نمبر ۴۹۰ کے تحت ج ۱ ص ۴۸۹ پر لکھا ہے کہ اب تک مجھے اس کے حالات نہیں ملے۔

اس بات سے واضح ہو گیا کہ یہ راوی مجہول ہے تو یہ سند ضعیف ہو گئی جو نا قابل احتجاج ہے۔

اعتراض نمبر ۶:

مالک بن انسؒ سے مروی ہے کہ وہ کہتے تھے ابوحنیفہؒ نے دین کو نقصان پہنچایا لہٰذا اس کا

کوئی دین ہی نہیں ہے۔(امام ابوحنیفہؒ کا تعارف محدثین کی نظر میں ص ۲۴)

ہم پہلے اس عبارت کا اصل متن مع سند کے نقل کرتے ہیں۔

کتاب الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۴ ص ۲۸۱ میں یہ قول اس طرح مروی ہے۔

حدثنا عبدالله بن أحمد بن حنبل، قال: حدثنا منصور بن أبي مزاحم، قال: حدثنا مالك بن أنس، يقول: إن أبا حنيفة كاد الدين، كاد الدين.

یہ اعتراض مولانا محمد جوناگڑھی نے بھی امام محمدی ص ۹۷ پر نقل کیا ہے۔

خطیب بغدادی نے بھی تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۴۰۱ میں اس کو نقل کیا ہے۔

جواب:

اس قول کی سند درست نہیں، اس کی سند میں تین راوی مجہول ہیں۔ (۱) محمد بن قاسم (۲) عبدالمنعم بن حیان (۳) ابوالحسن الخزاعی۔

اس کتاب کے محقق ڈاکٹر عبدالمعطی ابن قلعجی نے بھی ان تین راویوں کے بارے میں خاموشی اختیار کی ہے۔ظاہر ہے کہ ان کا ترجمہ محقق کو بھی نہیں ملا اگر ملا ہوتا تو ضرور محقق ان کی توثیق بیان کرتا۔

اعتراض نمبر ۷:

ولید بن مسلم سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ مالک بن انسؒ نے کہا کہ تمہارے شہر میں ابوحنیفہؒ کا چرچا ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں۔ مالک نے کہا مناسب نہیں کہ تمہارے شہر میں سکونت اختیار کی جائے۔(امام ابوحنیفہؒ کا تعارف محدثین کی نظر میں ص ۲۴)

ہم پہلے اس عبارت کا اصل متن مع سند کے نقل کرتے ہیں۔

کتاب الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۴ ص ۲۸۱ میں یہ قول اس طرح مروی ہے۔

حدثنا عبد الله بن أحمد، قال: حدثنا إبراهيم بن عبدالرحيم، حدثنا أبو معمر، حدثنا الوليد بن مسلم، قال: قال لي ملك بن أنس، يذكر أبو حنيفة

يلدكم، قال: قلت: نعم، قال: ما ينبغي لبلدكم أن تسكن.

یہ اعتراض مولانا محمد جونا گڑھی نے بھی امام محمدی ص ۹۷ پر نقل کیا ہے۔

خطیب بغدادی نے بھی تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۴۰۰، ۴۰۱ میں اس کو نقل کیا ہے۔

جواب:

اس قول کی سند انتہائی مجروح ہے۔ اس کی سند میں ایک راوی ولید بن مسلم ہے، یہ راوی سخت ضعیف ہے۔ ابن حجر عسقلانی تہذیب التہذیب میں لکھتے ہیں کہ امام احمد نے کہا یہ راوی کثیر الخطا ہے۔ اس ولید نے امام مالک سے دس احادیث ایسی بیان کی ہیں جن کی کوئی اصل نہیں ہے۔ (تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۹۹)

غور فرمائیں کہ یہ راوی امام مالکؒ کے حوالہ سے ایسی دس احادیث بیان کرتا ہے جن کی کوئی اصل نہیں تو جب یہ حدیث بیان کرنے میں اتنا بڑا جھوٹا ہے تو کسی اور پر یہ کیوں جھوٹ نہیں بول سکتا۔

اعتراض نمبر ۸:

حماد بن سلمہ سے روایت ہے کہ اس نے شعبہؒ سے سنا وہ ابو حنیفہؒ پر لعنت کر رہے تھے۔

(امام ابو حنیفہؒ کا تعارف محدثین کی نظر میں ص ۲۴، ۲۵)

ہم پہلے اس عبارت کا اصل متن مع سند کے نقل کرتے ہیں۔

کتاب الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۴ ص ۲۸۱ میں یہ قول اس طرح مروی ہے۔

وقال حدثنا ابو بكر الأعين، قال: حدثنا منصور بن سلمة أبو سلمة الخزاعي، قال: سمعت حماد بن سلمة وسمعت شعبة يلعن أبا حنيفة.

جواب:

اس قول کی سند درست نہیں، اس کی سند میں ایک راوی منصور بن سلمہ ہے۔

اس کے متعلق میزان الاعتدال میں ہے شیخ مدنی معاصر المالك لا یكاد یعرف. (میزان الاعتدال ج٤ ص١٨٤)

کہ یہ شیخ مدنی ہے اور امام مالک کا ہم عصر ہے اور مجہول ہے۔

اس کی سند میں دوسرا راوی حماد بن سلمہ ہے اگرچہ یہ ثقہ ہے تاہم میزان میں ہے "لـــه اوهام" یہ وہمی آدمی ہے۔ (میزان الاعتدال ج١ ص٥٩٠)

اعتراض نمبر۹:

شعبہ ہی کا مصنف نے ایک دوسرا اعتراض بھی نقل کیا ہے۔

اور (شعبہ) کہہ رہے تھے مٹی کی ایک مٹھی ابوحنیفہؒ سے بہتر ہے۔

(امام ابوحنیفہؒ کا تعارف محدثین کی نظر میں ص۲۴،۲۵)

ہم پہلے اس عبارت کا اصل متن مع سند کے نقل کرتے ہیں۔

کتاب الضعفاء الکبیر للعقیلی ج۴ ص۲۸۲ میں یہ قول اس طرح مروی ہے۔

حدثنی عبداللّٰه بن لیث المروزی، قال: حدثنا محمد بن یونس الجمال، قال: سمعت یحییٰ بن سعید یقول: سمعت شعبة، یقول: کف من تراب خیر من أبی حنیفة.

یہ اعتراض مولانا محمد جونا گڑھی نے بھی امام محمدی ص۹۲ پر کیا ہے۔

خطیب بغدادی نے بھی تاریخ بغداد ج۱۳ ص۴۱۹ میں نقل کیا ہے۔

جواب:

اس قول کی سند درست نہیں، اس کی سند میں ایک راوی محمد بن یونس الجمال ہے۔ یہ راوی ناقابل اعتبار ہے۔ امام ابن جوزی اپنی کتاب الضعفاء والمتروکین میں اس راوی کے بارے میں لکھتے ہیں:

"قال ابن عدی یسوق الحدیث وهو قال محمد بن جهم عندی متهم"

(کتاب الضعفاء لابن الجوزی ج ۲ ص ۱۰۹، میزان الاعتدال ج ۴ ص ۷۳)

ابن عدی نے کہا کہ یہ حدیث چوری کر لیتا تھا اور محمد بن جہم نے کہا کہ میرے نزدیک یہ متہم ہے۔

اعتراض نمبر ۱۰:

شریک سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے کہ ابو حنیفہ فسادی اور جھگڑالو آدمی تھے اور اسی جھگڑے بازی سے ہی پہچانے جاتے تھے۔ اسی طرح ابو بکر بن عیاش نے بھی کہا ہے۔

(امام ابو حنیفہ کا تعارف محدثین کی نظر میں ص ۲۵)

ہم پہلے اس عبارت کا اصل متن مع سند کے نقل کرتے ہیں۔

کتاب الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۴ ص ۲۸۲ میں یہ قول اس طرح مروی ہے۔

حدثنا محمد بن إسماعيل، قال: حديث الحسن بن علي، حدثنا يحيىٰ، قال: سمعت شريكا يقول: إنما كان أبو حنيفة صاحب خصومات لم يكن يعرف إلا بالخصومات، وسمعت أبا بكر بن عياش، يقول: كان أبو حنيفة، صاحب خصومات لم يكن يعرف إلا بالخصومات.

یہ اعتراض مولانا محمد جونا گڑھی نے بھی امام محمدی ص ۸۴ پر نقل کیا ہے۔

خطیب بغدادی نے بھی تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۴۱۹ میں اس کو نقل کیا ہے۔

جواب:

اس قول کی سند درست نہیں، اس کی سند میں ایک راوی حسن بن علی ہے، جو کہ سخت مجروح ہے۔ تہذیب التہذیب میں ہے کہ **التهمة ابن عدی بسرقة الحديث.**

(تهذيب التهذيب ج۱ ص۴۹۹)

کہ ابن عدی نے اس کو حدیث چوری کرنے کے ساتھ متہم کیا ہے۔

اعتراض نمبر ۱۱:

عبداللہ بن مبارک سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ ابو حنیفہ کی حدیث کو پھینک دو (کیونکہ وہ صحیح بیان نہیں کرتا) (امام ابوحنیفہؒ کا تعارف محدثین کی نظر میں ص ۲۵)

ہم پہلے اس عبارت کا اصل متن مع سند کے نقل کرتے ہیں۔

کتاب الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۴ ص ۲۸۲ میں یہ قول اس طرح مروی ہے۔

حدثنا محمد بن نعيم بن حماد، قال: حدثنا أبو بكر الاعين، قال: سمعت إبراهيم بن شماس، قال: سمعت ابن المبارك، يقول: اضربوا على حديث أبي حنيفة.

یہ اعتراض مولانا محمد جوناگڑھی نے بھی امام محمدی ص ۹۰ پر نقل کیا ہے۔

خطیب بغدادی نے بھی تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۴۱۶ میں اس کو نقل کیا ہے۔

جواب:

اس سند میں ایک راوی محمد بن نعیم بن حماد ہے اور یہ مجہول ہے۔

اعتراض نمبر ۱۲:

معاذ العنبری سے روایت ہے کہ اس نے سفیان ثوریؒ سے سنا ہے کہ ابوحنیفہؒ کو کفر سے دو بار توبہ کرائی گئی۔ (امام ابوحنیفہؒ کا تعارف محدثین کی نظر میں ص ۲۵)

ہم پہلے اس عبارت کا اصل متن مع سند کے نقل کرتے ہیں۔

کتاب الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۴ ص ۲۸۲ میں یہ قول اس طرح مروی ہے۔

حدثنا محمد بن عيسى، قال: حدثنا إبراهيم بن سعيد، قال: سمعت معاذ بن معاذ العنبرى، يقول: استيب أبو حنيفة من الكفر مرتين.

یہ اعتراض خطیب بغدادی نے بھی تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۷۹، ۳۸۰ پر اس کو نقل کیا ہے۔

جواب:

اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے امام موفق مناقب ابو حنیفہؒ میں فرماتے ہیں:

خبر دی ہم کو امام اجل رکن الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن محمد کرمانی نے کہ خبر دی ہم کو قاضی امام ابو بکر عتیق داؤد یمانی نے کہا حکایت ہے کہ جب خوارج کوفہ پر غالب آئے تو انہوں نے امام ابو حنیفہ کو گرفتار کر لیا ان سے کہا گیا کہ یہ ان کے شیخ ہیں اور خارجیوں کا عقیدہ ہے کہ جو شخص ان کا مخالف ہو وہ کافر ہے لہٰذا انہوں نے کہا اے شیخ تو کفر سے توبہ کر امام صاحب نے فرمایا میں اللہ کے آگے ہر ایک کفر سے توبہ کرتا ہوں۔ پس انہوں نے امام صاحب کو چھوڑ دیا جب امام صاحب واپس ہوئے تو ان سے کہا گیا کہ اس شیخ نے تو کفر سے توبہ کی ہے جس سے اس کی مراد وہ عقیدہ ہے جس پر تم ہو پس انہوں نے امام صاحب کو واپس بلایا اور ان کے سردار نے کہا اے شیخ تو نے تو کفر سے توبہ کی جس سے تیری مراد وہ عقیدہ ہے جس پر ہم ہیں۔ امام ابو حنیفہ نے فرمایا کیا تو گمان سے کہتا ہے یا علم سے اس نے کہا بلکہ ظن سے پس امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بعض ظن گناہ ہیں اور یہ تیرا گناہ ہے اور تیرے نزدیک ہر ایک گناہ کفر ہے۔ لہٰذا پہلے تو کفر سے توبہ کر اس نے کہا اے شیخ تو نے سچ کہا میں کفر سے تائب ہوں تو بھی کفر سے توبہ کر امام ابو حنیفہ نے فرمایا میں اللہ کے آگے ہر ایک کفر سے توبہ کرتا ہوں پس انہوں نے امام صاحب کو چھوڑ دیا اسی وجہ سے امام صاحب کے دشمنوں نے کہا کہ ابو حنیفہ دو دفعہ کفر سے توبہ کرائے گئے۔ پس انہوں نے لوگوں کو دھوکہ دیا حالانکہ اس سے ان کی مراد صرف خوارج کا توبہ کروانا ہے۔

(مناقب ابو حنیفہ للموفق ج ا ص ۱۷۷)

اس کے متعلق شیخ ابن حجر مکی الخیرات الحسان میں فرماتے ہیں:

امام ابوحنیفہ کے بعض حاسدوں نے آپ پر وہ عیب لگائے ہیں جن سے آپ بری ہیں۔ آپ کے عیبوں میں سے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ آپ سے دو دفعہ کفر سرزد ہوا اور دو دفعہ آپ سے توبہ کرائی گئی اور یہ تو صرف آپ کو خوارج کے ساتھ پیش آیا تھا ان کا ارادہ اس سے آپ کی تنقیص تھا حالانکہ یہ کوئی نقص نہیں بلکہ آپ کی کمال رفعت ہے۔ کیونکہ آپ کے سوا کوئی اور خوارج پر حجت نہ لاتا تھا۔ (الخیرات الحسان ص ۵۷)

اعتراض نمبر ۱۳:

محمد بن بشار سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن مہدی جب بھی ابوحنیفہؒ کا ذکر کرتے تو یہ کہتے کہ ان کے اور حق کے درمیان حجاب ہے۔

(امام ابوحنیفہؒ کا تعارف محدثین کی نظر میں ص ۲۵)

ہم پہلے اس عبارت کا اصل متن مع سند کے نقل کرتے ہیں۔

کتاب الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۴ ص ۲۸۲ میں یہ قول اس طرح مروی ہے۔

حدثنا زكريا بن يحيىٰ الحلواني، قال: سمعت محمد بن بشار العبد ابن بندار، يقول: ما كان عبدالرحمٰن بن مهدي يذكر ابا حنيفة إلا قال بينه وبين الحق حجاب.

یہ اعتراض مولانا محمد جونا گڑھی نے بھی امام محمدی ص ۸۴ پر نقل کیا ہے۔

خطیب بغدادی نے بھی تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۴۰۸ میں اس کو نقل کیا ہے۔

جواب:

اس قول کی سند درست نہیں، اس کی سند میں محمد بن بشار العبد بن بندار ہے، اس کو فلاس نے کہا کہ یہ کذاب ہے یعنی جھوٹا ہے۔ (المغنی فی الضعفاء للذہبی ج ۲ ص ۲۷۰)

اعتراض نمبر ۱۴:

علی بن مدینی سے مروی ہے کہ میں نے یحییٰ بن سعید سے سنا وہ کہتے تھے کہ ابوحنیفہ میرے پاس سے گزرے جب کہ میں کوفہ کے بازار میں تھا تو مجھ سے کسی نے کہا کہ یہ ابوحنیفہؒ ہیں، قیاس کے تیس (نر) لیکن میں نے ان سے کچھ نہیں پوچھا۔

یحییٰ کہتے ہیں کہ کوفہ میں ابوحنیفہؒ میرے پڑوسی تھے لیکن میں نہ ان کے نزدیک جاتا اور نہ کوئی مسئلہ پوچھتا تھا۔ یحییٰ سے پوچھا گیا کہ ابوحنیفہؒ کی حدیث کا کیا حال ہے۔ تو فرمایا کہ وہ صاحب الحدیث نہ تھے۔ (امام ابوحنیفہؒ کا تعارف محدثین کی نظر میں ص ۲۵)

ہم پہلے اس عبارت کا اصل متن مع سند کے نقل کرتے ہیں۔

کتاب الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۴ ص ۲۸۳ میں یہ قول اس طرح مروی ہے۔

حدثنا محمد بن عيسىٰ، قال: حدثنا صالح، قال: حدثنا على بن المدينى، قال: سمعت يحيىٰ بن سعيد، يقول، مر بى أبو حنيفة، وأنا فى سوق الكوفة، فقال لى، تيس القياس، هذا أبو حنيفة، فلم أسأله عن شىء، قال يحيىٰ، وكان جارى بالكوفة فما قربته ولا سألته عن شىء.

قيل ليحيىٰ: كيف كان حديثه؟ قال: لم يكن بصاحب الحديث.

یہ اعتراض خطیب بغدادی نے بھی تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۴۱۸ میں اس کو نقل کیا ہے۔

جواب:

امام یحییٰ بن سعید قطانؒ تو حضرت امام ابوحنیفہؒ کے مداحین میں سے ہیں دیکھئے امام ابن عبد البرؒ کی الانتقاء ص ۱۹۳ تا ۲۲۹ پر امام کے مداحین کی فہرست ہے جن میں حضرت امام یحییٰ بن سعید قطان بھی ہیں۔

بلکہ امام یحییٰ بن سعید تو حضرت امام ابوحنیفہ کو مسلّم امام، معتمد اور ایسا قابل وثوق جانتے

تھے کہ خود بھی جب فتویٰ دیتے تھے تو حضرت امام ابوحنیفہؒ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے، امام ذہبی تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۲۲۴ پر فرماتے ہیں یحییٰ بن سعید کان یفتی بقول ابی حنیفة کہ یحییٰ بن سعید امام ابوحنیفہ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے۔

مذکورہ بالا سطور سے واضح ہوگیا کہ یحییٰ بن سعید کے حوالہ سے امام ابوحنیفہ پر اعتراض نقل کرنا غلط ہے، امام ابوحنیفہؒ آپ کی نظر میں قابل اعتماد اور لائق استناد نہ ہوتے تو پھر آپ حضرت امام ابوحنیفہ کے قول پر فتویٰ کیوں دیتے۔

خطیب بغدادیؒ نے بھی یہ قول نقل کیا کہ امام یحییٰ بن سعید القطانؒ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم ہم نے امام ابوحنیفہؒ کی رائے سے بہتر رائے کسی کی نہیں سنی اور ہم نے ابوحنیفہ کے اکثر اقوال اپنا لیے ہیں۔ (تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۴۵)

علامہ ابن حجر مکیؒ الخیرات الحسان میں فرماتے ہیں:

یحییٰ بن سعید قطانؒ نے فرمایا کہ میں نے جب امام ابوحنیفہؒ کو دیکھا تو سمجھا کہ یہ خدا سے ڈرنے والا شخص ہے ایک رات صرف اسی آیہ کریمہ کو پڑھتے رہے اور روتے رہے۔ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ (القمر:۴۶) اور جب اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ پر پہنچے تو اسی کو بار بار پڑھتے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ (الخیرات الحسان فصل ۱۵)

مذکورہ بالا سطور سے یہ بات واضح ہوگئی کہ امام یحییٰ بن سعید قطانؒ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے مداحین میں سے ہیں اور آپ کو معتمد لائق احتجاج جاننے والے ہیں اور آپ کی طرف جرح کی نسبت محض امام ابوحنیفہؒ کے حاسدین کا کام ہے۔

اعتراض نمبر ۱۵:

وکیع بن جراح سے پوچھا گیا کہ ابوحنیفہؒ کیسے تھے فرمایا کہ وہ مرجی تھے وہ مسلمانوں میں تلوار اٹھانا جائز سمجھتے تھے۔ (امام ابوحنیفہؒ کا تعارف محدثین کی نظر میں ص ۲۵)

ہم پہلے اس عبارت کا اصل متن مع سند کے نقل کرتے ہیں۔

کتاب الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۴ص ۲۸۳ میں یہ قول اس طرح مروی ہے۔

حدثنا الفضل بن عبدالله، قال: حدثنا محمد بن ابی خالد المصیصی، قال: سمعت وکیع بن الجراح، وسئل عن أبی حنیفة، قال: کان مرجئا یری السیف.

جواب:

اس قول کی سند درست نہیں ہے، اس کی سند میں ایک راوی فضل بن عبداللہ بن مسعود الیشکری الھروی ہے۔

اس کے متعلق ابن حبان نے کہا "**لا یجوز الاحتجاج به بحال**" اس کے ساتھ کسی حال میں بھی دلیل پکڑنا جائز نہیں ہے۔ (میزان الاعتدال ج ۳ص ۳۵۳)

اعتراض نمبر ۱۶:

یوسف بن اسباط سے روایت ہے کہ ابوحنیفہؒ مرجئہ تھا مسلمانوں میں تلوار اٹھانے کو جائز سمجھتا تھا اور وہ غیر فطری (شریر) انسان تھے۔

(امام ابوحنیفہؒ کا تعارف محدثین کی نظر میں ص ۲۶)

ہم پہلے اس عبارت کا اصل متن مع سند کے نقل کرتے ہیں۔

کتاب الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۴ص ۲۸۳ میں یہ قول اس طرح مروی ہے۔

حدثنی أحمد بن أصرم المدنی، قال: حدثنا محمد بن هارون، قال: حدثنا أبو صالح الفراء، عن یوسف بن اسباط، قال: قال ابو حنیفة مرجئا وکان یری السیف وولد علی غیر الفطرة.

یہ اعتراض مولانا محمد جوناگڑھی نے بھی امام محمدی ص ۹۲ پر نقل کیا ہے۔

خطیب بغدادی نے بھی تاریخ بغداد ج ۱۳ص ۴۱۹ میں اس کو نقل کیا ہے۔

جواب:

اس کی سند درست نہیں۔ اس کی سند میں یوسف بن اسباط ہے، یہ راوی انتہائی ضعیف ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی لسان المیزان میں فرماتے ہیں قال ابو حاتم لا یحتج به ''امام ابو حاتم نے فرمایا اس کے ساتھ دلیل نہ پکڑی جائے'' قال البخاری کان قد دفن کتبه ''امام بخاری نے فرمایا کہ اس کی کتابیں ضائع ہوگئی تھیں۔'' قال ابن عدی فیغلط بما اخطاء ''یہ روایت میں غلطی کرتا ہے اور کئی بار اس نے خطا کی ہے۔''

(لسان المیزان ج ۶ ص ۳۱۷)

ان حوالہ جات سے واضح ہوگیا کہ یہ راوی لا یحتج به فیغلط بما اخطاء ہے لہٰذا لائق استدلال نہیں ہے۔

اعتراض نمبر ۱۷:

احمد بن حنبل سے روایت ہے کہ ابو حنیفہ جھوٹ بولتے تھے۔

(امام ابو حنیفہؒ کا تعارف محدثین کی نظر میں ص ۲۶)

ہم پہلے اس عبارت کا اصل متن مع سند کے نقل کرتے ہیں۔

کتاب الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۴ ص ۲۸۴ میں یہ قول اس طرح مروی ہے۔

حدثنا سلیمان بن داود العقیلی، قال: سمعت أحمد بن الحسن الترمذی، قال: سمعت أحمد بن حنبل، یقول: أبو حنیفة یکذب.

خطیب بغدادی نے بھی تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۴۲۱ میں اس کو نقل کیا ہے۔

جواب:

مشہور قول کے مطابق حضرت امام ابو حنیفہؒ کی پیدائش ۸۰ ہجری میں ہے اور وصال ۱۵۰ ہجری میں ہے جب کہ امام احمد بن حنبلؒ کی پیدائش ۱۲ ربیع الاول ۱۶۴ ہجری کو بغداد

شریف میں ہوئی اور وصال ۲۴۱ ہجری میں بعمر ۷۷ سال ہوا۔

(سیرت الائمہ ص ۲۸، مولف غیر مقلد عبدالمجید سوہدروی)

یعنی امام احمد بن حنبلؒ حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کے وصال کے ۱۴ سال بعد پیدا ہوئے یعنی آپ نے امام ابوحنیفہؒ کی زیارت تک نہیں کی نہ ہی آپ سے ملاقات ہے نہ ہی آپ کے ہمعصر تو جس شخص کو امام احمد بن حنبل نے دیکھا تک نہیں بلکہ ان کے وصال کے وقت بھی ابھی دنیا میں تشریف نہ لائے تھے بھلا امام احمد بن حنبل بلا کسی دلیل اور بغیر کسی تحقیق کے اتنی بڑی بات کیسے فرما سکتے ہیں۔ یقیناً امام احمد بن حنبل سے کسی اور نے یہ بات کہی ہوگی یا کسی اور سے سنا ہوگا۔ جس کا یہاں پر ذکر نہیں ہے اور درمیان سے یعنی امام احمد بن حنبلؒ اور امام اعظمؒ کے درمیان سے واسطہ غائب ہے اس لیے یہ روایت احتجاج سے ساقط ہے اور لائق التفات نہیں ہے۔ عقیلی کے استاد سلیمان بن داؤد العقیلی کا اور احمد بن الترمذی کا ترجمہ مجھے ان کتب رجال میں نہیں ملا۔ **میزان الاعتدال تذکرۃ الحفاظ المغنی فی الضعفاء، تھذیب التھذیب، لسان المیزان، کتاب المجروحین، ابن حبان، کتاب الضعفاء لابن جوزی، ثقات الابن حبان، تاریخ صغیر للبخاری، تاریخ بغداد، الانساب سمعانی، الفھرست ابن ندیم، المدخل الی الصحیح للحاکم، ثقات العجلی وغیرہ**

تو جب تک ان درمیان کے راویوں کا ترجمہ مع ثقاہت اور علل قادحہ سے خالی نہ مل جائے اس وقت تک ان کو ثقہ بھی نہیں کہا جا سکتا۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ کا امام ابوحنیفہؒ کے لیے دعا کرنا

امام احمد بن حنبلؒ امام ابوحنیفہؒ کا ذکر کر کے وقت روتے اور آپ کے لیے دعائے رحمت کیا کرتے تھے۔

خطیب بغدادی نے سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ اسماعیل بن سالم بغدادی کہتے تھے کہ امام ابوحنیفہ کو اس لیے اذیت دی گئی کہ آپ نے حکومتی عہدہ قبول نہیں کیا اور جب یہ بات امام احمد بن حنبلؒ کے سامنے آئی تو آپ روتے اور امام اعظم ابوحنیفہ کے لیے دعائے مغفرت کیا کرتے تھے۔ (تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۲۷، اخبار ابی حنیفہ واصحابہ ص ۵۷)

علامہ ابن عبدالبرؒ کا حوالہ:

علامہ ابن عبدالبرؒ اپنی سند کے ساتھ بیان فرماتے ہیں کہ جناب مسلمہ بن شبیب فرماتے تھے کہ میں نے امام احمد بن حنبل سے سنا آپ فرماتے تھے **رای الاوزاعی ورأی مالک ورأی ابی حنیفة کله رأی وهو عندی سواء انما الحجة فی الآثار.**

(جامع بیان العلم لابن عبد البر ج۲ ص۱۴۹)

امام اوزاعی، امام مالک، امام ابوحنیفہ کی رائے میرے نزدیک برابر ہے۔ اور حجت آثار میں ہے۔ دیکھئے حضرت امام احمد بن حنبلؒ امام ابوحنیفہؒ کا کتنا احترام کرتے ہیں کہ آپ کی رائے کو امام اوزاعی امام مالک کی رائے کے برابر تسلیم کرتے ہیں، معلوم ہوا کہ عقیلی نے جو امام احمد بن حنبل سے حضرت امام ابوحنیفہ کے بارے میں جرح نقل کی ہے وہ مجہول راویوں کا کرشمہ ہے اور امام احمد بن حنبلؒ یقیناً اس جرح سے بری الذمہ ہیں۔

علامہ ذہبیؒ کا حوالہ:

علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ ابن کاس نے کہا بیان کیا ہم سے ابوبکر المروزی نے کہا سنا میں نے ابوعبداللہ احمد بن حنبلؒ سے وہ فرماتے تھے کہ

لم یصح عندنا ان ابا حنیفة رحمه الله قال القرآن مخلوق فقلت الحمد لله یا ابا عبدالله هو من العلم بمنزلة فقال سبحان الله هو من العلم والورع والزهد وایثار الدار الآخرة بمحل لا یدرکه فیه احمد ولقد ضرب بالسیاط

علی ان یلی القضاء لابی جعفر فل یفعل.

(مناقب الامام ابی حنیفہ وصاحبیہ، لامام الذہبی ص ۲۷ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

یعنی امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ بات پایہ صحت کو نہیں پہنچی کہ امام ابوحنیفہ نے قرآن کو مخلوق کہا ہو۔ ابوبکر مروزی کہتے ہیں کہ میں نے کہا اے ابوعبداللہ الحمدللہ وہ بمنزلہ نشانی کے ہیں، تو امام احمد بن حنبل نے فرمایا سبحان اللہ، علم، پرہیزگاری، زہد اور ایثار کے اس بلند مقام پر ابوحنیفہ فائز ہیں کہ احمد بن حنبل اس کو کبھی نہیں پاسکتا۔

دیکھئے ناظرین یہ حضرت امام احمد بن حنبل کی شہادت ہے امام ابوحنیفہ کے متعلق جو کہ فن رجال کے امام، علامہ ذہبی نے نقل کی ہے کہ امام احمد بن حنبل تو امام ابوحنیفہ کو علم، تقویٰ، زہد اور ایثار میں اپنے سے بھی افضل جانتے تھے تو واضح ہو گیا کہ عقیلی نے جو امام احمد بن حنبل سے امام ابوحنیفہ کے متعلق کذاب کے الفاظ نقل کیے ہیں وہ مجہول خطا کار راویوں کی غلطی ہے اور حضرت امام احمد بن حنبل یقیناً اس جرح سے بری الذمہ ہیں اور آپ تو یقیناً حضرت امام الائمہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے مداحین میں سے ہیں۔

اعتراض نمبر ۱۸:

ابوقطن سے روایت ہے کہ ابوحنیفہ حدیث میں (زمن) محتاج تھے۔

(امام ابوحنیفہؒ کا تعارف محدثین کی نظر میں ص ۲۶)

ہم پہلے اس عبارت کا اصل متن مع سند کے نقل کرتے ہیں۔

کتاب الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۴ ص ۲۸۱ میں یہ قول اس طرح مروی ہے۔

حدثنا عبداللہ بن أحمد، قال: حدثنا سریج بن یونس، قال: حدثنا ابوقطن، عن أبی حنیفة، وکان زمن فی الحدیث.

خطیب بغدادی نے بھی تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۴۱۹ میں اس کو نقل کیا ہے۔

جواب:

اس قول کی سند درست نہیں، اس کی سند میں ایک راوی ہے جس کی کنیت ابو قطن ہے اور اصل نام اس کا عمر بن ہیثم ہے۔ اگر چہ تہذیب التہذیب میں اس کو ثقہ کہا گیا ہے۔ ابن حبان نے بھی اس کو ثقات میں ذکر کیا ہے، تاریخ بغداد میں بھی اس کی کافی ثقاہت بیان کی گئی ہے۔ مگر تاریخ بغداد جلد ۲ ص ۲۰۰ پر اس کے متعلق ابن برداد نے کہا ہے کہ ابو قطن قدری ہے۔ تاریخ بغداد کے مذکورہ صفحہ پر یہ بھی درج ہے کہ اس نے قدری مذہب کی حمایت میں مناظرے بھی کیے ہیں تو مذکورہ سطور سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ یہ ابو قطن قدری تھا اور اس کا داعی بھی تھا اس پر مناظرے بھی کرتا تھا تو ایک بد مذہب کی جرح امام ابوحنیفہ پر کسی طرح بھی درست نہیں اور نہ ہی یہ جرح قابل قبول ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ نے قدریہ، جبریہ، معتزلہ وغیرہ بد مذہب لوگوں سے اسلام کی حمایت میں مناظرے کیے انہیں شکست دی اور انہیں ذلت و رسوائی سے دو چار ہونا پڑا اور انہوں نے ہی آپ کی طرف غلط باتیں منسوب کیں۔

اعتراض نمبر ۱۹:

احمد بن حنبلؒ سے روایت ہے کہ ابوحنیفہؒ کی رائے بری ہے۔ اور ان کی حدیث بیان نہ کی جائے۔ (امام ابوحنیفہؒ کا تعارف محدثین کی نظر میں ص ۲۶)

ہم پہلے اس عبارت کا اصل متن مع سند کے نقل کرتے ہیں۔

کتاب الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۴ ص ۲۸۵ میں یہ قول اس طرح مروی ہے۔

حدثنا عبدالله بن محمد المروزی، قال: سمعت الحسین بن الحسن المروزی، یقول: سألت أحمد بن حنبل، فقلت: ما تقول فی أبی حنیفة، فقال: رایه مذموم، وحدیثه لا یُذکر.

جواب:

اس قول کی سند میں واقع ایک راوی عبداللہ بن محمد المروزی ہے۔ یہ باطل روایات بیان کرتا تھا، میزان الاعتدال میں ہے، **عبدالله بن محمد المروزی بخبر باطل**
(میزان الاعتدال ج ۲ ص ۴۹۷)

تو جو شخص باطل حدیثیں بیان کرسکتا ہے وہ امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں ایسی بات بھی کہہ سکتا ہے۔

اعتراض نمبر ۲۰:

عبداللہ بن احمد سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ ابوحنیفہؒ کی حدیث بھی مردود ہے اور رائے بھی مردود ہے۔ (امام ابوحنیفہؒ کا تعارف محدثین کی نظر میں ص ۲۶)

ہم پہلے اس عبارت کا اصل متن مع سند کے نقل کرتے ہیں۔

کتاب الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۴ ص ۲۸۵ میں یہ قول اس طرح مروی ہے۔

حدثنا عبدالله بن أحمد، قال: سمعت أبي، يقول: حديث أبي حنيفة ضعيف، ورأيه ضعيف.

خطیب بغدادی نے بھی تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۴۲۱ میں اس کو نقل کیا ہے۔

جواب:

اس قول کی نسبت امام احمد بن حنبل کی طرف درست نہیں کیونکہ آپؒ تو امام ابوحنیفہؒ کی بڑی تعریف فرماتے تھے۔ پھر امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ ضعیف ہیں یا یہ کہنا کہ اس کی حدیث ضعیف ہے، یہ بات اصول حدیث کی روشنی میں خود مردود ہے۔

امام ابوحنیفہؒ سچے اور ثقہ ہیں:

امام المحدثین امام ابوداودؒ فرماتے ہیں:

رحمہ اللہ مالکا کان اماما رحمه الله الشافعی کان اماما رحمہ الله ابا حنیفة کان اماما. (کتاب الانتقاء ص۳۲، جامع بیان العلم ج۲ ص۱۶۳)

اللہ رحمت نازل فرمائے امام مالک پر وہ امام تھے، اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرمائے امام شافعی پر وہ امام تھے، اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرمائے امام ابوحنیفہ پر وہ امام تھے۔

امام ابوداؤدؒ جو کہ محدثین کے امام ہیں وہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کو اسی طرح امام مانتے ہیں جس طرح امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کو امام مانتے ہیں۔

علامہ ذہبیؒ تذکرۃ الحفاظ میں جب امام ابوحنیفہؒ کا ذکر کرتے ہیں تو آپ کو امام اعظم فقیہہ عراق بھی کہتے ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ ج۱ص۱۲۶)

غور فرمائیں کہ امام ذہبیؒ جو فن رجال کے مسلَّم امام ہیں اور حدیث کے امام ہیں وہ کتنی ذمہ داری سے لکھتے ہیں کہ آپ امام اعظمؒ ہیں تو اگر آپ ضعیف الحدیث ہوتے تو ذہبیؒ جیسا ناقد فن رجال آپ کو امام اعظم کے لقب سے کیوں ملقب کرتا۔ پھر علامہ ذہبیؒ چند سطر کے بعد فرماتے ہیں کہ "کان اماما ورعا عالما عاملا متعبدا کبیر الشان" کہ آپ امام ہیں، پرہیزگار ہیں، عالم باعمل ہیں، عبادت گزار ہیں اور بہت بڑی شان والے ہیں۔

پھر آپ کی شان میں ضرار بن صرد، یزید بن ہارون، عبداللہ بن مبارک، امام شافعی، امام یحییٰ بن معین، امام ابوداؤدؒ کے ارشادات نقل کرتے ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ ج۱ص۱۲۷)

امام یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں لا بأس به لم یکن یتهم (تذکرۃ الحفاظ ج۱ص۱۲۷)

کہ آپ کی حدیث میں کوئی خوف نہیں کیونکہ آپ کو کبھی بھی تہمت نہیں لگائی گئی۔

امام محدث خطیب ولی الدینؒ صاحب مشکوٰۃ، اکمال میں فرماتے ہیں جو مشکوٰۃ کے آخر میں ملحق ہے۔

فانه کان عالما عاملا ورعا زاهدا عابدا اماما فی علوم الشریعة

کہ ابوحنیفہؒ صاحب علم ہیں، عالم باعمل ہیں، متقی پرہیزگار ہیں، عبادت گزار ہیں اور شریعت کے علوم میں امام ہیں۔

غور فرمائیں کہ خطیب ولی الدینؒ آپ کو علوم شریعت میں امام مسلّم مانتے ہیں، امام علی بن مدینی جو کہ فن رجال، حدیث واصول کے امام ہیں وہ امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں فرماتے ہیں۔ وهو ثقة لا بأس به. (جامع بيان العلم ج۲ ص۱۴۹)

وہ ثقہ ہیں اور آپ کی حدیث میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام یحییٰ بن معینؒ سے پوچھا گیا ابو حنيفة كان يصدق في الحديث؟ قال نعم صدوق. (جامع بيان العلم ج۲ ص۱۴۹)

کیا ابوحنیفہؒ حدیث میں سچے ہیں تو فرمایا ہاں وہ سچے ہیں۔

اور مناقب کردری میں ہے کہ امام احمد بن محمد بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام یحییٰ بن معینؒ سے امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں سوال کیا تو آپؒ نے فرمایا: عدل ثقة ما ظنك بمن عدله ابن المبارك ووكيع (مناقب کردری ج۱ ص۹۱)

ہاں وہ عادل اور ثقہ تھے جن کی تعدیل امام عبداللہ بن مبارک اور وکیع بن جراح کریں تم ان کے بارے میں کیا خیال کرتے ہو۔

اور مناقب موفق ج۱ ص۱۹۲ اور مناقب کردری ج۱ ص۲۲۰ میں الفاظ اس طرح مروی ہیں کہ امام یحییٰ بن معینؒ سے امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں سوال کیا گیا کہ کیا وہ حدیث میں ثقہ تھے؟ تو آپ نے جواب دیا: نعم ثقة، ثقة كان والله اورع من ان يكذب وهو اجل قدرًا من ذالك ''ہاں ابوحنیفہؒ ثقہ تھے، ثقہ تھے، خدا کی قسم ان کی شان اس سے بہت بلند ہے کہ وہ جھوٹ بولیں''

خطیب بغدادی اپنی سند کے ساتھ امام یحییٰ بن معینؒ سے روایت کرتے ہیں کہ

كان ابو حنيفة ثقة لا يحدث بالحديث الا ما يحفظ ولا يحدث بما لا يحفظ. (تاريخ بغداد ج۱۳ ص۴۱۹)

امام ابوحنیفہؒ ثقہ تھے وہ صرف وہ حدیث بیان کرتے تھے جو ان کو حفظ ہوتی تھی اور جو حدیث ان کو یاد نہ ہوتی تو وہ اس کو بیان نہ کرتے تھے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعیؒ صالح بن محمد اسدی کے حوالے سے امام ابن معینؒ سے ناقل ہیں کہ آپؒ نے فرمایا **کان ابو حنیفة ثقة فی الحدیث** کہ امام ابوحنیفہؒ حدیث میں ثقہ تھے۔

علامہ ابن حجر مکیؒ امام یحییٰ بن معینؒ سے اس طرح نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا "**کان ثقة صدوقا فی الفقه والحدیث مامونا علی دین الله**" (الخیرات الحسان)

کہ امام ابوحنیفہؒ فقہ اور حدیث میں ثقہ اور سچے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے دین میں مامون تھے۔

علامہ ابن عبدالبر مالکیؒ محدث اندلس بطریق امام عبداللہ بن احمد الدورقیؒ بیان کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں امام یحییٰ بن معینؒ سے سوال کیا گیا اور میں سن رہا تھا تو انہوں نے فرمایا:

فقال ثقة ما سمعت احدا ضعفه هذا شعبة ابن الحجاج يكتب إليه ان يحدث ويامره وشعبة شعبة. (الانتقاء ص۱۲۷)

کہ ابوحنیفہ ثقہ تھے میں نے کسی سے نہیں سنا کہ کسی ایک نے بھی ان کو ضعیف کہا ہو یہ شعبہ بن حجاج ہیں جو ان کی طرف لکھ رہے ہیں کہ وہ حدیث بیان کیا کریں۔ اور ان کو حکم دے رہے ہیں او ر شعبہؒ تو آخر شعبہ ہیں (یعنی آپ جانتے ہیں کہ امام شعبہؒ کتنی بڑی شان کے مالک ہیں۔)

امام محدث علی بن جعدؒ فرماتے ہیں:

ابو حنیفة اذا جاء بالحدیث جاء به مثل الدر. (جامع المسانید ج۲ ص۳۰۴)

کہ امام ابوحنیفہؒ جب حدیث پیش کرتے ہیں تو وہ موتی کی طرح چمک دار ہوتی ہے۔

امام وکیع بن جراحؒ فرماتے ہیں کہ بلاشبہ امام ابوحنیفہؒ نے حدیث میں وہ احتیاط کی ہے جو اور کسی سے ایسی احتیاط نہیں پائی گئی۔ (مناقب موفق ج۱ ص۱۹۷)

علامہ محدث القرشیؒ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک روایت حدیث کے جائز ہونے کی یہ شرط ہے کہ راوی نے جب سے حدیث یاد کی ہو اس وقت تک درمیان میں اسے روایت بھولی نہ ہو۔ (الجواہر المضیہ ص۳۹۰)

امام عبدالوہاب شعرانیؒ "میزان الکبریٰ" میں فرماتے ہیں جو حدیث نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہو اس میں امام ابوحنیفہؒ یہ شرط لگاتے ہیں کہ عمل سے پہلے دیکھ لیا جائے کہ راوی حدیث سے صحابیؓ تک پرہیزگاروں کی ایک جماعت اسے نقل کرتی ہو پھر وہ قابلِ عمل ہوگی۔ (میزان الکبریٰ ج۱ ص۶۳)

امام حسن بن صالح فرماتے ہیں:

کان النعمان بن ثابت ضما عالما متثبتًا فی علمه اذا صح عنده الخبر عن رسول الله صلی الله علیه وسلم ولم یعده الٰی غیره. (کتاب الانتقاء ص۱۲۸)

کہ ابوحنیفہ نعمان بن ثابتؒ فہیم یعنی جاننے والے اور علم میں پختہ تھے جب ان کے نزدیک نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث صحیح ثابت ہوتی تو اس سے غیر کی طرف وہ تجاوز نہ کرتے تھے۔

ابن حجر عسقلانی تہذیب التہذیب ج۵ ص۶۳۰ پر محمد بن سعد عوفی سے ناقل ہیں کہ میں نے ابن معین سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ ابوحنیفہؒ ثقہ تھے اور وہی حدیث بیان کرتے تھے جو ان کو حفظ ہوتی تھی اور جو ان کو حفظ نہ ہوتی، وہ بیان نہ کرتے تھے ابن حجر، پھر فرماتے ہیں کہ

صالح بن محمد اسدیؒ، ابن معینؒ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؒ نے فرمایا ''كان ابو حنيفة ثقة في الحديث'' کہ امام ابوحنیفہؒ حدیث میں ثقہ تھے۔

نواب صدیق حسن قنوجیؒ اپنی کتاب التاج المکلل میں ابوحنیفہؒ کے متعلق یوں بیان کرتے ہیں کہ ''وكان عالمًا عاملًا زاهدًا عابدًا ورعًا تقيًا كثير الخشوع دائم التضرع الى الله تعالىٰ'' (التاج المكلل ص ۱۳۱)

کہ امام ابوحنیفہؒ عالم باعمل ہیں، صاحب زہد ہیں، عبادت گزار، متقی، پرہیزگار اور بہت زیادہ عاجزی کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کی یاد میں بہت آہ وزاری کرنے والے ہیں۔

اعتراض نمبر ۲۱:

یحییٰ بن معینؒ سے ابوحنیفہؒ کے متعلق سوال کیا گیا تو جواب دیا کہ وہ حدیث میں ضعیف ہیں۔ (امام ابوحنیفہؒ کا تعارف محدثین کی نظر میں ص ۲۶)

ہم پہلے اس عبارت کا اصل متن مع سند کے نقل کرتے ہیں۔

کتاب الضعفاء الکبیر للعقیلی ج۴ ص ۲۸۵ میں یہ قول اس طرح مروی ہے۔

حدثنا محمد بن عثمان، قال: سمعت يحيىٰ بن معين، وسئل عن أبي حنفية، قال: كان يضعف في الحديث.

خطیب بغدادی نے بھی تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۴۲۲ میں اس کو نقل کیا ہے۔

جواب:

اس قول کی سند میں ایک راوی محمد بن عثمان ہے، جس کا پورا نام اس طرح ہے محمد بن عثمان بن ابی شیبہ یہ جھوٹا راوی ہے اس کے متعلق لسان المیزان میں لکھا ہے

قال عبدالله بن أحمد بن حنبل كذاب قال ابن خراش، يضع الحديث (لسان الميزان ج۵ ص ۲۸۰، كتاب الضعفاء لابن الجوزي ج۳ ص ۸۵)

امام عبداللہ بن احمد بن حنبلؒ نے فرمایا یہ جھوٹا ہے۔ ابن خراش نے کہا یہ حدیثیں گھڑ لیا کرتا تھا۔

اعتراض نمبر۲۲:

سفیان ثوریؒ نے ابو حنیفہؒ کے موت کے وقت کہا کہ الحمد للہ کہ اس نے مسلمانوں کو ابو حنیفہؒ سے نجات دلا دی وہ اسلام کو حلقہ حلقہ کر کے توڑتے رہے۔

(امام ابو حنیفہؒ کا تعارف محدثین کی نظر میں ص ۲۶)

جواب:

معترض نے یہ اعتراض بھی عقیلی کے حوالہ سے نقل کیا ہے مگر ہمیں کتاب الضعفاء میں نہیں ملا البتہ امام بخاریؒ نے اس کو تاریخ صغیر ص ۱۷۴ میں نقل کیا ہے۔

اس قول کی سند درست نہیں اس کی سند میں ایک راوی نعیم بن حماد ہے اگر چہ بعض ائمہ نے اس کی توثیق بھی کی ہے مگر اکثر محدثین کے نزدیک یہ صحیح نہیں۔

امام ابوداوٗد فرماتے ہیں کہ اس کے پاس بیس حدیثیں ایسی ہیں جن کی کوئی اصل نہیں۔ امام نسائی نے کہا یہ ضعیف ہے۔ اور اس سے دلیل نہ پکڑی جائے کیونکہ وہ حدیثیں گھڑتا تھا اور امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں جھوٹی حکایات روایت کرتا تھا اور وہ سب کی سب جھوٹ ہیں۔

(میزان الاعتدال ج ۴ ص ۲۶۹)

نعیم بن حمادؒ کے بارے میں امام ذہبیؒ کے اس حوالہ سے ثابت ہوا کہ نعیم بن حماد کی سند سے امام ابو حنیفہؒ کے خلاف جو کچھ بھی مروی ہے وہ سب جھوٹ پر مبنی ہے۔

پھر اس قول کی سند میں دوسرا راوی ابو اسحاق فزاری ہے یہ بھی کثیر الخطاء ہے اس کے متعلق ابن سعد فرماتے ہیں: **قال ابن سعد ثقة فاضلا كثيرا الخطاء في حديثه**

ابن سعد نے کہا ثقہ ہے، فاضل ہے لیکن اس کی حدیث میں بہت غلطیاں ہوتی ہیں۔

اعتراض نمبر ۲۳:

زیاد بن ایوب سے روایت کہ امام احمد بن حنبلؒ سے ابوحنیفہؒ اور ابو یوسفؒ سے روایت کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ میں ان دونوں سے روایت کرنے کو جائز نہیں سمجھتا۔ (امام ابوحنیفہؒ کا تعارف محدثین کی نظر میں ص ۲۶)

جواب:

معترض نے یہ اعتراض بھی عقیلی کے حوالہ سے نقل کیا ہے ہمیں کتاب الضعفاء میں نہیں ملا البتہ دوسری کتابوں میں موجود ہے۔

امام ابوحنیفہ امام احمد بن حنبلؒ کے دادا استاد ہیں اور ابو یوسفؒ حدیث اور فقہ میں آپ کے استاد ہیں یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ ایسی بات کہیں۔ امام احمدؒ تو آپؒ کی تعریف کرتے ہیں۔

چنانچہ علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں:

ابن کاس نے کہا بیان کیا ہم سے ابو بکر المروزی نے سنا میں نے احمد بن حنبلؒ سے وہ فرماتے تھے کہ ہمارے نزدیک یہ بات پایہ صحت کو نہیں پہنچتی کہ امام ابوحنیفہؒ نے قرآن کو مخلوق کہا ہو۔ ابو بکر مروزی کہتے ہیں کہ میں نے کہا اے ابوعبداللہ الحمد للہ وہ بمنزلہ نشانی کے ہیں تو امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا سبحان اللہ، علم، پرہیزگاری، زہد، ایثار کے اس بلند مقام پر ابوحنیفہؒ فائز ہیں کہ احمد بن حنبلؒ اس کو کبھی نہیں پا سکتے۔ (مناقب الامام ابوحنیفہؒ وصاحبیہ ص ۲۷)

مذکورہ عبارت سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک امام ابوحنیفہؒ کا کیا مقام ہے۔

امام ابو حنیفہؒ

پر

الزامات کے جوابات

از تحریر

علمائے اہل سنت

تقسیم فی سبیل اللہ

ناشر

امام اعظم اکیڈمی کراچی

نام کتاب	امام ابو حنیفہؒ پر غیر مقلدین کے الزامات کے جوابات
افادات	اکابر اہل سنت
صفحات	48
تاریخ اشاعت	دسمبر 2021
قیمت	تقسیم فی سبیل اللہ
تعداد	ایک سو / 100

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر

الحمد للّٰہ و کفٰی و الصلوٰۃ و السلام علٰی سید الرسل و خاتم الانبیاء

امابعد! محترم قارئین کرام اس رسالہ کے لکھنے کی وجہ یہ بنی کہ غیر مقلدین کی طرف سے امام ابوحنیفہؒ کے خلاف ایک کتاب شائع ہوئی ہے اس کا نام ہے ''امام ابوحنیفہؒ کا تعارف محدثین کی نظر میں'' اس میں امام عقیلیؒ، ابن حبانؒ، ابن عدیؒ، خطیب بغدادیؒ کے حوالہ سے امام صاحبؒ پر جرح نقل کی ہے۔ خطیبؒ کے جواب میں علامہ زاہد الکوثریؒ نے تانیب الخطیب لکھ دی ہے۔ ابن حبان کا جواب اس رسالہ میں دیا گیا ہے۔ اللہ تعالٰی ہماری یہ کوشش قبول و منظور فرمائے۔ آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب المجروحین ابن حبان میں امام ابوحنیفہ کا ترجمہ
(یعنی کتاب المجروحین میں امام صاحب کے حالات)

۱۱۲۵. النعمان بن ثابت ابو حنيفة الكوفى صاحب الرّأى يروى عن عطاء ونافع، كان مولده سنة ثمانين فى سوا الكوفة، وكان أبوه مملوكا لرجل من بنى ربيعة من تيم الله من نجد يقال لهم بنو قفل فأعتق أبوه وكان خبازا لعبد الله ابن قفل ومات ابو حنية سنة خمسين ومائة ببغداد، وقبره فى مقبرة الخيزران، وكان رجلا جدلا ظاهر الورع لم يكن الحديث صناعته، حدث بمائة وثلاثين حديثًا مسانيد ما له حديث فى الدنيا غيرها اخطا منها فى مائة وعشرين حديثًا، إما أن يكون أقلب إسناده أو غَيّر متنه من حيث لا يعلم، فلما غلب خطؤه على صوابه استحق ترك الاحتجاج به فى الأخبار.

ومن جهة اخرى لا يجوز الاحتجاج به لأنه كان داعيًا إلى الإرجاء والدّاعية إلى البِدَع لا يجوز أن يُحتج به عند أئمتنا قاطبة لا أعلم بينهم فيه خلافًا على ان ائمة المسلمين وأهل الورع فى الدين فى جميع الأمصار وسائر الأقطار جَرَحوه وأطلقوا عليه القدح إلا الواحد بعد الواحد.

(كتاب المجروحين جلد۲ ص۴۰۵، دار الصّميعى سعوديه عربيه)

ترجمہ ۱۱۲۵: نعمان بن ثابت ابوحنیفہ کوفی صاحب الرای ابن حبان فرماتے ہیں کہ عطاءؒ اور نافعؒ سے روایت کیا گیا ہے کہ ابوحنیفہؒ کی پیدائش ۸۰ ہجری میں ہوئی اور آپ کے والد

محترم بنو ربیعہ کے ایک شخص کے غلام تھے اور انہیں بنو قفل بھی کہا جاتا ہے۔امام صاحبؒ کے والد کو آزاد کیا گیا اور وہ عبداللہ بن قفل کے لیے روٹیاں پکانے کا کام کرتے تھے۔ابو حنیفہؒ کی وفات ۱۵۰ھ میں بغداد میں ہوئی اور ان کی قبر مقبرۃ الخیز ران میں ہے۔(آگے ابن حبانؒ مزید فرماتے ہیں)ابو حنیفہ جھگڑا کرنے والے تھے اور ظاہری طور پر تقویٰ اختیار کیا ہوا تھا اور حدیث آپؒ کا فن نہیں ہے۔ابو حنیفہؒ نے ایک سوتیس (۱۳۰)احادیث بیان کیں ان میں سے ایک سو بیس (۱۲۰)احادیث میں خطا ہوئی ہے۔یہ غلطی یا سند میں ہوئی ہے یا پھر متن میں۔ جب ان کی خطا صحت پر غالب ہے،تو یہ روایات میں ترکِ احتجاج کے مستحق ہیں (یعنی آپؒ سے کوئی بھی روایت نہ لی جائے) آپؒ سے احتجاج جائز نہ ہونے کی ایک اور وجہ بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ آپؒ ارجاء کی طرف دعوت دیتے تھے اور بدعت کی طرف بھی بلاتے تھے اور ابو حنیفہ سے احتجاج جائز نہ ہونے میں ہمارے کسی امام کا کوئی اختلاف نہیں ہے اور تمام شہروں میں ائمہ مسلمین جو اہل الورع فی الدین ہیں انہوں نے ابو حنیفہؒ پر جرح کی ہے۔ سوائے چند ایک کے۔(امام ابو حنیفہؒ کا تعارف محدثین کی نظر میں ص ۲۷،۲۸)

جواب:

ابن حبانؒ کا امام صاحبؒ پر اعتراض کسی طرح بھی صحیح نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کی پیدائش ۸۰ ہجری میں ہوئی اور وفات ۱۵۰ ہجری میں ہوئی۔

(تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۴۴۹)

جبکہ ابن حبانؒ کی پیدائش ۲۷۰ ہجری میں ہوئی اور وفات ۳۵۴ ہجری میں۔

(میزان الاعتدال ج ۳ ص ۵۰۸)

اس طرح امام ابو حنیفہؒ اور ابن حبانؒ کے درمیان ۱۲۰ سال کا طویل زمانہ ہے۔ابن حبانؒ نے نہ تو امام صاحب کو دیکھا اور نہ ہی ان کا زمانہ پایا بلکہ ابن حبانؒ کی پیدائش امام صاحبؒ کی

وفات کے ۱۲۰ سال بعد ہوئی ہے تو جو شخص امام صاحبؒ کی وفات کے ۱۲۰ سال بعد پیدا ہوا ہو تو اس کی بات امام صاحبؒ کے خلاف کسی طرح بھی قبول نہیں کی جا سکتی یہ سب کچھ حقیقت کے برخلاف اور ان حبانؒ کی غلط فہمی اور تعصب کا نتیجہ ہے لہٰذا ابن حبانؒ کا امام صاحبؒ کے ترجمہ میں ایسی باتیں نقل کرنا عقل سے بالاتر ہے۔ رہی وہ باتیں جو ابن حبانؒ نے آپ کی طرف غلط اور بلا دلیل منسوب کی ہیں (۱) امام صاحب جھگڑالو تھے۔ (۲) ظاہر طور پر پرہیز گار تھے۔ (۳) حدیث آپ کا فن نہیں تھا، ایک سو بیس حدیثوں میں غلطی کی۔ (۴) آپ سے حدیث نہیں لینی چاہیے۔ (۵) مرجیہ تھے ارجاء کی طرف دعوت بھی دیتے تھے۔ (۶) محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ سے احتجاج درست نہیں۔ (۷) اور تمام شہروں والوں نے آپ پر جرح کی ہے کہ امام ابوحنیفہؒ مرجی تھے اور ارجاء اور بدعت کی طرف دعوت دیتے تھے اس تمام جرح کا مفصل جواب ان شاء اللہ اپنے مقام پر آئے گا۔

امام ابن حبان متشدد ہیں:

علامہ ذہبی میزان الاعتدال ج ۱ ص ۲۷۴ پر اور علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی القول المسدد ص ۳۳ پر فرماتے ہیں کہ والنظم من القول المسدد **وابن حبان ربما جرح الثقة حتی کانه لا یدری ما یخرج من رأسه.**

''اور ابن حبان کئی مرتبہ ثقہ راوی پر بھی جرح کر دیتا ہے حتیٰ کہ ابن حبان یہ بھی نہیں جانتا کہ اس کے سر سے کیا نکل رہا ہے۔''

ابن حجر اور ذہبی دونوں بزرگوں نے سچ فرمایا کہ ابن حبان ثقہ راوی کو بھی ضعیف کہہ دیتا ہے۔ ابن حبان نے اپنی اس کتاب میں ابوحنیفہؒ جیسی عظیم القدر جلیل المرتبت شخصیت پر جرح کی ہے وہ بھی مجروح اور ضعیف راویوں کی روایت کے ساتھ۔

اعتراض نمبرا: سفیان ثوریؒ کا قول:

ابوحنیفہؒ سے دوبار کفر سے توبہ کرائی گئی

(١) من ذلك ما حدثنا زكريا بن يحيىٰ السّاجي بالبصرة قال: حدثنا بندار ومحمد بن علي المقدمي قال: حدثنا معاذ بن معاذ العَنبری قال: سمعت سفیان الثوری یقول: استتیب ابو حنیفة من الکفر مرّتَیْنِ.

(کتاب المجروحین ج٢ ص٤٠٦)

ترجمہ: ابن حبان نے کہا کہ بیان کیا ہم سے زکریا بن یحیٰی الساجی نے بصرہ میں کہا، بیان کیا ہم سے بندار اور محمد بن علی المقدمی نے کہا بیان کیا ہم سے معاذ بن معاذ العنبریؒ نے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سفیان ثوری کو فرماتے ہوئے سنا کہ ابوحنیفہ سے دومرتبہ کفر سے توبہ کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔ (امام ابوحنیفہؒ کا تعارف محدثین کی نظر میں ص ٢٨)

جواب نمبرا:

سفیان ثوری کی طرف اس قول کی نسبت درست نہیں کیونکہ اس قول کی سند ضعیف ہے اس کے راویوں پر محدثین نے جرح کی ہے۔ اس کی سند میں ایک راوی زکریا بن یحیٰی ساجی ہے یہ متکلم فیہ راوی ہے جیسا کہ امام ذہبیؒ نے میزان الاعتدال میں فرمایا ہے:

"قال ابو الحسن بن قطان مختلف فيه في الحديث وثقة قوم ضعّفه آخرون." (میزان الاعتدال ج٢ ص٧٩، دار المعرفة بیروت)

ابوالحسن بن قطان زکریا بن یحیٰی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس کی حدیث میں اختلاف ہے اور کئی لوگوں نے اس کی توثیق کی ہے اور بہت سے لوگوں نے اس کی تضعیف بھی کی ہے۔

اس سند میں دوسرا راوی بندار بن عمر ہے اس کے بارے میں امام ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ

"قال نخشبی کذاب" کہ نخشی نے فرمایا کہ بندار جھوٹا راوی ہے۔

(میزان الاعتدال ج۱ ص۳۵۲ بیروت)

اسی کی سند میں تیسرا راوی بندار کا متابع محمد بن علی مقدمی ہے۔

اس کے متعلق انساب سمعانی ج۵ ص۳۲۴ کے حاشیہ میں ہے۔

"کان کذابا مهجورا" کہ یہ تو جھوٹا ہے اور متروک ہے۔

تو جھوٹے اور متروک رواۃ نے امام سفیان ثوری کی طرف ایک غلط بات منسوب کر دی جس سے امام سفیان ثوری یقیناً بری ہیں۔

جواب نمبر۲:

یہ سب کچھ سفیان ثوریؒ پر بہتان ہے کیونکہ سفیان ثوریؒ تو ابو حنیفہؒ کے بڑے زبردست مداح تھے۔

اعتراض نمبر۲: امام ابو یوسفؒ کا قول:

سب سے پہلے ابو حنیفہؒ نے قرآن کو مخلوق کہا

(۲) اخبرنا احمد بن یحیی بن زھیر بتستر قال: حدثنا إسحاق بن إبراهيم البغوی قال حدثنا الحسن بن أبی مالك عن أبی يوسف قال: أوّل من قال القرآن مخلوق أبو حنيفة يريد بالكوفة.

(كتاب المجروحين ابن حبان ج۲ ص٤٠٦)

ابن حبان نے کہا کہ خبر دی ہم کو احمد بن یحییٰ بن زہیر نے تستر میں کہا بیان کیا ہم سے اسحاق بن ابراہیم بغوی نے کہا بیان کیا ہم سے حسن بن ابی مالک نے ابو یوسفؒ سے انہوں نے کہا" کوفہ میں جس نے سب سے پہلے قرآن کو مخلوق کہا وہ ابو حنیفہؒ ہے۔" (امام ابو حنیفہؒ کا تعارف محدثین کی نظر میں ص۲۸)

جواب:

یہ بات بالکل غلط ہے امام ابوحنیفہ کا ہرگز یہ عقیدہ نہ تھا، امام ذہبیؒ جو کہ فنِ رجال کے امام ہیں۔ وہ اپنے رسالہ مناقب الامام ابی حنیفہ میں فرماتے ہیں کہ ابن کاس نے کہا بیان کیا ہم سے ابوبکر المروزی نے کہا سنا میں نے ابوعبداللہ احمد بن حنبلؒ سے وہ فرماتے ہیں کہ

لم یصح عندنا ان ابا حنیفة علیه الرحمه قال القرآن مخلوق فقلت الحمد لله (مناقب الامام ابی حنیفة وصاحبیه لامام الذهبی ص ۲۷)

کہ ہمارے نزدیک یہ بات پایہ صحت کو نہیں پہنچی کہ امام ابوحنیفہؒ نے قرآن کو مخلوق کہا ہو۔ امام احمد بن حنبلؒ کی یہ شہادت کتنی بڑی ہے کہ یہ بات پایہ صحت کو نہیں پہنچی، واضح ہو گیا کہ یہ سب کچھ امام ابوحنیفہؒ پر بہتان ہے جس سے آپ قطعاً بری ہیں۔ امام احمد بن حنبل والی روایت کو خطیب بغدادی نے بھی تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۸۴ پر نقل کیا ہے۔ خطیب بغدادی نے اس روایت کے متصل ایک اور روایت باسند درج کی ہے جس میں آتا ہے کہ جناب ابو سلیمان جوز جانی اور معلّٰی بن منصور رازی دونوں نے کہا کہ

ما تکلم ابو حنیفة ولا ابو یوسف ولا زفر ولا محمد ولا احد من اصحابهم فی القرآن. (تاریخ بغداد ج۱۳ ص۳۸٤)

قرآن کو مخلوق نہ تو امام ابوحنیفہ نے کہا نہ ہی امام ابو یوسف نے نہ ہی امام زفر نے نہ ہی امام محمد نے اور نہ ہی امام ابوحنیفہ کے کسی شاگرد نے تاریخ بغداد کی ان دو روایات سے بھی واضح ہے کہ امام ابوحنیفہ قطعاً اس عقیدہ سے بری ہیں۔ آپ نے ہرگز ہرگز قرآن مجید کو مخلوق نہیں کہا۔

یہ محض آپ پر افتراء ہے۔ خطیب بغدادی نے اپنی سند سے یہ ذکر کیا ہے کہ جناب حکم بن بشیر کہتے تھے کہ میں نے جناب سفیان بن سعید ثوریؒ اور جناب نعمان بن ثابتؒ سے سنا وہ

دونوں فرماتے تھے کہ

القرآن كلام الله غير مخلوق (تاريخ بغداد ج۱۳ ص۳۸۳)

قرآن شریف اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور مخلوق نہیں ہے۔

اس روایت میں خود امام ابوحنیفہؒ کا فرمان موجود ہے کہ قرآن مجید مخلوق نہیں ہے۔ خطیب بغدادی نے اپنی سند سے دو اور روایات درج کی ہیں کہ امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا: "**من قال القرآن مخلوق فهو كافر وفي رواية فهو مبتدع**"

(تاریخ بغداد ج۱۳ ص۳۸۳)

کہ جس نے قرآن شریف کو مخلوق کہا وہ کافر ہے دوسری روایت میں ہے کہ جس نے قرآن مجید کو مخلوق کہا وہ بدعتی ہے اور کوئی بھی ان جیسی بات نہ کہے نہ ہی کوئی ان کے پیچھے نماز پڑھے۔

غور فرمائیں کہ امام ابوحنیفہؒ تو فرماتے ہیں کہ جو قرآن کو مخلوق کہے وہ کافر ہے بدعتی ہے ان کے پیچھے نماز تک جائز نہیں ہے۔ اس کے باوجود بھی اگر کوئی امام صاحب کی طرف یہ جھوٹی نسبت کرے کہ آپ قرآن کے مخلوق ہونے کے قائل ہیں تو یقیناً اس نے انصاف نہ کیا۔ پس واضح ہو گیا کہ امام ابوحنیفہؒ یقیناً اس برے عقیدے سے بری الذمہ ہیں۔

خود امام ابوحنیفہؒ اپنی کتاب فقہ اکبر میں ارشاد فرماتے ہیں کہ قرآن کلام اللہ ہے مخلوق نہیں ہے۔

پھر حضرت ملا علی قاریؒ اس کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ جس نے کہا قرآن مخلوق ہے وہ کافر ہے، پھر حضرت ملا علی قاریؒ اس کے بعد فرماتے ہیں کہ حضرت فخر الاسلام نے فرمایا ہے کہ یہ بات امام ابو یوسف سے صحیح ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میری اور امام ابوحنیفہ کی رائے متفق علیہ ہے۔ اس مسئلہ پر کہ جو قرآن کو مخلوق کہے وہ کافر ہے۔

(شرح فقہ اکبر از ملا علی قاری ص ۲۵، ۲۶ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

تو ان ٹھوس حوالہ جات سے واضح ہو گیا کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ قرآن کو مخلوق کہنے

والے کو کافر کہتے ہیں۔ اور امام ابوحنیفہؒ کا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے مخلوق نہیں۔

اعتراض نمبر۳: عمر بن حماد بن ابی حنیفہؒ کا قول:

ابوحنیفہ قرآن کو مخلوق کہتے تھے

(۳) أخبرنا الحسين بن إدريس الأنصاری قال: حدثنا سفيان بن وكيع قال: حدثنا عمر بن حماد بن أبي حنيفة قال: سمعت أبي يقول: سمعت أبا حنيفة يقول: القرآن مخلوق قال: فكتب إليه ابن أبي ليلى: إما أن ترجع وإلا لأفعلن بك، فقال: قد رَجَعْت فلما رجع إلى بيته قلت: يا أبي أليس هذا رأيك؟ قال: نعم يا بني وهو اليوم أيضًا وأبي ولكن أعيتهم التقيه.

(كتاب المجروحين ابن حبان ج۲ ص۴۰۶)

ابن حبان نے کہا کہ خبر دی ہم کو حسین بن ادریس انصاری نے کہا بیان کیا ہم سے سفیان بن وکیع نے کہا بیان کیا ہم سے عمر بن حماد بن ابی حنیفہ نے کہا سنا میں نے اپنے باپ حماد سے وہ کہتے تھے کہ سنا میں نے اپنے باپ ابوحنیفہ سے وہ کہتے تھے کہ قرآن مخلوق ہے۔ تو ابن ابی لیلیٰ نے ان کی طرف خط لکھا کہ آپ اپنی اس بات سے رجوع کر لیں وگرنہ میں تمہارے خلاف کاروائی کروں گا تو ابوحنیفہ نے کہا کہ میں نے رجوع کر لیا ہے۔

حمادؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ کیا یہ آپ کی رائے نہ تھی تو امام صاحبؒ نے فرمایا کہ میری اب بھی یہی رائے ہے لیکن میں نے ابن ابی لیلیٰ کے سامنے تقیہ کیا تھا۔ (امام ابوحنیفہؒ کا تعارف محدثین کی نظر میں ص ۲۸)

جواب:

ابوحنیفہؒ اس الزام سے بری ہیں آپ کا ہرگز یہ عقیدہ نہیں۔ غلط فہم کے راویوں نے امام

ابوحنیفہؒ پر آپ کے بیٹے حضرت حمادؒ کی زبان سے یہ الزام لگایا ہے۔ حماد کا یہ قوم سنداً بہت کمزور ہے کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی حسین بن ادریس انصاری موجود ہے جو کہ سخت ضعیف ہے۔

میزان الاعتدال اور لسان المیز ان میں ہے کہ یہ باطل حدیثیں بیان کرتا تھا۔

(میزان الاعتدال ج ا ص ۵۳۱، لسان المیز ان ج ۲ ص ۲۷۲)

تو جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں جھوٹ بولتا تھا امام ابوحنیفہ اس کی زبان سے کیسے محفوظ رہ سکتے تھے۔

اس کی سند میں دوسرا راوی سفیان بن وکیع ہے جو کہ انتہائی مجروح ہے۔

امام بخاریؒ نے فرمایا کہ محدثین نے اس میں کلام کیا ہے اس کو تلقین کرنے کی وجہ سے

امام ابوزرعہ نے کہا یہ متھم بالکذب ہے۔

(میزان الاعتدال ج۲ ص۱۷۳، کتاب الضعفاء والمترکین عقیلی ج۲ ص٤، المغنی فی الضعفاء ج۱ ص٤١٩)

اور خود ابن حبان کتاب المجروحین ج ا ص ۴۵٦ پر لکھتے ہیں کہ یہ سفیان بن وکیع ترک کا مستحق ہے۔

مگر امام ابن حبان پر سخت تعجب ہے کہ اس راوی کو متروک بھی کہتے ہیں اور پھر اس کی سند سے استدلال کر کے امام ابوحنیفہؒ پر طعن بھی کرتے ہیں۔

ان عدی فرماتے ہیں انه كان يتلقن ما لقن کامل بن عدی ج ۴ ص ۴۸۲

یہ سفیان بن وکیع تلقین قبول کیا کرتا تھا۔ جب اس قول کی سند ہی کمزور اور مجروح ہے۔ تو جرح خود بخود باطل ہو گئی۔

اعتراض نمبر۴: یوسف بن اسباط کا قول:

ابو حنیفہؒ نے کہا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو پا لیتے تو میرے بہت سے اقوال کو اپنا لیتے اور دین تو اچھی رائے کا نام ہے

(٤) اخبرنا احمد بن علي بن المثنى بالمؤصل قال: حدثنا أبو نشيط محمد بن هارون قال : حدثنا محبوب بن موسىٰ عن يوسف بن أسباط قال: قال أبو حنيفة لو أدركني رسول الله صلى الله عليه وسلم بكثير من قولي وهل الدين إلا الرأى الحسن. (كتاب المجروحين ابن حبان ج٢ ص٤٠٧)

ابن حبان نے کہا کہ خبر دی ہم کو احمد بن علی بن مثنی نے موصل میں کہا کہ بیان کیا ہم سے ابو نشیط محمد بن ہارون نے کہا بیان کیا ہم سے محبوب بن موسیٰ نے یوسف بن اسباط سے، یوسف بن اسباط نے کہا کہ کہا ابو حنیفہؒ نے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو پا لیتے تو میرے بہت سے اقوال کو اپنا لیتے اور دین تو اچھی رائے کا نام ہے۔

جواب:

یہ سب کچھ غلط اور باطل ہے امام ابو حنیفہؒ نے ہرگز یہ بات نہیں کہی اور نہ ہی آپ ایسی بات کہہ سکتے ہیں، یہ بات تو کوئی عام مسلمان بھی نہیں کر سکتا امام ابو حنیفہؒ تو پھر امام المسلمین ہیں آپ یہ بات کیسے کہہ سکتے ہیں۔ خطیب بغدادی نے اپنی سند سے بیان کیا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ میں سب سے پہلے قرآن شریف سے دلیل لیتا ہوں اگر اس میں نہ ملے تو سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اگر اس میں نہ ملے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے جس کا چاہتا ہوں قول لے لیتا ہوں تو جب معاملہ ابراہیم، شعبی، ابن سیرین پر ہو تو جس طرح انہوں نے اجتہاد کیا اسی طرح میں بھی اجتہاد کرتا ہوں۔ (تاریخ بغداد ج۱۳ ص۳۶۸)

یہی بات امام ذہبی نے مناقب الامام ابی حنیفہ ص ۲۰ پر نقل کی ہے۔

امام ذہبی فرماتے ہیں کہ **قال ابن حزم جمیع اصحاب ابی حنیفة مجمعون علی ان مذهب ابی حنیفة ان ضعیف الحدیث اولٰی عنده من القیاس والرأی. (مناقب الامام ابی حنیفة ص۲۱)**

ابن حزم نے کہا کہ امام ابوحنیفہؒ کے تمام شاگرد اس بات پر متفق ہیں کہ امام ابوحنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ ضعیف حدیث بھی، قیاس ورائے سے بہتر ہے۔

ذرا غور فرمائیں! جو امام اپنی اول دلیل قرآن کو بتائے، دوسری سنت کو پھر اقوالِ صحابہؓ کو اور جس کے نزدیک ضعیف حدیث بھی قیاس سے بہتر ہو بھلا وہ امام یہ بات کہہ سکتا ہے؟ کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو پالیتے تو میرے بہت سے اقوال کو اپنا لیتے (معاذ اللہ) یہ قول مردود ہے پھر اس کی سند بھی انتہائی ضعیف ہے، اس کی سند میں ایک راوی محبوب بن موسیٰ ہے جو قوی نہیں، امام درقطنی اس کے متعلق فرماتے ہیں:

قال الدار قطنی لیس بالقوی

(میزان الاعتدال ج۳ ص۴۴۲، المغنی فی الضعفاء ج۲ ص۲۴۹)

دارقطنی نے کہا کہ یہ راوی قوی نہیں ہے۔

اس کی سند میں دوسرا راوی یوسف بن اسباط ہے۔ اس کے متعلق امام ابوحاتم نے فرمایا:

قال ابو حاتم لا یحتج به (قال البخاری کان قد دفن کتبه)

(میزان الاعتدال ج٤ ص٤٦٢)

کہ ابوحاتم نے کہا اس کے ساتھ دلیل نہ پکڑی جائے، اور امام بخاریؒ نے فرمایا اس کی کتابیں دفن ہوگئیں تھیں۔

قال ابو حاتم لا یحتج به یغلط کثیرا (المغنی فی الضعفاء ج۲ ص٥٥٦)

ابو حاتم نے کہا کہ اس کے ساتھ دلیل نہ پکڑی جائے اور یہ راوی کثیر غلطیاں کرتا ہے۔

امام ابن حبان پر تعجب ہے کہ ایسے مجروح راوی سے امام ابوحنیفہؒ پر جرح کے سلسلہ میں دلیل پکڑ رہے ہیں۔

اعتراض نمبر۵: امام جعفر صادقؒ کا قول:

آپؒ امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں اچھی رائے نہیں رکھتے تھے

(۵) أخبرنا علی بن عبدالعزیز الأبلّی قال: حدثنا عمرو بن محمد الأنس عن أبی البختری قال: سمعت جعفر بن محمد یقول: اللهم إنا وَرِثنا هذه النبوة عن أبینا إبراهیم خلیل الرحمٰن، وورثنا هذا البیت عن أبینا إسماعیل ابن خلیل الرحمٰن، وورثنا هذا العلم عن جدّنا محمد صلی الله علیه وسلم فاجعل لَعْنَتی ولعنة آبائی وأجدادی علی أبی حنیفة.

(کتاب المجروحین ابن حبان ج۲ ص۴۰۷)

ابن حبان نے کہا، خبر دی ہم کو علی بن عبدالعزیز اُبلی نے کہا بیان کیا ہم سے عمرو بن محمد انس نے ابوالبختری سے کہا سنا میں نے امام جعفر صادقؒ سے وہ فرماتے تھے: اے اللہ تو گواہ ہے کہ ہم اس نبوت کے وارث ہوئے ہیں اپنے باپ حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام کی طرف سے اور اس گھر (بیت اللہ) کے وارث ہوئے ہیں اپنے باپ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طرف سے اور ہم وارث ہوئے ہیں اس علم کے اپنے جد امجد جناب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے، پس لعنت کر میری طرف سے اور میرے آباؤ اجداد کی طرف سے ابوحنیفہؒ پر۔

جواب:

اس کا جواب یہ ہے کہ ضعیف مجروح راویوں نے امام جعفر صادقؒ پر بہتان لگایا ہے۔

اس قول کی سند مجروح ہے اس لیے یہ قول ساقط الاعتبار ہے۔اس کی سند میں ایک راوی ابوالبختری ہے جودرست نہیں۔اس کا اصل نام وہب بن وہب ہےاس کے متعلق ائمہ جرح وتعدیل کی رائے ملاحظہ فرمائیں

قال یحییٰ بن معین "کان یکذب و اللہ"

یحیٰ بن معینؒ نے کہا، اللہ کی قسم یہ جھوٹ بولتا ہے۔

قال عثمان بن ابی شیبة "اری انه یبعث یوم القیامة دجالا"

عثمان بن ابی شیبہؒ نے کہا میرا خیال ہے کہ قیامت کے دن اس کو دجال بنا کر اٹھایا جائے گا۔

قال احمد "کان یضع الحدیث"

امام احمدؒ نے فرمایا، یہ حدیثیں گھڑتا تھا۔

قال البخاری "سکتوا عنه"

امام بخاریؒ نے فرمایا: اس کی حدیث سے محدثین نے سکوت کیا ہے۔

قال احمد بن حنبل "اکذب الناس، و کذا قال اسحاق بن راھویه و کذبه حفص بن غیاث" (لسان المیزان ج٦ ص٢٣٢)

امام احمد بن حنبلؒ نے کہا یہ سب لوگوں سے زیادہ جھوٹا ہے۔

اسی طرح اسحاق بن راہویہؒ نے بھی کہا ہے۔اور حفص بن غیاثؒ نے بھی اس کو جھوٹا کہا ہے۔

تو اس جھوٹے نے امام جعفر صادقؒ پر جھوٹ بولا ہے۔

اعتراض نمبر٦: سفیان ثوریؒ کا قول

اسلام میں ابوحنیفہؒ سے زیادہ منحوس شخص پیدا نہیں ہوا

(٦) أخبرنا محمد بن القاسم بن حاتم قال: حدثنا الخلیل بن هند قال:

حدثنا عبدالصمد بن حسان قال: كنت مع سفيان الثوري بمكة عند الميزاب فجاء رجل فقال: إن أبا حنيفة مات، قال: اذهب إلى إبراهيم بن طهمان فأخبره فجاء الرسول فقال: وجدته نائمًا قال: وَيْحَكَ اذهب فَأَنْبِهْه وبشِّره فإن فتان هذه الامة مات، والله ما ولد في الإسلام مولود اشام عليهم من أبي حنيفة، ووالله لكان أبو حنيفة أقطع لعروة الإسلام عروة عروة من فحطبة الطائي بسَيْفِهِ. (كتاب المجروحين ابن حبان ج۲ ص۴۰۷)

ابن حبان نے کہا خبر دی ہم کو محمد بن قاسم بن حاتم نے کہا بیان کیا ہم سے خلیل بن ہند نے کہا بیان کیا ہم سے عبدالصمد بن حسان نے کہا کہ میں سفیان ثوری کے پاس تھا مکہ مکرمہ میں میزاب رحمت کے پاس پس ایک آدمی آیا اس نے کہا کہ ابوحنیفہ وفات پا گئے ہیں۔ سفیان نے کہا جا اور ابراہم بن طہمان کو اس کی خبر دے، وہ آدمی آیا تو اس نے کہا کہ میں نے ابراہیم بن طہمان کو حالتِ نیند میں پایا، میں نے اس کی اطلاع سفیان کو دی تو انہوں نے کہا تیرے لیے خرابی ہو، جا ابراہیم بن طہمان کو بیدار کر اور اس کو یہ خوش خبری دے کہ اس امت کا سب سے بڑا فتنہ مر گیا ہے۔ اللہ کی قسم! اسلام میں ابوحنیفہ سے زیادہ منحوس شخص پیدا نہیں ہوا اور اللہ کی قسم ابوحنیفہ نے آہستہ آہستہ اسلام کو ٹکڑے کر دیا۔

(امام ابوحنیفہؒ کا تعارف محدثین کی نظر میں ص ۲۸، ۲۹)

جواب:

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حضرت سفیان ثوری پر جھوٹ ہے جس سے آپ قطعاً بری ہیں آپ تو امام ابوحنیفہ کے بڑے زبردست معتقد تھے۔ اس قول کی سند ضعیف ہے۔

اس کی سند میں ایک راوی خلیل بن ہند ہے۔

اس کے متعلق لسان المیز ان میں ہے۔ يخطئ ويخالف.

(لسان الميزان ج۲ ص۴۱۱)

یہ راوی خطا کار ہے اور ثقات کے خلاف روایات بیان کرتا ہے۔

اس کی سند میں دوسرا راوی عبدالصمد بن حسان المروزی ہے۔

اس کے متعلق المغنی فی الضعفاء میں ہے۔

ترکه احمد بن حنبل وقبل غیره (المغنی فی الضعفاء ج۱ ص۶۲۶)

کہ امام احمد بن حنبل کے نزدیک یہ راوی متروک ہے اور آپ کے غیر نے اس کو قبول کیا

ہے۔

بہرحال یہ متکلم فیہ راوی ہے۔ تو ضعیف اور خطا کار راویوں نے امام سفیان ثوری پر بہتان لگایا ہے۔ جس سے آپ قطعی طور پر بری الذمہ ہیں۔

اعتراض نمبر ۷: سفیان ثوریؒ کا قول:

ابو حنیفہؒ نے اسلام کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا

(۷) أخبرنا آدم بن موسیٰ قال: حدثنا محمد بن إسماعیل البخاری قال: حدثنا نعیم بن حماد قال: حدثنا أبو إسحاق الفزاری قال: سمعت سفیان الثوری، وجاء نعی أبو حنیفة، فقال الحمد لله الذی اراح المسلمین منه لقد کان ینقض الإسلام عروة عروة. (کتاب المجروحین ابن حبان ج۲ ص۴۰۷)

ابن حبان فرماتے ہیں خبر دی ہم کو آدم بن موسیٰ نے، وہ فرماتے ہیں بیان کیا ہم سے محمد بن اسماعیل بخاری نے، وہ فرماتے ہیں بیان کیا ہم سے نعیم بن حماد نے، وہ فرماتے ہیں ہم سے ابو اسحاق الفزاری نے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں میں نے سفیان ثوری کو فرماتے ہوئے سنا جب ان کے پاس ابو حنیفہؒ کی وفات کی خبر پہنچی تو انہوں نے فرمایا تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے مسلمانوں کو ابو حنیفہ سے راحت دی۔ ابو حنیفہؒ نے اسلام کو ٹکڑے ٹکڑے کر

دیا تھا۔ (امام ابوحنیفہؒ کا تعارف محدثین کی نظر میں ص ۲۹)

ابن حبان کے علاوہ دیگر مورخین ومحدثین نے بھی اس اعتراض کو کچھ کمی بیشی کے ساتھ اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ دیکھئے تاریخ صغیر امام بخاری ص ۱۷ طبع المکتبہ الاثریہ شیخوپورہ

یہ بھی یاد رہے کہ ابن حبان نے اس اعتراض کو امام بخاری کی سند ہی سے نقل کیا ہے اور امام بخاری نے نعیم بن حماد سے۔

جواب:

اس اعتراض کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ یہ امام سفیان ثوری پر بہتان ہے آپ اس سے بری الذمہ ہیں۔ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ امام سفیان ثوری تو حضرت ابوحنیفہ کے مداحین میں سے ہیں۔

اس قول کی سند میں ایک راوی نعیم بن حماد ہے۔

اگرچہ بعض ائمہ سے ان کی ثقاہت بھی منقول ہیں تاہم امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ اس کے پاس بیس حدیثیں ایسی ہیں جن کی کوئی اصل نہیں۔

امام نسائی نے کہا یہ ضعیف ہے اور اس سے دلیل نہ پکڑی جائے کہ یہ حدیثیں گھڑتا تھا اور امام ابوحنیفہ کے بارے میں جھوٹی حکایات روایت کرتا تھا وہ سب کی سب جھوٹ ہیں۔

(میزان الاعتدال ج ۴ ص ۲۶۹)

نعیم بن حماد کے بارے میں امام ذہبی کے اس حوالہ سے ثابت ہوا کہ نعیم بن حماد کی سند سے امام ابوحنیفہ کے خلاف جو کچھ بھی مروی ہے وہ سب جھوٹ پر مبنی ہے۔ پھر اس کی سند میں دوسرا راوی ابواسحاق فزاری ہے۔ یہ بھی کثیر الخطاء ہے اس کے متعلق ابن سعد فرماتے ہیں۔

قال ابن سعد ثقة فاضلًا کثیرا الخطاء فی حدیثه.

(تهذیب التهذیب ج۱ ص۹۹)

ابن سعد نے کہا ثقہ ہے، فاضل ہے لیکن اس کی حدیث میں بہت زیادہ غلطی ہوتی ہے

یہاں پر یہ بھی یاد رہے کہ کسی راوی کا کثیر الخطاء ہونا یہ جرح مفسر اور سخت جرح شمار ہوتی ہے۔

پس سطور بالا سے واضح ہوگیا کہ یہ سب کچھ امام سفیان ثوری پر جھوٹ ہے۔

قارئین کرام جب اس قول کی سند ہی صحیح نہیں تو امام ابوحنیفہ پر جرح کیسے صحیح ہوسکتی ہے۔

اعتراض نمبر ۸: محمد بن عامر الطائی کا خواب:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابوحنیفہؒ نے دینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بدل ڈالا

(۸) أخبرنا عبد الكبير بن عمر الخطابي بالبصرة قال: حدثنا علي بن جندب قال: حدثنا محمد بن عامر الطائي قال: رأيت كأني واقف على دَرَج مسجد دمشق في جماعة من الناس فخرج شيخ ملَبِّب شيخًا وهو يقول: ايها الناس إن هذا غير دين محمد، قال: فقلت لرجل إلى جنبي: من هذين الشيخين؟ قال: هذا ابوبكر الصديق ملَبِّب ابا حنيفة.

(كتاب المجروحين ابن حبان ج۲ ص۴۰۷)

ابن حبان نے کہا، خبر دی ہم کو عبدالکبیر بن عمر الخطابی نے بصرہ میں کہا بیان کیا ہم سے علی بن جندب نے کہا بیان کیا ہم سے محمد بن عامر الطائی نے کہا میں نے (خواب) میں دیکھا گویا کہ دمشق کی مسجد کی سیڑھی پر کھڑا ہوں، لوگوں کی ایک جماعت کے ساتھ پس ایک عمدہ شیخ نکلے وہ فرما رہے تھے اے لوگو اس نے (یعنی ابوحنیفہ) نے دین محمد کو بدل ڈالا ہے میں نے اپنے ساتھ والے آدمی سے پوچھا یہ دونوں کون ہیں تو اس نے کہا، یہ تو حضرت ابوبکر صدیقؓ اور جس کے متعلق کہا ہے وہ ابوحنیفہ ہے۔ **(كتاب المجروحين ج۲ ص۴۰۷)**

جواب:

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ایک خواب کا معاملہ ہے جو شرعی طور پر حجت نہیں ہے۔ لہٰذا اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے امام ابوحنیفہ کی شان میں ائمہ دین سے اتنے خواب مروی ہیں کہ اگر ان سب کو اکٹھا کیا جائے تو ایک مستقل کتاب بن جائے اگر طوالت کا خوف دامن گیر نہ ہوتا تو میں بہت سے خواب بیان کرتا جو ائمہ دین سے مروی ہیں۔ اس واقعہ کی سند میں واقع تینوں راوی عبدالکبیر بن عمر الخطابی، علی بن جندب، محمد بن عامر الطائی، ان کا ترجمہ مجھے نہیں ملا، تو جب تک ان کی ثقاہت ثابت نہ ہو جائے اس وقت تک اس سند کو صحیح بھی نہیں کہا جا سکتا۔ اگر چہ امام ابوحنیفہؒ کی شان میں ائمہ کے خواب تو کثیر تعداد میں ہیں تاہم ایک دو خواب یہاں پر بیان کیے جا رہے ہیں۔

پہلا خواب:

امام صیمری اپنی سند سے بیان کرتے ہیں کہ عبدالحکیم بن میسرہ نے کہا کہ ہم مقاتل بن سلیمان کے پاس تھے اس وقت اس کے پاس تقریباً پانچ ہزار کا اجتماع تھا ایک آدمی کھڑا ہوا اس نے دائیں بائیں نظر کی پھر فرمایا اے لوگو اگر میں تمہارے نزدیک عادل ہوں تو مقاتل کے سامنے مجھے عادل کہو۔ لوگوں نے کہا اے ابوالحسن تم عادل اور پسندیدہ ہو اور جائز الشہادت ہو تمہارا قول مقبول ہے۔ تمہاری بات سچی ہوتی ہے بیان کرو کیا بات ہے تو اس آدمی نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ کوئی آدمی منارہ مسیب پر ندا کرتا ہے کہ اے لوگو رات کو ایک فقیہ جنتی کا وصال ہونے والا ہے۔ پس ہم نے صبح کی تو اس دن سوائے حضرت ابوحنیفہ کے کوئی فوت نہیں ہوا تھا۔ (اخبار ابی حنیفۃ و اصحابہ ص ۸۹)

یہ ایک ہی خواب امام صاحب کی شان میں کافی ہے۔

دوسرا خواب:

امام ذہبی اپنے رسالہ مناقب الامام وصاحبیہ میں فرماتے ہیں:

کہ ابو نعیم نے فرمایا کہ میں حسن بن صالح کے پاس گیا (ان کا بھائی فوت ہو گیا تھا) تو مجھے حسن بن صالح نے فرمایا اے ابو نعیم میں نے رات خواب میں اپنے بھائی کو دیکھا تو اس پر سبز لباس تھا میں نے کہا اے بھائی کیا تو فوت نہیں ہو گیا تھا کہا کیوں نہیں...... پوچھا اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے تو اس نے کہا مجھے بخش دیا ہے اور فرشتوں کے سامنے میرے اور ابو حنیفہ کے ساتھ فخر کیا ہے میں نے پوچھا کیا نعمان بن ثابت ابو حنیفہ، کہا ہاں تو میں نے کہا ان کی منزل کہاں ہے تو کہا اعلیٰ علیین کے قرب میں۔ (مناقب الامام، ص۳۲،۳۳)

کیا یہ دونوں خواب امام اعظم ابو حنیفہ کی شان میں کافی نہیں ہیں۔

اعتراض نمبر ۹: علی بن عاصم کا قول:

جس حدیث میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار رکعات کی بجائے پانچ رکعات پڑھائیں ابو حنیفہؒ اس پر عمل نہیں کرتے

(۹) أخبرنا زكريا بن يحيىٰ السّاجي قال: حدثنا أحمد بن سِنَان القطان قال: سمعت علي بن عاصم يقول: قلت لأبي حنيفة: إبراهيم بن عَلقمة عن عبدالله أن النبي عليه الصلاة والسلام صَلّٰى بهم خمسا ثم سجد سجدتين بعد السلام فقال ابو حنيفة: إن لم يكن جلس في الرابعة فما تسوى هذه

الصلاة هذه واشار إلى شيء من الأرض فأخذه وَرَمٰى به.

(كتاب المجروحين ابن حبان ج۲ ص ۴۰۷، ۴۰۸)

ابن حبان نے کہا خبر دی ہم کو زکریا بن یحییٰ الساجی نے کہا بیان کیا ہم سے احمد بن سنان القطان نے کہا سنا میں نے علی بن عاصم سے وہ کہتے تھے کہ میں نے ابوحنیفہ سے کہا کہ ابراہیم بن علقمہ عن عبداللہ روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چار کی بجائے پانچ رکعات پڑھائیں، پھر سلام کے بعد سجدہ سہو کیا تو ابوحنیفہ نے کہا اگر چوتھی رکعت میں نہیں بیٹھے تو یہ نماز اس کے برابر بھی نہیں ہے اور اشارہ کیا زمین کی طرف اور زمین سے (مٹی) اٹھائی اور اس کو پھینک دیا۔

اس قول کی سند مجروح ہے اس لیے قابل التفات نہیں۔

اس کی سند میں ایک راوی زکریا بن یحییٰ الساجی ہے جو متکلم فیہ ہے۔

میزان الاعتدال میں ہے کہ ابوالحسن بن قطان نے کہا کہ اس کی حدیث میں اختلاف کیا گیا ہے۔ بعض نے اس کو ثقہ کہا ہے اور بعض نے اس کو ضعیف کہا ہے۔

(میزان الاعتدال ج۲ ص۷۹)

اس کی سند میں دوسرا راوی علی بن عاصم ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی فرماتے ہیں۔

علی بن عاصم كثير الغلط، يغلط كذاب، ليس بالقوی.

(تهذيب التهذيب ج٤ ص ٢١٨، ٢١٩)

علی بن عاصم بہت زیادہ غلطی کرنے والا ہے۔ جھوٹا ہے، قوی نہیں ہے۔

جس قول کی سند میں ایسے کذاب اور کثیر الغلط راوی ہوں تو یقیناً ایسی سند مجروح ہوتی ہے اور وہ قابل التفات نہیں ہوتی۔

اعتراض نمبر ۱۰: حماد بن زید کا قول:

حدیث کی مخالفت کا الزام

حالت احرام میں شلوار پہننے سے دم کا واجب ہونا

(۱۰) أخبرنا الحسن بن سفيان الشيباني قال: حدثنا إبراهيم بن الحجاج قال: حدثنا حماد بن زيد قال: جلست إلى أبي حنيفة بمكة وجاء سليمان فقال: إني لَبِست خفَّين وانا محرم أو قال: لبست السراويل وأنا محرم فقال له أبو حنيفة: عليك دم قال فقلت للرجل: وجدتَ نعلين أو وجدْت إزارا؟ فقال: لا، فقلت: يا أبا حنيفة إن هذا يزعم أنه لم يجد فقال: سواء وجد أم لم يجد فقلت: حدثنا عمرو بن دينار عن جابر بن زيد عن ابن عباس قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: "السراويل لمن لم يجد الإزار والخفين لمن لم يجد النعليں" (كتاب المجروحين ج۲ ص۴۰۸)

ابن حبان نے کہا خبر دی ہم کو حسن بن سفیان شیبانی نے کہا بیان کیا ہم سے ابراہیم بن حجاج نے کہا بیان کیا ہم سے حماد بن زید نے، کہا میں مکہ مکرمہ میں ابوحنیفہ کے پاس بیٹھا تھا کہ سلیمان آئے، کہا میں نے حالتِ احرام میں خفین پہنی ہیں۔ یا کہا کہ میں نے حالتِ احرام میں شلوار پہنی ہے۔ تو ابوحنیفہ نے سلیمان سے کہا کہ تجھ پر قربانی لازم ہے تو میں نے ایک آدمی کو کہا کہ تیرے پاس نعلین ہیں یا ازار (چادر) ہے تو اس نے کہا کہ نہیں تو میں نے ابوحنیفہ سے کہا کہ اس کا خیال ہے کہ اس نے نعلین یا چادر نہیں پائی ہے تو ابوحنیفہ نے کہا برابر ہے کہ پائے یا نہ پائے تو میں نے کہا بیان کیا ہم سے عمرو بن دینار نے جابر بن زید سے وہ ابن عباس سے کہا سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ شلوار اس کے لیے جو ازار

(چادر) نہ پائے، اور خفین اس لیے کہ جو نعلین نہ پائے۔

جواب:

فقہ حنفی کا اصل مسئلہ اس کے متعلق کیا ہے کتب فقہ میں اس کی تفصیل موجود ہے۔ تفصیل تو وہاں پر ہی دیکھیں۔

اس قول میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ حدیث کا خلاف کرنے والے تھے۔

اس قول کی سند قابل اعتبار نہیں اس کی سند میں ابراہیم بن حجاج ہے۔

لسان المیزان میں ہے کہ یہ عبدالرزاق سے روایت کرتا ہے اور اس سے محمود بن غیلان یہ منکر اور مجہول ہے اور اس نے ایک باطل روایت بھی بیان کی ہے۔

(لسان المیزان، ج۱ ص۴۵)

لسان المیزان کی عبارت سے واضح ہو گیا کہ یہ باطل روایات بیان کرنے والا ہے۔ تو پھر اس کا کیا اعتبار ہے۔

اعتراض نمبر ۱۱: علی بن عاصم کا قول:

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک لونڈی کی آزادی کو مہر نہیں بنایا جا سکتا

(۱۱) أخبرنا أحمد بن عبيد الله بانطاكية قال: حدثنا علي بن حرف قال حدثنا علي بن عاصم قال: قلت لأبي حنيفة: ما تقوله في رجل أعتق جارية وجعل عتقها صداقها؟ قال: لا يجوز، قلت: كيف أنا عندك؟ قال: ثقة، قلت، فعبد العزيز بن صهيب؟ قال: ثقة، قلت: فحدثني عبد العزيز بن

صهيب عن أنس بن مالك أن النبي عليه الصلاة والسلام أعتق صفيّة وجعل عتقها صداقها. فقال ابو حنيفة: كنت اشتهي أن يكون خاتما بِدُرَيْهمات.

(كتاب المجروحين ج۲ ص۴۰۸)

ابن حبان نے کہا خبر دی ہم کو احمد بن عبید اللہ نے انطا کیہ میں کہا بیان کیا ہم سے علی بن حرف نے کہا بیان کیا ہم سے علی بن عاصم نے کہا کہ میں نے ابوحنیفہ سے پوچھا آپ ایسے آدمی کے بارے میں کیا کہتے ہیں جس نے اپنی لونڈی کو آزاد کیا اور اس کی آزادی کو ہی اس کا مہر مقرر کیا تو ابوحنیفہ نے کہا کہ جائز نہیں تو میں نے کہا کہ میں آپ کے نزدیک کیسا ہوں کہا تو ثقہ ہے۔ میں نے کہا عبدالعزیز بن صہیب کیسا ہے؟ کہا وہ بھی ثقہ ہے تو میں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عبدالعزیز بن صہیب نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ کو آزاد کیا اور ان کی آزادی کو ہی ان کا مہر بنایا تو ابوحنیفہؒ نے کہا میری رائے یہ ہے کہ چند درہم بدلے میں ہونے چاہئیں۔

جواب:

اس قول کی سند انتہائی مجروح ہے۔ اس کی سند میں ایک راوی علی بن عاصم موجود ہے جو صحیح نہیں۔

اس کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی لکھتے ہیں کثیر الغلط، يغلط كذاب ليس بالقوى. (تهذيب التهذيب ج٤ ص٢١٨، ٢١٩)

بہت زیادہ غلطیاں کرتا ہے، جھوٹا ہے، قوی نہیں ہے۔ تو جب یہ ہے ہی کذاب جھوٹا تو پھر اس کی بات کا کیا اعتبار ہے۔ واضح ہو گیا کہ مذکورہ سند مجروح ہے اس لیے یہ قابل التفات نہیں ہے۔

اعتراض نمبر۱۲: حمیدیؒ کا قول:

حمیدیؒ امام ابوحنیفہؒ کا نام لینا بھی پسند نہیں کرتے تھے

(۱۲) سمعت الحسن بن عثمان بن زیاد یقول: سمعت محمد بن منصور الجوّار یقول: رایت الحمیدی یقرأ کتاب الرّد علی ابی حنیفة فی المسجد الحرام فکان یقول: قال بعض الناس کذاء فقلت له: فکیف لا تسمّیه؟ قال: اکره أن أذکره فی المسجد الحرام.

(کتاب المجروحین، ابن حبان ج۲ ص۴۱۱)

امام ابن حبان نے کہا سنا میں نے حسن بن عثمان بن زیاد سے وہ کہتے ہیں سنا میں نے محمد بن منصور الجوار سے وہ کہتے تھے دیکھا میں نے حمیدی کو پڑھتے تھے کتاب الرداو پر ابوحنیفہ کے مسجد حرام میں کہتے تھے کہ کہا بعض لوگوں نے ایسے ایسے تو میں نے کہا (ابوحنیفہ) کا نام کیوں نہیں لیتے تو حمیدی نے کہا کہ مسجد حرام میں ابوحنیفہ کا نام لینا میں پسند نہیں کرتا۔

جواب:

اس قول کی سند بھی مجروح ہے اس میں حسن بن عثمان بن زیاد سخت ضعیف ہیں۔ علامہ ابن الجوزیؒ نے کتاب الضعفاء میں کہا ہے کہ

قال ابن عدی کان یضع الحدیث ویسرقه قال عبدان هو کذاب.

ابن عدی نے کہا یہ حدیث گھڑ لیا کرتا ہے اور عبدان نے کہا یہ کذاب ہے۔

(کتاب الضعفاء والمتروکین لابن الجوزی ج۱ ص۲۰۵)

علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ ابن عدی نے اس کو جھوٹا کہا ہے۔

(میزان الاعتدال ج۱ ص۵۰۲)

اعتراض نمبر ۱۳: سفیان ثوری کا قول:

امام ابوحنیفہ غیر ثقہ ہیں

(۱۳) أخبرنا الثقفی قال: سمعت الحسن بن الصباح قال: حدثنا مؤمل بن إسماعیل قال: سمعت سفیان الثوری یقول: أبو حنیفة غیر ثقة ولا مأمون.

ابن حبان نے کہا خبر دی ہم کو ثقفی نے کہا سنا میں نے حسن بن صباح سے کہا بیان کیا ہم سے مومل بن اسماعیل نے کہا سنا میں نے سفیان ثوری سے وہ کہتے تھے کہ ابوحنیفہؒ نہ تو ثقہ ہیں نہ ہی مامون۔ (کتاب المجروحین ج ۲ ص ۴۱۱)

جواب:

اس قول کی سند بھی انتہائی ضعیف ہے۔ کیونکہ اس کی سند میں مومل بن اسماعیل ہے اگر چہ بعض حضرات نے اس کی توثیق بھی کی ہے تاہم مومل بن اسماعیل کثیر الخطا ہے اور امام بخاریؒ نے فرمایا یہ منکر الحدیث ہے اور ابوزرعہ نے کہا کہ اس کی روایت میں بہت زیادہ خطا ہے۔ (میزان الاعتدال ج ۴ ص ۲۲۸)

یاد رہے کہ راوی کا کثیر الخطا ہونا یہ جرح مفسر ہے اور امام بخاریؒ جس کو منکر الحدیث کہیں اس سے روایت لینا حلال نہیں ہے۔

اعتراض نمبر ۱۴: ابراہیم بن طہمانؒ کا قول:

امام ابوحنیفہؒ کی احادیث متادو

(۱٤) أخبرنا یعقوب بن محمد المغری قال: حدثنا أحمد بن سَلَمة قال: سمعت الحسین بن منصور یقول: سمعت مبشر بن عبدالله بن رزم النیسا

بوری یقول: کتب إلینا إبراهیم بن طهمان من العراق: أن امحوا ما کتبتم عنی من آثار أبی حنیفة. (کتاب المجروحین ج۲ ص۴۱۱)

ابن حبان نے کہا خبر دی ہم کو یعقوب بن محمد المغر ی نے کہا بیان کیا ہم سے احمد بن سلمہ نے کہا سنا میں نے حسین بن منصور سے وہ کہتے تھے سنا میں نے مبشر بن عبداللہ بن رزم نیشا پوری سے وہ کہتے تھے کہ ابراہیم بن طہمان نے عراق سے ہماری طرف لکھا کہ جو کچھ تم نے مجھ سے آثارِ ابوحنیفہؒ میں سے لکھا ہے اس کو مٹادو۔

جواب:

اس قول کی سند میں ایک راوی ابراہیم بن طہمان ہے اور یہ ضعیف ہے۔

میزان الاعتدال میں ہے کہ ضعفہ محمد بن عبدالله بن عمار الموصلی وحده فقال ضعیف مضطرف الحدیث قال الدار قطنی ثقة انما تکلموا فیه لا رجاء قال ابواسحاق الجوزجانی فاضل رمی بالارجاء.

(میزان الاعتدال ج۱ ص۳۸، تهذیب التهذیب ج۱ ص۸۵، ۸۶)

محمد بن عبداللہ بن عمار اکیلے نے ہی اس کو ضعیف کہا ہے اور کہا ہے کہ یہ مضطرب الحدیث ہے اور دارِ قطنی نے کہا ثقہ ہے لیکن ارجاء کی وجہ سے اس میں انہوں نے کلام کیا ہے۔ ابو اسحاق جوز جانی نے کہا فاضل ہے لیکن ارجاء کے ساتھ رمی کیا گیا ہے۔ اس سے واضح ہوگیا کہ یہ قول لائق استناد نہیں ہے۔

اعتراض نمبر ۱۵: عبداللہ بن مبارکؒ کا قول:

امام ابوحنیفہؒ حدیث میں یتیم تھے

(۱۵) وسمعت محمد بن محمود النسائی یقول: سمعت علی بن خشرم یقول: سمعت علی بن إسحاق السمر قندی یقول: سمعت ابن المبارك

يقول: كان ابو حنيفة في الحديث يتيمًا. (كتاب المجروحين ج٢ ص٤١١)

ابن حبان نے کہا کہ سنا میں نے محمد بن محمود النسائی سے وہ کہتے تھے سنا میں نے علی بن خشرم سے وہ کہتے تھے سنا میں نے علی ابن اسحاق السمرقندی سے وہ کہتے تھے سنا میں نے ابن مبارک سے وہ کہتے تھے کہ ابو حنیفہ حدیث میں یتیم تھے۔

(امام ابوحنیفہؒ کا تعارف محدثین کی نظر میں ص ۲۹)

جواب:

امام عبداللہ بن مبارکؒ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے شاگرد اور مداح ہیں دیکھئے امام ابن عبدالبر کی کتاب الانتقاء ص ۱۹۳

امام عبداللہ بن مبارکؒ سے تقریباً اسی سند کے ساتھ علی بن خشرم، علی بن اسحاق اور ابن عدی نے بھی بیان کیا ہے کہ كان ابو حنيفة يقيم في الحديث.

(كامل ابن عدی ج۸ ص۲۳۷)

ابن مبارک نے فرمایا کہ ابو حنیفہ حدیث میں مضبوط ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ ابن حبان کی سند میں کسی راوی کے تساہل عدم توجہ یا کاتب کی عدم توجہ کی وجہ سے یقیم کا یتیم بنادیا گیا ہے جو کہ درست نہیں، درست، یقیم ہے کیونکہ عبداللہ بن مبارکؒ تو امام ابوحنیفہ کے مداحین میں سے ہیں۔

اعتراض نمبر ۱۶: امام احمد بن حنبلؒ کا قول:

ابوحنیفہؒ اور ابو یوسفؒ سے میں روایت نہیں لیتا

(۱٦) واخبرنا الحسن بن إسحاق بن إبراهيم الخولاني بطرسوس قال: حدثنا محمد بن جابر المروزي قال: زياد بن أيوب يقول: سألت أحمد بن

خنبل عن الروایة عن أبی حنیفة و أبی یوسف فقال: لا أری الرّوایة عنهما.

(کتاب المجروحین ج۲ ص۴۱۱)

ابن حبان نے کہا خبر دی ہم کو حسن بن اسحاق بن ابراہیم الخولانی نے طرسوس میں کہا بیان کیا ہم سے محمد بن جابر المروزی نے کہا سنا میں نے زیاد بن ایوب سے وہ کہتے تھے پوچھا میں نے احمد بن حنبل سے ابوحنیفہ کی اور ابو یوسف کی روایت کے متعلق تو آپ نے کہا میں ان سے روایت لینا مناسب نہیں سمجھتا۔

جواب:

امام ابوحنیفہ امام احمد کے دادا استاد ہیں اور امام ابو یوسف حدیث اور فقہ میں آپ کے استاد ہیں یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ امام احمد بن حنبل ایسی بات کہیں امام احمد تو آپ کی تعریف کرتے ہیں جیسا کہ علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں: ابن کاس نے کہا بیان کیا ہم سے ابوبکر المروزی نے سنا میں نے احمد بن حنبل سے وہ فرماتے تھے کہ ہمارے نزدیک یہ بات پایہ صحت کو نہیں پہنچتی کہ امام ابوحنیفہؒ نے قرآن کو مخلوق کہا ہو۔ ابوبکر مروزی کہتے ہیں کہ میں نے کہا اے ابو عبداللہ، الحمد للہ وہ بمنزلہ نشانی کے ہیں تو امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا سبحان اللہ، علم، پرہیزگاری، زہد، ایثار کے اس بلند مقام پر ابوحنیفہ فائز ہیں کہ احمد بن حنبل اس کو کبھی نہیں پا سکتے۔ (مناقب الامام ابوحنیفہ وصاحبیہ، ص۲۷)

مذکورہ عبارت سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک امام ابوحنیفہ کا کیا مقام ہے، نیز کسی محدث کا یہ کہنا کہ میں اس سے روایت نہیں کرتا یہ کوئی جرح بھی نہیں ہے۔ نیز امام احمد بن حنبلؒ امام ابوحنیفہؒ کے وصال کے تقریباً سولہ سال بعد میں پیدا ہوئے تو آپ سے روایت کیسے کرتے۔ معلوم ہوا کہ یہ بات امام احمد بن حنبلؒ کی طرف غلط منسوب ہے۔

نیز خطیب بغدادیؒ نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ اسماعیل بن سالم بغدادی کہتے تھے کہ امام ابوحنیفہ کو اس لیے تکلیف دی گئی کہ آپ نے حکومتی عہدہ قبول نہ کیا اور جب یہ بات امام احمد بن حنبلؒ کے سامنے بیان کی جاتی تو آپ روتے اور امام ابوحنیفہؒ کے لیے دعائے رحمت کرتے تھے۔ (تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۲۷، اخبار ابی حنیفہ واصحابہ ص ۵۷)

خطیب کی مذکورہ روایت سے بھی ظاہر ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ، امام ابوحنیفہؒ کے متعلق بہت اچھے خیالات رکھتے تھے۔

اعتراض نمبر ۱۷: ابراہیم بن شماسؒ کا قول:

عبداللہ بن مبارکؒ نے آخر میں ابوحنیفہ کو چھوڑ دیا تھا

(۱۷) وأخبرنا الحسین بن إدریس الأنصاری قال: حدثنا محمد بن علی الثقفی قال سمعت إبراهیم بن شمّاس یقول: ترك ابن المبارك أبا حنیفة فی آخر امره. (کتاب المجروحین ج۲ ص۴۱۲)

امام حبانؒ نے کہا خبر دی ہم کو حسین بن ادریس انصاری نے کہا بیان کیا ہم سے محمد بن علی ثقفی نے کہا سنا میں نے ابراہیم بن شماس سے وہ کہتے تھے کہ ابن مبارک نے اپنے آخری دور میں ابوحنیفہ کو چھوڑ دیا تھا۔ (امام ابوحنیفہؒ کا تعارف محدثین کی نظر میں ص۲۹)

جواب:

یہ امام عبداللہ بن مبارک پر بہتان ہے نہ ہی آپ نے امام ابوحنیفہ کو چھوڑا تھا اور نہ ہی آپ پر جرح کی ہے۔ امام عبداللہ بن مبارک تو امام صاحبؒ کے مداحین میں سے ہیں۔ دیکھیے امام ابن عبدالبر کی کتاب (الانتقاء ص ۱۹۳)

امام عبداللہ بن مبارک امام ابوحنیفہ کے مداح تھے۔

شیخ المحدثین علامہ ابن حجر مکی شافعی الخیرات الحسان میں فرماتے ہیں کہ

نیز امام عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہؒ سے زیادہ فقیہ نہیں دیکھا اور وہ نشانی تھے۔ کسی نے کہا خیر کی یا شر کی؟ آپ نے فرمایا خاموش رہ۔ اے فلاں شر کے لیے فقط غایۃ استعمال ہوتا ہے آیہ یعنی نشانی خیر کے لیے استعمال ہوتا ہے نیز ابن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ اگر رائے کی ضرورت ہوتو امام مالکؒ اور سفیانؒ اور امام ابوحنیفہؒ کی رائیں درست ہیں ان سب میں امام ابوحنیفہ سب سے زیادہ فقیہ اور اچھے فقیہ تھے اور باریک بین اور فقہ میں زیادہ غور وخوض کرنے والے تھے۔

(۲) نیز امام عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ جب ہمیں کسی موضوع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث نہ ملے تو ہم ابوحنیفہؒ کے قول کو حدیث کے قائم مقام سمجھتے ہیں۔

نیز ابن مبارک فرماتے ہیں کہ وہ ایک دن لوگوں سے اس طرح حدیث بیان کررہے تھے کہ حدیث بیان کی مجھے نعمان بن ثابت نے مجلس والوں میں سے کسی نے کہا کون نعمان؟ فرمایا: ابوحنیفہؒ جو علم کا مغز تھے۔ یہ سن کر بعض لوگوں نے لکھنا چھوڑ دیا تو ابن مبارکؒ تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا اے لوگو! تم ائمہ کے ساتھ بے ادبی اور جہالت کا معاملہ کرتے ہو تم علم اور علماء کے مرتبہ سے جاہل ہو۔ امام ابوحنیفہؒ سے بڑھ کر کوئی قابل اتباع نہیں کیونکہ وہ متقی پرہیزگار ہیں۔ مشتبہ چیزوں سے بچنے والے ہیں۔ علم کے پہاڑ ہیں وہ علم کو ایسا کھولتے ہیں کہ ان سے پہلے کسی نے اپنی باریک بینی اور ذکاوت سے ایسا نہیں کھولا پھر قسم اٹھائی کہ میں تم سے ایک ماہ تک حدیث بیان نہیں کروں گا۔ (الخیرات الحسان ص ۴۵)

نیز یہ قول مجروح بھی ہے کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی حسین بن ادریس انصاری ہے یہ باطل روایات بیان کرتا تھا۔

(میزان الاعتدال ج ۱ ص ۵۳۱، لسان المیزان ج ۲ ص ۲۷۲)

اعتراض نمبر ۱۸: رستہؒ کا قول:

قاضی شریکؒ نے امام ابوحنیفہؒ کو جھوٹا کہا

(۱۸) واخبرنا أحمد بن بشر الكوجي قال: حدثنا محمد بن الخطاب قال حدثنا رسته قال: قال إسماعيل بن حماد بن ابي حنيفة خاصمت رجلا في دار إلى شريك فلما دنوت منه نظر الي بوجه غليظ ثم قال: ألك بهذا عهدة؟ قلت: نعم: قال ائتني بالعهدة، ولم تكن لي عهدة فرجعت إلى أبي فأخبرته فقال: ويحك كذبت عند شريك مع سوء رأيه فينا فلما رجعت إليه قال: هات عهدتك قلت: اصلحك الله هي عند رجل وليس هو شاهد فقال: افاك ابن افاك ابن افاك

ابن حبان نے کہا اور خبر دی ہم کو احمد بن بشر الکرجی نے کہا بیان کیا ہم سے محمد بن خطاب نے کہا بیان کیا ہم سے رستہ نے کہا کہ کہا اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہؒ نے کہ ایک آدمی سے میرا شریک کے سامنے ایک مکان کے بارے میں جھگڑا ہو گیا جب میں شریک کے قریب ہوا تو اس نے مجھے غصے سے دیکھا پھر کہا کہ کیا تیرے پاس اس کا کوئی عہد ہے۔ میں نے کہا ہاں ہے تو اس نے کہا کہ میرے پاس لے کر آؤ حالانکہ میرے پاس کوئی عہد نہیں تھا پس میں اپنے والد کے پاس گیا اور انہیں ساری باتوں کی خبر دی تو انہوں نے کہا تو نے شریک کے سامنے جھوٹ کہا حالانکہ اس کی رائے ہمارے بارے میں اچھی نہیں تو میں اس کے پاس واپس گیا تو اس نے کہا کہ اپنا عہد لاؤ میں نے کہا اللہ تیری اصلاح فرمائے وہ ایک شخص کے پاس ہے اور وہ اس وقت موجود نہیں۔ شریک قاضی نے اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہ کو کہا جھوٹا ابن جھوٹا ابن جھوٹا۔

جواب:

یہ واقعہ خود جھوٹ ہے اس قول کی سند میں ایک راوی محمد بن خطاب ہے جو منکر الحدیث ہے حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی نقل کرتے ہیں:

قال ابو حاتم لا اعرفه وقال الازدی منکر الحدیث.

(لسان المیزان ج۵ ص۱۵۵، میزان الاعتدال ج۳ ص۵۳۷)

ابو حاتم نے کہا میں اس کو نہیں پہچانتا اور ازدی نے کہا یہ منکر الحدیث ہے۔ نیز امام ابن عبدالبر نے قاضی شریک کو بھی امام ابوحنیفہ کے مداحین میں سے شمار کیا ہے۔

(الانتقاء ص۱۹۵)

نیز قاضی شریک فرماتے ہیں امام ابوحنیفہؒ اکثر اوقات خاموش رہتے تھے، بہت غور وفکر والے مسائل میں باریک بین علم، عمل، مناظرہ، میں لطیف استخراج فرماتے، اگر کوئی طالب علم غریب ہوتا تو اس کو مالدار کر دیتے جب کوئی آپ سے علم سیکھتا تو فرماتے غناء اکبر کی طرف پہنچ گیا ہے کیونکہ تو نے حرام وحلال کے مسائل سیکھ لیے ہیں۔

(الخیرات الحسان ص۴۹، مطبوعہ بیروت لبنان)

نیز علامہ امام ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عبدالہادی المقدسی حنبلی المتوفی ص۷۴۴ اپنی کتاب مناقب الائمہ الاربعہ کے ص۶۴ مطبوعہ دار المؤید میں فرماتے ہیں۔ شریک بن عبداللہ قاضی نے کہا: **کان ابو حنیفة طویل الصمت، دائم الفکر کثیر العقل، قلیل محادثة الناس** کہ امام ابوحنیفہؒ طویل خاموشی فرماتے، ہمیشہ غور وفکر کرتے، بہت زیادہ عقل وسمجھ والے تھے۔

ان حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ قاضی شریک تو آپ کو اچھا سمجھتے تھے۔ جھوٹے راویوں نے اس حوالہ میں آپ کی طرف غلط نسبت کی۔

اعتراض نمبر۱۹: امام مقریؒ کا قول:

ابو حنیفہؒ ارجاء کی طرف بلاتے تھے

(۱۹) سمعت حمزة بن داود يقول: سمعت داود بن بكر يقول: سمعت المُقرى يقول: حدثنا أبو حنيفة، وكان مرجئًا ودعاني إلى الإرجاء فابيتُ عليه ــ واخبرني محمد ابن المنذر قال: حدثنا عثمان بن سعيد قال: حدثنا ابوالربيع الزهراني قال: سمعت حماد بن زيد يقول: سمعت أبا حنيفة يقول: لم اكد القى شيخًا إلا ادخلت عليه ما ليس من حديثه إلا هشام بن عروة. (كتاب المجروحين ج۲ ص۴۱۲)

امام حبانؒ نے کہا کہ سنا میں نے حمزہ بن داؤد سے وہ کہتے تھے سنا میں نے داؤد بن بکر سے وہ کہتے تھے سنا میں نے مقری سے مقری نے کہا کہ بیان کیا ہم سے ابوحنیفہؒ نے اور وہ مرجی تھے اور مجھے بھی ارجا کی طرف بلایا میں نے مرجی ہونے سے انکار کر دیا۔

اور محمد ابن المنذر نے مجھے خبر دی کہ عثمان بن سعید نے کہا کہ ہمیں ابوالربیع الزہرانی نے بیان کیا کہا کہ میں نے حماد بن زید سے سنا، فرماتے تھے میں نے ابوحنیفہؒ سے سنا فرماتے تھے نہیں قریب کہ میں کسی شیخ سے ملتا مگر اس کی حدیث میں وہ چیز داخل کرتا جو اس کی حدیث میں نہ ہوتی سوائے ہشام بن عروہ کے۔

جواب:

مقری کا پورا نام عبداللہ بن یزید ابوعبدالرحمٰن ہے یہ تو امام اعظم ابوحنیفہؒ کے مداحین میں سے ہیں۔

(دیکھیے ابن عبدالبر کی کتاب الانتقاء ص۱۹۳ تا ۱۹۵، کشف الآثار شریفہ فی مناقب امام ابی حنیفہ حارثی)

نیز المقری کے متعلق ابن ابی حاتم نے کہا کہ میرے باپ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو میرے باپ نے کہا کہ ہے تو ثقہ پھر کہا کہ کیا یہ حجت بھی ہے تو کہا کہ جب اس سے مالک، یحییٰ بن ابی کثیر اور اسامہ روایت کریں تو حجت ہے۔

مذکورہ سند میں ان تینوں اماموں میں سے کسی ایک نے بھی اس سے یہ روایت نہیں کی واضح ہوگیا کہ ابو حاتم کے فرمان کے مطابق یہ ثقہ ہونے کے باوجود اس سند میں حجت نہیں ہے۔

نیز خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۴۵ پر بشر بن موسیٰ سے روایت کی ہے کہ ہمیں ابوعبدالرحمٰن المقری نے بیان کیا اور وہ جب امام ابوحنیفہؒ سے روایت کرتے تھے تو اس طرح کہا کرتے تھے کہ ہم سے شہنشاہ نے روایت بیان کی ہے۔ (تبییض الصحیفہ امام سیوطی، ص ۱۱۴، تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۴۵)

اس روایت سے بھی واضح ہوگیا کہ المقری امام ابوحنیفہ کے مداحین میں سے تھے نہ کہ ناقدین میں سے۔

ابن حبان کے اس قول میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ درست نہیں ہے۔

اعتراض نمبر ۲۰: قاضی شریکؒ کا قول:

ابوحنیفہؒ کے قول کو اپنانے والے سے شراب فروخت کرنے والا بہتر ہے

(۲۰) سمعت عبد الله بن محمد البغوی یقول: سمعت منصور بن ابی مزاحم یقول: سمعت شریکا یقول: لو کان فی کل ربع من ارباع الکوفة خمّار یبیع الخمر خیر من ان یکون فیه رجل یقول ابی حنیفة.

(کتاب المجروحین ج۲ ص۴۱۲)

ابن حبان نے کہا کہ سنا میں نے عبداللہ بن محمد بغوی سے وہ کہتے تھے کہ سنا میں نے منصور بن ابی مزاحم سے وہ کہتے تھے سنا میں نے شریک سے، شریک کہا کرتے تھے، ابوحنیفہؒ کے قول کو اپنانے والے سے شراب فروخت کرنے والا بہتر ہے۔

(امام ابوحنیفہؒ کا تعارف محدثین کی نظر میں ص ۳۰)

جواب:

قاضی شریک کی طرف اس قول کی نسبت درست نہیں ہے اس لیے کہ قاضی شریک خود امام ابوحنیفہؒ کے مداحین میں سے ہیں دیکھیے امام ابن عبدالبر کی کتاب الانتقاء نیز قاضی شریک خود بھی متکلم فیہ ہے۔

میزان الاعتدال میں یحییٰ بن سعید سے اس کی سخت تضعیف منقول ہے

عن ابن المبارك قال ليس حديث شريك بشئى قال الجوزجانى سىء الحفظ مضطرب الحديث قال إبراهيم بن سعيد الجوهرى اخطاء شريك فى اربع مائة حديث وروى معاوية بن صالح عن ابن معين صدوق ثقة.

(ميزان الاعتدال ج۲ ص۲۷۰)

ابن مبارک نے کہا شریک کی حدیث کوئی شئی نہیں ہے۔ جوزجانی نے کہا گندے حافظے والا مضطرب الحدیث ہے۔ ابراہیم بن سعید جوہری نے کہا شریک نے چار سو احادیث میں غلطی کی ہے معاویہ بن صالح نے ابن معین سے اس کا سچا ہونا اور ثقہ ہونا بیان کیا ہے۔

الغرض یہ راوی خود متکلم فیہ ہے بعض اس کو ثقہ کہتے ہیں اور بعض اس کو سخت ضعیف کہتے ہیں تو یہ سند خود ضعیف ہے جس کی وجہ سے قابل رد ہے۔

نیز امام یحییٰ بن سعید قطان فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کی قسم ہم نے ابوحنیفہؒ کی رائے سے بہتر رائے کسی کی نہیں سنی اور ہم نے ان کے اکثر اقوال لے لیے ہیں۔

(تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۴۵)

امام یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں قرأت میرے نزدیک حمزہ کی معتبر ہے اور فقہ ابوحنیفہؒ کی میں نے اس پر لوگوں کو پایا ہے۔ (تاریخ بغداد ج ۱۳، ص ۳۴۷)

نیز امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ فقہ چاہنے والا امام ابوحنیفہؒ کا خوشہ چین ہے۔

(الانتقاء لابن عبدالبر ص ۱۳۶)

نیز فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کا قول فقہ میں مسلّم ہے۔ (الانتقاء ص ۱۳۵)

اعتراض نمبر ۲۱: امام مالکؒ کا قول

ابوحنیفہؒ تمہارے شہر میں نہیں رہنا چاہیے

(۲۱) أخبرنا الثقفي قال: حدثنا أبو يحيىٰ محمد بن عبد الرحمن يقول سمعت أبا معمر يحدث عن الوليد بن مسلم قال: سأل مالك بن أنس رجلا: أيتكلم في بلدك برأى أبي حنيفة؟ قال: نعم قال: إن بلدكم أهل أن لا يُسكن. (كتاب المجروحين ج۲ ص۴۱۹)

ابن حبان نے کہا کہ خبر دی ہم کو ثقفی نے کہا بیان کیا ہم سے ابو یحییٰ محمد بن عبدالرحمٰن نے وہ کہتے ہیں کہ سنا میں نے ابو معمر سے وہ بیان کرتے ہیں ولید بن مسلم سے، ولید بن مسلم نے کہا امام مالک بن انس نے ایک آدمی سے پوچھا کیا تمہارے شہر میں ابوحنیفہ کی رائے کے متعلق کلام کیا جاتا ہے اس نے کہا ہاں کیا جاتا ہے۔ امام مالکؒ نے کہا ایسے شخص کو تمہارے شہر میں نہیں رہنا چاہیے۔

جواب:

امام دارالہجرت مالک بن انسؒ کی طرف اس قول کی نسبت درست نہیں اس لیے کہ آپ تو امام ابوحنیفہ کے مداحین میں سے ہیں۔ یہ قول درست نہیں کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی ولید بن مسلم ہے جو کہ سخت مجروح ہے۔

تہذیب التہذیب میں ہے۔

عن أحمد كان الوليد كثير الخطا وقال حنبل عن ابن معين سمعت ابا مسهر يقول كان الوليد ياخذ عن ابى السفر حديث الاوزاعى و كان ابو السفر كذابا وقال مومل بن اهاب عن ابى مسهر كان الوليد بن مسلم يحديث حديث الاوزاعى عن الكذابين ثم يدلس عنهم. الوليد روى عن مالك عشرة احاديث ليس لها اصل، عن احمد قال اختلطت عليه احاديث ما سمع و مالم يسمع و كانت له منكرات. (تهذيب التهذيب ج٦ ص٩٩)

امام احمد نے ولید کو بہت زیادہ غلطیاں کرنے والا کہا ہے۔امام احمد بن حنبل نے ابن معین سے روایت کی، ابن معین نے کہا سنا میں نے ابو مسہر سے وہ کہتے ہیں کہ ولید ابوسفر سے اوزاعی کی حدیث لیتا تھا اور ابوسفر کذاب ہے۔مومل بن اہاب نے ابومسہر سے روایت کی ہے ولید اوزاعی کی حدیث جھوٹوں سے لیتا تھا پھر ان سے تدلیس کرتا تھا ولید نے امام مالک سے دس ایسی احادیث روایت کی ہیں جن کی کوئی اصل نہیں ہے۔امام احمد نے کہا کہ جو احادیث اس نے سنی تھی اور جو نہیں سنی تھیں وہ سب اس پر مختلط ہوگئیں تھیں۔

اس سے واضح ہوگیا کہ یہ راوی سخت ضعیف ہے اور امام مالک سے ایسی روایات بھی کرتا ہے جن کی کوئی اصل نہیں ہوتی، یہ مذکورہ روایت بھی اس نے امام مالکؒ کا نام لے کر بیان کی ہے اس لیے اس کا اعتبار نہیں۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثانی نے بھی ابن حبان کے علاوہ کسی اور سند سے الفاظ کی کچھ کمی بیشی کے ساتھ درس ترمذی جلد اول ص۱۰۸ میں بعنوان امام ابوحنیفہؒ پر کیے جانے والے اعتراضات کا منصفانہ جائزہ کے تحت نمبر۵ پر اس قول کو نقل کر کے شیخ عبدالوہاب شعرانی کی المیزان الکبریٰ کے حوالہ سے اس کا جواب دیا ہے۔

(درس ترمذی ج۱ ص۱۰۸)

فرماتے ہیں اس کے جواب میں شیخ عبدالوہاب شعرانی ''المیزان الکبریٰ'' میں لکھتے ہیں کہ حافظ مزنیؒ نے فرمایا ہے کہ اس روایت کے روای ولید بن مسلم ضعیف ہیں۔ الخ

اعتراض نمبر۲۲: سوید بن عبدالعزیزؒ کا قول:

ابوحنیفہؒ کہتا ہے کہ جو شخص خنزیر کھائے اس پر کوئی چیز نہیں

(۲۲) أخبرنا محمد بن القاسم بن حاتم قال: حدثنا محمد بن داود السمناني قال: حدثنا ابن المصفى قال: حدثنا سويد بن عبد العزيز قال: جاء رجل إلى ابي حنيفة فقال: ما تقول فيمن اكل لحم الخنزير؟ فقال: لا شيء عليه. (كتاب المجروحين لابن حبان ج۲ ص۴۱۲)

ابن حبان نے کہا کہ خبر دی ہم کو محمد بن قاسم بن حاتم نے کہا بیان کیا ہم سے محمود بن داوٗد سمنانی نے کہا بیان کیا ہم سے ابن المصفی نے کہا بیان کیا ہم سے سوید بن عبدالعزیز نے کہا ابوحنیفہ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا جو شخص خنزیر کھائے اس کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں تو ابوحنیفہؒ نے کہا اس پر کوئی چیز نہیں ہے۔

جواب:

اس قول کی سند بھی سخت مجروح ہے۔ اس کی سند میں ایک راوی ابن المصفی ہے جس کا اصل نام محمد بن مصفی ہے۔ عقیلی نے کتاب الضعفاء میں عبداللہ سے روایت کی کہ میں نے اپنے باپ (یعنی امام احمد بن حنبلؒ) سے اس کے بارے میں پوچھا جو یہ ولید سے روایت کرتا ہے تو میرے باپ نے بہت زیادہ اس پر انکار کیا۔ (ضعفاء عقیلی ج۴ ص۱۴۵)

اس کی سند میں دوسرا راوی سوید بن عبدالعزیز ہے۔

جس کا پورا نام اس طرح ہے۔ **سويد بن عبد العزيز بن نمير السلمي**

الدمشقي القاضي ہے اس کے متعلق امام احمد فرماتے ہیں قال أحمد متروك الحديث. وقال يحيیٰ ليس بشئی وقال النسائی ضعيف وقال ابن حبان كان كثير الخطاء فاحش الوهم.

(كتاب الضعفاء لابن الجوزی ج۲ ص۳۲، تهذيب التهذيب ج۲ ص۴۵۸)

امام احمدؒ نے فرمایا یہ راوی متروک الحدیث ہے۔ یحیٰ نے کہا یہ کچھ نہیں ہے۔ نسائی نے کہا ضعیف ہے۔ ابن حبان نے کہا بہت زیادہ غلطیاں کرنے والا ہے اور کھلا وہمی ہے۔

اعتراض نمبر ۲۳: یحیٰ بن حمزہؒ کا قول:

ابوحنیفہؒ کہتا ہے کہ اگر کوئی خچر کی عبادت کرے تو کوئی حرج نہیں

(۲۳) أخبرنا الثقفي قال: حدثنا أحمد بن الوليد الكرخي قال: حدثنا الحسن بن الصباح قال: حدثنا محفوظ بن ابی ثوبة قال: حدثنی ابن أبی مُسهر قال: حدثنا يحيیٰ بن حمزة وسعيد بن عبد العزيز قالا: سمعنا أبا حنيفة يقول: لو أن رجلا عبد هذا البغل تقربًا بذلك إلى الله جل وعلا لم ار بذلك بأسًا. (كتاب المجروحين ج۲ ص۴۱۳)

ابن حبان نے کہا کہ خبر دی ہم کو ثقفی نے کہا بیان کیا ہم سے احمد بن ولید مرجی نے کہا بیان کیا ہم سے حسن بن صباح نے کہا بیان کیا ہم سے محفوظ بن ابی ثوبہ نے کہا بیان کیا مجھ سے ابن ابی مسہر نے کہا بیان کیا ہم سے یحیٰ بن حمزہ اور سعید بن عبدالعزیز نے دونوں نے کہا کہ سنا ہم نے ابوحنیفہؒ سے وہ کہتے تھے کہ اگر آدمی اس (بغل) خچر کی تقربا الی اللہ عبادت کرے تو میں اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا۔

جواب:

امام ابوحنیفہؒ پر یہ بہتان عظیم ہے۔ یہ قول تو عقلاً ونقلاً دونوں طرح محض باطل ہے۔ کوئی مومن، مسلمان خواہ کتنا ہی گناہ گار کیوں نہ ہو ایسی بات نہیں کہہ سکتا تو پھر جن کو امت کے جلیل القدر محدثین وفقہائے کرام، ائمہ اسلام، امام اعظم، امام الائمہ، مجتہد اعظم، فقیہ اعلیٰ، سردار المسلمین کے مبارک القابات سے یاد کریں جن کی امامت شان مسلّم، جن کا مجتہد مطلق ہونا مُسلَّم، شرق تا غرب جن کے مقلدین ہیں جن میں لاکھوں کی تعداد میں اولیاے کرام، فقہائے عظام ہیں۔ وہ ایسی بات کیسے کہہ سکتے ہیں۔ (معاذ اللہ) یہ حاسدوں کی طرف سے حسد کی انتہاء ہے۔

نیز اس قول کی سند بھی مجروح اور مردود ہے۔

اس کی سند میں ایک راوی حسن بن صباح ہے۔ لسان المیز ان میں ہے حسن بن صباح الاسماعیلی "کان میس کبار الزنادقة" کہ یہ راوی بہت بڑے زندیقوں میں سے ایک زندیق ہے۔ (لسان المیز ان ج۲ ص۲۱۴)

نیز اس کی سند میں دوسرا راوی یحییٰ بن حمزہ ہے۔ یحییٰ بن حمزہ قدری مذہب والا ہے۔

(ضعفاء عقیلی ج٤ ص ٣٩٧)

تیسرا راوی سعید بن عبدالعزیز التنوخی ہے۔ اس کے متعلق ابومسہر نے کہا کہ اپنی موت سے پہلے یہ اختلاط کا شکار ہو گیا تھا۔

آجری نے ابوداؤد سے نقل کیا ہے کہ قبل موت اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ اسی طرح حمزہ کتانی نے کہا ہے الدوری نے ابن معین سے روایت کی ہے کہ یہ راوی اپنی موت سے پہلے مختلط ہو گیا تھا۔ (تہذیب التہذیب ج۲ ص۳۲۱)

نیز اس قول کو ابن حبان کے علاوہ خطیب نے اپنی تاریخ میں اور یعقوب فسوی نے اپنی

تاریخ میں بھی شدید مجروح سند کے ساتھ ذکر کیا ہے اور خطیب اور یعقوب فسوی نے بغل کی بجائے نعل کا ذکر کیا ہے۔ یعنی راوی کبھی بغل ذکر کرتا ہے کبھی نعل ذکر کرتا ہے جو اس کے اضطراب کی واضح دلیل ہے۔

تو یہ روایت سخت ضعیف ہے، مضطرب ہے جو ایک زندیق نے بیان کی ہے جیسا کہ ابن حبان کی سند میں حسن بن صباح ہے اور ایک بد مذہب قدری نے بیان کی جیسا کہ یحییٰ بن حمزہ ابن حبان کی سند میں موجود ہے اور ایک خراب حافظے والے نے جیسا کہ سعید بن عبدالعزیز التنوخی تو ایسی کاذبہ روایت بیان کرنا واقعی بد مذہب اور خراب حافظے والوں کا ہی کرشمہ ہے اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اس سے قطعاً بری الذمہ ہیں۔

امام ابو حنیفہؒ
پر
اعتراضات کا علمی تجزیہ

از تحریر

علمائے اہل سنت

تقسیم فی سبیل اللہ

ناشر
امام اعظمؒ اکیڈمی، کراچی

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الکامل ابن عدیؒ میں امام ابوحنیفہؒ کا ترجمہ

ابن عدیؒ لکھتے ہیں:

من ابتداء اسمه نون، من اسمه النعمان

''ان اسماء کی ابتداء جن کے شروع میں نون ہے۔ انہیں میں سے ایک ''نعمان'' ہے''

(۱۹۶۰) النعمان بن ثابت ابو حنيفة التيمي، الكوفي مولٰى تيم بكر بن وائل.

(الكامل فى الضعفاء لابن عدى ج۷ ص۲۴۷۲، مطبوعه دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع)

ترجمہ نمبر ۱۹۶۰: نعمان بن ثابت ابوحنیفہ التیمی کوفی جو آزاد کردہ غلام تھے، قبیلہ تیم بکر بن وائل کے۔

اعتراض نمبر ا:

(۱۶۴۴۵) اخبرنا عبدالله بن محمد بن حبان بن مقبر، اخبرنا محمود بن غيلان، ثنا مؤمل، قال: كنت مع سفيان الثورى فى الحجر، فجاء رجل فساله من مسألة فأجاب، فقال الرجل: ان ابا حنيفة قال: كذا وكذا، فأخذ سفيان فعليه حتى خرق الطراف، ثم قال: لا ثقة ولا مأمون.

(الكامل فى الضعفاء لابن عدى ج۷ ص۲۴۷۲)

ابن عدیؒ کے علاوہ مندرجہ ذیل محدثین نے بھی یہ اعتراض نقل کیا ہے۔

السنة، لعبد الله ۲۷۷، والضعفاء العقيلى ۶۱۱۰

ترجمہ: ابن عدی نے کہا کہ خبر دی ہم کو عبداللہ بن محمد حبان بن مقبر نے، کہا خبر دی ہم کو محمود بن غیلان نے، کہا بیان کیا ہم سے مؤمل نے، کہا کہ میں حجر میں سفیان ثوریؒ کے ساتھ

تھا ایک آدمی آیا، اس نے سفیان ثوریؒ سے مسئلہ پوچھا، آپ نے اس کا جواب دیا، تو اس آدمی نے کہا آپ مسئلہ اس طرح بتاتے ہیں جب کہ (امام) ابوحنیفہؒ تو مسئلہ اس طرح بتاتے ہیں تو جناب سفیان ثوریؒ نے کہا کہ ابوحنیفہؒ نہ تو ثقہ ہے اور نہ ہی مامون۔

جواب:

اس قول کی سند میں ایک راوی ہے، مؤمل (بن اسماعیل) یہ راوی لائق احتجاج نہیں ہے، اس راوی کے متعلق امام بخاریؒ فرماتے ہیں:

قال البخاری، منکر الحدیث (کہ امام بخاریؒ نے فرمایا کہ یہ راوی منکر الحدیث ہے)

وقال ابوزرعة فی حدیثه خطاء کثیر (میزان الاعتدال ج ۴ ص ۲۲۸)

امام ابوزرعہ نے کہا کہ اس کی حدیث میں بہت زیادہ غلطیاں ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے کہا سیئ الحفظ ہے یعنی اس کا حافظہ خراب تھا۔

(تقریب التہذیب ج ۲ ص ۲۳۱، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

حافظ ابن حجر عسقلانی تہذیب میں اس کے متعلق بعض ائمہ سے صدوق، ثقہ کے الفاظ بھی نقل کرتے ہیں مگر ساتھ ہی جرح مفصل بھی بیان کرتے ہیں اور یہ بھی یاد رہے کہ جرح، مفسر، تعدیل پر مقدم ہوتی ہے۔ (مقدمة التعلیق الممجد، الرفع والتکمیل)

حافظ ابن حجر نے کہا: قال ابو حاتم صدوق شدید فی السنة کثیر الخطاء وقال البخاری منکر الحدیث، قال ابن حبان فی الثقات ربما اخطاء.

سلیمان بن حرب نے کہا: وقد یجب علی اهل العلم ان یقضوا عن حدیثه فانه یروی المناکیر عن ثقات شیوخة، قال الساجی صدوق کثیر الخطاء وله اوهام قال ابن سعد کثیر الغلط، قال ابن قانع صالح یخطئ، وقال الدار قطنی ثقة کثیر الخطاء.

وقال محمد بن نصر المروزی: لانه کان سئ الحفظ کثیر الغلط.

(تهذیب التهذیب ج٥ ص٥٨٦، مطبوعه بیروت، لبنان)

امام ابوحاتم نے کہا سچا ہے مگر بہت زیادہ غلطیاں کرتا ہے، امام بخاریؒ نے کہا یہ منکر الحدیث ہے، ابن حبان نے ثقات میں کہا کہ کبھی غلطی کرجاتا ہے (سلیمان بن حرب نے کہا کہ اہل علم پر واجب ہے کہ اس کی حدیث سے توقف کریں کیونکہ یہ ثقہ راویوں سے منکر روایات بیان کرتا ہے، ساجی نے کہا، ہے سچا مگر بہت زیادہ غلطیان کرتا ہے اور اس کے بہت سارے وہم بھی ہیں، ابن سعد نے کہا یہ راوی کثیر الغلط ہے، ابن قانع نے کہا ہے کہ صالح ہے لیکن روایت میں غلطی کرتا ہے، دارقطنی نے کہا کہ ثقہ ہے لیکن کثیر الخطاء ہے) محمد بن نصر مروزی نے کہا خراب حافظے والا اور بہت زیادہ غلطیاں کرنے والا ہے۔

قارئین! آپ پر واضح ہوگیا ہوگا کہ یہ راوی **کثیر الغلط ، کثیر الخطاء یخطی له اوهام، سی الحفظ، ربما خطاء** اور منکر روایات بیان کرتا ہے۔ اس لیے یہ قابل احتجاج نہیں ہے۔

اعتراض نمبر۲:

(١٦٤٤٦) ثنا محمد بن احمد بن حماد، سمعت عمرو بن علی یقول: سمعت یحیی بن سعید یقول: سألت سفیان، قلت: سمعت حدیث المرتدة من عاصم؟ قال: قلت: سمعت من اخذ عنه قال: اما من ثقة فلا.

(الکامل فی الضعفاء لابن عدی ج٧ ص٢٤٧٢)

ترجمہ: ابن عدی کہتے ہیں کہ بیان کیا ہم سے محمد بن احمد بن حماد نے کہا سنا میں نے عمرو بن علی سے وہ کہتے تھے کہ سنا میں نے یحییٰ بن سعید سے وہ کہتے تھے کہ میں نے سفیان سے پوچھا کیا آپ نے حدیثِ مرتدہ عاصم سے سنی ہے کیا آپ نے ایسے شخص سے حدیث مرتدہ سنی ہے جس کے ساتھ اخذ کیا جائے تو سفیان نے کہا کہ میں نے کسی ثقہ سے یہ حدیث نہیں سنی۔

جواب:

اس قول کی سند میں ایک راوی محمد بن احمد بن حماد الدولابی ہے۔ اس کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں کہ قال حمزة السهمي سألت الدار قطني عن الدولابي فقال تكلموا فيه قال ابن يونس وكان يضعف. (لسان المیزان ج ۵ ص ۴۲)

حمزہ سہمی نے کہا میں نے اس روای کے متعلق امام دارقطنی سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ محدثین نے اس پر کلام کیا ہے۔ محدث ابن یونس نے کہا کہ اس کا ضعیف ہونا بیان کیا گیا ہے۔

اس سند میں دوسرا راوی عمرو بن علی ہے یہ اگرچہ ثقہ ہے تاہم اس پر علی بن مدینی نے کلام کیا ہے۔ (تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۳۶۸)

اعتراض نمبر ۳:

(۱٦٤٤٧) ثنا احمد بن محمد بن سعید، ثنا عبدالله بن احمد، ثنا ابی، ثنا ابن مهدی، سألت سفيان عن حديث عاصم في المرتدة، قال: اما من ثقة فلا قال ابی، وكان ابو حنيفة يحدثه عن عاصم.

(الكامل في الضعفاء لابن عدي ج۷ ص۲٤۷۲)

ترجمہ: ابن عدیؒ نے کہا کہ بیان کیا ہم سے احمد بن محمد بن سعید نے کہا بیان کیا ہم سے عبداللہ بن احمد نے کہا بیان کیا میرے باپ نے کہا بیان کیا ہم سے ابن مہدی نے کہا میں نے سفیان سے پوچھا حدیث عاصم کے متعلق جو مرتدہ کے بارے میں ہے تو جناب سفیان نے کہا کسی ثقہ سے میں نے یہ حدیث نہیں سنی، عبداللہ بن احمد نے کہا کہ میرے باپ نے کہا کہ ابوحنیفہؒ اس حدیث مرتدہ کو عاصم سے بیان کرتے تھے۔

جواب:

اس سند میں ایک راوی احمد بن محمد بن سعید ہے اور یہ ضعیف ہے۔

ابن حجر لسان المیزان میں لکھتے ہیں: "شیعی متوسط ضعفه غیر واحد وقواه اخرون"
دارقطنی نے کہا: رجل سوء یشیر الی الرفض.
پھر دارقطنی نے کہا: لم یکن فی الدین قوی. (لسان المیزان ج۱ ص۲٦٤)
یہ راوی شیعہ ہے کئی محدثین نے اس کو ضعیف کہا ہے اور دوسروں نے قوی۔ امام دارقطنی نے کہا کہ برا آدمی ہے آپ اس کے رافضی ہونے کی طرف اشارہ کرتے تھے، پھر دارقطنی نے کہا کہ یہ راوی دین میں قوی نہیں ہے۔

اعتراض نمبر۴:

(١٦٤٤٨) ثنا احمد بن محمد بن سعید، ثنا احمد بن زهیر بن حرب، قال: سمعت یحیی بن معین یقول: کان الثوری یعیب علی ابی حنیفة حدیثاً کان یرویه لم یکن یرویه غیر ابی حنیفة عن عاصم، عن ابی رزین، عن ابن عباس، فلما خرج الی الیمن داسه عن عاصم.

(الکامل فی الضعفاء لابن عدی ج۷ ص۲٤٧٢)

ترجمہ: بیان کیا ہم سے احمد بن محمد بن سعید نے، کہا بیان کیا ہم سے احمد بن زہیر بن حرب نے، کہا میں نے یحیٰ بن معین سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ سفیان ثوری (امام) ابوحنیفہؒ پر عیب لگاتے تھے، اس حدیث کے بارے میں جو انہوں نے عاصم سے روایت کی ہے اور (امام) ابوحنیفہؒ کے بغیر کسی نے بھی یہ حدیث عاصم سے روایت نہیں کی۔

جواب:

اس کی سند میں ایک راوی احمد بن محمد بن سعید ہے جو کہ ضعیف ہے، حافظ ابن حجر لسان المیزان میں فرماتے ہیں "شیعی متوسط ضعفه غیر واحد وقواه آخرون" متوسط شیعہ ہے کثیر لوگوں نے اس کو ضعیف کہا ہے اور کئی حضرات نے اس کو قوی جانا ہے۔

امام دارقطنی نے کہا، رجل سوء یشیر الی الرفض، بہت برا آدمی ہے، دارقطنی اس کے رافضی ہونے کی طرف اشارہ کرتے تھے۔ پھر دارقطنی نے کہا لم یکن فی الدین قوی، یہ راوی دین میں قوی نہیں ہے۔ (لسان المیزان ج ۱ ص ۲۶۴)

اس کی سند میں دوسرا راوی احمد بن زہیر ہے یہ اگرچہ ثقہ ہے لیکن تھا بد مذہب قدری فرقہ والا۔ (لسان المیزان ج ۱ ص ۱۷۴)

اعتراض نمبر ۵:

ثنا احمد بن محمد بن سعید، ثنا علی بن الحسن بن سهل، ثنا محمد بن فضیل البلخی، ثنا داؤد بن حماد بن فرافصة، عن وکیع، عن ابی حنیفة، عن عاصم، عن ابی رزین، عن ابن عباس، فی النساء اذا ارتددن، قال: یحبسن ولا یقتلن. قال وکیع: کان سفیان یسأل عن هذا الحدیث بالشام فربما، قال: ثنا النعما، عن عاصم، وربما قال: ثنا بعض اصحابنا. (الکامل ج۷ ص۲۴۷۲)

ترجمہ: ابن عدیؒ نے کہا کہ بیان کیا ہم سے احمد بن محمد بن سعید نے کہا بیان کیا ہم سے علی بن حسن بن سہل نے، کہا بیان کیا ہم سے محمد بن فضیل بلخی نے، کہا بیان کیا ہم سے داؤد بن حماد بن فرافصہ نے وکیع سے انہوں نے (امام) ابوحنیفہ سے انہوں نے عاصم سے انہوں نے ابی رزین سے وہ ابن عباس سے کہ جو عورتیں مرتد ہو جائیں انہیں قتل نہ کیا جائے بلکہ قید کیا جائے۔

جواب:

اس قول کی سند میں ایک راوی احمد بن محمد بن سعید ہے، جو کہ ضعیف ہے اور شیعہ رافضی ہے۔ اس کی سند میں دوسرا راوی داؤد بن حماد بن فرافصہ ہے، یہ بھی ضعیف ہے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں قال ابن القطان حاله مجهول کہ ابن القطان نے کہا کہ اس کا حال

مجہول ہے۔(لسان المیزان ج ۲ص ۴۱۶)

اعتراض نمبر ۶:

(١٦٤٤٩) ثنا محمد بن احمد بن حماد، ثنا محمد بن عبد الله بن يزيد المقرى، ثنا عبد الله بن الوليد المدنى، عن سفيان، عن رجل، عن عاصم بن بهدلة، عن ابى رزين، عن ابن عباس، قال: لا تقتل النساء اذا ارتددن عن الاسلام. (الكامل فى الضعفاء لابن عدى ج٧ ص٢٤٧٢، ٢٤٧٣)

ترجمہ: ابن عدی کہتے ہیں کہ بیان کیا ہم سے محمد بن احمد بن حماد نے وہ کہتے ہیں کہ بیان کیا ہم سے محمد بن عبداللہ بن یزید المقر ی نے، وہ کہتے ہیں کہ بیان کیا ہم سے عبداللہ بن ولید مدنی نے، انہوں نے سفیان سے انہوں نے ایک آدمی سے، انہوں نے عاصم بن بھدلہ سے، انہوں نے ابی رزینؒ سے، انہوں نے ابن عباسؓ سے، حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) نہ قتل کرو عورتوں کو جب وہ مرتد ہو جائیں اسلام سے۔

جواب:

اس کا جواب پہلے گزر چکا ہے۔اس مسئلہ کی تفصیل کے لیے دیکھئے اعلاء السنن مترجم ج ۵

اعتراض نمبر ۷:

(١٦٤٥٠) وثنا محمد بن القاسم، سمعت الخليل بن خالد يعرف بابن هند يقول: سمعت عبد الصمد بن حسان يقول: كان (بين) سفيان الثورى وابى حنيفة شىء، فكان ابو حنيفة اكفهما لسانًا. (الكامل ج٧ ص ٢٤٧٣)

ترجمہ: ابن عدیؒ نے کہا کہ بیان کیا ہم سے محمد بن قاسم نے، کہا کہ سنا میں نے خلیل بن خالد سے، جو ابو ہند سے معروف ہیں، وہ کہتے تھے کہ سنا میں نے عبدالصمد بن حسان سے وہ

کہتے تھے کہ سفیان ثوری اور ابوحنیفہ کے درمیان کچھ ناراضگی تھی اور ابوحنیفہ سفیان ثوری سے بہت زیادہ اپنی زبان کو روکنے والے تھے۔

جواب:

معاصرین کے درمیان کسی مسئلہ کی بنا پر کوئی ناراضگی ہو جانا یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ محدثین کے حالات پر نظر رکھنے والوں سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ ان کے درمیان بھی ایسے واقعات ہوئے ہیں، پھر دوسری بات یہ ہے کہ اس قول میں یہ بھی مذکور ہے کہ امام ابوحنیفہؒ بہت زیادہ اپنی زبان کو روکنے والے تھے، یہ تو آپ کی تعریف وتوصیف ہے نہ کہ آپ پر طعن ہے۔ ویسے اس کی سند بھی محفوظ نہیں، اس کی سند میں ایک راوی خلیل بن خالد ابو ہند ہے، اگرچہ ابن حبان نے اس راوی کو ثقات میں داخل کیا ہے، لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ ''یخطئ ویخالف '' (لسان المیزان ج ۲ ص ۴۱۱) کہ یہ راوی روایت بیان کرنے میں غلطی کرتا ہے اور (ثقات) کے خلاف بیان کرتا ہے۔

اعتراض نمبر ۸:

(١٦٤٥١) ثنا علی بن احمد بن سلیمان، ثنا ابن أبی مریم، قال: سألت یحیی بن معین عن أبی حنیفة، قال: لا یکتب حدیثه. (الکامل ج۷ ص ۲٤۷۳)

ترجمہ: ابن عدیؒ نے کہا کہ بیان کیا ہم سے علی بن احمد بن سلیمان نے، کہا بیان کیا ہم سے ابن ابی مریم نے، کہا سوال کیا میں نے یحیٰی بن معین سے (امام) ابوحنیفہؒ کے متعلق تو یحیٰی بن معین نے کہا کہ ابوحنیفہؒ کی حدیث نہ لکھی جائے۔

جواب:

اس قول کی سند میں ایک راوی علی بن احمد بن سلیمان البغدادی ہے۔ خطیب بغدادی نے اس کے بارے میں فقط اتنا کہا ہے کہ میں نے ابونعیم حافظ سے سنا وہ اس کا ذکر کررہے

تھے اور اس نے ابو حاتم رازی سے روایت کی ہے اور اس سے اس کے بیٹے ابو علی نے کی ہے۔ (تاریخ بغداد ص ۳۲۱)

اس کی توثیق ثابت نہیں ہے کسی نے بھی اس کو ثقہ نہیں کہا ہے۔ امام حافظ ابو عمر یوسف بن عبدالبر اندلسی اپنی کتاب الانتقاء فی فضائل الائمة الثلاثة الفقهاء میں امام اعظم ابو حنیفہؒ کے مداحین کا جب ذکر کرتے ہیں تو اس میں یحییٰ بن معین کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ (الانتقاء فی فضائل الائمة الثلاثة الفقهاء ص ۲۲۵، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ حلب)

ابن حجر تہذیب التہذیب میں لکھتے ہیں کہ یحییٰ بن معین نے کہا کہ امام ابو حنیفہؒ حدیث میں ثقہ ہیں۔ (تہذیب التہذیب ص ۶۳۰، مطبوعہ بیروت لبنان)

اور ابن حجر مکی خیرات الحسان کی فصل نمبر ۳۸ میں فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن معین نے کہا کہ ہمارے اصحاب یعنی محدثین، امام ابو حنیفہ اور ان کے شاگردوں کے بارے میں زیادتی کرتے ہیں۔

اعتراض نمبر ۹:

(١٦٤٥٢) ثنا احمد بن علي المدائني، ثنا محمد بن عمرو بن نافع، ثنا نعيم بن حماد، ثنا ابن عيينة، قال: قدمت الكوفة فحدثتهم عن عمرو بن دينار، عن جابر بن زيد بحديث، فقالوا: ان ابا حنيفة يذكر ذا عن جابر بن عبدالله قلت: لا اعلم، هو جابر بن زيد، قال: فذكر ذلك لابي حنيفة، قال: فقال: لا تبالوا ان شئتم اجعلوه جابر بن عبد الله، وان شئتم اجعلوه جابر بن زيد. (الكامل فی الضعفاء لابن عدی ج۷ ص ۲٤۷۳)

ترجمہ: ابن عدیؒ نے کہا بیان کیا ہم سے احمد بن علی المدائنی نے کہا بیان کیا ہم سے محمد بن عمرو بن نافع نے کہا بیان کیا ہم سے نعیم بن حماد نے کہا بیان کیا ہم سے ابن عیینہ نے کہا میں

کوفہ میں آیا تو میں نے اہل کوفہ کو حدیث بیان کی، عن عمرو بن دینار عن جابر بن زید بحدیث تو اہل کوفہ نے کہا کہ (امام) ابوحنیفہؒ اس حدیث کو ذکر کرتے تھے۔ عن جابر بن عبداللہ یعنی جابر بن زید کی بجائے امام ابوحنیفہؒ اس کو جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے تھے، تو سفیان ابن عیینہ نے کہا کہ میں اس کو نہیں جانتا، میں تو اس کو جابر بن زید ہی جانتا ہوں، ابن عیینہ نے کہا کہ امام ابوحنیفہؒ سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں چاہے تم اس کو جابر بن زید بنالو یا جابر بن عبداللہ بنالو۔

جواب:

یہ بھی امام ابوحنیفہؒ پر محض بہتان ہے اور اس جھوٹ کی نسبت سفیان بن عیینہ کی طرف کی گئی جبکہ آپ اس سے بری ہیں۔ سفیان بن عیینہ تو امام ابوحنیفہؒ کے مداحین میں سے تھے۔

اس کی سند میں ایک راوی احمد بن علی المدائنی ہے۔ ابن حجر عسقلانی لسان المیزان میں فرماتے ہیں کہ قال ابن یونس لم یکن بذلك انتهٰى (لسان المیزان ج۱ ص۲۲۶)

ابن یونس نے کہا یہ راوی قوی نہیں ہے۔

اس کی سند میں دوسرا راوی نعیم بن حماد ہے۔ نعیم بن حماد مختلف فی راوی ہے۔ لیکن امام ابوحنیفہؒ کے ساتھ اس کا بغض مشہور ہے اس لیے جرح و تعدیل کے امام علامہ ذہبیؒ نے میزان الاعتدال میں اس کے بارے میں ایک فیصلہ کن بات کہی ہے۔ امام ذہبی کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں اس کی تمام روایات جھوٹی ہیں۔ (میزان الاعتدال ج۴ ص۲۶۹)

قارئین! امام ذہبی کے فرمان سے یہ بات واضح ہوگئی کہ نعیم بن حماد سے امام ابوحنیفہؒ پر جتنی بھی جرح منقول ہیں وہ جھوٹی روایات ہیں۔

اعتراض نمبر ۱۰:

وقال عمرو بن علي: وابو حنيفة صاحب الرای، واسمه النعمان بن

ثابت لیس بالحافظ، مضطرب الحدیث، وامی الحدیث.

(الکامل فی الضعفاء لابن عدی ج۷ ص ۲۴۷۳، تاریخ بغداد ج۱۳، ص۴۵۱)

ترجمہ: ابن عدیؒ نے کہا کہ عمرو بن علی نے کہا کہ ابوحنیفہ صاحب الرای تھے اور ان کا نام نعمان بن ثابت ہے یہ حافظ نہیں تھے بلکہ ان کی حدیث مضطرب ہے اور کمزور ہے۔

جواب:

یہ بھی امام ابوحنیفہؒ پر بہتان ہے نہ ہی آپ مضطرب الحدیث تھے اور نہ ہی آپ کی حدیث کمزور ہے بلکہ آپ اعلیٰ درجہ کے ثقہ فی الحدیث تھے اور آپ کی حدیث انتہائی اعلیٰ سند والی ہوتی ہے۔ اس اعتراض کا تفصیلی جواب تانیب الخطیب میں علامہ کوثریؒ نے دے دیا ہے۔

اعتراض نمبر ۱۱:

(۱٦٤٥٣) ثنا ابن ابی داؤد، ثنا الربیع بن سلیمان الجیزی، عن الحارث بن مسکین، عن ابن القاسم، قال: قال مالك: الداء العضال الهلاك فی الدین، وابو حنیفة من الداء العضال. (الکامل ج۷ ص ۲۴۷۳)

ترجمہ: ابن عدیؒ نے کہا کہ بیان کیا ہم سے ابن ابی داوٗد نے کہا بیان کیا ہم سے ربیع بن سلیمان الجیزی نے حارث بن مسکین سے انہوں نے ابن القاسم سے انہوں نے کہا کہ حضرت امام مالکؒ نے کہا کہ عاجز کر دینے والی بیماری دین میں ہلاکت ہے اور ابوحنیفہ عاجز کر دینے والی بیماری ہے۔

جواب:

اس قول کی سند بھی انتہائی کمزور ہے۔ اس کی سند میں ایک راوی ربیع بن سلیمان الجیزی ہے، حافظ ابن حجرؒ عسقلانی فرماتے ہیں کہ مسلمہ بن قاسم نے کہا کہ میں نے اس راوی سے

لکھا ہے اور یہ ضعیف ہے اور جو کچھ یہ روایت کرتا ہے اسے اچھے طریقے سے ادا نہیں کر سکتا۔
(لسان المیز ان ج ۲ ص ۴۴۵)

اعتراض نمبر۱۲:

(١٦٤٥٤) ثنا ابن حماد، حدثني عبدالله بن احمد، حدثني ابو معمر، عن الوليد بن مسلم، قال: قال لي مالك: ايذكر ابو حنيفة في بلدكم؟ قلت: نعم قال: ما ينبغي لبلدكم ان يسكن. (الكامل لابن عدى ج٧ ص ٢٤٧٢)

ترجمہ: علامہ ابن عدیؒ نے کہا کہ بیان کیا ہم سے ابن حماد نے کہا بیان کیا مجھے عبداللہ بن احمد نے، کہا بیان کیا مجھ سے ابو معمر نے ولید بن مسلم سے، اس نے کہا کہ مجھے امام مالکؒ نے فرمایا کیا تمہارے شہروں میں ابو حنیفہ کا ذکر کیا جاتا ہے میں نے کہا ہاں کیا جاتا ہے تو امام مالکؒ نے فرمایا کہ تمہارے شہروں کے لائق نہیں کہ ابو حنیفہؒ اس میں رہیں۔ (بعض نسخوں میں تسکن بھی لکھا ہوا ہے)

جواب:

اس قول کی سند میں ایک راوی ولید بن مسلم ہے جو کہ مجروح ہے۔ ملاحظہ فرمائیں
مروزی نے امام احمد سے روایت کی ہے کہ ولید بن مسلم کثیر الخطاء ہے۔

اور امام احمد بن حنبل نے ابن معین سے روایت کی ہے کہ ابن معین نے کہا کہ میں نے ابو مسہر سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ ولید ابو السفر سے اوزاعی کی روایات لیتا ہے اور ابو السفر کذاب ہے۔

مومل بن اہاب نے ابو مسہر سے روایت کی ہے کہ ولید بن مسلم اوزاعی کی حدیث جھوٹے لوگوں سے روایت کرتا ہے پھر تدلیس کرتا ہے اور اسے اوزاعی کی طرف منسوب کر دیتا ہے اور ولید نے امام مالکؒ سے دس احادیث ایسی روایت کی ہیں جن کی کوئی اصل نہیں ہے۔

امام احمد نے فرمایا کہ جو احادیث اس نے سنی تھیں اور جو نہیں سنیں تھیں سب اس پر مخلوط ہو گئیں تھیں اور اس کی کئی روایات منکر ہیں۔ (تہذیب التہذیب ج۶ ص۹۹)

اعتراض نمبر۱۳:

(۱٦٤۵۵) ثنا احمد بن محمد بن سعید، ثنا محمد بن عبدالله بن سلیمان، ثنا سلمة بن شبیب، ثنا المقری عبد الله بن یزید ابو عبد الرحمٰن، قال: سمعت ابا حنیفة یقول: عامة ما احدثکم خطا.

(الکامل لابن عدی ج۷ ص ۲٤۷۳، علل کبیر الترمذی ص۳۸۸)

ترجمہ: ابن عدیؒ نے کہا بیان کیا ہم سے احمد بن محمد بن سعید نے کہا بیان کیا ہم سے محمد بن عبداللہ بن سلیمان نے کہا بیان کیا ہم سے سلمہ بن شبیب نے کہا بیان کیا ہم سے المقری عبداللہ بن یزید، ابو عبدالرحمٰن نے کہا سنا میں نے (امام) ابو حنیفہؒ سے وہ فرماتے تھے کہ جو عام احادیث میں نے تمہیں بیان کی ہیں وہ غلط ہیں۔

جواب:

اس روایت میں ضعیف اور متعصب راوی نے یہ کوشش کی ہے کہ معاذ اللہ امام ابو حنیفہؒ اپنی روایات کو خود ہی غلط کہتے تھے، یہ بات کتنی غلط ہے اس پر کسی تبصرے کی ضرورت تو نہیں کیونکہ اس کا بطلان خود اس کلام سے واضح ہے تاہم سند کے حوالے سے کچھ نہ کچھ عرض کیا جاتا ہے ملاحظہ فرمائیں۔ اس کی سند میں ایک راوی احمد بن محمد بن سعید ہے جو کہ خود ضعیف ہے جو بے چارا خود مجروح ہے، اس کی بات کا کیا اعتبار ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی لسان المیزان میں فرماتے ہیں کہ

''کثیر لوگوں نے اس کو ضعیف کہا ہے اور کئی حضرات نے اس کو قوی جانا ہے۔''

دارقطنی نے کہا کہ یہ برا آدمی ہے، دارقطنی اس کے رافضی ہونے کی طرف اشارہ کرتے

تھے، دارقطنی نے کہا کہ یہ راوی دین میں قوی نہیں۔ (لسان المیزان ج ۱ ص ۲۶۴)

اعتراض نمبر ۱۴:

(١٦٤٥٦) ثنا عبدالله بن محمد بن عبد العزيز، حدثني محمود بن غيلان، ثنا المقرى، سمعت ابا حنيفة يقول: ما رايت افضل من عطاء، وعامة ما احدثكم خطا. (الكامل فى الضعفاء لابن عدى ج٧ ص ٢٤٧٢)

ترجمہ: ابن عدیؒ نے کہا کہ بیان کیا ہم سے عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز نے، کہا بیان کیا مجھ سے محمود بن غیلان نے، کہا بیان کیا ہم سے مقری نے، کہا سنا میں نے (امام) ابوحنیفہؒ سے آپ کہتے تھے کہ میں نے جناب عطاء سے افضل نہیں دیکھا اور جو عام احادیث میں نے تمھیں بیان کی ہیں وہ غلط ہیں۔

جواب:

اس قول کی سند میں ایک راوی عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز ہے، یہ راوی خود ابن عدی کے نزدیک ضعیف ہے، ابن عدی کہتے ہیں کہ اہل علم لوگ اور مشائخ اس راوی کے ضعیف ہونے پر متفق ہیں۔

(كامل ابن عدى ج٥ ص٤٣٧، مطبوعه لبنان، كتاب الضعفاء والمتروكين لابن الجوزى ج٢ ص١٣٩)

اعتراض نمبر ۱۵:

(١٦٤٥٧) ثنا احمد بن حفص، عن عمرو بن على، حدثني ابو غادر الفلسطينى، اخبرنى رجل: انه راى النبى صلى الله عليه وسلم فى المنام، فقلت: يا رسول الله، حديثا هذا عمن نأخذه؟ قال صلى الله عليه وسلم: عن سفيان الثورى، فقلت: فأبو حنيفة؟ قال صلى الله عليه وسلم: ليس هناك يعنى ليس فى موضع الأخذ عنه. (الكامل لابن عدى ج٧ ص ٢٤٧٢)

ترجمہ: ابن عدیؒ نے کہا کہ بیان کیا ہم سے احمد بن حفص نے عمرو بن علی سے، کہا بیان کیا مجھ سے ابو غادر الفلسطینی نے، کہا خبر دی مجھ کو ایک آدمی نے کہ اس نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اس نے کہا میں نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کی حدیث ہم کس سے اخذ کریں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفیان ثوری سے میں نے عرض کی، کیا ابو حنیفہؒ سے بھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں، یعنی ابو حنیفہ لائق اخذِ حدیث نہیں ہے۔

جواب:

اس قول کی سند درست نہیں۔ خواب دیکھنے والے کو ابن عدی نے رجل بیان کیا ہے کہ کوئی ایک آدمی نہ اس کا نام لیا نہ اس کا کوئی اتہ پتہ، نہ جانے یہ شخص مذکور کون تھا، کیسا تھا، کچھ ابن عدی کو معلوم نہیں۔ ایسے مجہول شخص کی بنا پر اتنے بڑے امام کے خلاف پھر بھی جرح کر ڈالی۔ اگر ایسے مجہول راویوں کی بنا پر جلیل القدر اماموں پر نقد و جرح شروع کر دیں تو معاملہ کہاں تک پہنچے گا، شاید کوئی محدث، امام بھی محفوظ نہ رہ سکے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر سند میں مذکورہ مجہول آدمی، معروف ہوتا اور ثقہ بھی ہوتا تو پھر بھی یہ بات حجت نہ تھی۔ میں منکرین سے پوچھتا ہوں کیا امتیوں کے خواب تمہارے نزدیک حجت ہیں، اگر خود تمہارے نزدیک ہی حجت نہیں تو پھر ایسی باتوں کی بنا پر اتنے جلیل القدر امام پر جرح کیوں۔

اعتراض نمبر ۱۶:

(١٦٤٥٨) ثنا محمد بن يوسف الفربری، ثنا علی بن خشرم، ثنا علی بن اسحاق، قال: سمعت ابن المبارك يقول: كان ابو حنيفة فی الحديث يقيمً.

(الكامل فی الضعفاء لابن عدی ج۷ ص ۲٤۷۳)

ترجمہ: ابن عدیؒ نے کہا کہ بیان کیا ہم سے محمد بن یوسف فربری نے کہا، بیان کیا ہم سے

علی بن خشرم نے کہا، بیان کیا ہم سے علی بن اسحاق نے، کہا سنا میں نے (امام) ابن المبارک سے آپ فرماتے تھے کہ "كان ابو حنيفة في الحديث يقيم" (امام) ابوحنیفہ حدیث میں مضبوط تھے۔

جواب:

یہ تو امام ابوحنیفہؒ کی تعریف ہے۔ جو آپ کے شاگرد نے کی ہے۔ کیونکہ عبداللہ بن مبارک آپ کے شاگرد ہیں۔ عبداللہ بن مبارک کی کتاب الجہاد، کتاب الزھد تو طبع ہو چکی ہیں۔ کتاب الآثار کا نسخہ مل گیا ہے وہ بھی اپنے وقت پر شائع ہو جائے گا ان شاء اللہ

اعتراض نمبر ۱۷:

(١٦٤٥٩) ثنا ابن ابی عصمة، ثنا احمد (بن) الفرات، قال: سمعت الحسن بن زياد اللؤلئي يقول: سمعت ابا حنيفة يقول: لا بأس أن تفتتح الصلاة بالفارسية.

(الكامل في الضعفاء لابن عدی ج۷ ص ۲٤٧٣، المبسوط ج۱ ص۱۵)

ترجمہ: ابن عدیؒ نے کہا کہ بیان کیا ہم سے ابن ابی عصمہ نے، کہا بیان کیا ہم سے احمد بن فرات نے، کہا سنا میں نے حسن بن زیاد لولوی سے، وہ کہتے تھے کہ سنا میں نے (امام) ابوحنیفہؒ سے آپ فرماتے تھے کہ نماز کو فارسی میں شروع کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

جواب:

اس قول کی سند مجروح ہے اس کی سند میں احمد بن فرات ہے اس کے متعلق امام ذہبی فرماتے ہیں کہ ابن خراش نے کہا کہ یہ رافضی ہے اور یہ عمداً جھوٹ بولتا تھا۔

(المغنی فی الضعفاء للذهبی ج۱ ص۸۵)

خود ابن عدی نے کامل میں کہا کہ ابن خراش اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کہتے تھے کہ احمد بن

فرات قصداً جان بوجھ کر جھوٹ بولتا ہے۔(دیکھئے کامل ابن عدی ج۱ص۳۱۲،مطبوعہ لبنان)

پھراس کی سند میں امام حسن بن زیاد لؤلوی ہیں، یہ امام اگرچہ ہمارے نزدیک تو ثقہ ہیں لیکن ابن عدی کے نزدیک ضعیف ہیں۔(دیکھئے کامل ابن عدی ج۴ص۱۶۰)

تعجب ہے ابن عدی پر اور ان جیسے دوسرے حضرات پر کہ جن راویوں کو خود ضعیف کہتے ہیں پھرانہیں سے اپنے مخالفین کے خلاف دلیل بھی پکڑتے ہیں۔

اعتراض نمبر ۱۸:

(١٦٤٦٠) حدثنا ابن حماد، حدثني صالح، ثنا علي، قال: سمعت يحيى بن سعيد يقول: مر بي أبو حنيفة وانا في سوق الكوفة، فقال لي قيس القياس: هذا أبو حنيفة فلم اسأله عن شيء، قيل ليحيى: كيف كان حديثه؟ قال: ليس بصاحب حديث. (الكامل لابن عدى ج٧ ص ٢٤٧٣)

ترجمہ: ابن عدیؒ نے کہا کہ بیان کیا ہم سے ابن حماد نے کہا بیان کیا مجھ سے صالح نے، کہا بیان کیا مجھ سے علی نے، کہا سنا میں نے یحییٰ بن سعید سے وہ فرماتے تھے کہ ابو حنیفہؒ میرے پاس سے گزرے جب کہ میں کوفہ کے ایک بازار میں تھا تو مجھے کہا گیا کہ یہ ابو حنیفہ ہیں، میں نے آپ سے کوئی سوال نہیں کیا، یحییٰ بن سعید کو کہا گیا کہ ابوحنیفہ کی حدیث کیسی ہے تو آپ نے کہا کہ ابوحنیفہ حدیث والا نہیں ہے۔

جواب:

اس قول کی سند مجروح ہے اس میں پہلا راوی ہے ابن حماد، مکمل نام اس طرح ہے،

محمد بن احمد بن حماد الحافظ ابو بشر الدولابي، وعنه ابن عدى قال حمزة السهمي سألت الدار قطني عن الدولابي فقال تكلموا فيه قال ابن يونس وكان يضعف. (لسان الميزان ج٥ ص٤٢)

دار قطنی نے کہا کہ محدثین نے اس میں کلام کیا ہے ابن یونس نے کہا اس راوی کو ضعیف کہا گیا ہے اس سند کا دوسرا راوی ہے صالح، صالح نام کے کئی راوی ہیں یہاں پر یہ راوی بغیر کسی نسبت کے مذکور ہے، تو جب تک اس کا تعین نہ ہو اس وقت تک اس کا کچھ پتہ نہیں کہ یہ ثقہ ہے یا ضعیف تو ایسے راوی کی روایت سے امام صاحب پر جرح کرنا صحیح نہیں۔

اس سند میں تیسرا راوی علی ہے، علی نام کے بھی بے شمار راوی ہیں یہ بھی اس سند میں بغیر کسی کنیت اور نسبت کے مذکور ہے جب تک تعین نہ ہو اس کو ثقہ کیسے کہا جا سکتا ہے۔

اس سند کے چوتھے راوی یحیٰی بن سعید ہیں، ضعیف راویوں نے جو آپ کی طرف غلط بات منسوب کی ہے اس کا رد خود جناب یحیٰی بن سعید کے اپنے قول و عمل سے بھی ہوتا ہے چنانچہ ابن عدی ہی اپنی سند سے بیان کرتے ہیں (بحذف سند) کہ جناب یحیٰی بن سعید القطان نے کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ پر جھوٹ نہیں بولتے کئی بار ہم نے ابوحنیفہ کی رائے سنی ہے ہم نے اس کو اچھا جانا اور اس کو اختیار کر لیا۔ (کامل ابن عدی ج ۸ ص ۲۴۰)

ابن عدی ہی کہتے ہیں کہ یحیٰی بن معین نے کہا کہ **یحییٰ بن سعید یذهب فی الفتوی الی مذهب الکوفیین** یحیٰی بن سعید اہل کوفہ کے قول کے مطابق فتویٰ دیتے تھے۔ (کامل ابن عدی ج ۸ ص ۲۴۰، الانتقاء ج ۲ ص ۱۴۹، تاریخ بغداد)

مذکورہ سطور سے یہ بات واضح ہے کہ امام یحیٰی بن سعید، حضرت امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں اچھی رائے رکھتے تھے اور آپ کے قول مبارک کے مطابق فتویٰ بھی دیتے تھے تو جو شخص امام ابوحنیفہؒ کے قول پر فتویٰ دے آپ کی رائے کو اچھا جانے وہ ایسی غلط بات اس امام کے بارے میں کیسے کہہ سکتا ہے۔

علامہ ابن عبدالبرؒ نے یحیٰی بن سعید القطانؒ کو ان محدثین میں شمار کیا ہے، جو امام ابوحنیفہؒ کی تعریف کرنے والے ہیں دیکھئے ابن عبدالبر کی۔ (الانتقاء فی فضائل الائمۃ الثلاثۃ ص ۱۹۳ تا ۲۲۹)

اعتراض نمبر۱۹:

(١٦٤٦١) ثنا احمد بن علي المدائني، ثنا موسى بن النعمان، ثنا سعيد بن راشد، قال: جلس ابو حنيفة الى ايوب، فقال: حدثني سالم الافطس ان سعيد بن جبير كان يرى الارجاء، فقال له ايوب: كذبت. قال لي سعيد بن جبير، لا تقربن طلقًا، فانه مرجي. (الكامل لابن عدی ج۷ ص ٢٤٧٤)

ترجمہ: ابن عدیؒ نے کہا کہ بیان کیا ہم سے احمد بن علی المدائنی نے، کہا بیان کیا ہم سے موسیٰ بن نعمان نے، کہا بیان کیا ہم سے سعید بن راشد نے، کہا ابوحنیفہ ایوب کے پاس بیٹھے، ابوحنیفہؒ نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے سالم الافطس نے کہ بے شک سعید بن جبیر مرجئی تھے، تو ایوب نے ابوحنیفہؒ سے کہا کہ تو نے جھوٹ کہا ہے مجھے سعید بن جبیر نے خود کہا ہے کہ کلبی میرے قریب نہ آئے کیونکہ وہ مرجئی ہے۔

جواب:

اس قول کی سند میں پہلا راوی ہے ''احمد بن علی المدائنی'' اس راوی کے متعلق ابن یونس نے کہا ''**لم يكن بذالك**'' یہ راوی ضعیف ہے۔ **(لسان الميزان ج١ ص ٢٢٦)**

اس کی سند میں دوسرا راوی ہے، موسیٰ بن نعمان۔

علامہ ذہبی فرماتے ہیں ''**نكرة لا يعرف**'' **(ميزان الاعتدال ج٤ ص ٢٢٥)**

یہ راوی منکر مجہول ہے۔

علامہ ابن عبدالبر نے محدث ایوب سختیانی کو امام ابوحنیفہ کی تعریف کرنے والوں میں شمار کیا ہے۔ (الانتقاء ص ۱۹۳ تا ۲۲۹)

ابن عبدالبر کی عبارت سے واضح ہے کہ محدث ایوب، امام ابوحنیفہؒ کے متعلق بہتر رائے رکھتے تھے اور ان کی تعریف کرتے تھے۔

اعتراض نمبر۲۰:

(١٦٤٦٢) سمعت ابن حماد يقول: قال السعدي: لا يقنع بحديثه ولا برأيه، يعني ابا حنيفة. وقال النسائي: النعمان بن ثابت ابو حنيفة كوفي ليس بالقوي. (الكامل في الضعفاء لابن عدي ج٧ ص ٢٤٧٤، احوال الرجال ص٩٥)

ترجمہ: ابن عدیؒ نے کہا کہ سنا میں نے ابن حماد سے وہ کہتے تھے کہ کہا سعدی نے کہ ابوحنیفہؒ کی حدیث اور رائے پر قناعت نہ کی جائے اور نسائی نے کہا کہ نعمان بن ثابت ابوحنیفہؒ کوئی قوی نہیں ہے۔

جواب:

اس قول کی سند میں ایک راوی ہے ''السعدی'' یہ خود بہت بڑا جھوٹا تھا اتنا بڑا جھوٹا تھا کہ خود ہی حدیثیں بنالیا کرتا تھا۔ علامہ ذہبی میزان میں فرماتے ہیں کہ ''**یضع الحدیث**'' یہ راوی خود حدیثیں گھڑ لیا کرتا تھا۔ (میزان الاعتدال ج ۳ ص ۴۴۸)

اب آپ خود غور کریں کہ ایسا شخص جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے سے باز نہیں آتا تھا وہ امام ابوحنیفہؒ پر کیونکر جھوٹ نہیں بول سکتا، تو ایسے جھوٹے کی بات کا کیا اعتبار ہے۔

جواب نمبر۲:

رہا امام نسائیؒ کا امام ابوحنیفہؒ کے متعلق ''**لیس بالقوی**'' فرمانا تو اس کا جواب یہ ہے کہ امام نسائی جرح کرنے میں متشدد ہیں جیسا کہ خود غیر مقلد عالم مولانا ارشاد الحق اثری صاحب اپنی کتاب توضیح الکلام میں ایک حدیث پر اعتراض کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ امام نسائی متعنت ہیں ان کی جرح کا اعتبار نہیں۔ (توضیح الکلام ج ۱ ص ۲۲۸)

مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری غیر مقلد بھی اپنی کتاب **ابکار المنن** ص ۸۰ پر امام

نسائی کو متعنت یعنی جرح کرنے میں متشدد قرار دیتے ہیں۔

اعتراض نمبر ۲۱:

(١٦٤٦٤) ثنا احمد بن حفص، ثنا احمد بن سعيد الدارمي، قال: سمعت النضر بن شميل يقول: كان ابو حنيفة متروك الحديث ليس بثقة.

(الكامل في الضعفاء لابن عدی ج۷ ص ۲٤٧٤)

ترجمہ: ابن عدیؒ نے کہا کہ بیان کیا ہم سے احمد بن حفص نے، کہا بیان کیا ہم سے احمد بن سعید الدارمی نے، کہا سنا میں نے نضر بن شمیل سے، وہ کہتے تھے کہ ابوحنیفہؒ متروک الحدیث ہیں ثقہ نہیں ہیں۔

جواب:

اس قول کی سند کا پہلا راوی ہے احمد بن حفص السعدی، اس کے متعلق ابن حجرؒ لسان المیزان میں لکھتے ہیں: صاحب مناکیر **قال في المغني واه ليس بشيء (لسان المیزان ج۱ ص ۱٦۲)** یہ راوی منکر روایات بیان کرتا ہے اور مغنی میں کہا گیا کہ یہ کمزور ہے اور یہ راوی کوئی شے نہیں ہے۔

واضح ہو گیا کہ یہ راوی خود مجروح، ضعیف ہے۔

علامہ ذہبی مغنی میں فرماتے ہیں **قالَ شيخ ابن عدی ذو مناكير (المغني ص٦٤)**

تو جب یہ سند ہی مجروح ہے اور اس میں ضعیف راوی ہیں جو اس جرح کو محدث نضر بن شمیل کی طرف منسوب کرتے ہیں تو پھر یہ جرح کیونکر ثابت ہو گی۔

پھر علامہ ابن عبد البرؒ نے تو محدث نضر بن شمیل کو امام اعظم ابوحنیفہؒ کی تعریف کرنے والوں میں شمار کیا ہے۔ (الانتقاء لابن عبد البر ص۱۹۳ تا ۲۲۹)

اعتراض نمبر ۲۲:

(١٦٤٦٥) ثنا محمد بن يوسف، ثنا محمد بن المهلب البخاری، ثنا ابراهيم

بن الاشعث، قال: سمعت الفضل یقول: لم یکن بین المشرق والمغرب فقیه یذکر بخیر الا عاب ابا حنیفة ومجلسه. (الکامل ج۷ ص ۲٤۷٤)

ترجمہ: ابن عدیؒ نے کہا کہ بیان کیا ہم سے محمد بن یوسف نے، کہا بیان کیا ہم سے محمد بن المہلب البخاری نے، کہا بیان کیا ہم سے ابراہیم بن اشعث نے، کہا سنا میں نے فضل سے وہ کہتے تھے کہ مشرق و مغرب میں جو بھی فقیہ ہے اس کا ذکر خیر سے ہی کیا جاتا ہے مگر ابوحنیفہؒ اور اس کی مجلس کو معیوب سمجھا جاتا ہے۔

جواب:

اس کی سند میں ایک راوی محمد بن المہلب البخاری ہے۔ علامہ ابن حجر لسان میں لکھتے ہیں کہ "کان یضع الحدیث" (لسان المیزان ج۵ ص۳۹۸)

کہ یہ راوی خود حدیث گھڑ لیا کرتا تھا۔

اس سند میں دوسرا راوی ابراہیم بن اشعث بھی ہے، اس کے متعلق علامہ ابن الجوزی لکھتے ہیں کہ یہ شخص باطل روایات بیان کرتا ہے۔ (کتاب الضعفاء ابن الجوزی ج۱ ص۲۳، ۲٤)

اعتراض نمبر۲۳:

(١٦٤٦٦) سمعت عبدالله بن محمد بن عبد العزیز یقول: سمعت منصور بن ابی مزاحم یقول: سمعت شریکا یقول: لان یکون فی کل ربع من رباع الکوفة خمار یبیع الخمر خیر من ان یکون فیها من یقول بقول ابی حنیفة. (الکامل فی الضعفاء لابن عدی ج۷ ص ۲٤۷٤)

ترجمہ: ابن عدیؒ نے کہا کہ سنا میں نے عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز سے وہ کہتے تھے سنا میں نے منصور بن ابی مزاحم سے وہ کہتے تھے سنا میں نے شریک سے وہ کہتے تھے "لان یکون فی کل ربع من رباع الکوفة خمار یبیع الخمر خیر من ان یکون فیها

من يقول بقول ابي حنيفة "شراب فروخت کرنے والا، اس شخص سے بہتر ہے جو ابوحنیفہؒ کے قول کو اپنائے۔

جواب:

اس قول کی سند کا پہلا راوی عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز ہے اس کے متعلق خود ابن عدی کا ہی فیصلہ سنیں، ابن عدی کامل میں لکھتے ہیں: "**والناس اهل العلم والمشائخ معهم مجتمعين علي ضعفه**" (کامل ابن عدی ج۵ ص ۴۳۷)

یعنی لوگوں میں سے اہل علم اور مشائخ کا ایک ساتھ اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ راوی ضعیف ہے پھر اس کی سند میں شریک راوی ہے وہ تو خود غیر مقلدین کے نزدیک بھی متکلم فیہ ہے پھر اس کی سند میں منصور بن ابی مزاحم ہے اگر چہ یہ ثقہ ہے تاہم تہذیب میں ہے کہ عبداللہ بن احمد نے کہا کہ بیان کیا ہم سے منصور بن بشیر۔ (ابن ابی مزاحم) نے کہا بیان کیا ہم سے ابن علیہؒ نے ایوب سے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انسؓ سے روایت بیان کی نماز کو الحمد سے شروع کرنے سے متعلق۔

عبداللہ بن احمد نے کہا کہ یہ حدیث میں نے اپنے باپ امام احمد کو بیان کی تو انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے اسماعیل ابن علیہؒ نے سعید سے یہ روایت ایوب سے نہیں ہے۔ تو امام احمد نے اس روایت کا اس طرح بیان کی ہوئی کا انکار کیا۔ (تہذیب التہذیب ج۵ ص ۵۴۳)

یعنی منصور بن ابی مزاحم نے سند میں ایوب کو داخل کیا ہے جب کہ ایوب اس سند میں نہیں بلکہ ایوب کی جگہ سعید ہے۔

اور علامہ ابن عبدالبر نے قاضی شریک کو امام ابوحنیفہؒ کی تعریف کرنے والوں میں شمار کیا ہے۔ (الانتقاء لابن عبدالبر ص ۱۹۳ تا ۲۲۹)

اعتراض نمبر ۲۴:

(١٦٤٦٧) ثنا احمد بن محمد بن عبيدة، ثنا المزني اسماعيل بن يحيى،

ثنا علی بن معید، عن عبید الله بن عمرو الجزری، قال: قال الاعمش: یا نعمان ـ یعنی ابا حنیفۃ ـ ما تقول فی کذا؟ قال: کذا. قال: ما تقول فی کذا؟ قال: کذا. قال: من این قلت؟ قال: انت حدثنی عن فلان عن. فقال الاعمش یا معشر الفقهاء انتم الاطباء، ونحن الصیادلۃ.

(الکامل فی الضعفاء لابن عدی ج۷ ص ۲۴۷۴)

ترجمہ: ابن عدیؒ نے کہا بیان کیا ہم سے احمد بن محمد بن عبیدہ نے، کہا بیان کیا ہم سے المزنی اسماعیل بن یحییٰ نے، کہا بیان کیا ہم سے علی بن معبد نے، عبید اللہ بن عمرو الجزری سے انہوں نے کہا کہ اعمش نے کہا اے نعمان یعنی ابوحنیفہؒ آپ اس مسئلہ میں کیا کہتے ہیں تو امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا میں اس مسئلہ میں یہ بات کہتا ہوں تو اعمش نے کہا یہ مسئلہ آپ نے کہاں سے لیا ہے تو امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا اے اعمش آپ ہی نے تو مجھے فلاں سے حدیث بیان کی ہے۔ (اسی سے میں نے یہ مسئلہ لیا ہے) تو اعمش نے کہا اے فقہاء کی جماعت تم طبیب ہو اور ہم محدثین صرف پنساری ہیں۔

جواب:

یہ روایت امام ابوحنیفہؒ کی فضیلت پر دال ہے کہ امام اعمش جیسے امام المحدثین نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ اے ابوحنیفہ تم طبیب ہو اور ہم پنساری۔ یعنی جس طرح پنساری کی دکان میں مختلف قسم کی دوائیں جڑی بوٹیاں موجود ہوتی ہیں وہ ان جڑی بوٹیوں کو آگے پہنچاتا ہے لیکن وہ خود نہیں جانتا کس جڑی بوٹی کا کیا فائدہ ہے اس میں کتنے امراض کی شفا پوشیدہ رکھی گئی ہے لیکن ایک طبیب جو ماہر ہو وہ جانتا ہے کہ فلاں جڑی بوٹی میں قدرت نے کیا کیا خاصیتیں رکھی ہیں۔ فلاں جڑی بوٹی کا کیا فائدہ ہے اس کا استعمال کیسے ہوگا۔ امام اعمش نے کھلے دل سے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ اے ابوحنیفہ تم طبیب ہو یعنی یہ جانتے ہو کہ فلاں حدیث میں کون سا مسئلہ چھپا ہے، فلاں حدیث سے کون کون سے مسائل اخذ ہوتے ہیں اور

ہم تو پنساری ہیں کہ ہر قسم کی حدیثیں بھی موجود ہیں ہمارے پاس لیکن ان سے استخراج و استنباط نہیں کر سکتے۔

اعتراض نمبر ۲۵:

(١٦٤٦٨) ثنا حاجب بن مالك، ثنا عبدالله بن سعيد الكندى، ثنا يونس بن بكير، عن ابى حنيفة، قال: لو اعطيت فى صدقة الفطر هليلج اجزاك.

(الكامل فى الضعفاء لابن عدى ج٧ ص ٢٤٧٤، سنن دار قطنى ج٤ ص ٥٦)

ترجمہ: ابن عدیؒ نے کہا کہ بیان کیا ہم سے حاجب بن مالک نے، کہا بیان کیا ہم سے عبداللہ بن سعید الکندی نے، کہا بیان کیا ہم سے یونس بن بکیر نے (امام) ابوحنیفہ سے کہ ابوحنیفہؒ نے فرمایا ''**لو اعطيت فى صدقة الفطر هليلج اجزاك**'' اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر تو صدقہ فطر میں ''**هليلج**'' دے دے تو تجھے کافی ہے۔

جواب:

اس قول کی سند میں ایک راوی یونس بن بکیر ہے جو سخت ضعیف ہے امام ابوداؤد نے فرمایا ''**ليس بحجة عندى**'' کہ یہ میرے نزدیک حجت نہیں ہے۔ **قال ابن معين انه مرجئ،** ابن معینؒ نے کہا کہ یہ مرجی عقیدے والا ہے، **قال النسائى ليس بالقوى،** نسائی نے کہا یہ قوی نہیں ہے، **قال العجلى ضعيف،** امام عجلی نے کہا یہ راوی ضعیف ہے۔ **قال ابن المدينى كتبت عنه ولست احدث عنه،** ابن المدینی نے کہا کہ میں نے اس سے لکھا تو ہے لیکن میں اسے بیان کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔

(میزان الاعتدال ج ۴ ص ۴۷۷، ۴۷۸)

اعتراض نمبر ۲۶:

(١٦٤٦٩) ثنا الحسن بن سفيان، ثنا محمد بن الصباح، قال: سمعت

سفیان بن عیینة یقول: قال مساور الوراق:

اذا ما القوم یوما قایسونا　　بمعضلة من الفتوی طریقه

رمیناهم بمقیاس صلیب　　مصیب من طراز ابی حنیفة

اذا سمع الفقیه بها وعاها　　واثبتها بحبر فی صحیفه

قال: فکان ابو حنیفة اذا رأی مساور، قال: هاهنا، واوسع له.

(الکامل فی الضعفاء لابن عدی ج۷ ص ۲٤۷٤، المعارف لابن قتیبة ص٤۹٥)

ترجمہ: ابن عدیؒ نے کہا کہ بیان کیا ہم سے حسن بن سفیان نے، کہا بیان کیا ہم سے محمد بن صباح نے، کہا سنا میں نے سفیان بن عیینہ سے، وہ کہتے تھے کہ مساور الوراق نے کہا

جب ایک دن قوم نے ہمیں چھیڑا۔ ایسے فتویٰ کے ساتھ جس کا طریقہ مشکل تھا

تو ہم نے ان کو مارا مضبوط پیمانہ کے ساتھ۔ امام ابوحنیفہؒ کے طریقہ پر

جب فقیہ اور عوام نے ایسا سنا تو اس کو سیاہی کے ساتھ صحیفہ میں لکھ دیا

سفیان نے کہا ابوحنیفہ جب مساور کو دیکھتے تو فرماتے کہ اس جگہ بیٹھو اس کے لیے جگہ کشادہ کر دیتے تھے۔ (کامل ابن عدی ج۸ ص۲۳۸)

جواب:

اس قول کی سند میں ایک راوی حسن بن سفیان ہے، ابن حجر نے لسان المیزان میں فرمایا کہ حسن بن سفیان "کان من رجال الشیعه" کہ یہ راوی شیعہ ہے۔

(لسان المیزان ج۲ ص۲۱۱)

اس کی سند میں ایک راوی محمد بن صباح ہے۔ یہ راوی اگرچہ ثقہ ہے تاہم وہمی ہے۔

(تہذیب التہذیب ج۵ ص۱٦۹)

اعتراض نمبر ۲۷:

(١٦٤٧٠) ثنا اسحاق بن احمد بن حفص، ثنا یعقوب بن ابراهیم

الدورقي، حدثني ابو خالد يزيد بن حكيم العسكري وذكر من فضله، ثنا ابو عبدالرحمن السروجي، وكان يحدث عن حماد بن زيد وغيره. قال: اخبرني وكيع انه اجتمع في بيت بالكوفة: ابن ابي ليلي، وشريك، والثوري، وابوحنيفة وابن حي وهو الحسن بن صالح كوفي، قال: ابو حنيفة ايمانه علي ايمان جبريل، وان نكح امه، وكان شريك لا يجيز شهادته ولا شهادة اصحابه، واما الثوري فما كلمه حتى مات. (الكامل ج۷ ص ۲٤٧٤)

ترجمہ: ابن عدیؒ نے کہا بیان کیا ہم سے اسحاق بن احمد بن حفص نے، کہا بیان کیا ہم سے یعقوب بن ابراہیم دورقی نے، کہا بیان کیا مجھ سے ابوخالد یزید بن حکیم العسکری نے، کہا بیان کیا ہم سے ابوعبدالرحمٰن سروجی نے حماد بن زید وغیرہ سے کہا خبر دی مجھے وکیع نے کہ بے شک وہ کوفہ کے ایک گھر میں ابن ابی لیلیٰ، شریک، ثوری، حسن بن صالح اور ابوحنیفہ کے ساتھ جمع ہوئے تو ابوحنیفہ نے کہا اس کا ایمان جبریل علیہ السلام کے ایمان کی مانند ہے اگرچہ وہ آدمی اپنی ماں سے نکاح ہی کر لے، شریک تو ابوحنیفہ اور آپ کے شاگردوں کی شہادت کو قبول نہیں کرتے تھے، اور ثوری نے آپ سے آخری دم تک کلام نہیں کیا۔

جواب:

قطع نظر سند کے یہ سارا افسانہ گھڑا ہوا ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں ہے حضرت امام ابوحنیفہؒ قطعاً اس سے بری ہیں۔

کیونکہ وکیع بن جراح تو امام ابوحنیفہؒ کے تلامذہ میں سے ہیں اور حضرت امام کے قول پر فتویٰ دینے والے بھی۔ (تذکرۃ الحفاظ للذهبی ج۱ ص۲۲٤)

اور حضرت امام کے مداح بھی۔ (الانتقاء لابن عبدالبر ص۱۹۳تا۲۲۹)

اور قاضی شریک بھی امام صاحبؒ کے مداح ہیں۔ (الانتقاء لابن عبدالبر ص۱۹۳تا۲۲۹)

اس قول میں حضرت امام سفیان ثوریؒ کا ذکر ہے کہ انہوں نے اپنے وصال تک حضرت امام ابوحنیفہؒ سے گفتگو نہیں کی یہ بات بھی درست نہیں جب کہ حضرت سفیان ثوریؒ تو حضرت امام ابوحنیفہؒ کے مداحین میں سے ہیں۔ (الانتقاء لابن عبدالبر ص۱۹۳ تا ۲۲۹)

اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کی اقتدا کرنے والے ہیں جیسا کہ قاضی ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ سفیان مجھ سے زیادہ امام ابوحنیفہؒ کی پیروی کرنے والے ہیں۔ (الانتقاء ص۱۹۳ تا ۲۲۹)

نیز سند میں واقع دو راوی ابو خالد یزید بن حکیم العسکری اور اسحاق بن احمد بن حفص کا ترجمہ مشہور اور متداول کتب رجال میں ہمیں نہیں ملا۔ جس سے ان کے مجہول ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ لہٰذا اس قول کی سند لائق استناد نہ رہی۔

اعتراض نمبر ۲۸:

(١٦٤٧١) اخبرنا القاسم بن زكريا، قال: قلت لعباد بن يعقوب: اسمعت شريكا يقول: رايت يدار في حلق المسجد يستتاب؟ فقال: نعم، سمعت شريكا يقول هذا. (الكامل ج۷ ص ٢٤٧٤، تاريخ الاسلام ذهبى ج۲۲ ص۵۱۷)

ترجمہ: ابن عدیؒ نے کہا کہ خبر دی ہم کو قاسم بن زکریا نے کہا کہ میں نے عباد بن یعقوب کو کہا کیا تو نے شریک سے یہ بات سنی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ میں نے دیکھا مسجد کے حلقوں میں امام ابوحنیفہؒ سے توبہ کا مطالبہ کیا جاتا تھا تو انہوں نے کہا کہ ہاں میں نے شریک کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے۔

جواب:

اس قول کی سند میں ایک راوی عباد بن یعقوب ہے اس کے متعلق امام بخاریؒ کی تاریخ صغیر کے حاشیہ میں ج ۲ ص ۱۳۶۱ میں اس طرح لکھا ہے۔ "**عباد بن يعقوب الاسدى الكوفى من غلاة الشيعة وروس البدع فى روايته المتهم فى دينه.**" کہ یہ

راوی کوفہ کے غالی شیعوں میں سے ہے اور اہل بدعت کا سردار ہے اور دین میں متہم ہے۔

علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال میں فرمایا: "كان يشتم السلف قال ابن عدى روى احاديث فى الفضائل انكرت عليه. وقال صالح جزرة كان عباد بن يعقوب يشتم عثمان. قال ابن حبان كان داعيه الى الرفض يروى المناكير المشاهير فاستحق الله. (ميزان الاعتدال ج۲ ص۳۷۹، ۳۸۰)

یہ شخص سلف کو گالیاں دیتا تھا، ابن عدی نے کہا اس نے فضائل میں ایسی احادیث روایت کی ہیں جن کا انکار کیا گیا ہے، صالح جزرہ نے کہا کہ یہ راوی حضرت عثمانؓ کو گالیاں دیتا تھا، ابن حبان نے کہا یہ رفض کی طرف داعی تھا اور مشاہیر سے منکر روایات بیان کرتا پس حق یہ ہے کہ یہ راوی مستحق ترک ہے۔

اعتراض نمبر ۲۹:

(۱٦٤٧۲) ثنا عبد الملك، ثنا ابو الأحوص، ثنا موسى بن اسماعيل، قال: وسمعت حماد بن سلمة يقول: ابو حنيفة. (الكامل لابن عدى ج۷ ص ۲٤۷۵)

ترجمہ: ابن عدیؒ کہتے ہیں کہ بیان کیا ہم سے عبدالملک نے، وہ کہتے ہیں کہ بیان کیا ہم سے ابواحوصؒ نے وہ کہتے ہیں کہ بیان کیا ہم سے موسیٰ بن اسماعیلؒ نے، کہا کہ میں نے سنا حماد بن سلمہؒ سے، کہتے تھے ابوحنیفہؒ۔

جواب:

اس اعتراض کا جواب اعتراض نمبر ۳۰ کے جواب میں آرہا ہے اور وہاں پر ابوحنیفہؒ سے آگے والی عبارت بھی موجود ہے۔

اعتراض نمبر ۳۰:

(۱٦٤۷۳) ثنا عبد الله بن عبد الحميد الواسطى، ثنا ابن ابى برة، قال:

سمعت المؤمل يقول: سمعت حماد بن سلمة يقول: كان ابو حنيفة شيطانًا، استقبل آثار رسول الله صلى الله عليه وسلم يردها برأيه.

(الكامل في الضعفاء لابن عدی ج۷ ص ۲٤٧٥، العلل ومعرفة الرجال ص ٢٥٨٦)

ترجمہ: ابن عدیؒ نے کہا کہ بیان کیا ہم سے عبداللہ بن عبدالحمید الواسطی نے، کہا بیان کیا ہم سے ابن ابی برہ نے، کہا سنا میں نے مومل سے، وہ کہتے تھے کہ سنا میں نے حماد بن سلمہ سے، وہ کہتے تھے کہ ابوحنیفہ شیطان ہے اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کو اپنی رائے کے ساتھ رد کیا ہے۔

جواب:

یہ سراسر امام ابوحنیفہؒ پر بہتان ہے اور جھوٹ ہے اور اس کی بنیاد بھی جھوٹی سند پر ہے۔

اس قول کی سند میں ایک راوی مؤمل ہے یہ مؤمل بن اسماعیل ہے اس کے متعلق علامہ ذہبی نے فرمایا: مؤمل بن اسماعيل كثير الخطا قال البخاری منكر الحديث وقال ابو زرعة في حديثه خطاء كثير. (ميزان الاعتدال ج٤ ص ٢٢٨)

یہ راوی بہت زیادہ غلطیاں کرتا ہے، امام بخاریؒ نے فرمایا یہ منکر الحدیث ہے، ابوزرعہ نے فرمایا اس کی حدیث میں بہت زیادہ غلطیاں ہیں۔ اس کی سند میں ابن ابی برہ ہے، اس کے متعلق اللالی المصنوعہ ج۲ ص ۱۹۳ میں لکھا ہے کہ احمد بن ابی برہ منکر الحدیث ہے۔ اور ج۲ ص ۱۹۴ میں لکھا ہے فیہ ضعف۔

نوٹ: بعض ائمہ کا مومل بن اسماعیل کو ثقہ صدوق کہنا، جرح مفسر کے مقابلے میں کارآمد نہیں ہے کیونکہ جرح مفسر تعدیل پر مقدم ہوتی ہے۔

اعتراض نمبر ۳۱:

(١٦٤٧٤) ثنا عبد الملك، ثنا يحيى بن عبدك، قال: سمعت المقدمي

يقول: حدثنا ابو حنيفة و كان مرجئًا بمذبها صوته صوتًا عاليًا، قيل للمقرى: فانت لم ترو عنه و كان مرجئًا، قال: انى ابيع اللحم مع العظام.

(الكامل فى الضعفاء لابن عدى ج۷ ص ۲٤۷٥، تاريخ جرجان ص ۱۲۰)

ترجمہ: ابن عدیؒ نے کہا کہ بیان کیا ہم سے عبدالملک نے، کہا بیان کیا ہم سے یحیٰ بن عبدک نے، کہا سنا میں نے المقری سے، وہ کہتے تھے کہ بیان کیا ہم سے ابوحنیفہؒ نے اور وہ مرجی تھے الخ۔

جواب:

اس قول کی سند میں المقری ہے اس کا پورا نام اس طرح ہے، عبداللہ بن یزید المقری ابو عبدالرحمٰن اگر چہ یہ راوی ثقہ ہے تاہم ابن ابی حاتم نے کہا کہ میرے باپ سے سوال کیا گیا اس کے متعلق تو انہوں نے کہا: ہے تو ثقہ، کہا گیا کیا حجت بھی ہے تو کہا کہ جب اس سے مالک اور یحیٰ بن ابی کثیر اور اسامہ روایت کریں تو یہ حجت ہے۔

مذکورہ سند میں ان تینوں میں سے کسی نے بھی اس سے روایت نہیں کی تو ثابت ہوا کہ اس سند میں یہ حجت نہیں ہے۔

امام صاحبؒ پکے اہل سنت والجماعت اور اہل حق کے ترجمان تھے، آپ نے تو مرجیہ کا ردّ خود کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں فقہ اکبر مترجم ص ۴۰، ۴۱ و فقہ اکبر کی شرح تعلیم الایمان ص ۳۴۵

اعتراض نمبر ۳۲:

(١٦٤٧٥) ثنا عبدالله بن عبد الحميد، ثنا ابن ابى برة، سمعت المقرى يقول: ثنا ابو حنيفة و كان مرجئًا، ودعانى الى الارجاء فابيت عليه.

(الكامل فى الضعفاء لابن عدى ج۷ ص ۲٤۷٥، السنة لعبد الله ص ۳۸٦)

ترجمہ: ابن عدیؒ نے کہا کہ بیان کیا ہم سے عبداللہ بن عبدالحمید نے، کہا بیان کیا ہم سے

ابن ابی برہ نے، کہا سنا میں نے المقری سے وہ کہتے تھے کہ بیان کیا ہم سے ابوحنیفہؒ نے اور وہ
مرجی تھے اور مجھے بھی ارجاء کی طرف بلایا تو میں نے انکار کیا۔

جواب:

اس کی سند میں بھی عبداللہ بن یزید المقری ہے جس کے متعلق ابن ابی حاتم نے کہا کہ اس کے متعلق میرے باپ سے سوال کیا گیا تو کہا کہ جب اس سے مالک اور یحییٰ بن ابی کثیر اور اسامہ روایت کریں تو یہ حجت ہے۔ مذکورہ سند میں بھی ان تینوں میں سے کسی ایک نے بھی اس سے یہ روایت نہیں کی، معلوم ہو گیا کہ اس سند میں بھی یہ راوی حجت نہیں ہے۔

اس قسم کے جتنے اعتراضات ہیں ان سب کا جھوٹ اس سے بھی کھل جاتا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب فقہ اکبر میں اپنے عقائد درج فرمائے ہیں، الحمدللہ وہ سب عقائد قرآن وحدیث کے مطابق ہیں۔ نیز اس کی سند میں ابن ابی برہ ہے، اس کے متعلق اللالی المصنوعہ ج۲ ص۱۹۲ پر لکھا ہے کہ یہ راوی منکر الحدیث ہے۔

اعتراض نمبر۳۳:

(١٦٤٧٦) ثنا اسحاق بن احمد بن حفص، ثنا زياد بن ايوب، حدثني ابراهيم بن المنذر الحزامي بالمدينة، قال: سمعت ابا عبدالرحمن المقرى يقول: قال: يا ابا حنيفة ممن انت؟ قلت: اهل دورق، قال: فما منعك ان تعتزى الى بعض احياء العرب؟ فاني هكذا كنت حتى اعتزيت الى هذا الحي من بكر بن وائل، فوجدتهم احياء صدقًا.

(الكامل في الضعفاء لابن عدى ج٧ ص ٢٤٧٥، ادب الخواص ص١٦)

ترجمہ: ابن عدیؒ نے کہا کہ بیان کیا ہم سے اسحاق بن احمد بن حفص نے، کہا بیان کیا ہم سے زیاد بن ایوب نے، کہا بیان کیا مجھ سے ابراہیم بن منذر الخزامی نے مدینہ میں کہا سنا میں

نے ابوعبدالرحمٰن مقری سے وہ کہتے تھے کہ انہوں نے امام ابوحنیفہؒ سے کہا، اے ابوحنیفہ آپ کن سے ہیں تو میں نے کہا (یعنی ابوحنیفہ نے) اہل دورق سے کہا کہ کون سی چیز مانع ہے کہ آپ اپنے کو عرب کے بعض قبیلہ کی طرف منسوب کریں تو کہا کہ پہلے میں اسی طرح تھا حتی کہ میں نے بکر بن وائل کے قبیلہ کی طرف اپنے آپ کو منسوب کیا تو میں نے ان کو سچا پایا۔

جواب:

اس کی سند میں بھی وہی ابوعبدالرحمٰن المقری ہے جو کہ حجت نہیں ہے اور اس کی سند میں دوسرا راوی ابراہیم بن منذر ہے، علامہ ابن حجر نے تہذیب میں فرمایا کہ "انہ خلط فی القرآن جاء الی احمد بن حنبل فاستاذن علیه فلم یاذن له وجلس حتی خرج فسلم علیه فلم یرد علیه احمد السلام وقال الساجی بلغنی ان احمد کان یتکلم فیه ویذمه وعنده مناکیر" (تہذیب التہذیب ج۱ ص۱۰۸، ۱۰۹)

اس نے قرآن میں خلط کیا ہے یہ راوی امام احمد بن حنبلؒ کے پاس آیا اور اجازت طلب کی تو آپ نے اس کو اجازت نہیں دی، اس نے سلام کہا تو آپ نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا، ساجی نے کہا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ امام احمد اس میں کلام کرتے تھے اور اس کی مذمت کرتے تھے اور اس راوی کے پاس منکر روایات ہیں۔

اعتراض نمبر ۴۴:

(۱٦٤٧٧) ثنا الجنیدی، ثنا البخاری، وحدثنی نعیم بن حماد، قال: کنت عند سفیان فنعی ابوحنیفة، فقال: الحمد لله، کان ینقض الاسلام عروة عروة، وما ولد فی الاسلام اشام منه.

(الکامل فی الضعفاء لابن عدی ج۷ ص ۲٤٧٥، التاریخ الاوسط ج۲ ص۱۰۰)

ترجمہ: ابن عدیؒ نے کہا کہ بیان کیا ہم سے جنیدی نے کہا بیان کیا ہم سے بخاریؒ نے کہا

بیان کیا مجھ سے نعیم بن حماد نے کہا کہ میں سفیان کے پاس تھا اور ابوحنیفہؒ کی وفات کی خبر آئی تو سفیان نے کہا الحمدللہ، پھر کہا کہ ابوحنیفہؒ نے اسلام کو آہستہ آہستہ بہت نقصان پہنچایا ہے اور ابوحنیفہؒ سے بڑھ کر اسلام میں کوئی منحوس پیدا نہیں ہوا۔

جواب:

اس قول کی سند میں نعیم بن حماد ہے اگرچہ یہ راوی مختلف فی ہے بعض محدثین نے اس کو ثقہ بھی کہا ہے تاہم امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں اس کا کوئی اعتراض قابل شنید نہیں کیونکہ امام صاحبؒ کے ساتھ اس کا بغض بڑا مشہور ہے۔ اسی لیے فن رجال کے ناقد علامہ ذہبی میزان میں لکھتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں اس کی تمام روایات جھوٹی ہیں۔

(میزان الاعتدال ج۴ ص۲۶۹)

اعتراض نمبر ۳۵:

(۱۶۴۷۸) سمعت خلف بن الفضل البلخي يقول: سمعت محمد بن ابراهيم بن سعيد يقول: سمعت ابا صالح الفراء يقول: سمعت يوسف بن اسباط يقول: سمعت ابا حنيفة يقول: لو ادركني رسول الله صلى الله عليه وسلم وادركته لاخذ بكثير من قولي، وهل الدين الا بالرأى الحسن؟

(الكامل فى الضعفاء لابن عدى ج۷ ص ۲۴۷۵، السنة لعبد الله ص۲۱۸)

ترجمہ: ابن عدیؒ نے کہا کہ سنا میں نے خلف بن فضل بلخی سے وہ کہتے تھے سنا میں نے محمد بن ابراہیم بن سعید سے وہ کہتے تھے سنا میں نے ابوصالح فراء سے وہ کہتے تھے سنا میں نے یوسف بن اسباط سے وہ کہتے تھے سنا میں نے ابوحنیفہ سے وہ کہتے تھے اگر پالیتے مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور میں پالیتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بہت سے اقوال کو لے لیتے اور دین تو اچھی رائے کا نام ہے۔

جواب۔

اس قول کی سند میں یوسف بن اسباط ہے۔

علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں: **قال ابو حاتم لا یحتج به قال البخاری کان قد دفن کتبه. (میزان الاعتدال ص ٤٦٢)**

ابو حاتم نے کہا کہ اس کے ساتھ دلیل نہ پکڑی جائے، امام بخاریؒ نے کہا اس کی کتابیں دفن ہو گئیں تھیں۔

علامہ ذہبی ہی اپنی دوسری کتاب ''المغنی'' میں کہتے ہیں کہ **قال ابو حاتم لا یحتج به یغلط کثیرا. (المغنی فی الضعفاء ج٢ ص٥٥٦)**

ابو حاتم نے کہا اس کے ساتھ دلیل نہ پکڑی جائے یہ بہت زیادہ غلطیاں کرتا ہے۔

اعتراض نمبر ٣٦:

(١٦٤٧٩) ثنا الفضل بن عبدالله بن مخلد، ثنا العباس بن الولید الخلال، سمعت محمد بن القاسم بن سمیع یقول: سألت ابا حنیفة فی مسجد الحرام عن شرب النبیذ، فقال لی: علیك باشده، فانك لن تقوم بشکوه.

(الکامل فی الضعفاء لابن عدی ج٧ ص ٢٤٧٥، تاریخ دمشق ج٤٨ ص٣٤٨)

ترجمہ: ابن عدیؒ نے کہا بیان کیا ہم سے فضل بن عبداللہ بن مخلدؒ نے، وہ کہتے ہیں بیان کیا ہم سے عباس بن ولید الخلالؒ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا محمد بن قاسم بن سمیعؒ سے وہ فرماتے تھے کہ میں نے سوال کیا امام ابوحنیفہؒ سے مسجد حرام میں نبیذ کے پینے کے متعلق، پس کہا امام صاحبؒ نے میرے لیے کہ نہیں ہے تیرے لیے کوئی برائی اور ہرگز تیرے لیے کوئی شکایت نہ ہوگی۔

جواب:

اس میں تو کوئی اعتراض والی بات نہیں ہے۔ نبیذ پینے کا ثبوت تو بے شمار احادیث سے

ثابت ہے۔ جب تک نشہ نہ دے اگر نشہ آجائے تو پھر ہر قسم کی حرام ہے اس لیے امام صاحبؒ نے حدیث کے مطابق ہی حکم کیا ہے۔

اعتراض نمبر ۳۷:

(١٦٤٨٠) ثنا عبدالله بن سليمان بن الاشعث، ثنا احمد بن صالح، ثنا عتبة بن خالد، ثنا يونس بن زيد، قال: رايت ابا حنيفة عند ربيعة بن ابى عبد الرحمٰن، وكان مجهود ابى حنيفة ان يفهم ما يقول ربيعة.

(الكامل فى الضعفاء لابن عدى ج٧ ص ٢٤٧٥، مسند ابى حنيفة ج١ ص١٠٤)

ترجمہ: ابن عدیؒ نے کہا بیان کیا ہم سے عبداللہ بن سلیمان ابن اشعث نے، وہ کہتے ہیں کہ بیان کیا ہم سے احمد بن صالح نے، وہ کہتے ہیں کہ بیان کیا ہم سے عقبہ بن خالد نے، وہ کہتے ہیں کہ بیان کیا یونس بن زید نے، کہا دیکھا میں نے ابوحنیفہؒ کو ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن کے پاس اور تھے زیادہ سمجھتے امام ابوحنیفہؒ اجتہاد کو اس سے جو ربیعہ نے کہا۔

جواب:

اس میں اعتراض والی کوئی بات نہیں۔ البتہ یونس بن زید امام ابوحنیفہ کو ربیعہ پر فوقیت دے رہے ہیں۔

اعتراض نمبر ۳۸:

(١٦٤٨١) سمعت على بن احمد بن سليمان يقول: سمعت ابراهيم بن يعقوب يقول: سمعت احمد بن حنبل يقول: انما كان ابو حنيفة تابعة، ما اخترع قولا ولا انشر خلافه، لان اهل الكوفة ابراهيم التيمى، والشعبى، والحكم، وغيرهم. (الكامل فى الضعفاء لابن عدى ج٧ ص ٢٤٧٥)

ترجمہ: ابن عدیؒ نے کہا سنا میں نے علی بن احمد بن سلیمان سے وہ فرماتے ہیں کہ میں

نے سنا ابراہیم بن یعقوب سے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا احمد بن حنبلؒ سے وہ فرماتے ہیں کہ بے شک امام ابوحنیفہؒ تابعی تھے۔آپ نے کوئی بات اپنی طرف سے نہیں گھڑی اور نہ (اپنے اساتذہ) کے ساتھ جو اختلاف تھا۔اس کی تشہیر کی کیونکہ اہل کوفہ ابراہیم التیمی ،اور شعبی اور حکم وغیرہ تھے۔

جواب:

اس میں اعتراض والی کوئی بات نہیں ہے بلکہ یہ تو امام صاحب کے حق میں ہے۔

اعتراض نمبر ۳۹:

(١٦٤٨٢) ثنا احمد بن حفص، ثنا حفص بن طرخان، ثنا غسان بن الفضل، ثنا حماد بن زيد، قال: قلت لابي حنيفة: ان جابرا روى عنك انك تقول: ايماني كايمان جبريل وميكائيل، قال: ما قلت هذا ومن قال هذا فهو مبتدع. قال: فذكرت ذلك لمحمد بن الحسن صاحب الرأى قول حماد بن زيد، فقال: صدق حماد، ان ابا حنيفة كان يكره ان يقول ذلك.

(الكامل فى الضعفاء لابن عدى ج٧ ص ٢٤٧٦)

ترجمہ:ابن عدیؒ نے کہا بیان کیا ہم سے احمد بن حفص نے،وہ کہتے ہیں بیان کیا ہم سے حفص بن طرخانؒ نے،وہ کہتے ہیں بیان کیا ہم سے غسان بن فضلؒ نے،وہ کہتے ہیں کہ بیان کیا ہم سے حماد بن زیدؒ نے،حماد فرماتے ہیں کہا میں نے ابوحنیفہؒ سے کہ جابر نے روایت کیا تجھ سے،کیا تو نے کہا ہے کہ میرا ایمان مثل جبرائیل اور میکائیل کے ایمان کی طرح ہے۔ کہا اس نے کہ میں نے یہ نہیں کہا۔اور جو شخص یہ کہے(کہ میرا ایمان جبرائیل ومیکائیل کے ایمان کی طرح ہے) پس وہ مبتدع ہے جھوٹ گھڑنے والا ہے۔کہا حماد بن زید نے کہ اس طرح ذکر کی گئی ہے یہ بات محمد بن حسن صاحب رائے سے حماد بن زید کی رائے کے متعلق محمد

بن حسن نے فرمایا سچ کہہ رہا ہے حماد کہ بے شک امام ابوحنیفہؒ ناپسند سمجھتے تھے اس طرح کی بات کو اگر کوئی کہے۔

جواب:

اس میں اعتراض والی کوئی بات نہیں ہے۔

اعتراض نمبر ۴۰:

(١٦٤٨٤) سمعت عمر بن محمد ابو حفص الباب الشامی الوكيل يقول: سمعت جعفر الطيالسی يقول: سالت يحيى بن معين عن ابی حنيفة، فقال: ابو حنيفة اجل من ان يكذب. (الكامل لابن عدی ج٧ ص ٢٤٧٦)

ترجمہ: ابن عدیؒ نے کہا کہ سنا میں نے عمر بن محمد ابوحفص الباب شامی الوکیل سے وہ کہتے تھے سنا میں نے جعفر طیالسی سے وہ کہتے تھے کہ میں نے یحییٰ بن معین سے (امام) ابوحنیفہ کے متعلق پوچھا تو یحییٰ بن معین نے کہا کہ (امام) ابوحنیفہ اس سے بہت بلند ہیں کہ وہ جھوٹ بولیں۔

جواب:

مذکورہ روایت میں امام جرح وتعدیل حضرت امام یحییٰ بن معین نے امام اعظم ابوحنیفہؒ کو سچا مانا ہے اور اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ جھوٹ بولنے والے نہیں تھے۔

اس میں اعتراض والی کوئی بات نہیں یہ تو امام صاحب کی تعریف ہے۔

اعتراض نمبر ۴۱:

(١٦٤٨٤) سمعت ابن حماد، ثنا احمد بن منصور الرمادی، سمعت يحيى بن معين يقول: سمعت يحيى بن سعيد القطان: لا تكذب الله، ربما سمعنا الشیء من رأی ابی حنيفة فاستحسنا، فاخذنا به.

(الكامل فی الضعفاء لابن عدی ج٧ ص ٢٤٧٦)

ترجمہ: ابن عدیؒ نے فرمایا کہ سنا میں نے ابن حماد سے کہا بیان کیا ہم سے احمد بن منصور الرمادی نے کہا سنا میں نے یحییٰ بن معین سے وہ کہتے تھے کہ سنا میں نے یحییٰ بن سعید قطان سے وہ کہتے تھے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر جھوٹ نہیں بولتے کئی چیزیں ہم نے امام ابوحنیفہؒ کی رائے سے سنی ہیں پس ہم نے ان کو اچھا جانا اور اس کے ساتھ دلیل پکڑی ہے۔

جواب:

مذکورہ روایت میں بھی امام اعظم ابوحنیفہ کی مدح ہے کہ جرح وتعدیل کے امام یحییٰ بن معین نے فرمایا کہ میں نے یحییٰ بن سعید قطان سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ امام ابوحنیفہ کے کئی اقوال کے ساتھ ہم نے دلیل پکڑی ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ یحییٰ بن سعید قطان خود بھی جرح وتعدیل کے مسلمہ امام ہیں، تو اگر امام ابوحنیفہ ثقہ صدوق عالم شریعت حدیث وفقہ کے امام نہ تھے تو اتنے بڑے امام یحییٰ بن سعید قطان جیسی شخصیت آپ کے اقوال سے کیوں دلیل پکڑتی۔ اس سے یہ بات واضح ہے کہ ان کے نزدیک امام اعظمؒ مسلّم امام ہیں۔

اعتراض نمبر۴۲:

قال يحيى بن معين: وكان يحيى بن سعيد يذهب في الفتوى الى مذهب الكوفيين.

(الكامل في الضعفاء لابن عدى ج٧ ص ٢٤٧٦، التاريخ برواية الدورى نمبر ٤٥٦١)

ترجمہ: ابن عدیؒ کہتے ہیں کہ کہا ہم سے یحییٰ بن معینؒ نے کہ یحییٰ بن سعیدؒ جب فتویٰ دیتے تھے تو اہل کوفہ کے فتویٰ کے مطابق دیتے تھے۔

جواب:

یہ تو امام صاحبؒ کی تعریف ہے۔

اعتراض نمبر۴۳:

(١٦٤٨٥) ثنا حماد، ثنا عباس، سمعت يحيى يقول: سمعت ابا قطن يقول: كتب لي شعبة الى ابى حنيفة، قال: فاتيت ابا حنيفة فقال لي: كيف ابو بسطام؟ فقلت: بخير، فقال: نعم، حشو المصر هو.

(الكامل فى الضعفاء لابن عدى ج٧ ص ٢٤٧٦، التاريخ برواية الدورى نمبر ٤٢٢٥)

ترجمہ: ابن عدیؒ نے کہا کہ بیان کیا ہم سے حماد نے، وہ کہتے ہیں بیان کیا ہم سے عباسؒ نے، وہ کہتے ہیں میں نے سنا یحییٰ '' سے وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے سنا ابو قطن سے، وہ کہہ رہے تھے لکھا میرے متعلق شعبہ نے امام ابوحنیفہ کی طرف (جب میں ابوحنیفہؒ کے پاس آیا) تو مجھ سے کہا کیسا ہے ابو بسطام پس میں نے کہا خیریت سے ہے پس امام صاحبؒ نے کہا کہ وہ شہر کا فضول (بے کار) آدمی ہے۔

جواب: اس کی سند میں ابوقطن ہے جو درست نہیں۔

اعتراض نمبر۴۴:

(١٦٤٨٦) ثنا ابن حماد، قال: وحدثنى ابو بكر الاعين، حدثنى يعقوب بن شيبة، عن الحسن الحلوانى، سمعت شبابة يقول: كان شعبة حسن الرأى فى ابى حنيفة، فكان يستنشد فى هذه الابيات قول مساور يقول نى: كيف قال؟ فقلت: قال:

اذا ما الناس يوما قايسونا — بـــابـدة من الفتوى طريقة

اتيناهم بمقياس صليب — مصيب من طراز ابى حنيفة

اذا سمع الفقيه بها وعاها — والبتها بحبر فى صحيفة

قال الشیخ: وابو بکر الاعین شیخ بغدادی مصری.

(الکامل فی الضعفاء لابن عدی ج۷ ص ۲٤۷٦)

ترجمہ: ابن عدیؒ نے فرمایا کہ سنا میں نے ابن حماد سے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابوبکر اعین نے کہا بیان کیا مجھ سے یعقوب بن شیبہ نے حسن حلوانی سے کہا سنا میں نے شبابہ سے وہ کہتے تھے کہ شعبہ امام ابوحنیفہ کے بارے میں اچھی رائے رکھتے تھے اور وہ یہ اشعار پڑھا کرتے تھے

جب لوگ کسی دن ہماری برائی کریں گے۔ فتویٰ کے طریقہ میں

تو ہم ان کے پاس ابی حنیفہؒ کے طریقہ کا پیانہ لائیں گے

جب فقیہ اس کو سنے گا تو یاد کرلے گا اور اس کو صحیفہ میں لکھے گا سیاہی کے ساتھ

کہا شیخ نے: اور ابوبکر الاعین بغدادی مصری شیخ ہے۔

اعتراض نمبر ۴۵:

(١٦٤٨٧) سمعت ابا عروبة یقول: سمعت سفیان بن وکیع یقول: سمعت ابی یقول: سمعت ابا حنیفة یقول: البول فی المسجد احسن من بعض القیاس.

(الکامل فی الضعفاء لابن عدی ج۷ ص ۲٤۷٦، السنة لعبد الله ص٤٠٤)

ترجمہ: ابن عدیؒ نے کہا میں میں نے سنا ابا عروبہ سے وہ فرماتے ہیں میں نے سنا ابوحنیفہؒ سے وہ فرماتے ہیں کہ پیشاب کرنا مسجد میں احسن ہے بعض قیاس سے۔

جواب:

یہ تو امام صاحب کی تعدیل ہے نہ کہ جرح کیونکہ امام صاحب تو بعض قیاس کی قباحت اور برائی بیان کررہے ہیں۔ لازمی بات ہے کہ وہ بعض قیاس ایسے ہیں جو نص کے خلاف ہوں اور قرآن وسنت کے احکام کو رد کرنے کے لیے کوئی اپنی مرضی سے قیاس کرے۔ ایسے قیاس

کوتو ہر مسلمان برا سمجھتا ہے۔ مسجد میں پیشاب کرنا جس طرح برا ہے اسی طرح ایسا قیاس جس سے قرآن وسنت کو جان بوجھ کر رد کر دیا جائے وہ بھی برا ہے۔

اعتراض نمبر ۴۶:

(١٦٤٨٨) سمعت ابا عروبة يقول: سمعت مالك بن الخليل يقول: قلت لعبد الله بن داؤد: تعرف في معنى ابى حنيفة مثله؟ قال: لا، كان ابو حنيفة خزازا، وكان الاعمش صيرفيًا. (الكامل في الضعفاء لابن عدى ج۷ ص ۲٤۷٦)

ترجمہ: ابن عدیؒ نے فرمایا کہ سنا میں نے ابوعروبہ سے وہ کہتے تھے سنا میں نے مالک بن خلیل سے وہ کہتے تھے کہ میں نے عبداللہ بن داؤد سے کہا کہ آپ کسی ایسے شخص کو جانتے ہیں جو علم میں ابوحنیفہ کی مثل ہو تو انہوں نے کہا کہ نہیں۔

جواب:

عبداللہ بن داؤد کا یہ قول امام صاحبؒ کی شان میں ہے۔

اعتراض نمبر ۴۷:

(١٦٤٨٩) ثنا يحيى بن زكريا بن حيوة، ثنا ايوب بن سافرى، ثنا شاذان الاسود بن عامر، ثنا ابو بكر بن عياش، قال: كان ابوحنيفة عريفًا على الحاكة يدار الخزازين. (الكامل في الضعفاء لابن عدى ج۷ ص ۲٤۷٦)

ترجمہ: ابن عدیؒ نے کہا کہ بیان کیا ہم سے یحیٰی بن زکریا بن حیوۃ نے وہ کہتے ہیں کہ بیان کیا ہم سے ایوب بن سافری نے، وہ کہتے ہیں کہ بیان کیا ہم سے شاذان الاسود بن عامر نے وہ کہتے ہیں کہ بیان کیا ہم سے ابوبکر بن عیاش نے، ابوبکر بن عیاش فرماتے ہیں کہ ابوحنیفہؒ کپڑے بنانے کے بڑے تھے اور کپڑے بنانے والے ان کے پاس آتے جاتے رہتے تھے۔

جواب:

اس میں بھی اعتراض والی کوئی بات نہیں ہے۔ کپڑے کا کام کرنا شریعت میں منع نہیں ہے۔

اعتراض نمبر ۴۸:

(۱۶۴۹۰) سمعت ابن ابی داؤد یقول: الرقیعة فی ابی حنیفة اجماعة من العلماء، لان امام البصرة ایوب السختیانی، وقد تکلم فیه، وامام الکوفة الثوری وقد تکلم فیه، وامام الحجاز مالك وقد تکلم فیه، وامام مصر اللیث بن سعد وقد تکلم فیه، وامام الشام الاوزاعی وقد تکلم فیه، وامام خراسان عبدالله بن المبارك وقد تکلم فیه، فالوقیعة فیه اجماع من العلماء فی جمیع الافاق، او کما قال. (الکامل فی الضعفاء لابن عدی ج۷ ص ۲۴۷۶)

ترجمہ: ابن عدیؒ نے فرمایا کہ سنا میں نے ابن ابوداؤد سے کہتے تھے کہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ امام ابوحنیفہ مجروح راوی تھے اس لیے کہ بصرہ کے امام ایوب سختیانی نے ابوحنیفہ پر کلام کیا ہے کوفہ کے امام ثوری نے ان پر کلام کیا ہے، حجاز کے امام مالک نے ان پر کلام کیا ہے اور مصر کے امام لیث نے ان پر کلام کیا ہے۔ شام کے امام اوزاعی نے ان پر کام کیا ہے اور خراسان کے امام عبداللہ بن مبارک نے ان پر کلام کیا ہے پس یہ جرح ابوحنیفہ پر اتفاق ہے علماء کی طرف سے تمام آفاق ہیں۔

جواب:

یہ بات بالکل درست نہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کے مجروح ہونے پر سب کا اتفاق ہے بلکہ یہ بات بالکل حقیقت کے خلاف ہے۔ اسی کامل ابن عدی میں ذکر ہے کہ یحییٰ بن سعید قطان امام ابوحنیفہ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے اور یحییٰ بن معین ان کو سچا مانتے تھے امام شعبہ ان کے بارے میں اچھی رائے رکھتے تھے۔ عبداللہ بن داؤد کہتے تھے کہ امام ابوحنیفہ جیسا علم میں اور

کوئی نہیں ہے۔

امام ابن عبدالبر کی الانتقاء کے ص ۱۹۳ تا ۲۲۹ تک ان ۶۷ محدثین کا ذکر ہے جو امام اعظم ابوحنیفہ کی تعریف کرتے تھے۔ ان میں حضرت عبداللہ بن مبارک کا نام بھی ہے، حضرت ایوب سختیانی کا نام بھی ہے، امام سفیان ثوری کا نام بھی ہے، یہ حضرات تو امام اعظم ابوحنیفہ کے مداحین میں سے تھے نہ کہ جارحین سے، جیسا کہ ابن ابی داؤد نے ان کی طرف غلط بات بے دلیل منسوب کی ہے۔

مذکورہ روایت میں ابن عدی نے بحوالہ ابن ابی داؤد، حضرت امام مالکؒ کو بھی امام اعظم ابوحنیفہؒ کے جارحین سے شمار کیا ہے جب کہ یہ بھی خلاف واقعہ بات ہے کیونکہ امام مالکؒ تو امام ابوحنیفہؒ کی بڑی تعریف کرتے تھے۔ امام سیوطی کی کتاب تبییض الصحیفہ کے صفحہ ۱۰۱ پر ہے کہ حضرت امام مالکؒ سے کہا گیا کہ آپ نے ابوحنیفہ کو دیکھا تو آپ نے فرمایا ہاں دیکھا ہے میں نے ایسے آدمی کو دیکھا ہے کہ اگر وہ اس ستون کے بارے میں کلام کرے کہ یہ سونے کا ہے تو وہ اس پر ایسے دلائل قائم کر دے گا تو اس سے واضح ہو گیا کہ حضرت امام مالک تو امام اعظم ابوحنیفہ کے علم و فضل کے قائل تھے اور آپ کے مداح تھے۔

پھر لطف کی بات یہ ہے کہ خود ابن ابی داؤد بھی امام اعظم ابوحنیفہ کے مداحین سے تھے بلکہ جو کوئی امام اعظم ابوحنیفہ کے بارے میں غلط کہتا تو ابن ابی داؤد تو اس کو کہتے تھے کہ یا تو وہ جاہل ہے یا پھر حسد کرنے والا۔ ملاحظہ فرمائیں

امام جلال الدین سیوطیؒ اپنی کتاب تبییض الصحیفہ میں فرماتے ہیں کہ بشر بن حارث نے کہا کہ میں نے ابن ابی داؤد سے سنا وہ کہتے تھے کہ امام ابوحنیفہ کے بارے میں وہی شخص کلام کرے گا جو جاہل ہوگا یا حاسد ہوگا۔ (تبییض الصحیفہ ص ۱۱۳)

یہی بات تبییض الصحیفہ کے ص ۱۱۰ پر بحوالہ تاریخ بغداد بھی موجود ہے۔

خطیب نے اس کو تاریخ بغداد ج ۱۳ص ۳۶۷ پر نقل کیا ہے:

تو مذکورہ عبارت سے یہ بات واضح ہے کہ ابن ابی داؤد تو خود امام اعظم ابوحنیفہؒ کے اتنے بڑے مداح تھے کہ ان کے خلاف بات سننے کو تیار نہ تھے اگر کوئی امام اعظمؒ کے خلاف کوئی بات کہتا تو اس کو جاہل یا حاسد کہتے تھے، تو اس سے واضح ہو گیا کہ ابن عدی کی جرح امام ابوحنیفہؒ پر باطل اور نا قابل اعتبار ہے اور حقیقت کے خلاف ہے۔ اگر ابن ابی داؤد کی پہلی جرح کو کوئی صحیح ماننے پر مصر ہو تو پھر ابن ابی داؤد کے اس بیان کو جرح سے رجوع پر محمول کیا جائے گا۔

نوٹ:

آگے ابن عدی نے کچھ اعتراضات ایسے نقل کیے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ حدیث میں مہارت نہیں رکھتے تھے یا ضعیف احادیث انہوں نے بیان کی ہیں اور موقوف و مرسل میں تمیز نہیں کرتے تھے۔ سب سے پہلے انہوں نے نمونہ کے طور پر ایک مشہور اختلافی مسئلے سے متعلق سات احادیث اپنی سند سے نقل کی ہیں۔ وہ مسئلہ قرأت خلف الامام کا ہے۔ ابن عدی نے جو روایات نقل کی ہیں ان میں وہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اس روایت کو ابوحنیفہ نے مرفوع روایت کیا ہے اور یہ درست نہیں۔ یہ روایت مرسل ہے۔

یہ سات روایات یہ ہیں، اعتراض نمبر ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵

اعتراض نمبر ۴۹:

(١٦٤٩١) ثنا ابو يعلى، قال: قرئ على بشر بن الوليد، اخبرنا ابو يوسف عن ابى حنيفة عن موسى بن ابى عائشة، عن عبدالله بن شداد بن الهاد، عن جابر بن عبدالله، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال: من صلى

خلف الامام كان قرأته له قرأةً.

(الكامل ج۷ ص ۲٤۷۷، دار قطنی ج۱ ص۳۲٤، کتاب القرأة بیهقی ۲۹۳)

ترجمہ: ابن عدیؒ کہتے ہیں بیان کیا ہم سے ابویعلیٰ نے ابویعلیٰ فرماتے ہیں پڑھا گیا بشر بن ولید پر کہ خبر دی ہم کو ابو یوسف نے، ابو یوسف روایت کرتے ہیں ابی حنیفہ سے ابی حنیفہ روایت کرتے ہیں۔ موسیٰ بن ابی عائشہ سے وہ روایت کرتے ہیں عبداللہ بن شدادؒ بن الہاد سے وہ حضرت جابر بن عبداللہؓ سے حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو پڑھے نماز امام کے پیچھے تو ہو جائے گی اس امام کی قرأت اس مقتدی کے لیے کافی۔

جواب: آگے اکٹھا جواب آرہا ہے۔

اعتراض نمبر ۵۰:

(١٦٤٩٢) ثنا علی بن سعید بن بشیر، ثنا عبد الرحمن بن عبد الصمد بن شعیب بن اسحاق، حدثنی جدی، سمعت ابن اسحاق، عن ابی حنیفة، عن موسی بن الحسن، عن عبدالله بن شداد، عن جابر عن النبی صلی الله علیه وسلم انه صلی ورجل خَلْفَهٗ یقرأ، فجعل الرجل من اصحاب محمد ینهاه عن القرأة فی الصلاة. فقال: تنهانی عن القرأة خلف رسول الله (صلی الله علیه وسلم)؟ فتنازعا حتی ذکر ذلك للنبی صلی الله علیه وسلم فقال: من صلی خلف امام وان قرأته الامام له قرأة. (الکامل ج۷ ص ۲٤۷۷)

ترجمہ: ابن عدیؒ کہتے ہیں ہم سے بیان کیا علی بن سعید بن بشیر نے وہ کہتے ہیں ہم سے بیان کیا عبدالرحمٰن بن عبدالصمد بن شعیب بن اسحاق نے وہ فرماتے ہیں کہ بیان کیا مجھ سے میرے دادا نے، میرے دادا فرماتے تھے سنا میں نے ابن اسحاق سے وہ ابی حنیفہ سے روایت

کرتے ہیں وہ موسیٰ بن حسن سے وہ عبداللہ بن شداد سے وہ حضرت جابرؓ سے، حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اور ایک آدمی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے قرأت شروع کر دی پس کوشش کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں میں سے ایک نے اس کو روکنے کی نماز میں قرأت کرنے سے۔ پس کہا پہلے آدمی نے مجھے کیوں روک رہے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے قرأت کرنے سے؟ ان دونوں کے درمیان بحث چھڑ گئی یہاں تک کہ ذکر کیا گیا یہ معاملہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو نماز پڑھے امام کے پیچھے پس بے شک امام کی قرأت کافی ہو جائے گی اس مقتدی کے لیے۔

جواب: جواب آگے آرہا ہے۔

اعتراض نمبر ۱۵:

(۱٦٤٩۳) ثنا ابن صاعد، وابن حماد، ومحمد بن احمد بن الحسين، قالوا: ثنا شعيب بن ايوب، ثنا ابو يحيى الحماني، ثنا ابو حنيفة، ثنا موسى بن ابى عائشة، عن عبدالله بن شداد بن الهاد، عن جابر بن عبدالله، ان رجلا قرأ خلف النبى صلى الله عليه وسلم سبح اسم ربك الاعلىٰ فسكت القوم، فسألهم ثلاث مرار، كل ذلك يسكنون، فقال الرجل: انا، فقال: قد علمت ان بعضكم خالجنيها، ورواه ابو يوسف، عن ابى حنيفة، عن موسىٰ، عن عبدالله بن شداد، عن ابى الوليد، عن جابر، عن النبى ان رجلا قرأ

(الكامل فى الضعفاء لابن عدى ج۷ ص ۲٤۷۷، كتاب القرأة للبيهقى ص۲۹۸)

ترجمہ: ابن عدیؒ کہتے ہیں بیان کیا ہم سے ابن صاعد اور ابن حماد اور محمد بن احمد بن حسن نے، پس کہا انہوں نے کہ ہم سے بیان کیا شعیب بن ایوب نے انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو یحییٰ حمانی نے وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا۔ ابو حنیفہ نے وہ فرماتے ہیں کہ ہم

سے بیان کیا موسیٰ بن ابی عائشہ نے ان سے عبداللہ بن شداد بن الہاد نے وہ روایت کرتے ہیں حضرت جابر بن عبداللہ سے حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے قرأت کی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے (سبح اسم ربك الاعلیٰ) کی (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کس نے قرأت کی) پس خاموش ہوگئی پوری قوم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے تین مرتبہ سوال کیا تو ہر مرتبہ وہ خاموش ہی رہی پس کہا ایک آدمی نے کہ میں ہوں۔ پس کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھے اندازہ ہوگیا تھا کہ تم میں کوئی ایک میرے لیے دشواری پیدا کر رہا ہے۔

روایت کیا اسے ابو یوسف نے انہوں نے ابوحنیفہ سے انہوں نے موسیٰ سے انہوں نے عبداللہ بن شداد سے انہوں نے ابی ولید سے انہوں نے حضرت جابرؓ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان رجلا قرأ............

جواب:

جواب آگے آرہا ہے۔

اعتراض نمبر ۵۲:

(١٦٤٩٤) ثنا احمد بن علي المدائني، عن ابن اخي ابن وهب، عن عمه، عن الليث، عن ابی یوسف، بذلك. (الكامل ج۷ ص ۲۴۷۷)

ترجمہ: ابن عدیؒ کہتے ہیں کہ بیان کیا ہم سے احمد بن علی المدائنی نے انہوں نے اپنے بھتیجے ابن الوہب سے انہوں نے اپنے چچا سے انہوں نے لیث سے انہوں نے ابو یوسف سے اسی طرح (یعنی سابقہ روایت کی طرح۔)

جواب:

جواب آگے آرہا ہے۔

اعتراض نمبر ۵۳:

(۱٦٤٩٥) ثنا الحسین بن عمیر، ثنا مجاهد بن موسٰی، ثنا جریر، وابن عیینة جمیعًا عن موسی بن ابی عائشة، عن عبداللہ بن شداد بن الهاد، قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: من کان له امام فقرأته له قرأة.
(الکامل فی الضعفاء لابن عدی ج۷ ص ۲٤۷۷)

ترجمہ: ابن عدیؒ کہتے ہیں کہ بیان کیا ہم سے حسین بن عمیر نے انہوں نے مجاہد بن موسیٰ سے انہوں نے جریر اور ابن عیینہ وغیرہ سے ان سب نے موسیٰ بن ابی عائشہ سے انہوں نے عبداللہ بن شداد بن الہاد سے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے لیے امام ہو پس اس امام کی قرأت اس مقتدی کے لیے کافی ہوگی۔

جواب: جواب آگے آرہا ہے۔

اعتراض نمبر ۵۴:

(۱٦٤٩٦) ثنا عمر، ثنا سحیم، ثنا المقری، عن ابی حنیفة، عن موسی ابن ابی عائشة، عن عبداللہ بن شداد، عن جابر عن النبی صلی اللہ علیه وسلم مثله. (الکامل فی الضعفاء لابن عدی ج۷ ص ۲٤۷۷)

ترجمہ: ابن عدیؒ کہتے ہیں کہ بیان کیا ہم سے عمر نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے سہیم نے انہوں نے مقری سے انہوں نے ابی حنیفہ سے انہوں نے موسیٰ بن ابی عائشہ سے وہ روایت کرتے ہیں عبداللہ بن شداد سے عبداللہ بن شداد حضرت جابرؓ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح سنا۔ (یعنی سابقہ روایت کی طرح)

جواب: جواب آگے آرہا ہے۔

اعتراض نمبر ۵۵:

(۱٦٤٩۷) ثنا محمد بن عمر بن عبدالعزیز، ثنا ابو عمیر، ثنا حجاج، وثنا

معاوية بن العباس، ثنا سعيد بن عمرو، ثنا بقية، جميعا عن شعبة، عن موسى بن ابى عائشة، عن عبدالله بن شداد، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كان له امام فقرأته له قرأة.

ورواه مع من ذكرنا عن موسى ابن ابى عائشة مرسلا، والثورى، وزائدة وزهير، وابو عوانة، وابن ابى ليلى، وشريك، وقيس بن الربيع وغيرهم، وروى عن المقرى، عن ابى حنيفة موصولا، كما رواه غيره عنه، قال المقرى: انا لا اقول عن جابر، ابو حنيفة يقوله انا برئ من عهدته وروى عن الحسن بن عمارة، وهذا زاد ابو حنيفة في اسناده جابر بن عبدالله ليحتج به في اسقاط الحمد عن المامومين، وقد ذكرنا عن الائمة، عن موسى مرسلا، ووافقه الحسن بن عمارة، وهو اضعف منه، عن موسى موصولا

(الكامل في الضعفاء لابن عدى ج۷ ص ۲۴۷۷)

ترجمہ: ابن عدیؒ کہتے ہیں کہ بیان کیا ہم سے محمد بن عمر بن عبدالعزیز نے وہ کہتے ہیں بیان کیا ہم سے ابوعمیر نے وہ کہتے ہیں بیان کیا ہم سے حجاج اور معاویہ بن العباس نے وہ کہتے ہیں بیان کیا ہم سے سعید بن عمرو نے وہ کہتے ہیں بیان کیا ہم سے بقیہ نے وہ شعبہ سے اور موسیٰ بن ابی عائشہ سے انہوں نے عبداللہ بن شداد سے وہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پس جس شخص کے لیے امام ہو تو کافی ہو جائے گی، امام کی قرأت اس کے لیے۔

اور روایت کیا ساتھ اس کے جو ہم نے ذکر کیا موسیٰ بن ابی عائشہ سے مرسلا۔ ثوری نے اور زائدہ اور زہیر اور عوانہ اور ابن ابی لیلیٰ اور شریک اور قیس بن ربیع وغیرہ نے۔

اور روایت کیا مقری نے ابوحنیفہ سے موصولاً جیسا کہ روایت کیا اس کو ابی حنیفہ کے علاوہ نے بھی۔

کہا مقری نے کہ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ جابر سے ہے ابوحنیفہ نے اس کے متعلق کہا کہ میں بری ہوں اس کے عہدہ سے۔ اور یہ روایت کی گئی ہے حسن بن عمارہ سے۔ اور زیادہ کیا ہے ابوحنیفہ کی اسناد میں جابر بن عبداللہ کو تاکہ احتجاج کرے متقدیوں سے حمد کو ساقط کرنے میں

اور تحقیق ہم نے ذکر کیا ائمہ سے انہوں نے موسیٰ سے مرسلا اور اس کو موافق کہا، حسن بن عمارہ نے اور وہ زیادہ ضعیف ہے اس سے یعنی موسیٰ سے موصولاً روایت کرنے میں۔

جواب:

اس روایت کی تحقیق احسن الکلام فی ترک القرأۃ خلف الامام مصنف شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ میں ملاحظہ فرمائیں۔

ہماری تحقیق یہ ہے کہ یہ روایت امام ابوحنیفہؒ کی سند سے بالکل درست ہے سند اور متن میں کوئی نقص نہیں دونوں صحیح ہیں ویسے نہ ماننے والوں کا کوئی علاج نہیں۔

احسن الکلام کے علاوہ سعی السلام بجمع احادیث ابی حنیفه للامام عربی کتاب الصلوٰۃ باب ما جاء فی ترك القرأۃ خلف الامام ص۳۱۱ تا ص۳۲۴ تالیف الدکتور المفتی المحدث فخر الدین الغلانی کو دیکھیں ضرور فائدہ ہوگا۔

اعتراض نمبر ۵۶:

(۱٦٤٩٨) اخبرنا ابو یعلی، قال: قرئ علی بشر بن الولید، اخبركم ابویوسف، عن ابی حنیفة، عن ابی سفیان قبل ان یلقاه یخبر عن ابی نضرة، عن ابی سعید، عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: مفتاح الصلاة الوضوء، وتحریمها التکبیر، وتحلیلها التسلیم، وفی کل رکعتین تسلم بعد التشهد، ولا تجزئ صلاة الا بفاتحة الکتاب ومعها شیءٌ. زاد ابوحنیفة فی هذا المتن، وفی کل رکعتین تسلم، وقد رواه عن ابی سفیان ابو معاویة وابن فضیل وزیاد البکائی، ومتدل بن علی، وحمزة الزیات، وحسان الکرمانی، وغیرهم فلم یذکروه. (الکامل ج۷ ص ۲٤۷۷، ۲٤۷۸)

ترجمہ: ابن عدیؒ کہتے ہیں خبر دی ہم کو ابو یعلی نے کہا پڑھا گیا بشر بن ولید پر کہ خبر دی تم کو ابو یوسف نے ابوحنیفہ سے انہوں نے ابی سفیان سے ان کی ملاقات سے پہلے ان کو خبر دی وہ ابی نضرہ سے ابی نضرہ حضرت ابی سعید سے روایت کرتے ہیں ابی سعیدؓ نے کہا کہ نبی کریم صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وضو نماز کی کنجی ہے۔ تکبیر کہہ اس کا آغاز ہوتا ہے اور سلام پھیر کر یہ ختم ہوتی ہے۔ ہر دو رکعت میں تشہد کے بعد سلام پھیر دیا جائے گا۔ نہیں ہے جائز نماز مگر سورۃ فاتحہ کے ساتھ اور اس کے ساتھ کچھ اور بھی قرأت کی جائے گی۔

متن میں ابوحنیفہ نے زیادہ کیا اس بات کو کہ ہر دو رکعت میں سلام ہے۔ تحقیق روایت کیا اس کو ابی سفیان نے ابومعاویہ سے اور ابن فضیل اور البکائی نے اور ہند بن علی نے اور حمزہ زیات نے اور حسان الکرمانی اور اس کے علاوہ نے اس کو ذکر نہیں کیا۔

جواب:

اس حدیث کی تحقیق کے لیے دیکھیے، **سعی السلام بجمع احادیث ابی حنیفة للامام** ص۲۶۰ تا ۲۶۳، باب الوضوء مفتاح الصلوٰۃ. (المکتبہ الصخرۃ الوطنیہ کراچی)

اعتراض نمبر ۵۷:

(١٦٤٩٩) ثنا عبدان، ثنا زید بن الحریش، ثنا ابو همام الاهوازی، عن مروان بن سالم، عن ابی حنیفة، عن حماد، عن ابراهیم، عن علقمة، عن عبدالله ان النبی صلی الله علیه وسلم اکل ذبیحة امرأة.

قال الشیخ: لم یروه موصولا غیر ابی حنیفة، زاد فیه علقمة، وعبدالله، والنبی صلی الله علیه وسلم وانما یرویه منصور، ومغیرة، وحماد، عن ابراهیم قوله.

(الکامل فی الضعفاء لابن عدی ج۷ ص ٢٤٧٨، فوائد تمام رازی ص٦٦٣)

ترجمہ: ابن عدیؒ کہتے ہیں کہ بیان کیا ہم سے حمدان نے ان سے بیان کیا، زید بن الحریش نے، ان سے بیان کیا ابو ہمام الاھوازی نے وہ روایت کرتے ہیں مروان بن سالم سے، وہ ابوحنیفہ سے وہ حماد سے وہ ابراہیم (نخعی) سے وہ علقمہ سے، علقمہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں آپؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا عورت کا ذبیحہ۔ کہا شیخ نے کہ نہیں روایت کیا ابوحنیفہ کے، علاوہ کسی نے اس کو موصولاً علقمہ کے واسطے

ہے،اس میں زیادتی کی ہے ابوحنیفہؒ نے۔

اور علقمہ اور عبداللہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ فرمان جس کو روایت کیا منصور اور مغیرہ نے اور حماد نے ابراہیم سے۔(اس میں یہ زیادتی نہیں ہے)

جواب:

اس روایت کی تحقیق **سعی السلام بجمع احادیث ابی حنیفة للامام** ص۴۴۵تا ۴۴۶،**باب ما جاء فی ذبائع النساء** میں دیکھیں **مطبوعه المکتبه الصخرة الوطنیه** شاہ لطیف ٹاؤن کراچی۔

اعتراض نمبر ۵۸:

(١٦٥٠٠ ـ ١٦٥٠١) اخبرنا محمد بن احمد بن حماد، ومحمد بن احمد بن الحسين، قالا: ثنا شعيب بن ايوب، [حدثنا مصعب بن المقدام، عن داؤد الطائی، عن النعمان بن ثابت، عن عطاء بن ابی رباح] عن ابی هريرة، عن النبی صلی الله عليه وسلم قال: اذا ارتفع النجم، ارتفعت العاهة عن اهل كل بلد.

ورواه كذالك عنه وكيع ويزيد بن هارون الحمانی، ومحمد بن الحسن، وجعفر بن عون، والمقری، وغيرهم، ولا يحفظ عن عطاء الا من رواية ابی حنيفة عنه، وروی عن عسل، عن عطاء مسندا وموقوفًا، وعسل وابو حنيفة سيان فی الضعف، علی ان عسلا مع ضعفه احسن ضبطا للحديث منه.

(الكامل فی الضعفاء لابن عدی ج۷ ص ٢٤٧٨، المعجم الصغير للطبرانی ص١٠٤)

ترجمہ:ابن عدیؒ کہتے ہیں خبر دی ہم کو محمد بن احمد بن حماد نے اور محمد بن احمد بن حسین نے ان دونوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے شعیب بن ایوب نے وہ کہتے ہیں بیان کیا ہم سے

مصعب ابن المقدام نے داؤد الطائی سے انہوں نے نعمان بن ثابت سے انہوں نے عطاء بن ابی رباح سے انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت نجم ستارہ طلوع ہوتا ہے تو اہل بلد (شہر) سے آفات اٹھالی جاتی ہیں۔

اسی طرح وکیع سے اور یزید بن ہارون الحمانی سے اور محمد بن حسن سے اور جعفر بن عون اور مقری سے اوران کے علاوہ سے، اور نہیں انہوں نے محفوظ کیا عطاء سے مگر روایت کیا انہوں نے اس کو ابوحنیفہ سے روایت کیا عسل سے انہوں نے عطاء سے مسند اور موقوف اور عسل اور ابوحنیفہ بھول گئے ضعف کی وجہ سے، عسل ضعف کے باوجود بھی حدیث پر اچھی ضبط رکھتا تھا۔

جواب:

اس قول میں یہ ہے کہ ابوحنیفہؒ بھول گئے اور بھولنے کی وجہ ضعف کو بتایا ہے۔

جبکہ یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ محدثین نے آپ کا شمار حافظ الحدیث میں کیا ہے۔ دیکھئے تذکرۃ الحفاظ ذہبی اور آپ ثقہ ہیں اسی رسالہ میں پہلے کئی جگہ یہ بات گزری ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے امام ابوحنیفہؒ کا محدثانہ مقام مصنف مولانا ظہور احمد الحسینی، امام اعظم اور علم حدیث، مقام ابی حنیفہ، مکانۃ الامام ابی حنیفہ فی الحدیث۔ حدیث کی تحقیق کے لیے **سعی السلام بجمع احادیث ابی حنیفۃ للامام** ص ۱۴۷ تا ۱۴۹ ملاحظہ فرمائیں۔)

اعتراض نمبر ۵۹:

(۱۶۵۰۲) ثنا علی بن احمد بن علی بن عمران، ثنا بندار، ثنا اسحاق الارزق، اخبرنا نعمان، عن علقمة بن مرثد، عن سلیمان بن بریدة، عن ابیه، عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال: اذهب یا فلان، فان الدال علی الخیر کفاعله.

قال الشیخ: وهذا حدیث لا یجرد اسناده غیر ابی حنیفة، عن علقمة بن مرثد، وتابعه حفص بن سلیمان، روی عن علقمة احادیث مناکیر لا یرویها غیره. ورواها عن ابی حنیفة اسحاق الارزق، ومصب بن المقدام، وارسله

عنه محمد بن الحسن فلم يذكر فيه ابن مرثد ولا بريدة.

(الكامل في الضعفاء لابن عدى ج۷ ص ۲٤۷۸، مسند احمد جلد۵ ص۲۵۷، حديث نمبر ۲۲۰۷۷، مشكل الآثار للطحاوی ۱۳۲۵، جزء الالف دينار حديث نمبر ۷٦)

ترجمہ: ابن عدیؒ کہتے ہیں کہ بیان کیا ہم سے علی بن احمد بن علی بن عمران نے وہ کہتے ہیں بیان کیا ہم سے بندار نے وہ کہتے ہیں بیان کیا ہم سے اسحاق الارزق نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہمیں نعمان نے انہوں نے علقمہ بن مرثد سے انہوں نے سلیمان بن بریدہ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے پاس آنے والے ایک شخص سے) فرمایا چلا جا اے فلاں فلاں کی طرف بے شک نیکی کی طرف رہنمائی کرنے والا نیکی کرنے والے کی طرح ہوتا ہے۔

فرمایا شیخ نے اس حدیث کی سند بیان کرنا امام ابوحنیفہ سے جو سند بیان کی انہوں نے علقمہ بن مرثد سے اور تابع ہیں اس کے حفص بن سلیمان۔

روایت کی گئی یہ علقمہ سے منکر احادیث جو نہیں روایت کی اس کے علاوہ اور کسی نے اور جو روایت کی گئی ابوحنیفہ سے اور اسحاق الارزق سے اور مصعب بن مقدام سے اور مرسل بیان کیا اس کو محمد بن حسن نے نہیں ذکر کیا گیا اس میں ابن مرثد اور نہ ہی بریدہ کو۔

جواب:

اس حدیث کی تحقیق کے لیے دیکھئے مسند امام اعظم مترجم ص۵۰۲، کتاب الادب، حدیث نمبر ۴۷۰، سعی السلام ص۵۲۹ تا ۵۳۲۔

اعتراض نمبر ۶۰:

(۱٦۵۰۳) ثنا يحيى بن علي بن هاشم الحفاف، حدثني محمد بن ابراهيم بن ابي سكينة، ثنا محمد بن الحسن، اخبرنا ابو حنيفة، ثنا ابو جحيفة، عن ابي بريدة، عن ابي الاسود الديلي، عن ابي ذر، عن النبي صلى الله عليه وسلم ان احسن ما غيرتم به الشعر الحناء والكتم.

قال الشيخ وهكذا رواه عباد بن صهيب، ورواه مُعَافٰى عنه عن رجل قد سماء، عن ابى بردة، عن ابى الاسود، عن ابى ذر، عن النبى صلى الله عليه وسلم ورواه الحسن بن زياد، ومكي، ابن يزيع عنه، عن ابى حجية، عن ابى الاسود، عن ابى ذر، عن النبى صلى الله عليه وسلم ولم يذكروا ابن بريدة، فقد روى عنه هذه الالوان التي ذكرتها، وابو حجية هو الاجلح بن عبدالله الكندى.

قال الشيخ: وابو حنيفة له احاديث صالحة، عامة ما يرويه غلط وتصاحيف وزيادات في اسانيدها ومتونها وتصاحيف في الرجال، وعامة ما يرويه كذلك، ولم يصح له في جميع ما يرويه الا بضعة عشر حديثا وقد روى من الحديث. لعله ارجح من ثلاثمائة حديث من مشاهير وغرائب وكله على هذه الصورة، لانه ليس هو من اهل الحديث، ولا يحمل على من تكون هذه صورته في الحديث.

(الكامل فى الضعفاء لابن عدى ج۷ ص ۲۴۷۸، ۲۴۷۹)

ترجمہ: ابن عدیؒ کہتے ہیں بیان کیا ہم سے یحیٰ بن علی بن ہاشم الخفاف نے، وہ کہتے ہیں بیان کیا مجھ سے محمد بن ابراہیم بن ابی سکنہ نے، وہ کہتے ہیں ہم سے بیان کیا محمد بن حسن نے وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوحنیفہ نے کہ بیان کیا ہم سے ابوجحیفہ نے انہوں نے ابن بریدہ سے انہوں نے ابی الاسود دیلی سے انہوں نے ابی ذرؓ سے، انہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زیادہ اچھا ہے اس کے لیے جو بدل لے اپنے بالوں کو مہندی اور خضاب کے ساتھ۔

کہا شیخ نے اور اسی طرح روایت کیا اس کو عباد بن صہیب نے اور روایت کیا اس کو معافی نے ایک آدمی سے تحقیق سنا اس نے ابی بردہ سے اس نے ابی الاسود سے اس نے ابوذرؓ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اس کو روایت کیا حسن بن زیاد نے اور مکی نے اور

ابن بزیع نے ابی جحیفہ سے انہوں نے ابی الاسود سے انہوں نے ابو ذرؓ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اور نہیں ذکر کیا اس میں ابن بریدہ کو اور تحقیق روایت کیا ان رنگوں کو جن کا تذکرہ کیا ہے ابوجحیفہ اور جو اجلح بن عبداللہ کندی نے۔

کہا شیخ نے اور ابوحنیفہؒ اس کے لیے کہ یہ حدیث صالح ہے (یعنی صحیح ہے) اور عام لوگوں نے جو روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ وہ غلط ہے حالانکہ اس کی سندوں میں زیادتی کی گئی اور متنوں میں اور رجال کے صحائف میں اور عامہ جو روایت کرتے ہیں وہ اس طرح نہیں ہے صحیح اس کے لیے جو انہوں نے روایت کیا سارے کا سارا مگر دس حدیثوں کے ٹکڑے حالانکہ روایت کی گئی احادیث سے تاکہ وہ زیادہ راجح ہو تین سو احادیث سے جو مشاہیر اور غرائب سے ہوں اور وہ ساری کی ساری اسی صورۃ پر ہیں تاکہ وہ اہل حدیث میں سے نہ ہوں۔ تاکہ نہ متحمل ہوسکیں احادیث کی اس صورت میں۔

جواب:

ابن عدی نے ایک حدیث امام ابوحنیفہ کی اپنی سند سے نقل کی ہے پھر اس پر تبصرہ کیا ہے۔ تبصرے میں اس روایت کی سند اور متن دونوں پر کچھ اشکالات وارد کیے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ روایت مختلف سندوں سے مروی ہے۔ ساری سندوں کو ملا کر اگر دیکھا جائے تو یہ روایت سند کے اعتبار سے قابل عمل ہے۔ رہی متن کی بحث تو متن کے اعتبار سے بھی اس میں کوئی ایسی خرابی سامنے نہیں آتی کہ اس کو رد کر دیا جائے۔

امام ابوحنیفہؒ کے علاوہ بھی کئی محدثین سے یہ روایت حضرت بریدہؓ کے واسطہ سے مروی ہے اور الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ بہت سے محدثین نے اس کو نقل کیا ہے۔

(ا) امام محمد کتاب الآثار باب الخضاب بالحناء والوسمۃ میں اپنی سند سے اس طرح نقل کرتے ہیں

محمد قال أخبرنا ابو حنيفة قال حدثنا ابو حجية عن ابن بريده عن ابى الأسود الذولى عن ابى ذر رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال

احسن ما غیرتم به الشعرا والحناء والکتم.

(۲) ابوداؤد باب فی الخضاب میں یہ روایت اس طرح آتی ہے۔

حدثنا الحسن بن علی أخبرنا عبد الرزاق نا معمر عن سعید الجریری عن عبد الله بن بریدة عن ابی الاسود الدولی عن ابی ذر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان احسن ما غیر به هذا الشیب الحناء والکتم

(۳) ابن ماجہ باب الخضاب بالحناء میں یہ روایت اس طرح آتی ہے۔

حدثنا ابو بکر ثنا عبد الله بن ادریس ابن الاجلح عن عبد الله بن بریدة عن ابی الاسود الدیلمی عن ابی ذر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان احسن ما غیرتم به الشیب الحناء و الکتم

(٤) ترمذی باب ما جاء فی الخضاب میں بھی یہ روایت آتی ہے۔اور ترمذی نے اس کو حسن صحیح کہا ہے۔

(۵) نسائی باب الخضاب بالحناء والکتم میں یہ اورات حضرت ابی ذر سے تین سندوں سے اور عبداللہ بن بریدہ سے دوسندوں سے مروی ہے۔

(٦) مسند امام اعظم باب الخضاب بالحناء والکتم میں مختلف الفاظ کے فرق سے اس کو تین بار ذکر کیا گیا ہے۔۔

(۷) جامع المسانید مترجم ج ۳ ص ۲۵۱، مسند احمد ج ۵، ص ۱۴۷، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۲۰۱۷۴، ابن حبان حدیث نمبر ۵۴۷۴، طبرانی کبیر حدیث ۱۶۳۸، سنن الکبری بیہقی ج ۷، ص ۳۱، وغیرہ میں یہ روایت موجود ہے۔

(تفصیل کے لئے دیکھئے سعی السلام بجمع احادیث ابی حنیفۃ الامام ص ۵۵۸ تا ص ۵۶۰)

اس تفصیل کے بعد ابن عدی کے اعتراض کی کوئی وقعت نہیں رہ جاتی۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ

اور

خطیب بغدادی

افادات

اکابر اہل سنت

حضرت مولانا مفتی مہدی حسن، مولانا ظفر احمد عثمانی، مولانا عبدالرشید نعمانی، علامہ زاہد الکوثری، مولانا محمد امین اوکاڑوی، مولانا ابوبکر غازی پوری، مولانا منیر احمد منور وغیرہ کے افادات کی روشنی میں یہ جوابات دیئے گئے ہیں۔

جمع و ترتیب

پیر جی سید مشتاق علی

ناشر

پیر جی سید عبدالمتین

محلہ گوبند گڑھ گلی نمبر ۸ مکان نمبر C/36 کالج روڈ، گوجرانوالہ

نام کتاب	امام ابوحنیفہؒ پر اعتراضات کا علمی جائزہ
افادات	اکابر اہل سنت
مرتب	پیر جی سید مشتاق علی
تاریخ طبع اول	اکتوبر 2020
صفحات	80
تعداد	ایک سو (100)
قیمت	تقسیم فی سبیل اللہ

﴾نوٹ ضروری﴿

اگر اس کتاب میں کوئی غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ فرمائیں ان شاء اللہ درست کر دی جائے گی۔ ہم قرآن وسنت کے خلاف کسی کی بات نہیں مانتے۔

والسلام

سید مشتاق علی

11-9-2020

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض مرتب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ

قارئین کرام! غیر مقلدین کے ممتاز عالم دین حضرت مولانا محمد بن ابراہیم میمن جونا گڑھی صاحب نے ایک کتاب ''امام محمدی'' کے نام سے امام ابوحنیفہؒ کے خلاف لکھی ہے۔ یہ کتاب اصل میں امام ابوبکر خطیب بغدادی المتوفی ۴۶۳ھ کی کتاب ''تاریخ بغداد'' عربی کے اس حصہ کا ترجمہ ہے جو خطیب نے امام ابوحنیفہؒ کے متعلق لکھا ہے۔ خطیب کی یہ کتاب پہلی بار مصر سے چودہ (۱۴) جلدوں میں سن ۱۳۴۹ھ بمطابق ۱۹۲۸ء میں شائع ہوئی تھی۔ اس کتاب کے شائع ہونے سے چار سال قبل سن ۱۳۴۵ھ میں مولانا محمد جونا گڑھی نے امام ابوحنیفہ والے حصہ کو اردو زبان میں شائع کر دیا تھا۔

تذکرۃ المحدثین کے مصنف مولانا ضیاء الدین اصلاحی لکھتے ہیں:

(۱۳) امام محمدی۔ مولوی محمد صاحب اڈیٹر اخبار محمدی دہلی نے اس میں تاریخ بغداد سے امام ابوحنیفہؒ کے ترجمہ وسوانح حیات کا حصہ جمع کر کے اردو ترجمہ کے ساتھ ۱۳۴۵ھ میں دہلی سے شائع کیا تھا۔ یہ امام صاحب کے ردوقدح اور مناقب ومثالب دونوں پر مشتمل ہے۔ معلوم نہیں اس کی اشاعت کی ضرورت ہی کیا تھی؟

(تذکرۃ المحدثین ج ۲ ص ۲۸۳، مطبوعہ نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد)

خطیب بغدادی نے ''تاریخ بغداد'' جلد نمبر ۱۳ میں امام ابوحنیفہؒ کے حال میں پورے سو (۱۰۰) صفحے لکھے ہیں۔ ۴۴ صفحات پر مناقب اور ۵۶ صفحات پر اعتراضات نقل کیے ہیں۔ کوئی عقل مند آدمی ان دونوں رخوں کو صحیح تسلیم نہیں کر سکتا کہ ایک شخص کو اعلیٰ درجہ کا عالم مجتہد نیک بھی مانا جائے اور معاذ اللہ کافر، مشرک، یہودی، جاہل، حدیث کی توہین کرنے والا بھی مانا جائے۔ خطیب نے تو صرف ان دونوں پہلوؤں کو درج کر دیا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ محدثین نے ان دونوں پہلوؤں میں سے کس کو قبول کیا اور کس کو رد کیا۔ محدثین نے خطیب کے مناقب والے حصہ کو لیا ہے اور معائب کے حصہ کا رد کیا ہے۔ خطیب کے اس حصہ کا رد بہت سے لوگوں نے لکھا ہے مگر ہم یہاں پر چار کا ذکر کرتے ہیں۔

(۱) السہم المصیب فی کبد الخطیب عربی، مصنف شرف الدین ملک معظم سلطان عیسیٰ بن ابوبکر ایوبی المتوفی ۶۲۱ھ۔ یہ کتاب مولانا اعزاز علی دیوبندیؒ نے جدہ کے قلمی نسخہ سے نقل کر کے اس کو ۱۳۵۰ھ میں مطبع جامعہ ملیہ دہلی سے شائع کیا تھا۔

(۲) الانتصار لامام ائمۃ الامصار عربی ۲ جلد۔ مصنف ابو المظفر یوسف بن عبداللہ المعروف سبط ابن الجوزی۔ یہ مشہور ابن جوزی حنبلی کے نواسے ہیں۔

(۳) جامع المسانید کے مقدمہ میں ابوالموید الخوارزمی نے اجمالی طور پر خطیب کے اس حصہ کا رد لکھا ہے۔

(۴) تانیب الخطیب علی ماساقہ فی ترجمۃ ابی حنیفۃ من الاکاذیب عربی، مصنف علامہ زاہد الکوثری مصری۔

خطیب کے شاگرد قاضی ابوالیمن مسعود بن محمد بخاری نے تاریخ بغداد کا اختصار کیا تو امام ابوحنیفہ کے فضائل والا حصہ رکھا اور معائب والے حصہ کو مردود کر کے نکال دیا۔

علامہ ابن عبدالبر مالکی المتوفی ۴۶۳ نے بھی ایک کتاب "الانتقاء فی فضائل الثلاثۃ الفقهاء مالك والشافعي وابی حنيفة" کے نام سے لکھی ہے۔ ابن عبدالبر مالکی کا زمانہ خطیب کا ہی دور ہے۔ مگر یہ کتاب تاریخ بغداد کے بعد لکھی گئی ہے۔ اس میں ابن عبدالبر نے صرف امام ابوحنیفہ کے فضائل لکھے ہیں اور معائب نہیں لکھے بلکہ آپ کا دفاع کیا ہے۔ اسی طرح اکثر محدثین نے کیا ہے۔ مگر ایک جونا گڑھی ہیں جن کے دل میں امام ابوحنیفہ کے خلاف بغض بھرا ہوا ہے۔ انہوں نے امام صاحب والے دونوں حصوں کو اردو ترجمہ کر کے امام محمدی کے نام سے شائع کر دیا۔ یہ کتاب کافی عرصہ سے نایاب تھی مگر حال ہی میں کچھ عرصہ قبل غیر مقلدین نے اس کو دوبارہ شائع کیا ہے۔ ہمارے پیش نظر امام محمدی کا جو نسخہ ہے وہ ۲۳×۳۶/۱۶ سائز کے ۹۶ صفحات پر مشتمل ہے اور اہل حدیث اکیڈمی مئو ناتھ بھنجن نے اس کو شائع کیا ہے۔ اس لیے ہم نے بھی عوام کو صحیح بات سے آگاہ کرنے کے لیے اس کا یہ مختصر سا جواب تحریر کیا ہے۔ ہم نے صرف ۵۰ مشہور اعتراضوں کا جواب دیا ہے، جن کا تعلق زیادہ تر احادیث سے ہے، اگر اللہ تعالیٰ نے موقعہ دیا تو ان شاء اللہ بقایا اعتراضوں کا جواب بھی لکھ دیں گے۔ ہم نے اپنے علماء کی کتابوں سے اس جواب کو تیار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لیے اس کتاب کو صدقہ جاریہ بنائے۔ آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں قرآن وسنت پر صحیح معنی میں عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے اور ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ آمین

والسلام

سید مشتاق علی

بروز جمعۃ المبارک

مورخہ 11-9-2020

اعتراض نمبرا:

سفیان بن عیینہ کہتے ہیں اللہ پر جرأت کرنے والا میں نے ابوحنیفہ سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا، وہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کے سامنے مثالیں بیان کیا کرتے تھے اور بڑی بے پرواہی سے انہیں رد کر دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ میں نے یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خرید و فروخت کرنے والے دونوں با اختیار ہیں جب تک کہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوئے، تو کہنے لگے اچھا اگر دونوں کشتی میں ہوں، اگر دونوں قید خانہ میں ہوں، اگر دونوں سفر میں ہوں تو کیسے جدا ہوں گے۔ (امام محمدی ص ۱۷)

جواب:

سفیان بن عیینہ کی طرف یہ قول منسوب کرنا کہ امام صاحب حدیث کو رد کر دیتے تھے، سو وہ سفیان بن عیینہ وہی ہیں جو فرماتے ہیں:

"اول من اقعدنی للحدیث وفی روایة اول من صیرنی محدثا ابو حنیفة قدمت الکوفة فقال ابو حنیفة ان ھذا اعلم الناس بحدیث عمرو بن دینار فاجتمعوا علی فحدثتھم

"مجھے سب سے پہلے جس شخص نے درس حدیث کے لیے بٹھایا۔ ایک روایت میں یہ کہ جس نے سب سے پہلے مجھے محدث بنایا وہ ابوحنیفہ ہیں کیونکہ میں جب کوفہ پہنچا تو ابوحنیفہ نے فرمایا یہ شخص عمرو بن دینار کی حدیثوں کو سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔ اس بات کے سنتے ہی لوگ میرے پاس جمع ہو گئے اور میں نے ان سے حدیث بیان کی۔"

(خطیب، تاریخ بغداد)

جس سے معلوم ہوا کہ امام صاحب فقط محدث ہی نہیں بلکہ محدث گر بھی تھے۔ جس کی تعریف کر دیتے لوگ اس کے گرد جمع ہو جاتے، سفیان بن عیینہ امام صاحب کے شاگرد ہیں، مسانید ابی حنیفہ میں امام صاحب سے ان کی روایات موجود ہیں۔ بالخصوص مسند حارثی میں سب سے زیادہ ہیں۔ (ابن ابی العوام، ابن عبد البر ملاحظہ ہو، تانیب الخطیب للکوثری ص ۱۵۵)

اس لیے تاریخ بغداد کی یہ روایت ہرگز قابل اعتبار نہیں اس کی سند میں ایک راوی ابراہیم بن بشار رمادی ضعیف ہے۔ جس کے متعلق ابن ابی حاتم نے امام احمد کا یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ

شخص ہمارے ساتھ سفیان کے درس میں آتا تھا۔ پھر لوگوں کو وہ حدیثیں املا کراتا تھا جو سفیان سے سنی گئی تھیں۔ تو بعض دفعہ ایسی باتیں بھی املا کرا دیتا جو لوگوں نے نہیں سنی تھیں میں نے اس سے کہا توں خدا سے نہیں ڈرتا ایسی باتیں لکھواتا ہے جو لوگوں نے سفیان سے نہیں سنیں اور اس کی بہت سخت مذمت کی۔ ابن معینؒ فرماتے ہیں لیس بشیء ''یہ کچھ بھی نہیں'' قال النسائی لیس بالقوی ''امام نسائی فرماتے ہیں یہ قوی نہیں۔'' تو جو شخص حدیث رسول میں زیادتی کرنے سے بھی نہیں ڈرتا وہ ابوحنیفہ اور سفیان کی باتوں میں کیا خاک احتیاط کرے گا۔ پھر اس مسئلہ میں امام صاحب نے حدیث کو رد کب کیا ہے؟ ان کے نزدیک اس میں تفرق سے مراد تفرق بالا بدان نہیں بلکہ تفرق بالاقوال ہے۔ شافعیہ نے تفرق بالا بدان مراد لیا ہے۔ حدیث کو سب مانتے ہیں، تفسیر میں اختلاف ہے اہل علم اس امر سے بخوبی واقف ہیں۔ اگر اس کا نام حدیث کو رد کرنا ہے تو امام ابوحنیفہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ جو لوگ تفرق بالقول مراد لیتے ہیں وہی اس حدیث کو رد کرتے ہیں کیونکہ ہمارے پاس قرآن و حدیث سے بہت دلائل موجود ہیں جو ہماری تفسیر کی تائید کرتے ہیں۔ پھر اس حدیث کا جو مطلب امام صاحب نے سمجھا ہے امام سفیان ثوریؒ اور امام مالکؒ نے بھی وہی سمجھا ہے۔ (ملاحظہ ہو ترمذی وغیرہ) امام ابوحنیفہؒ اس مسئلہ میں تنہا نہیں ہیں۔ فقہاء کوفہ و اہل مدینہ ان کے ساتھ ہیں۔ تو یہ الزام سب پر عائد کرنا چاہیے۔

اعتراض نمبر۲:

ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانی جب دو قلّے ہو تو وہ ناپاک نہیں ہوتا۔ اس حدیث کو رد کرنے کے لیے ابوحنیفہ کہنے لگے میرا ایک ایک ساتھی دو دو قلّے پیشاب کرتا ہے۔ (امام محمدی ص ۷۱)

جواب:

امام ابوحنیفہؒ کا وقار و متانت اور نزاہت لسان اور تہذیب مشہور و معروف ہے۔ ایسے گندے الفاظ ان کی زبان پر ہرگز نہیں آ سکتے۔ جونا گڑھی کو شرمانا چاہیے کہ وہ ایسی مہمل خرافات سے اپنا مدعا ثابت کرنا چاہتا ہے۔ جن کو امام تو امام کسی معمولی درجہ کے عالم کے لیے بھی کوئی سننا گوارا نہیں کر سکتا۔

اس قول کی سند میں ابن دوما، ابن سلمہ ابار، ابوعمار مروزی جیسے سخت قسم کے ضعیف راوی موجود ہیں۔ ابن دوما کے متعلق خود خطیب نے جرح کی ہے کہ وہ تزدیر کرتا ہے۔ اس نے خود ہی اپنے کو برباد کردیا ہے کہ جن روایات کا سماع اسے حاصل نہیں ہوا ان کو بھی اپنی مسموعات میں داخل کردیتا ہے۔ ایسے مروزی کی روایت بھی ہرگز قابل اعتبار نہیں۔ (تانیب ص ۴۶)

ابن سلمہ احمد بن جعفر ختلی سخت متعصب عقل کا اندھا ہے۔ (تانیب الخطیب ص ۲۲)

احمد بن علی ابار ان راویوں میں سے ہے جن کو دعلج سوداگر وظیفے دیا کرتا تھا تاکہ ایسی روایتیں جمع کریں جو اصول وفروغ میں اس کے مخالفوں کو زخم پہنچائیں۔ ائمہ اہل حق کے متعلق بڑا منہ پھٹ، بدزبان ہے، تاریخ خطیب میں امام صاحب کے مثالب ومعائب اکثر اس کے حوالے سے ہیں جن سے اس کا تعصب اور امام ابوحنیفہؒ سے عداوت صاف ظاہر ہے اور دشمن کی شہادت کسی کے نزدیک بھی معتبر نہیں۔ پھر ابار ہمیشہ امام کی شان میں اس قسم کی خرافات مجہول راویوں اور جھوٹوں ہی سے نقل کرتا ہے چنانچہ یہاں بھی اس کا شیخ ابوعمار مروزی کثیر الاغراب ہے۔ جو اکثر ایسی باتیں روایت کرتا ہے کہ جو کوئی بیان نہیں کرتا۔ خطیب کی تاریخ میں امام صاحب کے مثالب اس قسم کے راویوں سے منقول ہیں تاکہ عنداللہ وعندالناس خطیب یا بعد کو اس کی تاریخ میں اضافہ کرنے والے اچھی طرح رسوا ہوجائیں اس روایت میں جو الفاظ امام صاحب کی طرف منسوب کیے گئے ہیں ان کی زبان سے کبھی نہیں نکل سکتے۔ یقیناً یہ ابن دوما یا ابن سلمہ یا ابار کے من گھڑت ہیں۔

حدیث القلتین:

رہی حدیث قلتین تو دوسری صدی ہجری سے پہلے فقہاء میں سے کسی نے بھی اس کو اختیار نہیں کیا کیونکہ اس میں سخت اضطراب ہے بجز چند تساہلین کے کسی نے اس کو صحیح نہیں مانا پھر صحیح کہنے والے بھی اس پر عمل کیسے کرسکتے ہیں؟ جب کہ قلتین کی مقدار کسی دلیل سے متعین نہیں کی جاسکتی؟ اس لیے علامہ ابن دقیق العید مالکی ثم الشافعی نے شرح عمدۃ الاحکام میں اقرار کیا ہے کہ حنفیہ کی دلیل جو ماء راکد کے متعلق صحیح میں وارد ہے۔ بہت قوی ہے (کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرکے پھر اس سے وضو یا غسل نہ کرو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھہرے ہوئے پانی میں نجاست گرنے کے بعد اس

سے مطلقاً وضو اور غسل کو منع فرمایا ہے۔ دو قلہ کی قید نہیں اور یہ حدیث باتفاق محدثین صحیح ہے اسی کو امام نے اختیار کیا ہے۔

اعتراض نمبر ۳:

یوسف بن اسباط کہتے ہیں، ابو حنیفہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار سو حدیثیں رد کر دی ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ ابو صالح نے کہا مجھے بھی بتایئے کہا دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے شہ سوار مجاہد کے دو حصے ہیں (ایک حصہ مجاہد کا اور ایک حصہ گھوڑے کا) اور پیدل شخص کا ایک حصہ ہے مالِ غنیمت اس طرح تقسیم ہوگا اور ابو حنیفہ کہتے ہیں: میں جانور کا حصہ مومن کے حصے سے زیادہ نہیں کروں گا، دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے اونٹ کی کوہان پر بطور نشان زخم لگایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے بھی یہی کیا اور ابو حنیفہؒ کہتے ہیں یہ فعل مثلہ ہے حرام ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ خرید و فروخت کرنے والے جب تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں با اختیار ہیں اور ابو حنیفہؒ کہتے ہیں جب بات چیت طے ہوگئی تو اختیار جاتا رہا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ کرتے تو قرعہ اندازی فرماتے اور جس بیوی صاحبہ کا نام نکلتا، انہیں ساتھ لے جاتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے بھی یہ کام کیا ہے۔ ابو حنیفہؒ کہتے ہیں کہ قرعہ اندازی جوا ہے اور یہاں تک ابو حنیفہؒ نے کہا ہے کہ اگر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پا لیتے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پالیتا تو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی میری اکثر باتیں مان لیتے۔ دین تو نام ہے سوچ سمجھ کر اچھی رائے پیدا کرنے کا۔ (امام محمدی ص ۷۱، ۷۲)

نوٹ: جونا گڑھی نے پہلی حدیث کا ترجمہ غلط کیا ہے، حدیث میں ہے "لِلْفَرَسِ سَهْمَانِ، وَلِلرَّجُلِ سَهْمٌ" (دیکھئے تاریخ بغداد ج ۱۱ ص ۵ ۷ ۲ حدیث نمبر ۴۱۶۳) جس کا صحیح ترجمہ یہ ہے: "گھوڑے کے لیے دو حصے اور پیدل کے لیے ایک حصہ ہے۔)

جواب:

اگر جونا گڑھی پڑھا لکھا سمجھ دار ہوتا تو اسی سے اس روایت کے غلط ہونے کا اندازہ کر لیتا کہ چار سو کا دعویٰ کرنے والا چار ہی حدیثیں بیان کر رہا ہے اگر پوری نہیں تو آدھی ہی بیان کر دیتا۔ کیا اس کے نزدیک یہ چار ہی چار سو کے برابر ہیں؟ پھر جس نے باقاعدہ علوم اسلامیہ کی تحصیل کی ہے۔ وہ خوب جانتا ہے کہ امام صاحبؒ نے ان چار احادیث کو بھی رد نہیں کیا بلکہ

ان کا مطلب وہ بیان کیا ہے جو اہل ظاہر نہیں سمجھے۔

حدیث نمبر ا:

چنانچہ ان میں ایک تو وہی حدیث البیعان بالخیار ما لم یتفرقا ہے کہ جب تک خرید وفروخت کرنے والے جدا نہ ہوں ان کو اختیار رہتا ہے۔ ہم پہلے بتلا چکے ہیں کہ امام صاحب نے اس کو رد نہیں کیا بلکہ تفرق سے تفرق بالقول مراد لیا ہے نہ کہ تفرق بالابدان۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب تک بائع اور مشتری کی باتیں ختم نہ ہوں یعنی ایجاب وقبول تمام نہ ہوا اس وقت تک ہر ایک کو اپنی بات کے واپس لینے کا اختیار ہے۔ ایجاب وقبول ختم ہو جانے کے بعد یہ اختیار نہیں رہتا مگر جب کہ ان میں سے ایک نے خیار کی شرط کر لی ہو جیسا اس حدیث کے دوسرے طرق میں الا ان یکون بیع خیار کی قید موجود ہے اور تفرق کا اطلاق بالقول پر بکثرت وارد ہے۔ قرآن میں ہے:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا○ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ○ وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ○

اور چونکہ آیت قرآنیہ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ بتلا رہی ہے کہ رضامندی کے ساتھ ایجاب وقبول کے بعد (کہ تجارت کا مفہوم لغت میں یہی ہے) بائع ومشتری میں سے ہر ایک کو بیع وثمن میں تصرف کرنے کا حق ہے اس حق کو مجلس سے علیحدگی پر موقوف کرنا نص پر زیادتی کرنا ہے جو خبر واحد ہے امام صاحبؒ کے اصول پر درست نہیں اس لیے لفظ تفرق کو حدیث میں تفرق بالاقوال پر محمول کرنا چاہیے اور اگر تفرق بالابدان ہی مراد لیا جائے تو اس کو استحباب پر محمول کیا جائے گا جیسا راوی حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قول کانت السنة ان المتبایعین بالخیار مالم یتفرقا (رواہ البخاری) اس پر دال ہے۔

حدیث نمبر ۲: للفارس سہمان وللرجل سہم:

اسی طرح دوسری حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھوڑے کے دو حصے اور پیادہ آدمی کا ایک حصہ ہے۔ مگر ابو حنیفہؒ کہتے ہیں میں جانور کا حصہ مومن کے حصہ سے زیادہ نہیں کرسکتا۔"

اس کو بھی امام صاحبؒ نے رد نہیں کیا بلکہ یہ فرمایا ہے کہ اس حدیث کے الفاظ میں راویوں

نے اختلاف کیا ہے۔ بعض نے ان ہی الفاظ سے روایت کیا ہے للفرس سھمان وللرجل سھم وفي رواية والصاحبه سھم گھوڑے کے دو حصے اور آدمی کا ایک۔ دوسری روایت میں ہے گھوڑے کے مالک کا ایک حصہ ہے اور بعض نے ان لفظوں سے روایت کیا ہے للفارس سھمان وللرجل سھم گھوڑے سوار کے دو حصے ہیں اور پیادہ کا ایک حصہ ہے۔ چنانچہ مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ سے سنن ابی داؤد میں ان ہی الفاظ کے ساتھ یہ حدیث مروی ہے اور قاعدہ ہے کہ جب کسی حدیث کے الفاظ میں راوی اختلاف کریں تو دلیل سے ایک کو دوسری پر ترجیح دی جائے گی۔ امام صاحبؒ کے نزدیک مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ کی روایت کو ترجیح ہے کہ گھوڑے سوار کو مالِ غنیمت سے دو حصے دیے جائیں گے اور پیادہ کو ایک، سوار کو تین حصے نہیں دیے جائیں گے اور جس حدیث سے سوار کے تین حصے معلوم ہوتے ہیں اس میں یا تو راوی کو وہم ہوا ہے کہ فرس کو فرس اور رجل کو رجل پڑھ لیا یا اس کو تنفیل پر محمول کیا جائے گا کہ کسی وقت بطور انعام کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سواروں کو بجائے دو حصے کے تین حصے دے دیے اور تنفیل قانون عام نہیں بلکہ امام کی رائے پر ہے۔ اگر کسی وقت مصلحت ہو ایسا بھی کر سکتا ہے۔

حدیث نمبر ۳، اشعار الہدی:

رہی تیسری حدیث کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے برابر قربانی کے جانوروں پر نیزہ مار کر نشان لگایا ہے۔ مگر ابو حنیفہؒ کہتے ہیں کہ ایسا کرنا جاندار کی صورت کو بگاڑنا ہے۔

تو یہ تنہا امام صاحبؒ کا قول نہیں بلکہ ابراہیم نخعیؒ کا قول ہے جو حماد کے واسطہ سے وہ روایت کرتے ہیں جیسا ترمذی نے اس پر اشارہ کیا ہے اور ان کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اشعار مطلقاً منع ہے بلکہ وہ اپنے زمانہ کے جاہلوں کے اشعار کو مثلہ کہتے تھے۔ جس میں مبالغہ کے ساتھ جانوروں کے کوہان پر نیزہ مارا جاتا تھا جس سے گہرا زخم ہو جاتا اور جانور کو بہت تکلیف ہوتی تھی اور جس طریقہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے اشعار کیا ہے کہ صرف کوہان کو ذرا سا چیر دیا جاتا گوشت تک زخم نہ پہنچتا تھا۔ اس کو نہ ابراہیم نخعیؒ نے مثلہ کہا نہ امام صاحبؒ نے۔ علامہ طحاویؒ نے شرح معانی الآثار میں اس کی تصریح کی ہے اور

وہ مذہب حنفیہ کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔

حدیث نمبر ۴، الاقراع بین النساء عند السفر:

رہی چوتھی حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تشریف لے جاتے تو اپنے ہمراہ لے جانے کے لیے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں قرعہ اندازی کیا کرتے تھے مگر ابوحنیفہؒ کہتے ہیں کہ قرعہ اندازی خالص قمار اور جوا ہے۔

یہاں بھی یہ دعویٰ غلط ہے کہ امام صاحبؒ نے حدیث کو رد کیا ہے۔ کیونکہ اس صورت میں قرعہ اندازی کرنا امام صاحبؒ کے نزدیک بھی مستحب ہے کتب حنفیہ میں اس کی تصریح ہے۔ متون و شروح سب اس پر متفق ہیں۔ امام صاحبؒ بس یہ فرماتے ہیں کہ جس صورت میں حدیث سے قرعہ اندازی ثابت ہے اسی پر اکتفا کرنا چاہیے اس سے آگے نہ بڑھنا چاہیے قرعہ اندازی سے کسی حقِ ثابت کو باطل نہیں کیا جا سکتا۔ ہاں جہاں کسی کا حق ثابت نہ ہو وہاں ایک دوسرے پر ترجیح دینے کے لیے بطور تطییبِ قلب کے اس سے کام لے سکتے ہیں جیسا حدیث میں ہے کیونکہ سفر میں شوہر پر قسم واجب نہیں رہتی کہ ہر بی بی کی باری میں اس کے پاس رات گزارے کیونکہ سفر میں سب بیبیوں کا ساتھ لینا دشوار ہے جب بیویوں کا یہ حق ساقط ہو گیا تو اب کسی ایک کو ساتھ لے جانا جائز ہے اور قرعہ اندازی سے ایک کا انتخاب کرنا بہتر ہے جیسا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تاکہ کسی بیوی کو ترجیح بلا مرجح کا خیال پیدا نہ ہو لیکن قرعہ اندازی سے حقِ غیر ثابت کو ثابت کرنا یا حق ثابت کو باطل کرنا حدیث سے تجاوز کرنا ہے اس لیے امام صاحب ہر جگہ قرعہ اندازی کے قائل نہیں ہیں۔ کیا اسی کا نام حدیث کو رد کرنا ہے؟ اسی سے بقیہ تین سو چھیانوے حدیثوں کا اندازہ لگایا جائے کہ وہاں بھی راوی کی فہم کا قصور ہوا ہے ورنہ امام صاحبؒ کی کیا مجال کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی حدیث کو رد کریں؟ معاذ اللہ

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم میں امام صاحبؒ کے اقوال:

امام صاحبؒ کا یہ قول مشہور ہے:

﴿کل شیء تکلم النبی صلی اللہ علیہ وسلم سمعناہ او لم نسمعہ فعلی الرأس والعین قدامنا بہ ونشھد انہ کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال ایضًا لعن اللہ من یخالف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہ اکرمنا اللہ بہ

استقذنا

(ملاحظہ ہو: کتاب العلم والمتعلم لابی حنیفة وکتاب الانتقاء لابن عبد البر)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ بھی فرمایا ہے (بشرطیکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا ثابت ہو جائے) وہ ہمارے سر آنکھوں پر ہے، ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ جیسا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہی (حق) ہے۔'' نیز فرماتے ہیں ''خدا لعنت کرے اس شخص پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی (حدیث کی) مخالفت کرتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے وسیلہ سے تو اللہ تعالیٰ نے ہم کو عزت دی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ذریعہ ہم کو (گمراہی سے) بچایا اور نجات دی۔''

نیز فرمایا کہ کسی شخص کی حدیث کو رد کرنا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف قرآن کے خلاف بات منسوب کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو رد کرنا یا (معاذ اللہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات جھٹلانا نہیں ہے بلکہ اس شخص کی بات کو رد کرنا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غلط بات کو منسوب کر رہا ہے۔

اور یہ کون کہہ سکتا ہے کہ امام صاحب پر یا کسی مجتہد پر ان تمام حدیثوں کا ماننا ضروری ہے۔ جو راویان حدیث ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں روایت کرتے ہیں، جب تک راویوں کی عدالت وامانت کو اچھی طرح نہ جانچ لیا جاوے اور باہم تمام روایات میں موازنہ کر کے راجح ومرجوح میں تمیز نہ کر لی جائے۔ اگر یوں ہی ہر روایت کو مان لیا جائے تو دین ضائع ہو جائے اور بیوقوفوں کے ہاتھ میں کھلونا بن جائے گا۔ جو لوگ حدیث کو دینی حجت سمجھتے ہیں ان کے یہاں حدیث کے صحیح اور معتبر ہونے کے اصول مقرر ہیں جو حدیث ان اصول پر پوری اترے گی وہی حجت ہے ہر حدیث کو کسی نے حجت نہیں کہا کیونکہ سب جانتے ہیں کہ بعض حدیثیں کمزور اور بے دین لوگ بھی روایت کرتے ہیں جو ضعیف یا موضوع کے نام سے یاد کی جاتی ہیں۔

اس تحقیق کے بعد ہم اس قول کے راویوں کی بھی جانچ کرنا چاہتے ہیں جو کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ نے چار سو حدیثیں رد کی ہیں، اس کی سند میں ایک تو عمر بن فیاض ہے جس کو کسی نے ثقہ نہیں کہا اور دوسرا ابوطلحہ الوساوی ہے۔ اس پر بھی محدثین نے جرح کی ہے تو اس کے

وساوس قابل التفات نہیں۔ تیسرا عبداللہ بن ضبیق ہے جو قرأت کے سوا اور کسی روایت کے قابل نہیں، چوتھا ابو صالح الفراء ہے۔ محدثین نے کہا ہے کہ بغیر کتاب کے وہ جو کچھ کہے قابل التفات نہیں۔ پانچواں یوسف بن اسباط ہے۔ یہ مغفل زاہد ہے۔ جس نے اپنی کتابوں کو دفن کر دیا تھا، اور حافظہ خراب ہونے کی وجہ سے گڑ بڑ روایتیں بیان کرنے لگا۔ محدثین کا فیصلہ ہے کہ اس کی کوئی روایت حجت نہیں۔ (تانیب الخطیب ص ۱۷۔۸۵)

یہ تو اس روایت کی سند کا حال ہے اور ہم بتلا چکے ہیں کہ امام صاحبؒ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بات کو بھی رد نہیں کیا البتہ ان مغفلین کی باتوں کو رد کیا ہے جو اپنی طرف سے حدیث کا مطلب متعین کر کے مجتہد کی تشریح و تفسیر کو رد حدیث پر محمول کرتے ہیں۔

اعتراض نمبر ۴:

وکیع فرماتے ہیں ابو حنیفہؒ نے دوسو حدیثوں کا خلاف کیا ہے۔ (امام محمدی ص ۷۲)

جواب:

سبحان اللہ یا تو امام صاحبؒ کو چار سو حدیثوں کے رد کرنے کا الزام دیا جا رہا تھا۔ یا اب چار سو سے اتر کر دوسو کی تعداد رہ گئی۔ مگر چار سو کا دعویٰ کرنے والے نے چار حدیثوں کا تو پتہ دیا تھا۔ جس کی حقیقت ہم بتلا چکے کہ امام صاحبؒ نے ان میں سے ایک کو بھی رد نہیں کیا۔ محض راوی کی غلط فہمی اور کوتاہ بینی تھی مگر دوسو کا دعویٰ کرنے والے نے ایک دو حدیث کا بھی پتہ نہیں دیا۔

کاش یہ لوگ بھی ابو بکر بن ابی شیبہ کی طرح ان حدیثوں کا پتہ دے دیتے کہ اس غریب نے تو اپنی مصنف میں ایک خاص باب منعقد کر کے ایک سو پچیس حدیثیں بیان کر دی ہیں جن کی امام ابو حنیفہؒ نے ان کے خیال میں مخالفت کی تھی۔ اس کا جواب بھی علامہ محمد زاہد کوثری مصریؒ نے بہت تفصیل کے ساتھ دے دیا ہے۔ ان سے پہلے عقود الجواہر المنیفہ اور مقدمہ جامع المسانید میں اس کا جواب بھی دیا گیا ہے تو ہم ان دوسو یا چار سو حدیثوں کی بھی حقیقت واضح کر دیتے اور بتلا دیتے کہ ان میں سے بھی امام صاحبؒ نے کسی حدیث کو رد نہیں کیا بلکہ دوسری احادیث کی بنا پر ان کا مطلب وہ بیان کیا ہے جو ان محدثین نے نہیں سمجھا۔

وکم من عائب قولا صحیحا وآفتہ من الفہم السقیم

بہت سے سے آدمی سچی بات میں بھی عیب نکال دیا کرتے ہیں مگر یہ ان کی فہم سقیم کی آفت ہوتی ہے۔

پھر غضب یہ ہے کہ امام وکیع کی طرف اس قول کو منسوب کیا گیا ہے کہ امام صاحب نے دوسو حدیثوں کو رد کر دیا۔ حالانکہ خطیب نے خود ہی اپنے شیخ حافظ الصمیری کے واسطہ سے بسند صحیح یحییٰ بن معین کا یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے وکیع سے بہتر کسی کو نہیں دیکھا پھر ان کی تعریف وتوصیف کر کے کہا کہ وہ امام ابوحنیفہؒ کے قول پر فتویٰ دیا کرتے تھے اور ان سے بہت حدیثیں سنی تھیں۔ یحییٰ بن معینؒ نے کہا کہ یحییٰ بن سعید قطانؒ بھی امام ابوحنیفہؒ کی رائے پر فتویٰ دیتے تھے۔ دوری نے بھی یحییٰ بن معینؒ سے اسی طرح روایت کی ہے۔ اھ

(تاریخ بغداد ج ۱۴ ص ۵۰۱)

اب فرمایئے تاریخ خطیب کی کس روایت کو مانا جائے؟ اور یہ کچھ وکیع ہی کے ساتھ خاص نہیں غضب یہ ہے کہ اسی تاریخ میں امام ابو یوسفؒ اور عبداللہ بن مبارکؒ جیسے خاص شاگردوں سے بھی امام صاحبؒ کی مذمت نقل کر دی گئی ہے۔ ان ظالموں کو جنہوں نے تاریخ خطیب میں یہ خرافات شامل کی ہیں اتنی بھی حیاء شرم نہ تھی کہ جھوٹ ایسا تو بولتے جس کا کچھ سر پاؤں ہوتا مگر وہ تو ایسا صریح جھوٹ بولتے ہیں جس کو ادنیٰ طالب علم بھی باور نہیں کر سکتا۔ ''اللہ تعالیٰ اسی طرح جھوٹوں کو رسوا کیا کرتا ہے۔''

اعتراض نمبر ۵:

حماد بن سلمہ کہتے ہیں ابوحنیفہؒ کے سامنے حدیثیں آتی تھیں اور وہ اپنی رائے قیاس سے انہیں رد کر دیتے تھے اور انہیں پیٹھ پیچھے ڈال دیتے تھے۔ (امام محمدی ص ۶۷)

جواب:

اس قول کی سند میں ایک راوی علی بن احمد بن بزاز ہے جس کے متعلق خود خطیب کو اعتراف ہے کہ اس کا بیٹا اس کی اصل کتابوں میں اضافات کر دیا کرتا تھا۔ اور یہ ان کو بیان کرتا تھا ایسے شخص کی روایت کا کچھ اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ (تانیب الخطیب ص ۲۱)

دوسرا راوی علی بن محمد بن سعید موصلی ہے، اس کے متعلق عیسیٰ بن فیروز کے ترجمہ میں خطیب بغدادی نے خود تصریح کی ہے کہ وہ ثقہ نہیں ہے۔ (تاریخ بغداد ج ۱۲، ص ۴۰۸)

اعتراض نمبر ۶:

خطیب بغدادی نے حماد بن سلمہ کا یہ قول ایک دوسری سند سے بھی ذکر کیا ہے۔ جونا گڑھی لکھتے ہیں:

ان کے پاس حدیثیں اور سنتیں بیان ہوتیں اور وہ محض اپنی رائے سے اسے رد کر دیتے تھے۔ (امام محمدی ص۷۲)

جواب:

اس قول کی سند درست نہیں اس کی سند میں عبداللہ بن احمد صاحب کتاب السنۃ ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ ہی سے اس کی حقیقت معلوم ہو سکتی ہے کہ وہ علم کے کس درجے پر ہے ایسا شخص امام ابوحنیفہؒ کے متعلق سچ نہیں بول سکتا، خصوصاً جب کہ جرح وتعدیل کے بارہ میں اس کا جھوٹ ثابت بھی ہو چکا ہے۔ چنانچہ علی بن حمشاد حافظ ثقہ کا قول ہے کہ مجھ سے احمد بن عبداللہ اصبہانی نے بیان کیا کہ میں ایک دن عبداللہ بن احمد بن حنبل کے پاس گیا تو پوچھا تم کہاں تھے میں نے کہا کہ کریمی کی مجلس میں تھا، کہا کہ اس کے پاس نہ جایا کرو وہ تو کذاب ہے۔ پھر ایک دن میں کریمی کی مجلس پر گزرا تو عبداللہ بن احمد کو اس کی روایتیں لکھتا ہوا دیکھا، میں نے کہا یہ کیا آپ نے تو مجھ سے کہا تھا کہ اس کی روایت مت لکھو یہ کذاب ہے، کہا چپکے رہو۔ پھر جب فارغ ہو کر وہاں سے اٹھے میں نے پھر سوال کیا تو کہا میں نے تم سے یہ بات اس لیے کہی تھی کہ مبادا کہیں آج کل کے نوجوان سند میں ہمارے برابر ہو جائیں۔

(تاریخ بغداد ج۳، ص۴۳۹)

خطیب نے احمد بن عبداللہ اصبہانی کو مجہول کہہ کر اس روایت کو کمزور کرنے کی کوشش کی ہے مگر یہ اس کا تجاہل عارفانہ ہے، تاریخ اصفہان ابی نعیم میں اس کا ترجمہ موجود ہے وہ ابن حمشاد کے ثقات شیوخ میں سے ہے۔

اور ابن حمشاد جیسا حافظ ثقہ مجاہیل لوگوں سے روایت نہیں کر سکتا۔

(تانیب الخطیب ص۱۵۱)

پس عبداللہ بن احمد کو اگر حدیث کے بارہ میں سچا سمجھ لیا جائے تو محدثین کو اختیار ہے مگر جرح وتعدیل کے باب میں اس واقعہ کے بعد اس کو ہرگز ثقہ نہیں کہا جا سکتا۔

دوسرا راوی مؤمل بن اسماعیل بھی اس سند میں واقعہ ہے۔ جس کے متعلق امام بخاریؒ نے منکر الحدیث کہا ہے اور یہ لفظ امام بخاری اسی شخص کے بارہ میں کہتے ہیں جس کے متعلق دوسرے محدثین کذاب کا صیغہ استعمال کرتے ہیں۔ ابوزرعہ رازی فرماتے ہیں کہ وہ حدیث میں بہت خطا کرتا ہے۔ ایسا شخص جرح وتعدیل کے باب میں اصلاً حجت نہیں اور جو حدیث میں بکثرت خطا کرتا ہو وہ حکایات میں بھی ہرگز قابل اعتبار نہیں۔

پھر حماد بن سلمہ ہے اس کو اس بات کی کیا تمیز کہ حدیث کو لینا اور رد کرنا کس چیز کا نام ہے۔ یہ وہی حضرت ہیں جنہوں نے باب الصفات میں قیامت ڈھائی ہے ایک روایت میں کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو جوان مرد کی صورت میں دیکھا۔ اس کو تو ائمہ مجتہدین کی شان میں زبان کھولنے کا حق نہیں۔ بہت ممکن ہے کہ امام صاحب نے اس کی بیان کردہ بعض روایات کو اس لیے رد کر دیا ہو کہ ان کو اس پر اعتماد نہ تھا۔ جیسا امام بخاری کو بھی اس پر اعتماد نہیں۔ اب یہ امام صاحب پر طعن کرنے لگا کہ وہ حدیث کو رائے سے رد کر دیتے ہیں۔ حالانکہ وہ راوی کے ناقابل اعتماد ہونے کی وجہ سے اس کی روایت کو رد کر رہے تھے۔ حماد بن سلمہ کا امام بخاریؒ کے نزدیک ناقابل اعتماد ہونا مقدمہ فتح الباری اور مقدمہ اعلاء السنن میں مذکور ہے۔

اعتراض نمبر ۷:

ابواسحاق فزاری کہتے ہیں میں ابوحنیفہؒ کے پاس آتا تھا ان سے مسائل پوچھتا تھا۔ ایک مرتبہ مسئلہ پوچھا انہوں نے فتویٰ دیا میں نے کہا اس مسئلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں یوں یوں آیا ہے تو کہنے لگے دعنا من هذا ہمیں اس سے چھوڑ، اسے ہٹا۔

ایک مرتبہ اور ایک مسئلہ پوچھا، انہوں نے جواب دیا میں نے اس جواب کے خلاف ایک حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کی تو کہا اسے سور کے دم سے کھرچ دو۔

(امام محمدی ص ۶۹)

جواب:

جونا گڑھی کو خدا کا خوف نہ آیا کہ ان کلمات سے آسمان گر پڑے گا، زمین پھٹ جائے گی، زلزلہ آجائے گا۔ بھلا امام ابوحنیفہؒ جن کی متانت وتہذیب اور شائستگی کلام دنیا کو معلوم

ہے کہ وہ بحث و مباحثہ میں بھی کبھی اپنے مقابل کو نازیبا الفاظ سے خطاب نہ کرتے تھے وہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں ایسا کہیں۔ استغفر اللہ نعوذ باللہ

اب سنئے اس روایت کا حال اس کی سند میں عبدالسلام بن عبدالرحمٰن ہے جس کو قاضی یحیٰ بن اکثم نے عہدہ قضاء سے معزول کر دیا تھا۔ جب ظاہر یہ حشویہ کا بازار گرم ہوا، اسے پھر منصب قضا پر لا بٹھایا اور دوسرا راوی اس کا شیخ اسمعیس بن عیسیٰ مجہول ہے۔

تیسرا شخص ابواسحاق فزاری ہے، یہ امام صاحب کا کھلا دشمن تھا۔ ابواسحاق فزاری نے خود اپنا ایک ایسا واقعہ امام ابوحنیفہؒ کے ساتھ بیان کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو امام صاحب سے عداوت ہو گئی تھی اس لیے دشمن کی روایت ان کے حق میں ہرگز قبول نہیں ہو سکتی۔ امام صاحبؒ نے اس کے بھائی کو جب اس نے امام ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کے متعلق دریافت کیا کہ وہ حق پر ہیں اور ان کی مدد واجب ہے یا نہیں؟ فتویٰ دے دیا تھا کہ وہ حق پر ہیں اور مدد کے مستحق ہیں۔ اس پر وہ ان کے ساتھ معرکہ میں شہید ہو گیا تو ابواسحاق فزاری نے امام صاحبؒ سے کہا کہ تم نے فتویٰ دے کر میرے بھائی کو مروا دیا۔ فرمایا اگر تو بھی اپنے بھائی کے ساتھ مارا جاتا تو اس جگہ رہنے سے اچھا تھا۔ جہاں سے تو آیا ہے (یہ بصرہ میں رہتا تھا جو خارجیوں کا اور قدریہ کا اڈہ تھا) بس اس واقعہ نے اس کا توازنِ دماغ کھو دیا۔ اب وہ منہ پھٹ ہو کر ہر مجلس میں امام صاحبؒ کو برا بھلا کہنے لگا۔ بھلا اس میں امام ابوحنیفہؒ کا کیا قصور تھا کہ ایک شخص فتویٰ پوچھتا ہے اور وہ جو حق سمجھتے ہیں اس کے موافق فتوے دے رہے ہیں۔

یہی ابواسحاق فزاری امام صاحب کی طرف (بقول خطیب) یہ بات منسوب کرتا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ابلیس کا ایمان ایک ہے۔ وہ بھی یارب کہتے ہیں، یہ بھی یارب کہتا ہے۔ امام صاحبؒ کے مثالب کی روایات میں اس شخص کا موجود ہونا ہی اس کے غلط در غلط ہونے کی کافی دلیل ہے کیونکہ اس کو واقعہ مذکور کی بناء پر امام صاحب سے خاص عداوت تھی۔

علاوہ ازیں یہ ابواسحاق فزاری بجز مغازی اور سیر کے کسی علم میں بھی کوئی درجہ نہیں رکھتا مگر ابن سعد جو مغازی و سیر میں مسلم امام ہے، ابواسحاق فزاری کو کثیر الغلط فی الحدیث کہتا ہے کہ حدیث میں بہت غلطی کرتا ہے۔ یہی جرح ابن قتیبہ نے معارف میں کی ہے اور یہی محمد بن اسحاق الندیم نے فہرست میں کہا ہے اور تہذیب میں حافظ ابن حجر نے بھی انـــــہ کثیـــــر

الخطاء فی حدیثه فرمایا ہے کہ یہ شخص اپنی حدیثوں میں بہت خطا کرتا ہے پھر لسان میں ان کا محمد بن اسحاق الندیم پر اس وجہ سے طعن کرنا ہے کہ اس نے ابو اسحاق فزاری پر جرح کی ہے بیکار سی بات ہے جب کہ اس نے وہی کہا ہے جو خود حافظ نے تہذیب میں فرمایا ہے۔
(تانیب الخطیب ص ۴۰)

اور یہ ابو اسحاق صاحب اصطرلاب فلسفی نہیں ہے۔ جیسا حافظ کو وہم ہوا ہے اس کے باپ کا نام حبیب ہے اور صاحب اصطرلاب کے باپ کا نام محمد ہے۔ یہ ابو اسحاق فزاری محدث قرن ثانی میں ہوا ہے اور فلسفی ابو اسحاق فزاری قرن رابع کا آدمی ہے۔ دونوں کی کنیت اور نسبت کے اتحاد سے حافظ کو وہم ہو گیا ہے پھر طرفہ تماشا یہ ہے کہ ابو اسحاق فزاری نے وہ حدیث بیان نہیں کی تا کہ دنیا کو معلوم ہو جاتا کہ وہ رد کرنے کے قابل تھی یا نہیں اس کو بالکل یہ گول کر گیا۔ ہم بتلا چکے ہیں کہ یہ شخص صرف مغازی اور سیر کو جانتا ہے اور اکابر محدثین کا قول ہے کہ اس باب میں کثرت سے مراسیل اور منقطع موضوع اور ضعیف کمزور مجروح روایات ہوتی ہیں اس لیے امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا ہے کہ تین علوم کی کوئی جڑ بنیاد نہیں، ان میں سے ایک علم مغازی ہے، اگر یہ فزاری اس حدیث کو بیان کر دیتا تو شاید خود ہی رسوا ہو جاتا اور دنیا جان لیتی کہ واقعی وہ حدیث قابل قبول نہ تھی۔ مگر پھر بھی جن الفاظ کو وہ امام صاحب کی طرف منسوب کر رہا ہے ہرگز امام کی زبان پر نہیں آ سکتے تھے۔ وہ ضعیف یا موضوع حدیث کو رد کر سکتے ہیں مگر ایسے گندے الفاظ زبان پر نہیں لا سکتے۔

اعتراض نمبر ۸:

(جونا گڑھی نے ابو اسحاق فزاری ہی کا ایک قول اور نقل کیا ہے لکھتے ہیں)

فرماتے ہیں ایک دن میں نے مسلمان بادشاہ اور مسلمانوں پر ہتھیار اٹھانے کے خلاف ابو حنیفہؒ سے ایک حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کی تو کہنے لگے یہ واہیات ہے، خرافات ہے۔ (امام محمدی ص ۶۹)

جواب:

اس قول کی سند میں ابن دوما، ابن سلم اور ابار موجود ہیں۔ جن پر ہم پہلے کلام کر چکے ہیں کہ ان کی روایت کا اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ ان کے بعد حسن بن علی حلوانی ہے جس کو امام احمد

اچھا نہیں سمجھتے تھے۔

ان چار کے بعد پانچواں ابو صالح فراء ہے جس کے متعلق ابوداؤد کا قول گزر چکا ہے کہ اس کی باتوں اور حکایتوں کا اعتبار نہیں صرف اس کی کتاب کا اعتبار ہے۔ اس روایت کو رد کرنے کے لیے صرف ابن دوماہی کا سند میں ہونا کافی تھا چہ جائیکہ چار اور مجروح بھی اس کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ پھر جاننے والے جانتے ہیں کہ اہل شام کے یہاں ایسی بہت سی حدیثیں تھیں جن کو واضعین نے سلاطین بنی امیہ کی خاطر وضع کیا تھا تاکہ لوگ ان کے خلاف کچھ نہ بولیں تو ممکن ہے فزاری نے کوئی ایسی ہی حدیث بیان کی ہو گی۔ جس سے یزید کا واجب اطاعت خلیفہ ہونا اور امام حسین رضی اللہ عنہ کا باغی ہونا ثابت کیا ہوگا۔ امام صاحب نے اس کو خرافات کہہ دیا ہوگا۔ ورنہ ہم کو بتلایا جائے کہ وہ کون سی حدیث تھی، کس سند سے روایت کی گئی تھی؟ اصل حدیث کو گول کر جانا اور صرف امام صاحبؒ کے جواب کو نقل کر دینا یہ خود ہی فزاری کی خرافات ہے۔ حافظ ابن ابی العوام نے اپنی سند کے ساتھ اسماعیل بن داؤد سے نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن مبارکؒ امام ابوحنیفہؒ سے روایت کیا کرتے تھے۔ مگر جب شہر عصیصہ میں جاتے تو امام صاحب سے کوئی روایت نہ بیان کرتے اور جب تک عبداللہ بن مبارکؒ اس شہر میں رہے ابو اسحاق فزاری بھی امام ابوحنیفہؒ کی شان میں خلاف ادب کچھ نہ کہتے اور اس سے سمجھ لیا جائے کہ اس شخص کی امام صاحبؒ سے عداوت کیسی مشہور ہو گئی تھی۔

اعتراض نمبر ۹:

علی بن عاصم کہتے ہیں، ہم نے ابوحنیفہ کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث سنائی، کہنے لگے میں اسے نہیں مانتا۔ میں نے کہا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے پھر بھی کہا میں نہیں مانتا۔ (امام محمدی ص ۶۹)

جواب:

جونا گڑھی کو اتنی خبر نہیں کہ صرف علی بن عاصم کے اتنا کہہ دینے سے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، اس کی بات حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بن سکتی؟ پھر اس کی بات قبول نہ کرنے سے امام صاحب کا حدیث کو رد کرنا کیسے لازم آ گیا؟ کیا جو لوگ حدیث کو دینی حجت کہتے ہیں انہوں نے یہ بھی کہیں کہا ہے کہ علی بن عاصم جس بات کو رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہہ دے وہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم بن جاتی ہے؟

اس قول کی سند میں بھی ابن دو مار اوی موجود ہے، اس کے بعد بھی جتنے راوی ہیں سب پر جرح کی گئی ہے۔ خود علی بن عاصم کا یہ حال ہے کہ وارقین (ناقلین، جلد ساز یا کتب فروش) جو کچھ اس کی کتاب میں بڑھا دیتے ہیں وہ اس کو بھی روایت کرنے لگتا تھا۔ حالانکہ وہ باتیں اپنے استادوں سے اس کی سنی ہوئی نہ ہوتی تھیں، نہ کتاب کا صحیح اصل سے مقابلہ کرتا تھا۔ ناقدین نے کتب ضعفاء میں اس شخص پر بہت کلام کیا ہے۔ پھر اس کا یہ منہ کہ جس بات کو ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دے وہ حدیث بن جاوے اور اپنی بات کے رد کرنے والے کو حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا رد کرنے والا قرار دے؟

اعتراض نمبر ۱۰:

بشر بن مفضل کہتے ہیں، میں نے ابو حنیفہؒ کے سامنے یہ حدیث بیان کی کہ نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خرید و فروخت کرنے والے کو اختیار ہے جب تک کہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں یہ سن کر کہنے لگے یہ پلیدی ہے۔

میں نے ایک اور حدیث بیان کی کہ قتادہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس یہودی نے ایک لونڈی کا سر دو پتھروں کے درمیان کچل دیا ہے اس کا سر بھی ایک پتھر پر رکھ کر دوسرے پتھر سے کچل دیا جائے تو کہنے لگے یہ بکواس اور ہذیان ہے۔ (امام محمدی ص ۶۹)

جواب:

اس قول کی سند میں ایک راوی ابن بہتہ محمد بن عمر بن محمد بن بہتہ بزاز شیعی ہے جس پر خطیب نے خود جرح کی ہے اس کے بعد دوسرا راوی ابن عقدہ کوفی کٹر شیعی ہے جس پر خطیب نے سخت جرح کی ہے تو اس کی روایت پر اعتماد کرنا اسے کب جائز ہے؟ اس کے بعد تیسرا راوی ابوبکر بن الاسود ہے جس کے متعلق ابن معین بری رائے رکھتے تھے۔ پس ہذیان بکنے والے وہی لوگ ہیں جو ایسی مہمل سند سے امام ابو حنیفہؒ کی طرف اس قسم کی بے ہودہ بکواس کو منسوب کرتے ہیں۔

اور نفسِ مسئلہ کی تحقیق ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ امام صاحبؒ نے حدیث المتباعیان بالخیار مالم یتفرقا کو ہرگز رد نہیں کیا بلکہ ان لوگوں کے قول کو رد کیا ہے جو تفرق سے جسمانی مفارقت مراد لیتے ہیں اور خیار سے خیار مجلس ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ امام صاحب کے نزدیک تفرق سے گفتگو کا ختم ہو جانا اور خیار سے خیار رجوع مراد ہے۔ مطلب حدیث کا یہ ہے کہ جب تک بائع اور مشتری ایجاب وقبول سے فارغ نہ ہو جائیں ہر ایک کو اپنے قول سے رجوع کا اختیار ہے۔ مثلاً خریدار نے کہا کہ میں اس مال کو سو روپیہ میں خریدتا ہوں تو جب تک بائع یہ نہ کہے کہ میں نے بیچ دیا۔ خریدار اپنی بات کو واپس لے سکتا ہے۔

تفرق کا استعمال تفرق بالاقوال پر قرآن وحدیث میں بکثرت وارد ہے۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا○ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ○ وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ○

اور اس کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ نص قرآنی اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ سے عاقدین کی باہمی رضامندی کے تحقق کے بعد ہر ایک کو مبیع اور ثمن میں تصرف کی اجازت معلوم ہو رہی ہے۔ اس پر خبر واحد سے خیار مجلس کا اضافہ نہیں کیا جا سکتا۔ پس یا تو تفرق کو تفرق بالاقوال پر محمول کیا جائے اور خیار سے خیار رجوع مراد لیا جائے یا اس کو محض استحباب پر محمول کیا جائے جیسا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک حدیث کے الفاظ سے ایسا ہی واضح ہوتا ہے (ملاحظہ ہو بخاری) پھر تفرق بالابدان سے عقد کا کامل ہو جانا شریعت میں معروف نہیں بلکہ اس کی تاثیر تو عقد کو فاسد کر دینا ہے جیسا بیع صرف میں مبیع یا ثمن پر پہلے اور بیع سلم میں راس المال پر قبضہ سے پہلے مفارقت ہو جائے تو بیع فاسد ہو جاتی ہے تو حدیث کو تفرق بالابدان پر محمول کرنے سے اصول معروفہ کی بھی مخالفت لازم آتی ہے اور کتاب اللہ پر بھی خبر واحد سے زیادتی لازم آتی ہے اور تفرق بالاقوال پر محمول کرنے سے نہ اصول کی مخالفت لازم آتی ہے، نہ کتاب اللہ پر زیادت۔ اب اہل علم خود ہی فیصلہ کر سکتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کا قول قوی ہے یا دوسرے علماء کا؟ اس مسئلہ میں حنفیہ کے پاس بڑے قوی دلائل موجود ہیں جس کو تفصیل کا شوق ہو تو عقود الجواہر المنفیہ فی ادلة مذهب الامام ابو حنیفه السید مرتضیٰ الزبیدی اور احکام القرآن للجصاص الرازی کا

مطالعہ کرے۔ ان دونوں نے بڑی شرح وبسط کے ساتھ اس مسئلہ پر کلام کیا ہے، ہم اوپر بتلا چکے ہیں کہ امام مالکؒ بھی اس مسئلہ میں امام ابوحنیفہؒ کے ساتھ ہیں اور جس بات پر امام اہل عراق اور امام اہل حجاز دونوں متفق ہو جائیں اس کو کمزور سمجھنا اپنی عقل وفہم کی کمزوری کا اعلان کرنا ہے۔

حدیث رضخ راس الیہودی بین حجرین:

رہی دوسری حدیث تو اس کو بھی امام صاحبؒ نے رد نہیں کیا بلکہ منسوخ مانا ہے کیونکہ بعد میں جنگ خیبر کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مثلہ کو حرام کر دیا تھا (مثلہ اس کو کہتے ہیں کہ کسی کو اس طرح قتل کیا جائے جس سے اس کی صورت بگڑ جائے جیسے ہاتھ، پیر، کان، ناک کاٹنا یا آگ سے جلا دینا یا پتھر سے کچل دینا) تو جن احادیث میں مثلہ کے ساتھ قتل وارد ہوا ہے۔ اس کو ممانعت سے پہلے زمانہ پر محمول کرنا لازم ہے۔ اس سے کسی عاقل کو انکار کی گنجائش نہیں۔ اسی لیے جب امام حسن بصریؒ کو یہ معلوم ہوا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ صحابی نے حجاج بن یوسف کے سامنے عرینین والی حدیث بیان کی ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان لوگوں کو ہاتھ پیر کاٹ کر تپتی دھوپ میں ڈال دینا اور آنکھوں میں گرم سلائی پھیر دینا مذکور ہے تو ان کو بہت رنج ہوا اور فرمایا کاش! حضرت انس رضی اللہ عنہ یہ حدیث حجاج کے آگے بیان نہ کرتے (کیونکہ اس کو اس سے کیا بحث کہ یہ حدیث منسوخ ہو چکی ہے اور ممانعت مثلہ سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے ساتھ یہ معاملہ اس لیے کیا تھا کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہوں کے ساتھ ایسی بے دردی کا معاملہ کیا تھا۔ حجاج جیسے ظالم کو تو یہ حدیث مخلوق پر ستم ڈھانے کے لیے بہانہ بن جائے گی) مگر حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی عمر سو سال سے زیادہ ہو گئی تھی، یہ حدیث انہوں نے اخیر عمر میں بیان کی ہے اس وقت وہ حجاج سے یہ کہنا بھول گئے کہ یہ حدیث منسوخ ہے اب اس پر عمل کرنا جائز نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امام مالکؒ نے موطا میں اس حدیث کو نہیں لیا کیونکہ **الصحابة کلهم عدول** (صحابہ سب کے سب عادل ہیں) کا یہ مطلب نہیں کہ عمر زیادہ ہونے کی وجہ سے ان کو سہو ونسیان بھی پیش نہیں آ سکتا۔ آخر وہ بھی بشر ہیں۔ زیادہ لمبی عمر کے آثار ان پر بھی طاری ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ یہ حدیث بھی جس میں ایک یہودی کے سر کو دو پتھروں کے درمیان کچلنے کا ذکر ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اخیر عمر ہی میں بیان

فرمائی ہے جس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ صرف مقتولہ لڑکی کے بیان پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی ... بدلہ لیا۔ گو ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ یہودی نے قتل کا اقرار کر لیا تھا اس کے بعد اس سے بدلہ لیا گیا۔ مگر اقرار والی حدیث میں قتادہ کا عنعنہ ہے اور اس کا عنعنہ محدثین کے نزدیک مقبول نہیں۔ یہ تو اس حدیث کی سند پر کلام تھا مگر پھر بھی امام ابوحنیفہؒ نے اس کو رد نہیں کیا بلکہ ممانعت مثلہ کی حدیث سے اس کو منسوخ مانا ہے اور حدیث **"لا قود الا بالسیف"** پر فتویٰ دیا ہے کہ قصاص تلوار ہی سے لیا جائے، آگ یا پتھر وغیرہ سے قصاص نہ لیا جائے گو قاتل نے کچھ ہی کیا ہو۔ اسی لیے حنفیہ نے اس حدیث کے اس جملہ پر عمل نہیں کیا جو قتادہ کی ایک روایت میں وارد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو اونٹوں کے پیشاب پینے کا مشورہ دیا۔ کیونکہ یہ حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اخیر عمر میں بیان کی ... کہ حافظہ کمزور ہو گیا تھا اور اگر اس کو صحیح مان لیا جاوے ... سے اونٹ کے پیشاب کی طہارت ثابت نہ ہوگی۔ بہت سے بہت یہ ثابت ہوگا کہ ... میں حرام چیز سے بھی دوا ... سکتے ہیں جب اور کوئی چیز نافع نہ ہو۔

اعتراض نمبر ۱۱:

ابوحنیفہؒ کے پاس ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بیان کی گئی کہ پچھنے لگانے والے اور جس نے پچھنے لگوائے، دونوں کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے کہا یہ پرندے کی بولی ہے۔ (امام محمدی ص ۶۹)

جواب:

حدیث **افطر الحاجم والمحجوم** کو اکثر محدثین نے جن میں یحییٰ بن معین بھی ہیں ثابت نہیں مانا (ملاحظہ ہو نصب الرایہ) اور جن کے نزدیک ثابت بھی ہے وہ اس کو منسوخ کہتے ہیں کیونکہ دوسری صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کی حالت میں پچھنے لگوائے ہیں اور جو حضرات منسوخ نہیں کہتے وہ اس میں تاویل کرتے ہیں کہ مطلب یہ ہے کہ حاجم اور محجوم اپنے کو خطرہ میں ڈالتے ہیں۔ کیونکہ حاجم تو خون چوستا ہے اندیشہ ہے کہ اس کے حلق میں پہنچ جائے اور محجوم خون نکلوا کر کمزور ہو جاتا ہے، اندیشہ ہے کہ ضعف بڑھ جانے سے روزہ پورا نہ کر سکے۔ ہمارے نزدیک منسوخ کا قول زیادہ راجح ہے۔

اعتراض:

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ایک فیصلہ اور ان کا ایک قول ابوحنیفہؒ کے سامنے ولاء کے بارے میں پیش کیا گیا تو کہنے لگے یہ شیطان کا قول ہے۔

عبدالوارث کہتے ہیں میں مکہ شریف میں تھا وہاں ابوحنیفہ بھی آئے میں ان کے پاس آیا اور چند اور آدمی بھی ان کے پاس تھے ایک شخص نے ان سے ایک مسئلہ پوچھا انہوں نے جواب دیا۔ اس نے کہا اس کے خلاف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فتویٰ ہے کیا وہ شیطان کا قول ہے میرے منہ سے بے ساختہ بڑے تعجب سے سبحان اللہ نکل گیا تو ایک اور شخص نے کہا تعجب نہ کیجئے ابھی ابھی ایک اور شخص آیا تھا اس نے ایک مسئلہ پوچھا تھا انہوں نے جواب دیا اس نے کہا اس کے خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ پچھنے لگانے والے اور لگوانے والے کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے تو کہنے لگے یہ پرندے کی بولی ہے۔ اب تو میں نے کہا توبہ توبہ آئندہ کبھی اس مجلس میں نہ آؤں گا۔ (امام محمدی ص ۷۰)

جواب:

اس واقعہ کو خطیب نے دو سندوں سے روایت کیا ہے ایک میں تو ابن رزق، ابن سلم، ابار، ابومعمر قدری موجود ہیں، جن پر کلام گزر چکا ان کی راویت ہرگز معتبر نہیں۔ دوسری سند میں خطیب کے سوا اور کوئی مجروح نہیں۔ مگر عبدالوارث کا یہ لفظ کہ ابوحنیفہؒ کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ نقل کیا گیا، سند کو منقطع کر رہا ہے۔ اس نے یہ نہیں بتلایا کہ ناقل کون تھا؟ نہ یہ کہتا ہے کہ یہ واقعہ اس کے سامنے کا ہے، نہ یہ کہتا ہے کہ میں نے ابوحنیفہؒ کا یہ جواب خود سنا ہے۔ نہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کو بیان کرتا ہے کہ وہ کیا تھا؟ ممکن ہے وہ کوئی ایسا ہی غلط فیصلہ ہو جس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف کوئی وضاع، کذاب، دجال، شیطان ہی منسوب کر سکتا ہے؟ وضاعین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تھوڑے جھوٹ بولے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے ہاتھ سے بچے رہتے۔ امام ابوحنیفہؒ صحابہ رضی اللہ عنہم کی خصوصاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جس قدر تعظیم و احترام کرتے تھے۔ اگر ان سب روایات کو جمع کیا جائے تو ایک ضخیم دفتر تیار ہو جائے۔ دنیا جانتی ہے کہ امام صاحبؒ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اقوال صحابہ رضی

اللہ عنہم کو حجت مانتے ہیں اور ان کے اقوال سے باہر جانے کو ناجائز کہتے ہیں۔ حالانکہ بعض فقہا جن میں خطیب بغدادی اور ان جیسے بعض شافعیہ بھی ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال کو حجت نہیں جانتے۔ وہ امام ابوحنیفہؒ ہی تو تھے جن سے خلیفہ ابوجعفر منصور نے جب یہ پوچھا کہ آپ نے یہ علم کس سے لیا؟ تو فرمایا میں نے یہ علم حماد سے لیا ہے اس نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے اصحاب سے لیا ہے۔ جیسا کہ تاریخ بغداد ص ۳۳۴ میں خطیب نے صحیح سند کے ساتھ خود ہی بیان کیا ہے۔ اس کے بعد کیا کسی عاقل کی عقل باور کر سکتی ہے کہ امام صاحبؒ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کسی قول کو شیطان کا قول کہہ سکتے ہیں؟ ہاں کوئی غلط بات یا غلط فیصلہ کسی کمزور راوی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا ہو اس راوی کو شیطان کہہ دیا ہوگا۔ اس تاویل کی ضرورت بھی اس وقت ہے جب کہ اس لفظ کا ثبوت ہو جائے۔ ہنوز اسی میں کلام ہے کیونکہ دو سندوں میں سے ایک تو بالکل ساقط ہے، دوسری میں عبدالوارث نے صیغہ انقطاع استعمال کیا ہے جس سے سند کا اتصال ختم ہو گیا۔ افسوس یہ ہے کہ انقطاع، جہالت وغیرہ علتیں جو سند کو ہر جگہ محدثین کے نزدیک معلول اور ناقابل قبول بنا دیتی ہیں، امام ابوحنیفہؒ کی مذمت میں یہ علتیں اپنا کچھ اثر نہیں دکھاتیں۔ خطیب جیسے محدثین بے دھڑک ان مہملات کو روایت کرتے جاتے ہیں اور کچھ کلام نہیں کرتے حتیٰ کہ امام بخاری بھی تاریخ صغیر میں اسماعیل بن عرعرۃ مجہول الحال سے امام صاحب کی مذمت میں ایک حکایت نقل کر جاتے ہیں اور نہیں خیال کرتے کہ اول تو اسماعیل بن عرعرہ مجہول ہے پھر اس کے اور امام صاحبؒ کے درمیان مسافت طویل ہے جس کی وجہ سے خبر منقطع اور معلول وغیر مقبول ہے۔ مگر ابوحنیفہؒ کی مذمت میں ہر خبر قابل قبول ہے چاہے فاسق و فاجر ہی کی روایت ہو پھر عبدالوارث عبری فرقہ قدریہ میں سے ہے اور بصرہ کے قدریوں کو امام ابوحنیفہؒ سے خاص طور پر انحراف تھا کیونکہ امام صاحب اپنے ابتدائی دور میں مناظرہ اور علم کلام کے ماہر تھے اور بارہا بصرہ جا کر خارجیوں اور قدریوں سے مناظرہ کرتے اور ان کا ناطقہ بند کرتے تھے۔ اس لیے کسی خارجی یا قدری کا قول امام صاحبؒ کے متعلق قابل قبول نہیں ہو سکتا۔ دشمن کی بات اس کے مخالف کے حق میں کوئی بھی نہیں مان سکتا۔

اعتراض نمبر۱۲:

یحییٰ بن آدم کہتے ہیں ابوحنیفہ کے سامنے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بیان ہوتی ہے کہ وضوآدھا ایمان ہے تو کہنے لگے پھر دودفعہ وضوکرلو پورے ایمان دار بن گئے۔ یحییٰ بن آدم کہتے ہیں وضو کا نصف ایمان ہونا یہ ہے کہ وہ نصف نماز ہے اور نماز کو اللہ تعالیٰ نے ایمان کہا ہے۔ قرآن پاک میں ہے "مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ" اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان کو ضائع نہیں کرے گا یعنی تمہاری نماز کو اور حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں نماز بغیر وضو کے قبول نہیں ہوتی تو وضو کا آدھا ایمان ہونا ثابت ہوگیا کیونکہ نماز ایمان اور نماز بے وضو کے پوری نہیں ہوتی۔ (امام محمدی ص ۷۰)

اعتراض:

ایک مرتبہ ابوحنیفہ سے یہ قول بیان کیا جاتا ہے کہ "لا ادری" میں نہیں جانتا، کہنا آدھا علم ہے تو کہا پھر دومرتبہ "لا ادری" کہہ دو پورے عالم ہو جاؤ گے۔ یحییٰ کہتے ہیں کہ "لا ادری" کو نصف علم اس لیے کہا گیا ہے کہ علم میں یا تو "ادری" یعنی میں جانتا ہوں ہے یا "لا ادری" میں نہیں جانتا ہوں تو ایک ایک کلمہ آدھا آدھا علم ہو گیا۔ (امام محمدی ص ۷۰)

جواب:

اس قول کی یہ سند منقطع ہے۔ یحییٰ بن آدم نے امام صاحب کو نہیں پایا جو صیغہ وہ استعمال کر رہا ہے وہ صیغہ انقطاع ہے۔ ایسی مہمل سند سے کسی مسلّم امام پر جرح کرنا خود اپنے کو مجروح کر دینا ہے۔

یہ تو سند پر کلام تھا۔ "لا ادری نصف العلم" حدیث نہیں ہے بعض صحابہ کا قول ہے اگر کسی کمزور راوی نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بنا دیا ہو تو اس کا رد ضرور کیا جائے۔ اسی طرح "الطھور شطر الایمان" بعض محدثین کے نزدیک ضعیف حدیث ہے۔ ممکن ہے امام صاحب بھی اس کو صحیح نہ مانتے ہوں۔ مگر جو الفاظ تاریخ خطیب میں ان کی طرف منسوب کیے گئے وہ ہرگز امام صاحبؒ کی زبان سے نہیں نکل سکتے۔ امام ابوحنیفہؒ کا عام لوگوں کے ساتھ گفتگو میں شائستہ اور مہذب ہونا مشہور و معروف ہے، ان کی متانت و وقار کا سب کو اقرار ہے۔ وہ ایسے ناشائستہ الفاظ سے ہرگز کلام نہیں کر سکتے تھے۔

اعتراض نمبر ۱۴۳:

بشر بن سری کہتے ہیں، میں ابوعوانہ کے پاس آیا اور کہا میں نے سنا ہے کہ آپ کے پاس ابوحنیفہ کی ایک کتاب ہے، ذرا اسے نکالیے تو، فرمایا بیٹے تو نے مجھے یاد دلا دیا اب کھڑے ہو کر ایک صندوق نکالا اس میں سے ایک کتاب نکالی اور اسے پھاڑ پھوڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر کے پھینک دیا۔ میں نے کہا حضرت آپ نے اسے کیوں پھاڑ دیا، کہا سنو ایک مرتبہ میں ابوحنیفہ کے پاس بیٹھا تھا کہ سلطان کی طرف سے ایک شخص دوڑا بھاگا گھبرایا ہوا ڈرتا کانپتا آیا اور کہنے لگا امیر صاحب پوچھتے ہیں کہ ایک شخص نے کھجور کا گابھا چرایا ہے اس کی شرعی سزا کیا ہے۔ آپ نے بلا غور فی الفور جواب دیا کہ اگر وہ دس درہم کی قیمت کا ہوگا تو اس چور کا ہاتھ کاٹ دو۔ یہ سن کر وہ چلتا بنا۔ میں نے کہا ابوحنیفہ آپ اللہ سے نہیں ڈرتے۔ مجھ سے یحییٰ بن سعید نے کہا ان سے محمد بن یحییٰ بن حبان نے حدیث بیان کی ان سے رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے، وہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھل اور کھجور کے گابھے کے چور کے اوپر ہاتھ کٹنے کی حد نہیں اور تم نے اس حدیث کے خلاف اسے فتویٰ دیا ہے۔ جاؤ تدارک کرو۔ دیکھو کہیں اس کے ہاتھ نہ کٹ جائیں تو جھٹ کہنے لگے کہ میں حکم دے چکا اور اسے جاری کر دیا وہ پہنچ چکا۔ چنانچہ بالآخر اس کا ہاتھ کٹ گیا۔ اب بتاؤ میں ایسے شخص کی کتاب رکھ کر کیا کروں گا؟ (امام محمدی ص ۷۳)

اور ایک روایت میں ہے کہ حدیث سن کر فرمانے لگے تو کیا کہہ رہا ہے میں نے کہا ٹھیک کہتا ہوں۔ کہنے لگے مجھے یہ نہیں پہنچی۔ میں نے کہا (اچھا اب تو پہنچ گئی) اب جیسے فتویٰ دیا ہے اسے واپس بلاؤ اور یہ مسئلہ بتا دو، کہا اسے تو سفید خچر لے گئے۔ ابو عاصم کہتے ہیں مجھے تو خوف ہے کہ وہ ان کا گوشت اور خون لے گئے۔ (امام محمدی ص ۷۳)

جواب:

اب اس روایت کی حقیقت ملاحظہ ہو پہلی سند میں تو ابوعمرہ بن السماک ہے جس پر ذہبی نے طعن کیا ہے کہ وہ بہت بے ہودہ باتیں روایت کرتا ہے اس کے بعد رجاء بن السندی ہے جو بہت زبان دراز ہے۔ پھر بشر بن السری ہے جس کے متعلق حمیدی نے کہا ہے کہ یہ جہمی ہے اس سے روایتیں لکھنا جائز نہیں۔ دوسری سند میں دو ما مزدر (صاحب تزویر) ہے اس

سے پہلے قدم ہی میں یہ روایت ایسی گر گئی کہ اٹھنے کے قابل نہیں۔ اس کے بعد ابن سلم، ابار اور طلوانی بھی موجود ہیں جن میں پہلے کلام ہو چکا ہے۔ نیز ابو عاصم عبادانی بھی ہے جس کو منکر الحدیث کہا گیا ہے۔ اس کے بعد ابو عوانہ ہے۔ گو علی بن عاصم نے اس پر بھی سخت جرح کی ہے مگر یہ اس کی زیادتی ہے اتنا ضرور ہے کہ ان کی کتاب صحیح تھی اس کو دیکھ کر روایت کرتے تو ٹھیک بیان کرتے اور حفظ سے روایت کرتے تو غلطی کرتے تھے۔ اور اپنی عمر کے آخری چھ سالوں میں جو کچھ انہوں نے روایت کیا ہے اس کا اعتبار نہیں کیونکہ (حواس میں) اختلاط پیدا ہو گیا تھا۔ ہمارا خیال یہ ہے کہ اس حکایت میں ابو عوانہ کی خطا نہیں ہے بلکہ اس سے نیچے جو مجروح راوی ہیں خطا ان کی ہے دوسری روایت میں کہا گیا ہے کہ امام صاحب نے حدیث "**لا قطع في ثمر ولا كثر**" (پھل اور کھجور کے گودے کی چوری میں ہاتھ نہیں کاٹا جاتا) کو سن کر یہ فرمایا کہ مجھے یہ حدیث نہیں پہنچی حالانکہ امام محمد نے کتاب الآثار امام ابو حنیفہ سے ہیثم بن الہیثم سے، شعبی سے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ابو بکر بن المقری نے مسند ابی حنیفہ میں ابو حنیفہ سے شعبی سے، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بسند صحیح روایت کیا ہے۔

لا يقطع السارق في ثمر ولا كثر قال محمد وبه نأخذ والثمر ما كان في رؤس النخل والشجر لم يحرز في البيوت فلا قطع على من سرقه والكثر جمار النخل فلا قطع على من سرقه وهو قول ابى حنيفة)

"چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائے پھل کی چوری میں اور نہ کھجور کے گودے کی چوری میں۔ امام محمدؒ نے کہا ہم بھی یہی کہتے ہیں۔ ثمر وہ ہے جو کھجور پر یا کسی درخت کے اوپر (پھل) لگا ہوا ہو گھر میں لا کر حفاظت سے نہ رکھا گیا ہو اس کی چوری سے ہاتھ نہ کاٹا جائے گا اور کثر کھجور کے گودے کو کہتے ہیں اس کی چوری میں بھی ہاتھ نہیں کاٹا جاتا۔ یہی امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے۔"

تم نے دیکھا امام ابو حنیفہؒ کو یہ حدیث اس وقت پہنچ چکی تھی جب کہ ابو عوانہ بچے تھے اور واسط شہر میں اپنے آقا کی غلامی دن گزار رہے تھے، ان کی ولادت ۱۲۲ھ میں ہوئی ہے اور جرجان کے قیدیوں میں شامل ہو کر واسط آئے تھے۔ یہ بات مشہور ہے۔ پھر ایک مدت تک اپنے مولیٰ یزید بن عطاء کی غلامی میں رہے۔ اس حالت میں امام صاحبؒ کی حیات میں ان کا کوفہ آنا اور ان کے حلقہ درس میں مدت تک رہنا جیسا کہ تاریخ خطیب میں ص ۴۰۱ پر مذکور

ہے، قیاس سے بعید ہے مگر بعض لوگوں کے نزدیک امام ابوحنیفہؒ کی مذمت میں ناممکن بھی ممکن ہو جاتا ہے۔ پس خطیب کی یہ روایت جس میں کہا گیا ہے کہ امام صاحبؒ نے اس حدیث کے خلاف فتویٰ دیا اور پھل اور کھجور کا گودا چرانے والے کا ہاتھ کٹوا دیا اور ابوعوانہ سے فرمایا کہ مجھے یہ حدیث نہیں پہنچی سراسر غلط اور کھلا بہتان اور سفید جھوٹ ہے۔

اعتراض نمبر ۱۴:

ایک مرتبہ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے عقیقہ کے بارے میں بہت سی حدیثیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمائیں اور بہت سی روایتیں صحابہ اور تابعین کی بھی بیان کیں، پھر تعجب کے ساتھ مسکرا کر فرمانے لگے دیکھو ابوحنیفہؒ اسے جاہلیت کا کام بتاتے ہیں۔

(امام محمدی ص ۸۸)

جواب:

مگر ہم امام احمدؒ ہی سے پوچھتے ہیں کیا جاہلیت میں عقیقہ نہیں تھا؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو ابوحنیفہؒ نے کیا خطا کی؟ اور اگر نفی میں ہے تو تاریخ عرب اور احادیث و آثار اس کی تردید کرتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ جاہلیت میں عقیقہ کو واجب سمجھا جاتا تھا۔ اسلام نے وجوب ساقط کر دیا۔ اباحت کو باقی رکھا۔ امام محمدؒ نے آثار میں امام ابوحنیفہؒ سے، حمادؒ سے، ابراہیم نخعیؒ سے۔ دوسری سند میں محمد بن الحنفیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

﴿كانت العقيقة فى الجاهلية فلما جاء الاسلام رفضت قال محمد وبه نأخذ وهو قول ابى حنيفة﴾

''عقیقہ جاہلیت میں تھا جب اسلام آیا تو چھوڑ دیا گیا۔ امام محمدؒ کہتے ہیں ہمارا عمل بھی اسی پر ہے اور ابوحنیفہؒ کا بھی یہی قول ہے۔''

اس سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ عقیقہ جاہلیت کے وقت سے چلا آ رہا ہے، اسلام میں بھی اس پر عمل کیا گیا ہے۔ امام صاحبؒ کی رائے یہ ہے کہ اسلام میں اس کا وجوب باقی نہیں رہا صرف اباحت و استحباب باقی ہے اور اسی رائے میں ان کے ساتھ محمد ابن الحنفیہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں جو بہت بڑے فقیہ ابن الفقیہ ہیں کہ صحابہ سے بھی فتاویٰ میں مزاحمت کرتے تھے نیز ابراہیم نخعیؒ بھی ان کے ساتھ ہیں جن کے بارے میں شعبی کا قول یہ ہے کہ ابراہیم نخعیؒ نے

اپنے بعد اپنے سے بڑا عالم نہیں چھوڑا۔ کسی نے کہا حسن بصریؒ اور ابن سیرینؒ بھی نہیں؟ کہا حسن اور ابن سیرین بھی ان سے زیادہ عالم نہیں۔ بصرہ، کوفہ، حجاز میں ان سے بڑا عالم کوئی نہ تھا۔ ایک روایت میں شام کو بھی شامل کیا گیا ہے نیز امام محمد بن حسنؒ بھی ان کی موافقت کرتے ہیں جو اتنے بڑے فقیہ ہیں کہ فقہ ابی حنیفہؒ کے ساتھ علم ابی یوسفؒ و علم اوزاعیؒ و علم سفیان ثوریؒ اور علم امام مالکؒ کے بھی جامع تھے۔ یہ حضرات فقہاء ان احادیث سے جو عقیقہ کے باب میں وارد ہیں وجوب نہیں سمجھے اگرچہ امام احمدؒ نے جماعت فقہاء سے الگ ہو کر وجوب کا دعویٰ کیا ہے باقی عقیقہ کی اباحت یا استحباب کا انکار حنفیہ میں سے کسی نے بھی نہیں کیا۔ اس مسئلہ میں علماء نے طویل بحث اور بہت لمبی گفتگو کی ہے جس کا خلاصہ ہم نے بیان کر دیا ہے۔

اعتراض نمبر ۱۵:

امام احمد بن حنبلؒ سے ایک مرتبہ کہا جاتا ہے کہ ابو حنیفہؒ نکاح سے پہلے طلاق دینے کو جائز بتاتے ہیں۔ کہا ابو حنیفہؒ ایک مسکین شخص ہیں گویا کہ وہ عراق میں رہتے ہی نہ تھے گویا کہ انہیں کچھ علم ہی نہ تھا اس مسئلہ میں تو خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث آئی ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی روایتیں ہیں اور بیس سے اوپر بڑے بڑے جلیل القدر تابعین سے روایت ہے جیسے سعید بن جبیر، سعید بن مسیب، عطاء، طاؤس، عکرمہ، پھر ابو حنیفہؒ کیسے جرأت کر کے ان سب کے خلاف کہتے ہیں کہ طلاق ہو جائے گی۔ (امام محمدی ص ۸۸)

جواب:

جوناگڑھی جو کچھ تاریخ خطیب سے اس باب میں نقل کر رہا ہے، سراسر غلط اور سفید جھوٹ ہے جیسا اب تک ہم اچھی طرح دکھلاتے آئے ہیں اور آئندہ بھی بتلائیں گے۔ کیا جوناگڑھی کو تاریخ خطیب جس کی عبارتوں کو توڑ موڑ کر پیش کیا گیا ہے کہ سوا علماء حنفیہ کی اصولی کتابیں حسامی، اصول الشاشی، نور الانوار، توضیح تلویح، اصول بزدوی وغیرہ کچھ بھی دکھائی نہیں دیتیں۔ جن میں کتاب اللہ کے بعد باب السنہ بھی قائم کیا ہوا ہے جس میں صاف صاف کہا گیا ہے کہ قرآن کے بعد دوسری حجت شرعیہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ پھر حدیث کے اقسام و احکام سے تفصیل کے ساتھ بحث کی گئی ہے۔ یہ الٹی منطق جوناگڑھی ہی نے سیکھی

ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے مسلک حدیث کو تاریخ کی کتاب یعنی تاریخ بغداد سے معلوم کرنا چاہتا ہے جس کی حقیقت ہم اوپر بتلا چکے ہیں اور خود مذہب حنفی کی اصولی کتابوں سے آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ حالانکہ سیدھی بات یہ ہے جس سے کسی عاقل کو انکار نہیں ہوسکتا کہ ہر امام کا مسلک اس کے مذہب کی اصولی، فروعی کتابوں سے معلوم ہوسکتا ہے دوسروں کی کتابوں سے معلوم نہیں ہوسکتا۔

اب میں اس مہمل روایت کی حقیقت بھی آپ کو بتلا دوں۔ واقعہ یہ ہے کہ نکاح سے پہلے طلاق واقع ہونے کا کوئی بھی قائل نہیں۔ امت کا اجماع ہے کہ نکاح سے پہلے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ کیونکہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ (الاحزاب:۴۹)

اور حدیث میں ہے لا طلاق قبل النکاح یہی امام ابوحنیفہؒ کا مذہب ہے جس سے امام احمد بن حنبلؒ ناواقف نہیں ہوسکتے کیونکہ وہ خود بھی عراقی ہیں اور علماء عراق سے ہی انہوں نے فقہ حاصل کی ہے۔ جو امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد یا شاگردوں کے شاگرد تھے۔ اسی تاریخ خطیب میں احمد بن حنبلؒ کا یہ قول مذکور ہے کہ جب میں نے طلب علم کا ارادہ کیا تو سب سے پہلے امام ابویوسفؒ کے حلقہ درس میں پہنچا۔ یہ بھی اسی تاریخ میں ہے کہ امام احمدؒ سے کسی نے پوچھا یہ دقیق مسائل آپ نے کہاں سے سیکھے؟ فرمایا محمد بن حسنؒ کی کتابوں سے۔ اس کے بعد کسی کی عقل باور کرسکتی ہے کہ امام احمدؒ کی زبان پر امام ابوحنیفہؒ کے متعلق یہ بات آسکتی ہے کہ "مسکین ابوحنیفہ گویا وہ عراق میں تھے ہی نہیں۔ گویا انہیں علم سے مس تھا ہی نہیں الخ۔ اگر اس روایت کو صحیح مان لیا جائے تو امام ابوحنیفہؒ تو مسکین ہی بنیں گے۔ مگر امام احمد کو دنیا (خدانخواستہ) بے ادب، احسان فراموش قرار دے گی۔ اس لیے ہمارے نزدیک درایۃً یہ روایت صحیح نہیں۔ پھر اس کی سند میں محمود بن اسحاق بن محمود القواس ہے جس کو کسی نے ثقہ نہیں کہا۔ اسی طرح اس کے شاگرد احمد بن محمد بن حسین رازی کو بھی ہماری تحقیق ثقہ نہیں قرار دیتی۔ پھر بیکندی نے صیغہ انقطاع استعمال کیا ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ کے سامنے امام ابوحنیفہؒ کا قول نقل کیا گیا۔ یہ نہیں بتلایا کہ ناقل کون تھا؟ ثقہ تھا یا غیر ثقہ؟ اور جس وقت یہ قول بیان کیا گیا بیکندی اس مجلس میں حاضر تھا یا نہیں؟ اس نے ناقل کا قول اور امام احمدؒ کا جواب خود سنا ہے یا اور کسی سے سن کر

بیان کر رہا ہے؟ ایسی حالت میں محدثین کے اصول پر بھی یہ روایت ساقط الاعتبار ہے۔

غرض اس پر پوری امت کا اتفاق ہے کہ نکاح سے پہلے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ اختلاف اس میں ہے کہ نکاح سے پہلے طلاق کو معلق بھی کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ امام ابوحنیفہؒ کا مذہب یہ ہے کہ اگر نکاح یا ملک پر طلاق یا عتاق کو معلق کیا جائے تو تعلیق صحیح ہے۔ مثلاً یوں کہے ان نکحت فلانة فهي طالق اگر میں فلانی عورت سے نکاح کروں تو اس کو طلاق۔ یہ طلاق معلق ہو جائے گی۔ اور اگر اس نے اس عورت سے کسی وقت نکاح کیا، طلاق پڑ جائے گی۔ مگر ظاہر ہے کہ اس کو طلاق قبل النکاح نہیں کہا جا سکتا کیونکہ وہ نکاح سے پہلے تو معلق رہتی ہے۔ واقع نہیں ہوتی نکاح کے بعد واقع ہوتی ہے۔ اس لیے یہ صورت آیت وحدیث کے تحت شامل نہیں۔ اس مسئلہ میں عثمان بتیؒ، امام سفیان ثوریؒ، امام مالکؒ، ابراہیم نخعیؒ، مجاہدؒ، شعبیؒ اور خلیفہ راشد عمر بن عبدالعزیزؒ بھی امام صاحب کے ساتھ ہیں۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا قول صراحۃً امام ابوحنیفہؒ اور ان کے اصحاب کی تائید میں ہے۔ امام شافعیؒ نے سعید بن المسیب کے قول کو لیا ہے یہی امام احمد کا مسلک ہے۔ اس مسئلہ میں علماء نے بہت طویل کلام کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو احکام القرآن للجصاص ص۳۶۱ ج۳)

پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے متعلق امام احمد وہ الفاظ استعمال کریں جو اس مہمل روایت میں مذکور ہیں حالانکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ اس مسئلہ میں ابوحنیفہ کی حجت واضح اور دلیل راجح ہے۔ اور ان کے ساتھ فقہاء سلف کی ایک بڑی جماعت ہے جن کو شمار نہیں کیا جا سکتا جن میں تنہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی ہزاروں پر بھاری ہیں اور اس بات میں مرفوع حدیثیں جو بیان کی جاتی ہیں، اضطراب سے خالی نہیں اور جو صحیح ہیں ان میں وہ صورت داخل نہیں جو مابہ النزاع ہے جس میں اختلاف ہو رہا ہے۔

اعتراض نمبر ۱۶:

یوسف بن اسباط کہتے ہیں کہ ابوحنیفہ کہا کرتے تھے کہ اگر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پا لیتے اور میں آپ کے زمانہ میں ہوتا تو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی میری بہت سی باتیں لیتے۔ (امام محمدی ص ۶۹)

جواب:

ایسی بات تو ایک عام مسلمان بھی نہیں کہہ سکتا پھر امام المسلمین سید المجتہدین امام اعظم امام ابوحنیفہؒ ایسی بات کیسے کہہ سکتے ہیں یہ محض آپ پر بہتان ہے اور آپ کو بدنام کرنے کے لیے بدعقیدہ لوگوں کی ساری کاروائی ہے۔ ناواقفوں کے سوا کسی کی عقل باور نہیں کر سکتی کہ ایک عظیم الشان امام جس نے امت کے دلوں میں بہت بڑا مقام حاصل کر لیا ہے صدیوں سے امت اس کی پیروی کرتی چلی آ رہی ہے۔ اعلانیہ یوں کہتا ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پا لیتے تو میری بہت سی باتوں کی پیروی کر لیتے اور وہ دین جس کو قرآن میں تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ۝ کہا گیا ہے چند آدمیوں کی اچھی رائے کا مجموعہ ہے اور کچھ نہیں'' اور کوئی مسلمان بھی اس کی گردن نہیں ناپتا، نہ یہ امت دامن جھٹک کر اس سے الگ ہوتی ہے؟ اس کو پاگلوں ہی کی عقل ممکن سمجھ سکتی ہے۔ ہمارے نزدیک تو خدانخواستہ اگر امام صاحبؒ نے ایسی بے ہودہ بات زبان سے نکالی ہوتی تو اسی وقت ان کی گردن اڑا دی جاتی اور ہر طرف سے لعنت وملامت کے تیر برسنے لگتے۔

امام صاحبؒ تو قرآن، حدیث، صحابی، تابعی کی بات کو بہت اہمیت دیتے تھے اور اپنی رائے کو قرآن وحدیث کے ہوتے ہوئے استعمال نہیں کرتے تھے۔ خود خطیب بغدادی امام صاحبؒ کے ترجمہ میں نقل کرتے ہیں۔

فضیل بن عیاضؒ کہتے ہیں کہ امام صاحبؒ ایک مشہور فقیہ، مشہور پرہیزگار، مالدار، مہمان نواز، رات دن مشاغلِ علم میں منہمک، دیرپا خاموشی والے، کم گو، مسائل حلال وحرام کو حقانیت اور دلیل کے ساتھ بیان کرنے والے، شاہی مال سے بھاگنے والے تھے۔

جب کوئی مسئلہ پیش ہوتا اور اس میں حدیث صحیح یا صحابی یا تابعی کا فتویٰ ہوتا تو اس کی تابعداری کرتے ورنہ قیاس کرتے اور اچھا قیاس کرتے۔

(امام محمدی ص ۳۰، ۳۱، تاریخ بغداد ج ۱۳، ص ۳۴۰، امام ابوحنیفہؒ اور ان کے ناقدین ص ۴۴، ۴۵)

تاریخ بغداد کے اصل الفاظ ملاحظہ فرمائیں:

وزاد ابن الصباح وكان اذا وردت عليه مسئلة فيها حديث صحيح اتبعه

وإن كان عن الصحابة والتابعين والاقاس وأحسن القياس.

علامہ ابن حزم لکھتے ہیں:

احناف کا اس پر اتفاق ہے کہ امام ابوحنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ ضعیف حدیث قیاس اور رائے کے مقابلے میں قابل ترجیح ہے۔ (المحلی ابن حزم ج ۱۲، ص ۴۵)

تو جس امام کے نزدیک ضعیف حدیث بھی قیاس سے بہتر ہے وہ ایسی بات کیسے کہہ سکتا ہے (معاذ اللہ) یہ ساری کاروائی جھوٹے راویوں کی کارستانی ہے۔

اس قول کی سند کا حال:

اس قول کی سند میں ابن رزق، احمد بن جعفر بن سلمہ، احمد بن علی الابار، ابراہیم بن سعید، محبوب بن موسیٰ، یوسب بن اسباط موجود ہیں۔ ابن رزق، احمد بن جعفر، علی الابار کے متعلق پہلے گزر چکا ہے کہ یہ راوی درست نہیں۔ ابراہیم بن سعید الجوہری کے متعلق مشہور ہے کہ یہ اس حال میں تعلیم حاصل کرتا تھا کہ اس پر نیند طاری ہوتی تھی۔ (تانیب الخطیب)

اور اس قول کی سند کا ایک راوی محبوب بن موسیٰ ہے اسی کو ابوصالح الفراء کہتے ہیں، اس کے بارے میں ابوداؤد نے کہا ہے کہ اس کی حکایات کی طرف اس وقت تک کوئی توجہ نہ کی جائے جب تک وہ اپنی کتاب سے دیکھ کر نہ بیان کرے۔ اور اس سند میں کتاب کے دیکھنے کا کوئی ذکر نہیں ہے نیز اس کی سند میں یوسف بن اسباط بھی ہے۔ اس کے متعلق ابن ابی حاتم نے کہا ''كان يغلط كثير الا يحتج بحديثه'' یہ بہت زیادہ غلطیاں کرتا ہے اس کی روایت کے ساتھ دلیل نہ پکڑی جائے۔ (دیکھئے تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۴۰۰)

آپ نے سند کا حال دیکھ لیا ایسی سند سے امام ابوحنیفہ جیسے شخص پر اعتراض کرنا کسی طرح بھی درست نہیں ہے۔ یہ سب آپ سے حسد کی وجہ سے ہے۔

عبداللہ بن داؤد کہتے ہیں ابوحنیفہ کے بارے میں لوگ دو طرح کے ہیں جاہل اور حاسد۔ (امام محمدی ص ۵۴، تاریخ بغداد ج ۱۳، ص ۳۶۷)

امام ابوحنیفہؒ کی طرف ایسی غلط باتیں جو منسوب کی گئیں ہیں یہ سب انہیں جاہل یا حاسد لوگوں کی ہی کاروائی ہے تاکہ امام اعظم کو بدنام کیا جا سکے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو ایسے لوگوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

اعتراض نمبر ۱۷:

عمیر کہتے ہیں میرے سامنے ایک شخص نے مسجد حرام میں امام ابوحنیفہ سے پوچھا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ کعبہ حق ہے لیکن میں نہیں جانتا کہ وہ کعبہ یہی ہے جو مکہ میں ہے یا یہ نہیں۔ امام صاحب نے جواب دیا کہ وہ سچا پکا مومن ہے۔ اس نے کہا اچھا اس شخص کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں جو کہتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد بن عبداللہ نبی ہیں۔ لیکن میں نہیں جانتا کہ آیا یہ وہی ہیں جن کی قبر مدینہ میں ہے یا یہ نہیں۔ آپ نے کہا وہ بھی سچا پکا مومن ہے۔

امام حمیدی کہتے ہیں جو یہ بات کہے وہ کافر ہے، سفیان اس بات کو حمزہ بن حارث سے بیان کرتے تھے۔ (تاریخ بغداد ج ۱۳، ص ۳۷۲، امام محمدی ص ۵۷، ۵۸)

جواب:

اس کی سند میں ایک راوی حمیدی ہے، حنفیہ سے اس کو سخت تعصب ہے ان کی آبرو کے پیچھے پڑا رہتا ہے۔ خود اسی تاریخ خطیب کے ص ۴۰۷ میں حنبل بن اسحاق کے حوالہ سے یہ روایت موجود ہے کہ حمیدی امام ابوحنیفہ کی کنیت بدل کر ابو جیفہ کہا کرتا تھا۔ مسجد حرام میں اعلانیہ اپنے حلقہ درس میں صاف صاف ایسا کہتا اور کچھ پروانہ کرتا۔ شریعت میں تنابز بالالقاب (کسی کو برالقب دینا) حرام ہے۔ جو شخص اس جرم کا ارتکاب مسجد حرام میں بیٹھ کر کرتا ہے ہواس کے تعصب کا آپ خود ہی اندازہ کرلیں، یہ شخص کمال تعصب اور بدزبانی میں مشہور ہے بلکہ امام شافعیؒ کے شاگرد محمد بن عبدالحکم نے تو عام گفتگو میں اس کو جھوٹا بتلایا ہے۔ اگرچہ حدیث رسول میں ثقہ کہا جاتا ہے۔ اگر یہ شخص سفیان بن عیینہ کی احادیث کا حافظ اور راوی نہ ہوتا تو لوگ اس کی بدزبانی اور شدت تعصب کی وجہ سے اس کو منہ بھی نہ لگاتے نہ اس کی احادیث کو روایت کرتے۔ اور غالباً امام شافعیؒ نے ایک بار عبداللہ بن مبارک کے یہ اشعار پڑھ کر اسی پر اشارہ کیا ہے۔

الا یا جیفة تعلوك جیفه	واعیا قارئ ما فی صحیفه
امثلك لا هدیت ولست تهدیے	یعیب اخا العفاف ابا حنیفه
تعیب مشمرا سهرا للیالی	وصام نهاره للّٰه خیفه

وصـان لسـانـه عن كـل افك — ومـا زالـت جوارحـه عفيفه
وعض عن المحارم والمناهى — و مـــرضـــاة لا لله له وظيفه
فمن كـابـى حنيفة فى نداه؟ — لاهل الفقر فى السنة الجحيفه

''ارے مردار جس پر دوسرا مردار سوار ہے اور پڑھنے والے کو جس کے نامۂ اعمال کا پڑھنا دشوار ہے۔ تجھے ہدایت نہ ہو اور تو ہدایت پر نہیں آسکتا کیا تیرا یہ منہ ہے کہ تو پاک دامن امام ابوحنیفہؒ پر عیب لگاتا ہے تو ایسے شخص پر عیب لگا رہا ہے جو راتوں کو کمر کس کر نماز پڑھتا اور اللہ کے خوف سے دن کو روزہ رکھتا تھا، جس نے اپنی زبان بے ہودہ بات سے محفوظ کر لی تھی اور اس کے تو سارے ہی اعضا ہمیشہ پاک صاف رہتے تھے۔ حرام مواقع سے نگاہ کو بچاتا تھا اور اللہ کی رضا حاصل کرنا ہی اس کا وظیفہ اور مشغلہ تھا پھر قحط سالی کے زمانے میں فقراء کے اوپر سخاوت کرنے میں بھی تو ابوحنیفہ جیسا کوئی نہ تھا۔''

شارح ملل ونحل نے تو ان اشعار کو خود امام شافعیؒ کا بتایا ہے مگر ظاہر یہ ہے کہ امام نے بطور تمثل کے ان کو اس موقعہ پر پڑھ دیا ہے ورنہ یہ ان کا اپنا کلام نہیں بلکہ عبداللہ بن المبارک کا منظوم کلام ہے۔ بہر حال حمیدی کی فحش گوئی اور بدزبانی کے جواب میں امام شافعیؒ کا ان اشعار کر پڑھ دینا اور ہمارا نقل کر دینا ہی کافی ہے اس سے زیادہ کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔ پھر اس روایت میں حمیدی کا اضطراب بھی ملاحظہ ہو، کبھی حمزہ بن الحارث سے روایت کرتا ہے کبھی بلا واسطہ حارث سے روایت کرتا اور حارث بن عمیر کے متعلق ذہبی کا فیصلہ یہ ہے کہ میرے نزدیک اس کا ضعف کھلا ہوا ہے کیونکہ ابن حبان نے کتاب الضعفاء میں کہا کہ یہ شخص ثقات سے موضوع اور گھڑی ہوئی باتیں روایت کرتا ہے۔ حاکم نے کہا ہے کہ یہ شخص امام جعفر صادق اور حمید (طویل) سے موضوع حدیثیں روایت کرتا ہے۔ پھر یہ بات کس کی عقل میں آسکتی ہے کہ امام ابوحنیفہ ایسی صریح کفر کی بات مسجد حرام میں زبان سے نکالیں اور اس کا نقل کرنے والا ایک کذاب کے سوا دوسرا کوئی نہ ہو؟ اور اس بدترین کلمہ کفریہ پر امام صاحب کو کچھ سزا بھی نہ دی گئی ہو؟ سفید جھوٹ اسی کو کہتے ہیں۔

امام صاحب کا فتویٰ تو کعبہ کے متعلق یہ ہے کہ جس کو حافظ ابن ابی العوام نے اپنی سند سے حسن بن ابی مالک سے امام ابویوسف سے امام ابوحنیفہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے

فرمایا کہ اگر کوئی شخص غیر کعبہ کی طرف نماز پڑھنے کا ارادہ کرے گا، کافر ہو جائے گا۔ اگرچہ غلطی سے اس نے کعبہ ہی کی طرف نماز پڑھ لی ہو۔ پھر فرمایا کہ میں نے کسی کو اس کے خلاف کہتے نہیں سنا۔

اعتراض نمبر ۱۸:

محمد باغندی کہتے ہیں، میں عبداللہ بن زبیر (حمیدی) کے پاس تھا ان کے پاس امام احمد بن حنبل کا خط آیا کہ ابوحنیفہ کے بیان کردہ شنیع مسائل مجھے لکھ بھیجو انہوں نے اس کے جواب میں لکھا مجھ سے حارث بن عمر نے بیان کیا کہ میں نے ابوحنیفہ سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ اگر کوئی شخص کہے کہ میں جانتا ہوں کہ بیت اللہ ہے اور یہ نہیں جانتا کہ یہ وہی ہے جو مکہ میں ہے یا کوئی اور ہے، کیا وہ مومن ہے تو کہا ہاں اور کوئی شخص کہے کہ میں جانتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے اور نہیں جانتا کہ وہ مدینہ میں دفن کیے گئے یا اور کہیں، کیا وہ بھی مومن ہے کہا ہاں۔ (امام محمدی ص ۵۸)

جواب:

اس سند میں بھی حمیدی اور حارث بن عمیر کذاب دونوں موجود ہیں اور تیسرا محمد بن محمد باغندی بھی دھرا ہوا ہے۔ جس کے متعلق محدثین نے طویل کلام کیا ہے۔ ابراہیم بن الاصبہانی نے اس کو جھوٹا بتلایا ہے اور تماشا یہ ہے کہ باپ بیٹے بھی باہم ایک دوسرے کو جھوٹا کہتے تھے۔ اور اکثر ناقدین کی رائے میں دونوں ایک دوسرے کی تکذیب میں سچے ہیں۔

ان کے علاوہ اس کی سند میں محمد بن العباس الخزاز بھی ہے جو متساہل ہے۔

جواب نمبر ۲:

دنیا کو معلوم ہے کہ حمیدی حجازی ہے وہ امام صاحب کے شاگردوں کے حلقہ میں نہ کبھی بیٹھا نہ ان کی فقہ کو پڑھا۔ اور امام احمد بن حنبلؒ عراقی ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ اور ان کے اکثر اجلہ اصحاب بھی عراقی ہیں۔ امام احمدؒ نے امام ابوحنیفہؒ کے شاگردوں سے علم فقہ و حدیث بھی حاصل کیا ہے تو یہ الٹی گنگا کیسے بہنے لگی کہ امام احمدؒ حمیدی سے امام ابوحنیفہؒ کے اقوال دریافت کرنے لگے؟ اگر معاملہ برعکس ہوتا، قیاس میں آ بھی سکتا تھا۔ مگر جھوٹوں کو اچھی طرح جھوٹ بولنا بھی نہیں آتا۔ اس طرح کی باتیں کرتے ہیں جن سے جلدی بھانڈا پھوٹ جاتا ہے۔ خدا

تعالیٰ اسی طرح اہل باطل کو رسوا کیا کرتا ہے۔

اعتراض نمبر ۱۹:

عباد بن کثیر امام صاحب سے پوچھتے ہیں کہ ایک شخص کہتا ہے کہ میں جانتا ہوں کہ کعبہ برحق ہے اور وہ بیت اللہ ہے لیکن میں نہیں جانتا کہ یہ وہی ہے جو مکہ میں ہے یا وہ ہے جو خراسان میں ہے۔ کیا ایسا شخص بھی مومن ہے، کہنے لگے ہاں وہ مومن ہے۔ میں نے کہا اچھا اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں کہ جو کہے کہ میں جانتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں لیکن نہیں جانتا کہ یہ وہی رسول اللہ ہیں جو مدینہ میں قریش قبیلے سے تھے یا محمد نام کا کوئی اور شخص رسول اللہ ہے۔ کیا ایسا عقیدہ رکھنے والا مومن ہے کہا ہاں وہ مومن ہے۔ سفیان کہتے ہیں، میں کہتا ہوں جو اس میں شک کرے وہ یقیناً کافر ہے۔ (امام محمدی ص ۵۸،۵۹)

جواب:

اس کی سند میں عامر بن اسماعیل ابو معاذ بغدادی مجہول ہے۔ پھر امام سفیان ثوری نے عباد بن کثیر کو جھوٹا بتلایا ہے اور اس سے روایت کرنے کو منع کیا ہے تو یہ کیسے عقل میں آ سکتا ہے کہ وہ خود اس سے روایت کریں؟ اسی سے اس حکایت کا من گھڑت، جھوٹ اور موضوع ہونا واضح ہے۔

اس کی سند میں مومل بن اسماعیل بھی ہے جس کے متعلق امام بخاری نے کہا کہ وہ منکر الحدیث ہے۔ ابو زرعہ نے کہا کہ اس کی حدیث میں کثیر خطا ہے، ابن حجر عسقلانی نے کہا گندے حافظے والا ہے۔ (تقریب التہذیب ج ۲ ص ۲۳۱)

اور حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی اپنی دوسری کتاب تہذیب التہذیب میں مومل بن اسماعیل کے متعلق لکھتے ہیں

کہ سلیمان بن حرب نے کہا اہل علم پر واجب ہے کہ وہ اس کی حدیث سے رکے رہیں۔ کیونکہ یہ ثقات سے منکر روایات بیان کرتا ہے۔ امام ساجی نے کہا ہے کہ سچا ہے لیکن کثیر الخطاء ہے۔ ابن سعد نے کہا کثیر الغلط ہے۔ دار قطنی نے کہا ثقہ ہے لیکن کثیر الخطاء ہے۔ محمد بن نصر مروزی نے کہا گندے حافظے والا کثیر الغلط ہے۔ اس قول کی سند میں ایک راوی عباد بن کثیر بھی ہے جس کے متعلق علامہ ذہبی فرماتے ہیں "لیس بثقة ولیس بشیء" نہ ہی

ثقہ ہے، نہ ہی کوئی چیز۔

ایسے ردی قول سے امام صاحب پر اعتراض کرنا حیرت کی بات ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین

اعتراض نمبر ۲۰:

امام ابو یوسف شاگرد رشید امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں سب سے پہلے جس نے قرآن کو مخلوق کہا وہ ابوحنیفہؒ ہیں۔ (امام محمدی ص ۶۳)

جواب:

امام ابوحنیفہؒ کا خلق قرآن کا قائل ہونا تو یہ ایسا سفید جھوٹ ہے جسے کوئی عاقل بھی ایک سیکنڈ کے لیے تسلیم نہیں کرسکتا۔ امام ابوحنیفہؒ کا خط عثمان بتی عالم بصرہ کے نام اور ان کا رسالہ ''الفقہ الاکبر'' موجود ہے اور طبع بھی ہو چکا ہے جس سے اہل علم بخوبی واقف ہیں ان میں عقیدہ خلق قرآن کی صراحۃً تردید موجود ہے۔ تاریخ الخطیب البغدادی کا جائزہ ہم پہلے لے چکے اور بتلا چکے ہیں کہ اس میں خطیب کی دفات کے بعد بہت زیادات والحاقات ہوئے ہیں۔ اس لیے اس کی ان روایات پر جن میں امام صاحب کا قرآن کو مخلوق کہنا مذکور ہے کسی درجہ میں بھی اعتبار کرنا ہرگز جائز نہیں۔ خصوصاً جب کہ ہر روایت کی سند میں ضعفاء و مجروحین و مجہولین دھرے ہوئے ہیں۔

امام ابوحنیفہؒ کے دشمنوں کو اتنی ہی بات پر صبر نہ آیا کہ ان کی طرف خلق قرآن کا مسئلہ منسوب کر دیں بلکہ انہیں اس قول کا موجد اور اول قائلین بنا دیا اور اس جھوٹ کو امام ابو یوسف کے واسطہ سے وضع کیا جو امام ابوحنیفہؒ کے اخص الخاص شاگرد ہیں ان سے روایت کرنے والا امام حسن بن ابی مالک کو ٹھہرایا جو امام ابو یوسفؒ کے اخص الخاص تلامذہ میں سے ہیں اور امام ابوحنیفہؒ کا غایت درجہ ادب و احترام کرنے والے ہیں۔

اب سنیئے اس من گھڑت افسانہ کی سند میں محمد بن عباس الخزاز ہے جس پر خود خطیب نے (ج ۳ ص ۱۲۲) میں جرح کی ہے کہ وہ ابوالحسن بن الرزاز کی کتاب سے روایتیں بیان کیا کرتا تھا حالانکہ اس میں اس کا سماع نہ تھا اور رزاز کے بیٹے نے اپنے باپ کی کتاب میں بہت اضافات کیے تھے جو بالکل تازہ تھے اور ظاہر ہے کہ ایسی کتاب سے روایت کرنے والے پر

کسی درجہ میں بھی بھروسہ نہیں کیا جا سکتا اس کے بعد اسحاق بن عبدالرحمٰن راوی مجہول ہے۔
پھر کمال یہ ہے کہ امام ابو یوسفؒ کے ترجمہ میں خود ان کو جہمی کہا گیا ہے اگر وہ جہمی تھے تو مسئلہ خلق قرآن کی بنا پر امام ابو حنیفہؒ کی مذمت کیسے کر سکتے تھے؟ اور اگر اس مسئلہ کی وجہ سے وہ امام صاحبؒ کی مذمت کرتے تھے تو ان کا جہمی ہونا غلط ہے۔ مگر دروغ گو را حافظہ نباشد۔ جھوٹوں کی علامت ہی یہ ہے کہ ان کے اقوال میں تضاد ہوتا ہے۔ انہیں یاد نہیں رہتا کہ ہم نے پہلے کیا کہا تھا اور اب کیا کہہ رہے ہیں۔

مورخین مذاہب کا اس پر اتفاق ہے کہ جس شخص نے سب سے پہلے قرآن کو مخلوق کہا وہ جعد بن درہم ہے اس کے بعد جہم بن صفوان اس کا قائل ہوا۔ پھر بشر بن غیاث مریس۔ ملاحظہ کتاب شرح السنة لالکائی اور کتاب الرد علی الجهمية لابن ابی حاتم وغيرهما.

اعتراض نمبر ۲۱:

ابو یوسفؒ قاضی سے حسن بن ابی مالک پوچھتے ہیں امام ابو حنیفہ قرآن کے بارے میں کیا کہتے تھے، کہا وہ کہتے تھے کہ قرآن مخلوق ہے پوچھا جاتا ہے پھر آپ کیا کہتے ہیں کہا میں نہیں کہتا۔ ابو القاسم کہتے ہیں جب میں نے اس واقعہ کا ذکر قاضی برقی سے کیا تو وہ کہنے لگے ابو الحسن بھی اسی کے قائل تھے۔ ابو الحسن بھی یہی کہتے تھے یعنی حسن بن ابی مالک۔ میں نے پھر کہا کیا ابو حنیفہ کا قول یہی ہے کہا ہاں وہ بھی اس نامبارک قول کے قائل ہیں۔

(امام محمدی ص ۶۳)

اعتراض نمبر ۲۲:

ایک مرتبہ لوگ امام ابو یوسفؒ سے کہتے ہیں کہ آپ امام ابو حنیفہؒ کی روایتیں ہمیں کیوں نہیں سناتے، کہا تم ان کی روایتوں کو کیا کرو گے وہ تو انتقال کے وقت قرآن کے مخلوق ہونے کے قائل ہو گئے تھے۔ (امام محمدی ص ۶۳)

جواب:

ان دونوں اعتراضوں کا اکٹھا جواب ملاحظہ فرمائیں:

پہلی سند میں ابو القاسم بغوی ہے جس کے متعلق ابن عدی نے کہا ہے کہ میں نے علماء او

مشائخ بغداد کو اس کے ضعف پر متفق پایا ہے۔ اور دوسری سند میں عمر بن الحسن الاشنانی القاضی ہے جس کو دارقطنی نے ضعیف کہا ہے اور حاکم نے جھوٹا بتلایا۔ اس کے بعد اصمعی ہے جس کو ابوزید انصاری نے جھوٹا کہا اور علمی بن حمزہ بصری نے اپنی کتاب ''التنبیھات علی الاغلاط فی الروایات'' میں اس کی بہت سی غلطیاں روایات میں بیان کی ہیں جن سے ابوزید انصاری کے قول کی تائید ہوتی ہے اور خود خطیب نے اس کے نوادر میں جو کچھ بیان کیا ہے وہ بھی کم نہیں ہے۔ ابوقلابہ جرمی نے اصمعی کے جنازہ کے ساتھ جو اشعار پڑھے ہیں ان میں بتلایا گیا ہے کہ اس شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت اور طیبین وطیبات سے بغض تھا۔ اس کے بعد سعید بن سلم باہلی ہے جو ہارون رشید کے زمانہ میں ارمینیہ کا عامل تھا جس کی وجہ سے وہاں کے مسلمانوں پر بہت آفتیں نازل ہوئی تھیں۔ یہ اس قابل نہیں کہ اس سے اس باب میں روایت کی جائے نہ ایسے مسائل میں اس کا قول قابل قبول ہے۔

حافظ لالکائی نے شرح السنۃ میں ابوالحسن علی بن محمد رازی سے ابوبکر محمد بن مہرویہ رازی سے، محمد بن سعید بن سابق سے روایت کیا ہے کہ میں نے امام ابو یوسف سے پوچھا آپ خلق قرآن کے قائل ہیں؟ کہا نہیں نہ میں قائل ہوں نہ امام ابوحنیفہؒ۔ یہ جواب انہوں نے اس طرح دیا جیسا کہ میرے سوال پر ان کو انکار اور تعجب تھا۔ حافظ ابن ابی العوام اور حافظ صمیری وغیرہما نے صحیح اسانید کے ساتھ امام ابو یوسف اور حسن بن ابی مالک اور احمد بن القاسم البرقی سے متعدد روایات نقل کی ہیں جن سے امام ابوحنیفہؒ کا خلق قرآن کے قول سے بری ہونا۔ بخوبی واضح ہے۔ اب جو لوگ اپنے من گھڑت طریقوں سے اس کے خلاف روایتیں لاتے ہیں وہ خود ہی سر کے بل گر پڑتے ہیں۔ اتمام حجت کے لیے حافظ ابن ابی العوام کی ایک روایت یہاں پیش کی جاتی ہے وہ کہتے ہیں ہم سے محمد بن احمد بن حماد نے بیان کیا ان سے محمد بن شجاع (ثلجی) نے، وہ کہتے ہیں میں نے حسن بن ابی مالک سے سنا، انہوں نے امام ابو یوسفؒ سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ ایک شخص جمعہ کے دن مسجد کوفہ میں آیا، اور (علماء کے) سب حلقوں میں گھومتا پھرتا۔ ان سے قرآن کے متعلق سوال کرتا تھا (کہ مخلوق ہے یا غیر مخلوق؟) امام ابوحنیفہؒ اس وقت مکہ میں تھے۔ (کوفہ میں نہ تھے) لوگ اس مسئلہ میں گفتگو

کرنے لگے اور گڑ بڑ میں پڑ گئے۔ بخدا یہ شخص میرے گمان میں نرا شیطان تھا جو انسان کا روپ بھر کر آیا تھا۔ وہ ہمارے حلقہ میں بھی پہنچا اور ہم سے بھی یہی سوال کیا۔ ہمارے ساتھیوں میں سے ایک نے دوسرے کو جواب دینے سے روک دیا۔ ہم نے اس سے کہہ دیا کہ ہمارے شیخ اس وقت یہاں نہیں ہیں اور ہم ان سے پہلے اس مسئلہ میں کچھ نہیں کہنا چاہتے وہی اس کا جواب دیں گے۔ یہ سن کر وہ شخص چلا گیا۔ ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ جب امام صاحب تشریف لائے۔ ہم نے قادسیہ میں ان کا استقبال کیا اور سلام عرض کیا۔ انہوں نے گھر والوں اور بستی والوں کی خیریت دریافت کی، ہم نے ان کا حال بتلایا۔ پھر ہم نے موقع دیکھ کر عرض کیا کہ اے امام ابوحنیفہ! ایک سوال ہمارے پاس آیا تھا اس کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں؟ سوال ابھی ہمارے دل میں ہی تھا کہ ہم نے امام صاحب کا چہرہ بدلا دیکھا وہ سمجھ گئے کہ یہ تو فتنہ برپا کرنے والا کوئی سوال ہے اور ہم نے اس کے متعلق کچھ گفتگو کی ہے، فرمایا کیا سوال تھا؟ ہم نے سارا واقعہ بیان کر دیا۔ امام صاحب نے کچھ دیر سکوت کر کے پوچھا پھر تم نے اس کا کیا جواب دیا؟ ہم نے کہا اس کے متعلق ہم نے کوئی بات نہیں کی۔ ہمیں اندیشہ ہوا ایسا نہ ہو ہمارے منہ سے کوئی ایسا جواب نکل جائے جو آپ کو ناپسند ہو۔ یہ سن کر امام کا چہرہ چمک گیا اور الجھن دور ہوگئی فرمایا جزاکم اللہ خیرا، جزاکم اللہ خیرا۔ میری وصیت یاد رکھو اس مسئلہ میں ایک لفظ بھی نہ کہنا اور نہ کسی سے اس کے متعلق گفتگو کرنا۔ بس اتنا ہی کہو کہ قرآن اللہ عزوجل کا کلام ہے۔ اس سے آگے ایک حرف نہ بڑھانا۔ میرا خیال یہ ہے کہ یہ مسئلہ طول پکڑے گا یہاں تک کہ مسلمانوں کو ایسے فتنہ میں مبتلا کر دے گا کہ نہ اس کے مقابلہ کے لیے کھڑے ہو سکیں گے نہ بیٹھ ہی سکیں گے اللہ ہمیں اور تمہیں شیطان مردود (کے فتنہ) سے بچائے۔

مسئلہ خلق قرآن میں یہ ہے امام ابوحنیفہ کا مسلک اور یہ ہے امام ابو یوسفؒ کا اور ان کے ساتھیوں کا ادب معاذ اللہ وہ اپنے استاذ کی شان میں ایسے بے ادب گستاخ نہ تھے جیسا تاریخ خطیب کے جھوٹے راویوں نے بیان کیا ہے۔

اعتراض نمبر ۲۳:

حماد بن سلیمان نے ابوحنیفہؒ سے کہا میں آپ کے قول سے بری الذمہ ہوں ہاں اگر آپ

توبہ کرلیں تو اور بات ہے۔ان کے پاس ابن عیینہ بھی تھے وہ کہتے ہیں کہ میرے پڑوسی نے مجھے خبر دی کہ ابوحنیفہؒ نے توبہ کرنے کے بعد بھی خلق قرآن کی طرف مجھے بلایا۔

(امام محمدی ص ۶۴)

جواب:

ان بہتان باندھنے والوں کو اتنی خبر نہیں کہ مورخین مذاہب کا اتفاق ہے کہ خلق قرآن کا قول سب سے پہلے جعد بن درہم نے ۱۲۰ھ کے چند سال بعد شروع کیا تھا اور حماد بن ابی سلیمان کی وفات ۱۲۰ھ میں ہو چکی تھی۔ جعد کے بعد اس قول کو جہم بن صفوان نے پھیلایا جو ۱۲۸ھ میں گرفتار ہوا اور اسی سال قتل ہوا۔اس کے بعد بشر بن غیاث نے اس قول کو لیا۔تو یہ کیسے عقل میں آسکتا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ نے اپنے استاد کی زندگی میں ۱۲۰ھ سے پہلے یہ بات زبان سے نکالی ہو حالانکہ یہ بات سب سے پہلے جعد بن درہم کی زبان سے ۱۲۰ھ کے چند سال بعد نکلی ہے۔ پھر دنیا جانتی ہے کہ امام ابوحنیفہؒ اپنے استاد حماد بن ابی سلیمان کی حیات میں برابر ان کی خدمت میں رہے سب شاگردوں سے زیادہ وہی ان کے پاس رہتے اور ان کے گھر کا کام کاج بھی کرتے تھے۔حماد بن ابی سلیمان کی وفات کے بعد امام ابوحنیفہؒ ہی سب شاگردوں کے اتفاق سے ان کے جانشین بنائے گئے تو یہ کیونکر ممکن ہے کہ سفیان ثوری کے واسطہ سے حماد بن ابی سلیمان کا پیغام امام ابوحنیفہؒ کے پاس پہنچے حالانکہ سفیان سے زیادہ امام صاحب ان کی خدمت میں حاضر باش تھے۔ یہ تو وہ شواہد ہیں جو اس روایت کے متن کو غلط اور موضوع قرار دینے کے لیے کافی ہیں۔

پھر سند کا حال یہ ہے کہ اس میں عمر بن محمد بن عیسیٰ السندابی الجوہری دھرا ہوا ہے جو تنہا اس حدیث موضوع کا راوی ہے القرآن کلامی و منی خوج قرآن میرا کلام ہے اور مجھ سے ہی نکلا ہے۔ملاحظہ ہو میزان (للذھبی) اس کے بعد اسماعیل بن ابی الحکم مجہول ہے اور یہ وہ اسماعیل بن ابی الحکم نہیں جس کی وفات ۱۳۰ھ میں ہوئی ہے کیونکہ اس کو ہارون بن اسحاق ہمدانی متوفی ۲۵۸ھ نہیں پاسکتا اور خطیب کی سند میں وہی اسماعیل سے روایت کر رہا ہے۔ یہ دوسرا اسماعیل ہے جس کے باپ کی کنیت ابوالحکم ہے ابوالحکیم نہیں اور وہ مجہول ہے۔

اعتراض نمبر ۲۴:

حماد بن ابوسلیمان نے سفیان ثوری سے کہا ابوحنیفہ مشرک سے کہہ دو کہ میں اس سے

بزار ہوں جب تک وہ قرآن کو مخلوق کہنے سے رجوع نہ کرے۔ یہی روایت دوسرے طریق سے بھی مروی ہے۔ (امام محمدی ص ۶۴، ۶۵)

جواب:

اس کی سند میں محمد بن یونس کدیمی ہے جس پر میزان میں بہت جرح کی گئی ہے اس کے بعد ضرار بن صرد ہے جس کی کنیت ابو نعیم اور لقب طحان ہے۔ یحییٰ بن معین نے اسے کذاب کہا ہے۔ پھر بخاری کی کتاب خلق الافعال میں اس روایت کے اندر ابو حنیفہ کی جگہ ابو فلاں ہے۔ تاریخ خطیب کے راویوں نے ابو فلاں کو ابو حنیفہؒ بنا دیا۔ ایسا ہی ان لوگوں نے ابو مسہر کی روایت میں کیا ہے۔ وہ یہ کہ سلمہ بن عمرو قاضی نے منبر پر کھڑے ہو کر کہا لا رحمہ اللہ ابا فلان فانہ اول من زعم ان القرآن مخلوق خدا رحم نہ کرے ابو فلاں پر وہ پہلا شخص ہے جس نے قرآن کو مخلوق کہا۔ تاریخ ابن عساکر میں اسی طرح ہے۔ مگر تاریخ خطیب بغدادی کے ص ۳۷۸، ۳۸۵ میں ابو فلاں کی جگہ ابو حنیفہ لکھ دیا گیا۔ ان سے کوئی پوچھے کہ تم نے کس دلیل سے ابو فلاں کو ابو حنیفہ بنا دیا؟ حالانکہ تمام روایتیں اس پر متفق ہیں کہ یہ قول سب سے پہلے جعد بن درہم نے کہا ہے مگر ایک لفظ کی جگہ دوسرا لفظ بدل دینا اور خبر متواتر کے خلاف جعد بن درہم کے عوض کسی دوسرے کو اول قائل بنا دینا اہل تعصب کے مذہب میں روا ہے قال الحافظ اللالکائی فی شرح السنۃ ولا خلاف بین الامۃ ان اول من قال القرآن مخلوق الجعد بن درھم فی سنۃ نیف و عشرین مائۃ اھ۔ حافظ لالکائی نے شرح السنہ میں کہا ہے کہ امت اسلامیہ کے درمیان اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ اول جس شخص نے قرآن کو مخلوق کہا ہے وہ جعد بن درہم ہے۔ جس نے ۱۲۰ھ کے چند سال بعد سب سے پہلے یہ بات کہی تھی۔

سمجھ میں نہیں آتا کہ خطیب بغدادی جیسا مصنف ایسا حیا باختہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ خود ہی ص ۳۷۶، ص ۳۸۲ میں امام ابو یوسفؒ کے واسطہ سے امام ابو حنیفہ کا یہ قول روایت کرتا ہے کہ خراساں میں دو جماعتیں انسانوں میں سب سے بدتر ہیں جہمیہ اور شبہہ۔ اور دوسری سند سے عبد الحمید بن عبد الرحمٰن حمانی کے واسطہ سے روایت کرتا ہے کہ اس نے امام ابو حنیفہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جہم بن صفوان کافر ہے۔ پھر مثالب ابی حنیفہ میں ابن دوما اور احمد بن علی ابار جیسے

کاذبین کے واسطہ سے امام صاحب کی طرف مسئلہ، خلق قرآن کی نسبت کرتے ہوئے نہیں شرماتا اس لیے میں پھر یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ اس تاریخ میں خطیب کی وفات کے بعد ضرور کچھ الحاقات ہوئے ہیں جیسا حافظ ابوالفضل مقدسی شافعی نے فرمایا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

عبداللہ بن احمد نے کتاب السنۃ میں ابن الشکاب اور ہیثم بن خارجہ کے واسطہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں ہم نے ابو یوسف قاضی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ خراسان میں دو جماعتیں ہیں۔ روئے زمین پر ان سے بدتر کوئی جماعت نہیں ایک جہمیہ دوسری مقاتلیہ۔ ان روایتوں سے صاف واضح ہے کہ امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ دونوں کا دامن تجہم اور تشبیہ سے بالکل پاک ہے۔ حافظ ابن ابی العوام نے اپنی سند سے نضر بن محمد سے امام ابوحنیفہ کا یہ قول روایت کیا ہے کہ جہم اور مقاتل دونوں فاسق ہیں ایک نے تشبیہ میں غلو کیا اور دوسرے نے نفی (صفات) میں اھ۔ یعنی مقاتل نے خدا کو مخلوق جیسا کہہ دیا اور جہم نے خدا کو صفات سے معطل کر دیا۔ امام ابوحنیفہؒ سے جہم اور مقاتل کے عقیدہ کے رد میں اور بہت سی نصوص اور تصریحات موجود ہیں۔ پھر ان کی طرف جہمیہ کے خیالات کو منسوب کرنا صریح بہتان نہیں تو اور کیا ہے؟

اعتراض نمبر ۲۵، ۲۶:

حضرت شریک سے کہا گیا کہ کیا ابوحنیفہؒ سے توبہ کرائی گئی؟ کہا واہ یہ واقعہ تو پردہ نشین عورتیں بھی جانتی ہیں۔ جب خالد قسری امام صاحب سے توبہ کراتے ہیں تو امام صاحب اسے میٹنے کے لیے رائے قیاس میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ (امام محمدی ص ۶۵)

اور یہ بھی مروی ہے کہ یوسف بن عمر نے ان سے توبہ کرائی اور یہ کہا گیا ہے توبہ کرنے کے بعد پھر وہ لوٹ گئے اور خلق قرآن کے قول کو ظاہر کیا پھر دوبارہ توبہ کرائے گئے ان دونوں واقعات میں یہ تطبیق ہو سکتی ہے کہ ممکن ہے ایک مرتبہ یوسف نے توبہ کرائی ہو اور دوبارہ خالد نے کرائی ہو۔ واللہ اعلم۔ (امام محمدی ص ۶۵)

جواب:

دونوں اعتراضوں کا اکٹھا جواب ملاحظہ فرمائیں۔

ہم بتلا چکے ہیں کہ امام صاحب خلق قرآن کے قائل نہ تھے تو یہ بھی غلط ہے کہ ان کو اس خیال سے دو تین بار توبہ کرنا پڑی۔ اور اس بات میں جتنی روایتیں تاریخ خطیب میں مذکور ہیں وہ سند کے لحاظ سے روایۃً بھی لچر ہیں اور عقل کی رو سے درایۃً بھی غلط ہیں۔ چنانچہ توبہ کرانے والوں میں ایک تو خالد بن عبداللہ قسری کا نام لیا جاتا ہے۔ حالانکہ وہ ۱۲۰ھ میں ولایت عراق سے معزول ہو چکا تھا۔ اس کے زمانہ ولایت میں مسئلہ خلق قرآن کا لفظ بھی کسی کی زبان پر نہ آیا تھا۔ کیونکہ سب سے پہلے جعد بن درہم نے ۱۲۰ھ کے چند سال بعد یہ لفظ زبان سے نکالا تھا پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ خالد بن عبداللہ امام ابوحنیفہؒ سے توبہ کرائے؟ پھر جس روایت میں اس جھوٹ کا ذکر ہے اس کی سند میں عبداللہ بن جعفر بن درستویہ موجود ہے جس پر برقانی اور لالکائی نے سخت جرح کی ہے اور اس کو جو کوئی چند دراہم دے دیتا اس کے موافق روایتیں بیان کر دیتا تھا۔ اس کے بعد سلیمان بن فلیح ہے جس کو ابوزرعہ نے مجہول کہا ہے وہ فرماتے ہیں کہ فلیح کے دو بیٹے تھے، محمد اور یحییٰ ان کے علاوہ اس کا کوئی بیٹا میرے علم میں نہیں ہے۔ دوسرا نام یوسف بن عثمان امیر کوفہ کا لیا جاتا ہے۔ تاریخ خطیب ص ۳۸۱ و ص ۳۹۰ میں اسی طرح ہے۔ مگر اس عہد کے والیان کوفہ میں یوسف بن عثمان نام کا کوئی والی نہ تھا۔ ممکن ہے کہ یوسف بن عمر کو یوسف بن عثمان کر دیا گیا ہو۔ اس کی سند میں ابن زاطیا ہے جس کو خود خطیب نے غیر محمود کہا ہے کہ یہ اچھا آدمی نہیں۔ ان کے بعد ابومعمر قطیعی ہے جس کے متعلق ابن معین نے کہا ہے خدا اس پر رحم نہ کرے اس نے رقہ پر پانچ ہزار حدیثیں بیان کیں۔ جن میں سے تین ہزار میں خطا کی۔ پھر یہ خود ان لوگوں میں ہے جنہوں نے قرآن کو مخلوق کہا تھا جب دربار سے باہر آیا تو کہا ہم نے کفر کیا پھر نکل آئے۔ ایسے شخص کی روایت کو محدثین قبول نہیں کرتے۔ اس کے بعد حجاج اعور ہے جس کی روایتوں میں سخت اختلاط ہے۔ تیسرا نام شریک قاضی کا لیا جاتا ہے۔ یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ ان کو عہدہ قضا امام ابوحنیفہؒ کی وفات کے پانچ سال بعد ملا ہے۔ یہ کس طرح امام صاحب کو توبہ کرا سکتے ہیں؟

پھر اس کی سند میں محمد بن جبویہ ہمدانی نحاس ہے جو متہم بالکذب ہے ملاحظہ ہو تلخیص مستدرک للذہبی۔ دوسری سند میں ابن درستویہ ہے جس کے پاس نحو کے سوا کچھ نہیں۔ حافظ لالکائی اور برقانی کی جرح کا ذکر اوپر گزر چکا ہے کہ اس شخص کو کچھ دراہم دے دیے جاتے تو

ایسی روایتیں بیان کر دیتا جو اس نے سنی بھی نہیں تھیں۔ تیسری سند میں صواف نے عبداللہ بن احمد سے اجازۃً روایت کی ہے جو ناقدین کے نزدیک منقطع کے حکم میں ہے اور عبداللہ بن احمد کا تعصب اور انحراف اس کی کتاب السنۃ ہی سے واضح ہے۔ اس کے بعد ابو معمر ہے۔ اگر وہ عبداللہ بن عمرو منقری ہے تو وہ قدری ہے اور قدریہ کی روایت امام ابو حنیفہؒ کے خلاف قابل قبول نہیں کیونکہ وہ ان کے دشمن ہیں۔ اور اگر ہروی ہے تو اس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے وہ بھی مجروح ہے۔ غرض تاریخ خطیب میں جتنی روایتیں اس قسم کی ہیں جن میں امام ابو حنیفہؒ سے توبہ کرانے کا ذکر ہے ان میں ابن رزق، ابن زراطبا، عثمان بن احمد جیسے راوی موجود ہیں، جن پر طعن کیا گیا ہے کہ وہ بے ہودہ روایتیں کرنے والے ہیں۔ بعض میں ابن سلم، ابارہ، نعیم بن حماد وغیرہ ہیں جو امام ابو حنیفہ کے عیوب میں افسانے گھڑنے سے متہم ہیں۔ علامہ حافظ ابن عبدالبر نے انتقاء میں عبداللہ بن داؤد خریبی کے حوالہ سے اس بات کو غلط اور جھوٹ کہا ہے کہ امام صاحب سے توبہ کرائی گئی۔

ہاں اس باب میں حافظ ابن ابی العوام کی ایک راویت ہم نقل کر دینا چاہتے ہیں جس سے اس افسانہ کی پوری حقیقت واضح ہو جائے گی۔ اس کی سند ضعیف نہیں۔ وہ حسن بن حماد سجارہ سے روایت کرتے ہیں وہ ابو قطن عمرو بن الہیثم بصری سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے کوفہ کا ارادہ کیا تو شعبہ سے پوچھا کوفہ میں آپ کن لوگوں سے خط و کتابت کیا کرتے ہیں؟ فرمایا ابو حنیفہ اور سفیان ثوری سے۔ میں نے کہا میرے متعلق ان دونوں کو خط لکھ دیجیے۔ انہوں نے خط لکھ دیا تو میں کوفہ پہنچا اور لوگوں سے دریافت کیا کہ ان دونوں میں بڑا کون ہے؟ لوگوں نے کہا ابو حنیفہ بڑے ہیں۔ میں ان کے پاس گیا اور شعبہ کا خط ان کو دیا۔ انہوں نے دریافت کیا میرے بھائی ابو بسطام کیسے ہیں (یہ شعبہ کی کنیت ہے)؟ میں نے کہا خیریت سے ہیں۔ جب خط پڑھ چکے تو فرمایا جو کچھ میرے پاس ہے وہ آپ کے لیے حاضر ہے اور دوسروں سے کچھ کام ہو تو مجھ سے کہیے میں آپ کی مدد کروں گا۔ اس کے بعد میں سفیان ثوری کے پاس گیا اور ان کے نام کا خط ان کو دیا۔ انہوں نے بھی وہی کہا جو ابو حنیفہ نے مجھ سے کہا تھا۔ اس کے بعد میں نے ثوری سے پوچھا کہ ایک بات آپ سے روایت کی جاتی ہے کہ آپ فرماتے ہیں ابو حنیفہ سے دو مرتبہ کفر سے توبہ کرائی گئی ہے کیا آپ کی مراد وہ کفر ہے جو

ایمان کی ضد ہے؟ فرمایا جب سے میں نے یہ بات زبان سے نکالی ہے۔ یہ سوال تم سے پہلے کسی نے مجھ سے نہیں کیا۔ اس کے بعد سر جھکا لیا اور فرمایا نہیں یہ بات نہیں بلکہ واقعہ یہ ہے کہ واصل شاری (منکر حدیث خارجی) کوفہ آیا تھا۔ اس کے پاس ایک جماعت پہنچی اور کہنے لگی یہاں ایک شخص ہے جو اہل معاصی کو کافر نہیں کہتا۔ اشارہ امام ابوحنیفہ کی طرف تھا۔ اس نے امام صاحب کو بلا بھیجا اور کہا اے شیخ! مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تم اہل معاصی کو کافر نہیں کہتے؟ ابوحنیفہؒ نے کہا ہاں میرا مذہب یہ ہے (کہ گناہ کرنے سے مسلمان کافر نہیں ہوتا جب تک شرک وکفر کا ارتکاب نہ کرے) کہنے لگا یہ تو (ہمارے نزدیک) کافر ہے (خوارج ہر گناہ سے مسلمان کو کافر کہہ دیتے ہیں) اگر تم نے اس سے توبہ کر لی تو ہم قبول کر لیں گے۔ ورنہ مار ڈالیں گے۔ ابوحنیفہ نے پوچھا میں کس بات سے توبہ کروں؟ کہا اسی کفر سے۔ فرمایا ہاں میں کفر سے توبہ کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر ابوحنیفہؒ (اس کے دربار سے) باہر آ گئے۔ پھر خلیفہ منصور کا لشکر آ گیا اور اس نے واصل (خارجی) کو کوفہ سے نکال باہر کیا۔ کچھ مدت کے بعد منصور اس کی طرف سے یکسو اور خالی الذہن ہو گیا تو واصل پھر کوفہ پر قابض ہو گیا۔ وہی جماعت اس کے پاس پھر گئی اور کہا جس شخص نے تیرے سامنے توبہ کی تھی وہ پھر اپنے پہلے مذہب پر لوٹ گیا ہے۔ اس نے پھر ابوحنیفہ کو بلا بھیجا اور کہا اے شیخ! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم پھر وہی کہنے لگے جو پہلے کہتے تھے۔ فرمایا وہ کیا؟ کہا تم اہل معاصی کو کافر نہیں کہتے۔ فرمایا میرا تو یہی مذہب ہے۔ کہا ہمارے نزدیک یہ کفر ہے اگر اس سے توبہ کرو تو ہم قبول کریں گے ورنہ مار ڈالیں گے۔ ان شاریوں کا طریقہ یہ تھا کہ تین بار توبہ کرانے سے پہلے کسی کو قتل نہیں کرتے تھے۔ امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا تو میں کس چیز سے توبہ کروں؟ کہا کفر سے۔ ابوحنیفہؒ نے کہا تو میں بیشک کفر سے توبہ کرتا ہوں۔ بس یہ تھا وہ کفر جس سے امام ابوحنیفہؒ سے توبہ کرائی گئی تھی۔

ابوالقاسم بن ابی العوام حافظ حدیث نسائی کے شاگرد ہیں اور سجارہ اور ابوقطن بھی ثقات میں سے ہیں۔ اس روایت نے فیصلہ کر دیا کہ امام ابوحنیفہؒ سے توبہ کرانے والا نہ خالد قسری تھا نہ یوسف بن عمر ثقفی، نہ شریک بن عبداللہ قاضی، بلکہ واصل شاری منکر حدیث خارجی تھا۔ اور اس توبہ کا تعلق مسئلہ خلق قرآن سے نہ تھا بلکہ صرف اس بات سے تھا کہ امام ابوحنیفہ گناہ گار مسلمان کو کافر نہ کہتے تھے۔ خدا ان لوگوں کو سمجھے جو اس امام عالی مقام کی شہرت کو کاذبین مارقین کے افترا اور جھوٹ سے داغ لگانا چاہتے ہیں۔

اعتراض نمبر ۲۷:

قیس بن ربیع کہتے ہیں امیر کوفہ یوسف بن عمر نے امام صاحب کو مصطبہ پر کھڑا کر کے کفر کے عقیدہ سے توبہ کرائی۔ یہ روایت دوسری سند سے بھی روایت کی گئی ہے۔
(امام محمدی ص ۶۵)

جواب:

اس قول کی سند میں ایک راوی علی بن اسحاق بن زاطیہ ہے۔ خود خطیب نے تاریخ بغداد میں اس کے متعلق کہا ہے ''**لم یکن بالمحمود، وکان یقال انه کذاب**'' یہ اچھا نہیں ہے کہا جاتا ہے کہ یہ جھوٹا ہے دوسرا راوی حجاج بن اعور ہے۔ اس کے متعلق بھی خود خطیب نے کہا ہے کہ اس کا معاملہ مخلوط ہو گیا تھا۔ تیسرا راوی قیس بن ربیع ہے اس کے متعلق امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا کہ اس نے منکر حدیثیں روایت کی ہیں امام نسائی نے فرمایا کہ یہ متروک الحدیث ہے۔ امام یحییٰ بن معین نے فرمایا کہ یہ ضعیف ہے۔ امام وکیع اور ابن المدینی دونوں اس کو ضعیف کہتے ہیں۔ دار قطنی نے کہا ضعیف ہے۔
(دیکھئے میزان الاعتدال ذہبی، حاشیہ تاریخ بغداد ج ۱۳، ص ۳۹۰)

ابن نجار فرماتے ہیں، ابن ابی حاتم نے قیس بن ربیع کو اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ عبدالرحمٰن بن مہدی نے اس کو چھوڑ دیا ہے اور امام احمد نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ اور کہا ہے کہ اس نے منکر روایات بیان کی ہیں۔ اور ابن معین نے کہا اس کی حدیث کوئی شے نہیں ہے۔ اور ابن الجوزی نے بھی اس کو کتاب الضعفاء میں ذکر کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ یحییٰ نے کہا کہ یہ کچھ نہیں ہے اور کبھی کہا ہے کہ یہ ضعیف ہے اور یہ بھی کہا کہ اس کی حدیث نہ لکھی جائے۔ امام احمد سے کہا گیا کہ لوگوں نے اس کی حدیث کیوں چھوڑ دی ہے تو فرمایا یہ شیعہ ہے اور کثیر الخطاء ہے اور اس نے منکر روایات بیان کی ہیں۔ ابن المدینی اور وکیع اس کو ضعیف کہتے ہیں دار قطنی نے کہا یہ ضعیف ہے۔ امام سعدی نے کہا ساقط ہے امام نسائی نے کہا متروک الحدیث ہے۔
(کتاب الرد علی الخطیب لابن نجار حاشیہ تاریخ بغداد ج۱۳ ص ۱۱۲)

اعتراض نمبر ۲۸:

امام مالکؒ فرماتے ہیں اسلام میں کوئی بچہ اہل اسلام کو ابو حنیفہؒ سے زیادہ نقصان پہنچانے والا پیدا نہیں ہوا۔ امام مالکؒ رائے قیاس کی مذمت کرتے تھے اور فرماتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبض کیے گئے امر دین کامل ہو چکا اور پورا ہو گیا ہمیں صرف احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم پر عمل کرنا چاہیے، اگر رائے کی تابعداری کی گئی تو آج ایک شخص آیا ہم نے اس کی مانی کل دوسرا اس سے بھی زیادہ سمجھ بوجھ والا آیا اس کی ماننے لگیں گے تو پھر فرمائیے کہ یہ امر دین کب تمام ہو گا۔ یعنی یہ دین مکمل نہیں ہو گا۔
(امام محمدی ص ۷۷)

جواب:

امام مالکؒ کا قول عبداللہ بن درستویہ روایت کر رہا ہے جس پر ہم جرح کر چکے ہیں کہ جس نے اسے کچھ دراہم دے دیئے وہ اس کے موافق روایتیں بغیر سماع کے بیان کر دیتا۔ اس کے بعد اسحاق بن ابراہیم حنینی ہے جس کو ابن الجوزی نے ضعفاء میں شمار کیا اور ذہبی نے صاحب اوابد کہا (کہ بے تکی باتیں ہانکتا ہے) بخاری نے فیہ نظر کہا اور یہ لفظ بخاری کے نزدیک سخت جرح ہے۔ ابو احمد حاکم نے کہا یہ اندھا ہو گیا تھا اس کی حدیث میں اضطراب ہے۔ پھر علامہ حافظ ابن عبدالبر نے جامع بیان العلم میں اس روایت کو ابن جریر کی کتاب تہذیب الآثار کے حوالہ سے حسن بن صباح بزار ہی کے واسطہ سے حنینی سے جن الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ ان میں امام ابو حنیفہؒ کا کچھ ذکر نہیں۔ اس کے الفاظ یہ ہیں ان **مالکا قال قبض رسول الله صلی الله علیه وسلم وقد تم هذا الامر واستکمل فانما ینبغی ان تتبع اٰثار رسول الله صلی الله علیه وسلم ولا تتبع الرای الخ** ''امام مالکؒ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ یہ دین کامل ہو چکا تھا تو اب تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار کا اتباع کرنا چاہیے اپنی رائے یا کسی کی رائے کا اتباع نہ کرنا چاہیے۔'' معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب کا نام اس میں ابن درستویہ دراہمی نے بڑھا دیا ہے۔

اور ظاہر ہے کہ امام مالکؒ جس رائے سے منع کر رہے ہیں اس سے مراد وہ رائے ہے جو

قرآن وحدیث سے مستنبط نہ ہو محض عقل کا اتباع ہو۔ ورنہ کون نہیں جانتا کہ امام مالکؒ قیاس اور رائے شرعی میں بڑا مقام رکھتے ہیں۔ ابن قتیبہ نے اپنی کتاب المعارف میں امام مالکؒ کو اور ان کے اصحاب کو اہل الرائے میں شمار کیا ہے۔ مالکیہ میں جو حضرات اہل فقہ ہیں ان کو اہل الرائے کہا جاتا ہے۔ امام مالکؒ کی موطا جو یحیٰ لیثی کی روایت سے مشہور ہے اس سے امام مالکؒ کا صاحب رائے ہونا بخوبی ظاہر ہے۔ انہوں نے ستر کے قریب ایسی حدیثوں کو جو موطا میں اصح الاسانید کے ساتھ روایت کی گئی ہیں ترک کر دیا ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک عمل اہل مدینہ خبر واحد سے مقدم ہے۔ ابن القاسم نے سوالات اسد بن الفرات کے جوابات جو امام مالکؒ کے مذہب پر دیے ہیں جن کو مدونہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے بانگ دہل بتلا رہے ہیں کہ امام مالک اہل الرائے میں سے ہیں اور اسی مدونہ پر مذہب مالک کی بنیاد قائم ہے۔ اسی طرح ابوالعباس محمد بن اسحاق سراج ثقفی نے امام مالک کے مسائل ستر ہزار کے قریب جمع کیے ہیں۔ (طبقات الحافظ للذهبی ج۲ ص۲۶۹)

ان سے بھی صاف واضح ہے کہ امام مالک اہل الرائے میں سے ہیں۔ اگر امام مالکؒ کے استاد ربیعۃ الرائے نہ ہوتے تو امام مالک کا شمار فقہاء میں نہ ہوتا۔ مذہب مالکی کے فقہاء اندلسیین بڑے درجہ کے صاحب الرائے تھے۔ مگر یہ وہی رائے ہے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو چلایا تھا کہ غیر منصوص جزئیات کو منصوص پر قیاس کر کے نظیر کو نظیر کی طرف راجع کیا جائے۔ چنانچہ فقہاء صحابہ رضی اللہ عنہم اس اجتہاد اور رائے سے کام لیتے تھے۔ یعنی جزئیات غیر منصوصہ کو منصوص پر قیاس کرتے تھے، یہی طریقہ فقہاء تابعین کا تھا۔ خود خطیب بغدادی نے اپنی کتاب ''الفقیہ والمتفقہ'' میں اس رائے کو بہت سی سندوں سے ثابت کیا ہے تو کیا خطیب کو وہ روایتیں یاد نہیں رہیں؟ یہ صحیح ہے کہ دین کامل ہو چکا مگر شریعت میں غیر منصوص جزئیات کے لیے جو قیامت تک پیش آتے رہیں گے، کسی ایسی مقتدر ہستی کے لیے جس میں شرائط اجتہاد موجود ہوں قیاس واجتہاد کی اجازت ہونا بھی دین کے کمال ہی کا ایک حصہ ہے۔ رائے مطلقاً تو مذموم نہیں، رائے مذموم وہ ہے جو ہوائے نفس کے تابع ہو جس کی کوئی اصل کتاب وسنت میں موجود نہ ہو تو ایسی رائے سے حضرات فقہاء امت اور امام ابوحنیفہ کو کیا واسطہ؟ ہم نے قاضی عیاض کی مدارک کے حوالہ سے امام ابوحنیفہؒ

کے متعلق امام مالک کا یہ قول پہلے بیان کیا ہے کہ جب ان سے لیث بن سعد مصری نے کہا میں دیکھتا ہوں آپ عراقی بنتے جارہے ہیں۔ فرمایا ہاں میں ابوحنیفہ کی وجہ سے عراقی بن رہا ہوں کیونکہ واقعی وہ فقیہ ہیں۔ نیز طحاوی کے حوالہ سے عبدالعزیز دراوردی کا یہ قول بھی گزر چکا ہے کہ امام مالک کے پاس امام ابوحنیفہ کے ساٹھ ہزار مسائل تھے۔ اس کو مسعود بن شیبہ نے بھی کتاب ''التعلیم'' میں نقل کیا ہے۔ حافظ ابوالعباس بن ابی العوام نے فضائل ابوحنیفہ میں ذکر کیا ہے کہ امام مالک امام ابوحنیفہ کی کتابوں سے استفادہ کرتے تھے۔ اور جب کبھی امام ابوحنیفہؒ مدینہ منورہ تشریف لاتے امام مالکؒ کے ساتھ رات بھر مسجد نبوی میں ان کا علمی مذاکرہ رہتا تھا۔ (ذکرہ الخوارزمی)

تو کیا کسی کی عقل میں آ سکتا ہے کہ امام مالکؒ کی زبان سے امام ابوحنیفہؒ کی شان میں وہ بے ہودہ الفاظ نکل سکتے ہیں جو تاریخ خطیب سے جوناگڑھی نے نقل کیے ہیں؟

اعتراض نمبر ۲۹:

حضرت امام مالک بن انسؒ فرماتے ہیں کہ دو باتوں میں ابوحنیفہ کا فتنہ ابلیس کے فتنہ سے بھی زیادہ ضرر والا ہوا۔ ایک تو مرجیہ پن میں دوسرے سنت و احادیث کی وقعت گھٹانے میں۔ (امام محمدی ص ۷۷)

جواب:

اس سند میں علاوہ ابن رزق، ابن سلم اور ابار جیسے مجروحین کے حبیب بن رزیق کاتب مالک بھی موجود ہے۔ جس کے متعلق ابوداؤد کہتے ہیں "من اکذب الناس" (سب سے زیادہ جھوٹ بولنے والا تھا۔) ابن عدی نے کہا اس کی سب حدیثیں موضوع ہیں۔ ابن حبان نے کہا یہ ثقات کے نام سے موضوع روایتیں بیان کرتا ہے۔ (ملاحظہ ہو میزان الاعتدال)

لہٰذا یہ قول مردود ہے کیونکہ امام مالکؒ تو امام ابوحنیفہؒ کے مداحین میں سے ہیں۔

اعتراض نمبر ۳۰:

امام اوزاعی اکثر و بیشتر فرمایا کرتے تھے، ابوحنیفہ نے اسلام کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ (امام محمدی ص ۷۸)

جواب:

اس سند میں محمد بن جعفر انباری ہے، جس پر خود خطیب نے جرح کی ہے اور جعفر بن محمد بن شاکر نوے سال کی عمر کو پہنچ کر مختل ہو گیا تھا اور سلیمان بن حسان الحلبی کے بارے میں ابو حاتم نے ابن ابی غالب کا قول نقل کیا ہے کہ میں اسے نہیں پہچانتا اور نہ اہل بغداد کو اس سے روایت کرتے دیکھا۔ امام اوزاعی کی شان اس سے کہیں بلند ہے کہ وہ امام ابو حنیفہ کی شان میں ایسی بے ہودہ بات کہیں۔ پھر ان روایوں نے اسلام کے ان دستوں میں سے کسی ایک دستہ کا تو نام بیان کیا ہوتا جن کو ابو حنیفہؒ نے توڑا ہے۔ تاریخ خطیب ہی میں صفحہ ۳۳۸ پر بسند صحیح امام اوزاعی سے امام ابو حنیفہ کی مدح وثنا مذکور ہے امام صاحب سے حج کے موقعہ پر امام اوزاعی کا ملاقات کرنا اور نماز کے اندر رکوع کے وقت رفع یدین کے مسئلہ پر مناظرہ کرنا مشہور ہے۔ جس میں امام ابو حنیفہؒ نے ان کو لاجواب کر دیا تھا۔ ان کے منہ سے اس قسم کی باتیں ہرگز نہیں نکل سکتی تھیں جو مجروحین کے واسطہ سے نقل کی جاتی ہیں؟

اعتراض نمبر ۳۱:

ابو حنیفہ کی موت کی خبر جب انہیں پہنچی تو کہا اللہ کا شکر ہے آج وہ مر گیا جو اسلام کے شیرازے کو بکھیر رہا تھا۔ (امام محمدی ص ۷۸)

یہ قول بھی امام اوزاعی ہی کی طرف منسوب ہے۔

جواب:

اس سند میں ابن رزق، ابن سلم، ابار وغیرہ مجروحین ہیں جن پر ہم اس کتاب میں بار بار کلام کر چکے ہیں۔

اعتراض نمبر ۳۲:

اوزاعی اور سفیان کہتے ہیں مسلمانوں پر ابو حنیفہؒ سے زیادہ کوئی بدشگون پیدا نہیں ہوا۔ (امام محمدی ص ۷۸)

جواب:

اس کی سند کا مرکزی راوی فزاری ہے جو امام ابو حنیفہ کی عداوت میں مشہور ہے صرف اس

لیے کہ اس کا بھائی امام صاحبؒ کے فتویٰ سے ائمہ جور کے خلاف جہاد میں شریک ہو گیا اور مارا گیا تھا، اس وقت سے یہ شخص امام صاحبؒ کے خلاف تھا۔ ایسے شخص کی بات امام صاحبؒ کے بارے میں قبول نہیں کی جائے گی۔

اعتراض نمبر ۳۳:

سفیان کے پاس جب ان کے انتقال کی خبر پہنچی تو کہا کہ تمام تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے مسلمانوں کو اس سے راحت پہنچائی جو اسلام کے ٹکڑے کر رہا تھا، مسلمانوں میں کوئی شخص اس سے زیادہ اسلام کے لیے بدشگون پیدا نہیں ہوا۔ (امام محمدی ص ۷۸)

جواب:

اس کی سند میں نعیم بن حماد کے سوا اور کوئی بھی نہ ہوتا تو اس روایت کے رد کرنے کو تنہا وہی کافی ہے، ثقات متکلمین نے اس کو مجسمہ میں شمار کیا ہے پھر اس میں بھی شک نہیں کہ وہ امام ابوحنیفہؒ کے مثالب میں وضاع ہے، گھڑ کر روایتیں بیان کرتا ہے۔ چنانچہ ابوالفتح ازدی ابوبشر دولابی وغیرہ نے اس کی تصریح کی ہے۔

اعتراض نمبر ۳۴:

مسلمانوں میں کوئی شخص اس سے زیادہ اسلام کے لیے بدشگون پیدا نہیں ہوا۔

(امام محمدی ص ۷۸)

جواب:

اس دوسری سند میں ثعلبہ بن سہیل قاضی ضعیف ہے اور سلیمان بن عبداللہ ابوالولید رقی کے بارہ میں یحییٰ بن معین نے کہا ہے۔ لَیْسَ بِشَیْءٍ "کچھ نہیں کسی درجہ معتبر نہیں" دنیا جانتی ہے کہ سفیان ثوری مسائل خلافیہ میں سب سے زیادہ ابوحنیفہ کی رائے کا اتباع کرتے ہیں، ترمذی پڑھنے پڑھانے والے اس کو خوب جانتے ہیں۔ تاریخ خطیب کے صفحہ ۳۴۱ پر خود امام سفیان ثوری سے امام ابوحنیفہ کی شان میں غایت درجہ تعظیم و تکریم کے کلمات منقول ہیں۔ حافظ ابن عبدالبر نے کتاب الانتقاء کے صفحہ ۱۲۷ میں بہت سی روایتیں نقل کی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ سفیان ثوری کی نظر میں امام ابوحنیفہ کا درجہ کس قدر بلند تھا خدا ان لوگوں کی

زبانیں کاٹ دے جو سفیان ثوری پر افترا کرتے اور ان کی طرف ایسی بے ہودہ باتیں گھڑ گھڑ کر منسوب کرتے ہیں۔

اعتراض نمبر ۳۵:

عمر بن قیس فرمایا کرتے تھے جو شخص حق کا ارادہ رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ کوفہ آئے اور دیکھے کہ ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب نے کیا کہا ہے اور ان اقوال کی مخالفت کرے۔

(امام محمدی ص ۸۵)

جواب:

یہ باتیں کسی عالم کی زبان سے ہرگز نہیں نکل سکتیں کوئی جاہل ہی ایسی بات کہہ سکتا ہے کیونکہ اعتقادیات واصول میں امام ابوحنیفہ کا قول عین حق ہے جس سے اہل حق کو انحراف کی اصلاً گنجائش نہیں جس کو شک ہو وہ عقیدہ الطحاوی کا مطالعہ کرے جس میں امام ابوحنیفہؒ اور ان کے اصحاب کے عقائد بیان کیے گئے ہیں۔ کیا اس میں کچھ بھی خلل پایا جاتا ہے؟ سلطان ابن سعود نے باوجود کہ وہ حنبلی المذہب مشہور تھے عقیدہ الطحاوی کو اپنے مدارس کے نصاب میں داخل کیا ہے اور فرمایا کہ ہم نے اس کتاب کو اس باب میں بہترین پایا ہے مسائل فروع تو دنیا جانتی ہے کہ امام سفیان ثوری اور فقہاء کوفہ اکثر مسائل میں امام صاحب کے موافق ہیں اسی طرح امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل قریباً تین چوتھائی مسائل میں امام صاحب کے خلاف کرے گا جن میں تمام فقہاء ان کے ساتھ ہیں وہ یقیناً حق صریح کی مخالفت کرے گا اور جو ان تھوڑے مسئلوں میں امام صاحب کی مخالفت کرے جن میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے اور امام صاحب کو خطا کار کہے وہ یقیناً مسائل اجتہادیہ کے حکم سے اپنی جہالت کا ثبوت دے رہا ہے اہل حق کا اتفاق ہے کہ مجتہد ہر حالت میں ثواب کا مستحق ہے۔ اس کو گنہگار یا خطا کار کہنا گمراہوں کا شیوہ ہے اہل حق کا طریقہ نہیں۔

اب اس کی سند کا حال بھی ملاحظہ ہو، اول تو اس میں وہی اصحاب ثلاثہ ابن رزق، ابن سلم، ابار بھرے ہوئے ہیں جن پر بار بار جرح کی جا چکی ہے۔ ان کے بعد مؤمل بن اسماعیل ہے جو بخاری کے نزدیک متروک الحدیث ہیں۔ اس کے بعد عمر بن قیس ہے اگر یہ

ناصری کوفی ہے تو مؤمل بن اسماعیل مکی نے اس کو نہیں پایا، اور اگر عمر بن قیس مکی ہے تو وہ منکر الحدیث اور ساقط ہے، جب اکثر ناقدین حدیث نے کہا ہے۔ یہ وہی شخص ہے جس نے امام مالک سے کہا تھا۔ اے مالک! تم ہلاکت میں ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں بیٹھ کر بیت اللہ کے حاجیوں سے کہتے ہو کہ صرف حج کا احرام باندھو، تنہا حج کا احرام باندھو (تمتع یا قران نہ کرو) خدا تم کو سب سے الگ کر دے، امام مالک کے شاگردوں نے اس کو دھمکانا چاہا تو امام نے فرمایا اس سے بات نہ کرو یہ تو شراب پیتا ہے۔ (تہذیب التھذیب)

اعتراض نمبر ۳۶:

حضرت عمار بن رزیق ابو الجواب یا ابو الجراب سے فرماتے ہیں۔ ابو حنیفہ کا خلاف کر تو تیری بات ٹھیک ہو گی۔ (امام محمدی ص ۸۵)

اور بشری کا قول ہے کہ ان کا خلاف حق ہے۔

جواب:

اس قول کی سند میں عمار بن رزیق ہے جو عبداللہ بن شبرمہ کا چچازاد بھائی ہے۔ سلیمانی نے اس شخص کے متعلق کہا ہے کہ وہ رافضی تھا۔ اس لیے امام صاحب کے خلاف یہ بات مردود ہے۔

اعتراض نمبر ۳۷:

ابن عمار کہتے ہیں جب تجھے کسی مسئلہ میں شک ہو جائے اور تم ابو حنیفہؒ کے قول کو دیکھ کر اس کے خلاف کہو تو وہی حق ہو جائے گا یا کہا کہ برکت ان کے خلاف کہنے میں ہے۔

(امام محمدی ص ۸۵)

جواب:

اس سند میں ابن عمار موصلی تاجر ہے جس کے متعلق ابن عدی نے کہا ہے کہ میں نے ابو یعلیٰ موصلی کو بہت برے الفاظ سے اس کو یاد کرتے دیکھا ہے۔ وہ یہ بھی کہتے تھے کہ اس نے میرے ماموں کے خلاف جھوٹی گواہی دی تھی۔ اور ظاہر ہے کہ ابو یعلی موصلی اس کو دوسروں

سے زیادہ جانتا ہے اس کا قول دوسروں کے اقوال سے زیادہ وزنی ہے کیونکہ وہ اپنے شہر کے آدمیوں کو خوب پہنچانتا ہے۔ یہ تو سند کا حال تھا اور متن کے بارہ میں ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ ایسی باتیں کسی عالم یا دیندار کی زبان سے نہیں نکل سکتیں کوئی جاہل یا بے دین ہی ایسی باتیں کہہ سکتا ہے۔

اعتراض نمبر ۳۸:

عمار بن زریق کہتے ہیں جب تم سے کوئی مسئلہ پوچھا جائے اور تمہیں اس کا علم نہ ہو تو دیکھو ابو حنیفہؒ نے اس میں کیا کہا ہے اس کے خلاف تم کہو مسئلہ کا صحیح جواب ہو جائے گا۔
(امام محمدی ص ۸۵)

جواب:

اس سند میں ابن درستویہ ہے جس پر ہم جرح کر چکے ہیں وہ یعقوب سے، وہ ابن نمیر سے روایت کرتا ہے کہ ہم سے بعض دوستوں نے بیان کیا جو مجہول ہے اور وہ عمار بن رزیق سے روایت کرتا ہے جس کا رافضی ہونا معلوم ہو چکا ہے۔

اعتراض نمبر ۳۹:

ابو عبید کہتے ہیں میں اسود بن سالم کے پاس رصافہ کی جامع مسجد میں بیٹھا ہوا تھا وہاں ایک مسئلہ کا ذکر آ گیا میں نے کہا اس میں ابو حنیفہ کا فتویٰ یہ ہے تو (یہ سنتے ہی) اسود نے خفا ہو کر کہا تو مسجد میں ابو حنیفہ کا ذکر کرتا ہے اور ایسے بگڑے کہ مرتے دم تک پھر مجھ سے کلام نہ کیا۔ (امام محمدی ص ۸۶)

جواب:

جونا گڑھی کو اتنی بھی خبر نہیں کہ امام ابو عبید سے اسود بن سالم کو کیا نسبت؟ ابو عبید علم فقہ و حدیث و لغت میں امام مسلم ہے اور اسود بن سالم کو علم میں کچھ بھی دخل نہیں، نہ فقہ سے کچھ مناسبت وہ تو محض زاہد خشک عبادت گزار ہے اس کو مسائل فقہ سے کیا واسطہ؟ اس کا حال تو خطیب کی اس روایت سے معلوم ہو سکتا ہے جو صفحہ ۳۶ ج ۷ میں مذکور ہے کہ ایک دن اسود بن سالم کو صبح سے دوپہر تک منہ دھوتے ہوئے دیکھا گیا۔ کسی نے کہا کیا بات ہے؟ کہا آج

میں نے ایک بدعتی کا منہ دیکھ لیا تھا، اس وقت سے اب تک منہ دھور ہا ہوں، مگر میرا خیال یہ ہے کہ پاک نہیں ہوا۔ اور ابوعبید (قاسم بن سلام) کا جو درجہ علم میں ہے اس سے دنیا واقف ہے، ابوعبید کا امام ابوحنیفہؒ کے قول کو بطور حجت کے پیش کرنا، امام ابوحنیفہ کی جس عظمت شان کو ظاہر کر رہا ہے اہل علم اس کو سمجھ سکتے ہیں، اسود بن سالم کا اس پر انکار کرنا متنبی کے اس شعر کے مصداق ہے۔

واذا اتتك مذمتي من ناقص　　　فهي الشهادة لي باني كامل

''اگر میری مذمت کسی ناقص کی طرف سے تیرے پاس پہنچے تو یہی میرے کامل ہونے کی دلیل ہے۔''

اعتراض نمبر ۴۰:

حضرت ہشام بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل کا کام ٹھیک ٹھاک رہا یہاں تک کہ ان میں لونڈی بچے پیدا ہوئے اور انہوں نے رائے قیاس شروع کیا تو خود بھی ہلاک ہوئے اور لوگوں کو بھی ہلاک کیا۔ یہ روایت اور سند سے بھی مروی ہے اس میں یہ لفظ ہیں کہ خود گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کر دیا۔ (امام محمدی ص ۷۶)

سفیان فرماتے ہیں لوگوں کا کام درست رہا یہاں تک کہ ابوحنیفہ نے کوفے میں، عثمان البتی نے بصرے میں اور ربیعہ بن ابوعبدالرحمٰن نے مدینہ میں اس کو بدل ڈالا۔ ہم نے جب غور کیا تو ان سب کو قیدی لوگوں کی اولاد پایا۔ (امام محمدی ص ۷۶)

ان دونوں اعتراضوں کا اکھٹا جواب ملاحظہ فرمائیں۔

جواب:

اس افسانہ کے گھڑنے والے نے خود سفیان بن عیینہ کا نام چھوڑ دیا کیونکہ وہ بھی تو لونڈی بچے ہیں۔ بنو ہلال کے موالی میں سے ہیں۔

تعجب ہے کہ خطیب بغدادی کے نزدیک صحابہ کے اقوال بھی حجت نہیں۔ تابعین اور تبع تابعین کے اقوال تو کس شمار میں؟ وہ ہشام کا یا ان کے باپ عروہ کا قول حجت کے طور پر کیسے نقل کر سکتا ہے؟ پھر اس روایت کا غلط ہونا اسی سے ظاہر ہے کہ سفیان بن عیینہ خود بھی باندی

بچے ہیں۔ عربی النسل نہیں۔ یہ روایت اگر صحیح سند سے عروہ تک پہنچ بھی جاتی تو اس کا درجہ اسرائیلی روایات سے زیادہ نہیں ہو سکتا تھا جن کی کوئی سند نہیں ہوتی۔

یہ محض جاہلیت کی باتیں ہیں جن کو حق تعالیٰ کا یہ ارشاد غلط قرار دیتا ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاکُمْ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ حجۃ الوداع بھی ان کی مدد کرتا ہے جو حقیقت میں امت کے لیے وصیت ہے اس خطبہ کو حاکم نے کتاب المعرفۃ صفحہ ۱۹۵ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کے تکبر کو اور باپ دادا کے فخر کو مٹا دیا ہے۔ سب آدمی آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور وہ مٹی سے بنے ہیں بس کوئی مومن متقی ہے کوئی فاجر بد بخت ہے۔

تو جو شخص ایسی جاہلیت کی باتوں پر توجہ کرتا ہے وہ اپنے ہی کو ذلیل کرتا ہے۔ ابولہب کو اس کے خاندانی نسب نے کچھ نفع نہ دیا اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو ان کے عجمی ہونے سے کچھ ضرر نہیں ہوا۔ پھر امام صاحب کو لونڈی بچہ کہنے والا یقیناً جھوٹ بولتا ہے۔ اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہ فرماتے ہیں کہ واللہ ہمارے اوپر غلامی کا دھبہ کسی وقت بھی نہیں لگا۔ نیز ابوعبدالرحمٰن مقری کا قول مشکل الاثار طحاوی میں مذکور ہے کہ امام ابوحنیفہ کو جو مولیٰ کہا جاتا ہے وہ صرف ولاء موالاۃ کی وجہ سے ہے نہ ولاء اسلام یا ولاء عتق کی بنا پر امام صاحب کے دادا نعمان بن قیس بن مرزبان یوم نہروان میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے علم بردار تھے اور اسماعیل بن حماد کو محمد بن عبداللہ انصاری نے صحابہ کے بعد تمام قضاۃ بصرہ سے افضل کہا ہے۔

اب اس روایت کی سند کا حال بھی ملاحظہ ہو۔ اس میں ایک تو یعقوب بن سفیان ہے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کرتا تھا۔ اس کے بعد محمد بن عوف مجہول ہے۔ یہ حافظ ابوجعفر طائی حمصی نہیں ہے کیونکہ وہ بہت متاخر ہے۔ یہ اسماعیل بن عیاش کی وفات کے بعد پیدا ہوا ہے۔ وہ اسماعیل بن عیاش سے روایت نہیں کر سکتا، جیسا اس سند میں ہے۔ یہ محمد بن عوف کوئی اور ہے جس کا حال مجہول ہے۔ دوسری سند میں حمیدی موجود ہے جو امام ابوحنیفہ سے سخت تعصب رکھتا ہے اس لیے اس کی کوئی بات امام صاحب کے بارے میں قابل قبول نہیں، یہی حال ابونعیم کا ہے۔

سفیان بن عیینہ کی کمال احتیاط فتویٰ کے باب میں معلوم ہے کہ وہ اس طرح ائمہ مجتہدین کی شان میں زبان درازی ہرگز نہیں کر سکتے نہ وہ جاہلیت کے گڑے مردے اکھاڑ سکتے ہیں۔
جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قدم مبارک کے نیچے دفن کر دیا تھا، نہ وہ ایسے جاہل ہیں کہ اتنی بات بھی نہیں جانتے کہ صحابہ کے بعد بلاد اسلام میں حدیث وفقہ کے عالم زیادہ تر موالی ہی تھے۔ امام حسن بصریؒ، محمد بن سیرینؒ، مجاہدؒ، عطاءؒ، مکحولؒ، اوزاعیؒ، یزید بن ابی حبیبؒ، لیث بن سعدؒ، طاؤسؒ وغیرہ بے شمار علماء محدثین وفقہاء موالی تھے۔حتیٰ کہ زہریؒ کے نزدیک امام مالکؒ بھی موالی میں سے تھے کیونکہ بخاری کی کتاب الصوم کے شروع میں ایک سند کے اندر زہریؒ کا یہ قول موجود ہے۔ حدثنی ابن ابی انس مولی التیم مجھ سے ابن ابی انس نے حدیث بیان کی جو بنوتیم کے مولیٰ تھے اور یہ ابن ابی انس امام مالکؒ کے چچا ہیں۔ اور بعض علماء کے نزدیک امام شافعیؒ بھی موالی میں سے ہیں۔ جرجانیؒ نے کہا ہے کہ امام مالکؒ کے اصحاب کو امام شافعی کا قریشی ہونا مسلم نہیں۔ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ شافع (جو امام شافع کے جد اعلیٰ ہیں) ابولہب کے غلام تھے۔ اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے درخواست کی تھی کہ اسے موالی قریش میں شمار کر لیا جائے۔ انہوں نے انکار کر دیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے یہی درخواست کی، انہوں نے منظور کر لیا، اسی لیے بعض علماء نے اس شافع کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے موالی میں شمار کیا ہے۔
غرض رنگ یا خون سے عزت بڑھنا علماء کی شان نہیں، حاکم نے معرفت علوم الحدیث میں اپنی سند کے ساتھ زہری سے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن عبدالملک بن مروان کے پاس گیا تو پوچھا کہاں سے آرہے ہو؟ میں نے کہا مکہ سے، کہا وہاں کس کو مکہ والوں کا امام پایا؟ میں نے کہا عطاء بن ابی رباح کو، کہا وہ عربی ہے یا موالی میں سے؟ میں نے کہا موالی میں سے ہے، کہا وہ ان کا امام کیسے بن گیا؟ میں نے کہا دیانت اور روایت کی وجہ سے (یعنی خود دیندار ہے اور صحابہ کی حدیثوں اور روایتوں کا راوی ہے) عبدالملک نے کہا بے شک اہل دیانت وروایت اس لائق ہیں کہ لوگوں کے امام بن جائیں، کہا اہل یمن کا امام کون ہے؟ میں نے کہا طاؤس بن کیسان، کہا وہ عربی ہے یا موالی میں سے؟ میں نے کہا موالی میں سے، کہا وہ کیسے امام بن گیا؟ میں نے کہا جس طرح عطاء امام بن گئے، کہا اہل مصر

کا امام کون ہے؟ میں نے کہا یزید بن ابی حبیب، کہا وہ عربی ہے یا موالی میں سے؟ میں نے کہا موالی میں سے، کہا اہل شام کا امام کون ہے؟ میں نے کہا مکحول، کہا وہ عربی ہے یا موالی میں سے؟ میں نے کہا موالی میں سے (مکحول سندی ہیں اس لیے بعض نے ان کو ہندی بھی کہہ دیا ہے) کہا اہل جزیرہ کا امام کون ہے؟ میں نے کہا کہ میمون بن مہران، کہا وہ عربی ہے یا موالی میں سے؟ میں نے کہا موالی میں سے، کہا اہل خراسان کا امام کون ہے؟ میں نے کہا ضحاک بن مزاحم، کہا وہ عربی ہے یا موالی میں سے؟ میں نے کہا موالی میں سے، کہا اہل بصرہ کا امام کون ہے؟ میں نے کہا حسن بن ابی الحسن (امام حسن بصری) کہا وہ عربی ہیں یا موالی میں سے؟ میں نے کہا موالی میں سے، کہا تیرا ناس ہو اور کوفہ والوں کا امام کون ہے؟ میں نے کہا ابراہیم نخعی، کہا وہ عربی ہیں یا موالی میں سے؟ میں نے کہا وہ عربی ہیں۔ عبدالملک نے کہا اے زہری اب تو نے میری پریشانی کو کچھ کم کر دیا، واللہ یہ موالی اہل عرب کے سردار بن جائیں گے، ممبروں پر ان کا خطبہ پڑھا جائے گا اور عرب ان کے ماتحت ہوں گے، میں نے کہا امیر المومنین یہ تو اللہ تعالیٰ کا قانون اور اس کا دین ہے جو اس کو محفوظ رکھے گا، سردار بن جائے گا جو اس کو ضائع کرے گا پست ہو جائے گا۔

ابو محمد رامہرمزی نے اپنی کتاب المحدث الفاصل میں اپنی سند کے ساتھ عبدالملک بن قریب سے بھی اسی کے مثل دوسرا واقعہ ذکر کیا ہے کہ ایک دفعہ خلیفہ عبدالملک بن مروان مسجد حرام میں آیا تو علم و وعظ کے بہت سے حلقے جا بجا دیکھے جس سے وہ خوش ہوا پھر ایک حلقہ کی طرف اشارہ کر کے پوچھا کہ یہ کس کا حلقہ ہے؟ کہا گیا عطاء کا، پھر دوسرے حلقہ پر اشارہ کیا کہ یہ کس کا حلقہ ہے؟ کہا گیا سعید بن جبیر کا، پھر تیسرے حلقہ کو دریافت کیا کہ یہ کس کا حلقہ ہے؟ کہا گیا میمون بن مہران کا، پھر چوتھے حلقے کو پوچھا کہ یہ کس کا ہے؟ کہا گیا مکحول کا، پھر پانچویں کو پوچھا یہ کس کا ہے؟ کہا گیا مجاہد کا۔ اور یہ سب کے سب فارسی النسل تھے۔ عبدالملک اپنے محل کی طرف واپس آیا اور قبائل قریش کو جمع کیا پھر خطبہ دیا۔ اور کہا اے جماعت قریش! تم کو معلوم ہے کہ ہم کس حال میں تھے پھر اللہ تعالیٰ نے سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اور اس دین کی وجہ سے ہم پر احسان فرمایا۔ مگر تم نے اس دین کو حقیر سمجھا اور اس کی تعلیم سے غفلت اختیار کر لی) یہاں تک کہ اہل فارس تم پر غالب آ گئے،

(وہ علم دین میں تم سے سبقت لے گئے) اس پر حاضرین پر عالم سکوت طاری ہو گیا کسی سے کچھ جواب نہ بن پڑا تو (امام زین العابدین) علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا ذالك فضل الله یوتیه من یشاء یہ اللہ کا فضل ہے وہ جس کو چاہے دے دے، عبدالملک نے کہا میں نے اس فارسی قوم جیسا کسی کو نہیں دیکھا۔ زمانہ دراز تک ان لوگوں نے بادشاہت کی اور ہمارے محتاج نہ ہوئے اب ہم ان پر بادشاہت کر رہے ہیں تو ایک ساعت کے لیے بھی ہم ان سے مستغنی نہیں ہیں (کیونکہ علم کا ہر مسلمان محتاج ہے جس میں زیادہ حصہ ان کا ہے۔)

رامہرمزی نے اپنی سند کے ساتھ حمید طویل سے روایت کیا ہے کہ ایک دیہاتی بصرہ آیا اور خالد بن مہران سے ملا ان سے پوچھا کہ اس شہر کا سردار اور امام کون ہے؟ کہا حسن بصری۔ کہا وہ عربی ہے کہ غلام زادہ؟ کہا غلام زادہ۔ کہا کس کے مولیٰ ہیں؟ کہا قبیلہ انصار کے۔ کہا یہ ان کا سردار کیسے ہو گیا؟ کہا وہ دین میں اس کے محتاج ہیں اور وہ ان کی دنیا سے مستغنی ہے۔ بدوی نے کہا بے شک سردار بننے کے لیے یہ بات کافی ہے۔

ابن عبد ربہ نے عقد الفرید میں لکھا ہے کہ امیر عیسیٰ بن موسیٰ عباسی نے قاضی محمد بن ابی لیلیٰ سے پوچھا بصرہ کا فقیہ کون ہے؟ کہا حسن بصری، کہا ان کے بعد کون ہے؟ کہا محمد بن سیرین، کہا یہ دونوں کون ہیں؟ کہا غلام زادے، کہا فقیہ مکہ کون ہے؟ کہا عطاء بن ابی رباح، مجاہد، سعید بن جبیر اور سلیمان بن یسار، کہا یہ کون ہیں؟ کہا یہ بھی غلام زادے ہیں۔ کہا مدینہ کے فقہاء کون ہیں؟ کہا زید بن اسلم، محمد بن منکدر، نافع، اوابن ابی نجیح۔ کہا یہ کون ہیں؟ کہا یہ بھی موالی (غلام زادے) اس پر عیسیٰ بن موسیٰ کا رنگ بدل گیا۔ کہا اچھا اہل قبا کا بڑا فقیہ کون ہے؟ کہا ربیعہ الرائی اور ابن ابی الزناد، کہا یہ کن میں سے ہیں؟ کہا یہ بھی موالی ہیں تو عیسیٰ کا چہرہ سیاہ ہونے لگا، کہا یمن کا فقیہ کون ہے؟ کہا طاؤس اور ان کا بیٹا اور ابن منبہ، کہا یہ کون ہیں؟ کہا یہ بھی موالی ہیں۔ تو عیسیٰ کی رگیں پھولنے لگیں اور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ کہا خراسان کا فقیہ کون ہے؟ کہا عطاء بن عبداللہ خراسانی، کہا یہ عطاء کون ہے؟ کہا یہ بھی موالی میں سے ہے تو اس کا چہرہ پہلے سے زیادہ سیاہ ہو گیا۔ کہا اچھا فقیہ شام کون ہے؟ کہا مکحول، کہا یہ مکحول کون ہے؟ کہا یہ بھی غلام ہے۔ کہا اچھا بتلاؤ کوفہ کا فقیہ کون ہے؟ ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں میرے جی میں آیا کہ حکم بن عتبہ اور حماد بن ابی سلیمان کا نام لوں (کہ یہ دونوں بھی موالی میں سے ہیں)

مگر میں نے سوچا کہ اس کا اثر برا ہوگا تو میں نے کہا کوفہ کے فقیہ ابراہیم نخعی اور شعبی ہیں۔ کہا یہ کون ہیں؟ میں نے کہا یہ دونوں عربی النسل ہیں تو اس نے اللہ اکبر کہا اور غصہ ٹھنڈا ہو گیا۔

محدث ابن الصلاح نے اپنے مقدمہ میں عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ عبادلہ کی وفات کے بعد تمام بلاد اسلام میں علم فقہ موالی کی طرف منتقل ہو گیا۔ بجز مدینہ کے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے ایک قریشی کو علم فقہ سے سرفراز اور ممتاز کیا۔ اور وہ سعید بن المسیب ہیں۔ نیز مدینہ کے فقہاء سبعہ بھی بجز سلیمان بن یسار کے سب عربی ہیں اور ابن المنکدر کو موالی میں شمار کرنا صحیح نہیں وہ عربی ہیں۔ اس طرح بعض روایات میں ابراہیم نخعی کو موالی میں شمار کیا گیا ہے یہ بھی غلط ہے اور بدور سبعہ ائمہ قرأت بھی سب موالی ہیں بجز ابن عامر اور ابن العلاء کے کہ یہ دونوں عربی ہیں۔ شاطبی نے اس کی تصریح کی ہے۔ غرض فقہ و حدیث و تفسیر و لغت و قرأت وغیرہ تمام علوم میں موالی نے جس قدر کام کیا ہے اگر ہم ان سب کے نام اور کارنامے شمار کرنے لگیں تو اس کے لیے ایک دفتر ضخیم بھی کافی نہ ہوگا۔ جتنے نام بیان کر دیئے گئے ہیں انہی سے اس روایت کا حال معلوم ہو سکتا ہے۔

تاریخ خطیب میں اس کی اور بھی روایتیں مذکور ہیں جن کی سندوں میں ابن رزق، ابو عمرو بن السماک اور حمیدی موجود ہیں، جن پر بار بار جرح گزر چکی ہے اور بعض سندوں کے راوی مجہول ہیں جن کے تذکرہ سے کلام کو طویل کرنا بے سود ہے حق واضح ہو چکا اور باطل سرنگوں ہو گیا ہے۔ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقاً

اعتراض نمبر ۱۴۱:

حمدویہ کہتے ہیں میں نے محمد بن مسلمہ سے پوچھا کیا بات ہے کہ نعمان کی رائے تمام شہروں میں پہنچ گئی لیکن مدینہ میں نہیں پہنچی۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ مدینہ میں دجال اور طاعون داخل نہ ہو سکے گا اور یہ بھی دجالوں میں سے ایک دجال ہے۔

(امام محمدی ص ۷۶، ۷۷)

ایک مرتبہ اسی سوال کے جواب میں فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مدینہ شریف کے تمام راستوں پر خدا کی طرف سے ایک فرشتہ مقرر ہے جو دجال کو وہاں داخل ہونے نہیں دیتا اور یہ کلام بھی دجالی کلام ہے اور اسی وجہ سے وہ مدینہ شریف میں داخل نہیں ہو

سکا۔ واللہ اعلم (امام محمدی ص ۷۷)

ان دونوں اعتراضوں کا اکھٹا جواب ملاحظہ فرمائیں۔

جواب:

اس روایت کا غلط ہونا اسی سے ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ اور مدینہ دونوں میں دجال کے داخلہ کی نفی کی ہے جیسا کہ بخاری اور مسلم کی بعض روایات میں موجود ہے اور حمدویہ کے سوال سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ مدینہ کے سوا تمام شہروں میں جن میں مکہ بھی داخل ہے۔ امام ابوحنیفہ کی رائے داخل ہو چکی تھی۔ اگر امام ابوحنیفہ کی رائے دجالوں کا کلام ہے تو مکہ میں وہ کیسے داخل ہوگئی؟ پھر خود امام ابوحنیفہؒ مکہ اور مدینہ میں کیونکر داخل ہو گئے۔ اگر معاذ اللہ وہ دجالوں میں سے ایک دجال تھے؟ تاریخ شاہد ہے کہ امام صاحب نے پچپن حج کیے تھے اور مدینہ منورہ میں اس سے بھی زیادہ ان کا داخلہ ثابت ہے۔

اس قول کی ایک سند میں انقطاع ہے کیونکہ راوی کہتا ہے حدثنا صاحب لنا عن حمدویہ ہمارے ایک ساتھی نے حمدویہ سے روایت بیان کی۔ یہ صاحب کون ہے؟ اور محمد بن مسلمہ مدینی بھی مجہول ہے وہ حارث بن مسکین کا کاتب نہیں ہے کیونکہ اس کا نام محمد بن سلمہ ہے۔ وہ مصری ہے۔ مدینی نہیں۔ دوسری سند میں محمد بن الحسن نقاش ہے جو مشہور کذاب ہے اور مجسمہ میں اس کا شمار ہونا معلوم ہے۔ ابورجاء مروزی نے تاریخ مرو میں اس سے بہت غرائب اور منکرات روایت کی ہیں وہ بھی حجت نہیں۔

ابن ابی العوام حافظ نے اپنی سند کے ساتھ عبدالعزیز دراوردی سے روایت کیا ہے کہ میں نے امام ابوحنیفہ اور امام مالک کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں عشاء کی نماز کے بعد مذاکرہ اور مدارست کرتے دیکھا ہے جب کوئی کسی کے قول پر توقف اور تامل کرتا۔ دوسرا بے تکلف رک جاتا۔ نہ چہرہ پر بل پڑتا نہ ایک دوسرے کو سخت سست کہتا نہ اس کی خطا نکالتا یہاں تک کہ اسی جگہ پر دونوں صبح کی نماز پڑھتے۔ حافظ صیمری (خطیب کے استاد) نے بھی اسی کے قریب الفاظ سے یہ روایت بیان کی ہے۔ اور ہم پہلے بتلا چکے ہیں کہ امام مالک اکثر مسائل میں امام ابوحنیفہ کی موافقت کرتے ہیں اور دراوردی کا بیان ہے کہ امام مالک کے پاس امام ابوحنیفہ کے مسائل فقہ میں سے ساٹھ ہزار کے قریب مسائل تھے۔ امام شافعیؒ نے

کتاب الام (جلد ۷ صفحہ ۲۴۸) میں فرمایا ہے۔ میں نے دراوردی سے پوچھا کیا مدینہ کے علماء میں سے کسی کا یہ قول ہے کہ عورت کا مہر ربع دینار سے کم نہیں ہوسکتا؟ کہا نہیں بخدا امام مالک سے پہلے مجھے کسی کا یہ قول معلوم نہیں۔ پھر دراوردی نے کہا میرا خیال یہ ہے کہ امام مالک نے یہ مسئلہ امام ابوحنیفہ سے لیا ہے۔

پھر دنیا جانتی ہے کہ مدینہ میں امام ابوحنیفہ کے اصحاب ان کے اصحاب کے اصحاب بکثرت داخل ہوئے اور ان کی فقہ کو وہاں سے رائج کیا ہر زمانہ میں ایسا ہوتا رہا۔ امام محمد نے تین سال مدینہ میں قیام کر کے موطا پڑھی اور جن مسائل میں علماء مدینہ کو حنفیہ سے اختلاف تھا ان میں مذہب حنفی کی ترجیح ثابت کرنے کے لیے مدینہ ہی میں کتاب الحجۃ علی اہل المدینہ تصنیف کی جو طبع ہو چکی ہے۔

امام ابو یوسف کا مدینہ پہنچ کر امام مالک سے بعض مسائل میں مذاکرہ کرنا اور ان کو لاجواب کر دینا تاریخ میں موجود ہے۔

حافظ ابن ابی العوام نے اپنی کتاب میں مدینہ منورہ کے جن حنفی علماء کے نام گنائے ہیں وہ بھی کچھ کم نہیں ان میں ہر طبقہ کے علماء موجود ہیں۔

پھر ہم اس غلط گو کو کہہ دینا چاہتے ہیں کہ اگر امام ابوحنیفہ کی باتیں تیرے نزدیک دجالوں کا کلام ہیں۔ تو خود اپنے امام کے متعلق تیری کیا رائے ہے جو اکثر مسائل میں ابوحنیفہ کی موافقت کرتے ہیں؟ بلکہ ان کی فقہ کا تانا بانا ہی فقہ حنفی سے تیار ہوا ہے اگر تم کو اس سے انکار ہے تو جن کتابوں میں مسائل خلاف کا ذکر ہے وہ گلا گھوٹنے کو کافی ہیں۔ اور نہایت ندامت کے ساتھ تمہیں اس کا اعتراف کرنا پڑے گا۔ مذہب مالک کی کتاب المدونہ کی بنیاد وہ سوالات ہیں جو امام محمد بن حسن شیبانی نے قائم کیے اور ان کے جوابات مذہب ابوحنیفہ کے موافق دیئے۔ اسد بن الفرات نے ان سوالات کے جوابات مذہب امام مالک پر حاصل کرنا چاہے تو سوائے عبدالرحمٰن بن القاسم کے کوئی تیار نہ ہوا، ان سوالات و جوابات ہی کا مجموعہ مدونہ امام مالک ہے۔

غرض یہ روایت سند کے لحاظ سے بھی لچر ہے اور درایۃً بھی غلط ہے۔ جس کا جی چاہے آج بھی جا کر دیکھ لے کہ مدینہ منورہ میں فقہ حنفی موجود ہے اور بکثرت علماء حنفیہ اور فقہ حنفی کی درس

گاہیں بھی موجود ہیں اسی طرح مکہ معظمہ میں جا کر دیکھ لیا جائے۔

پھر اس متعصب کو یہ بھی نظر نہیں آتا کہ مدینہ میں فرقہ قدریہ کی ایک جماعت امام مالک کے زمانہ میں موجود تھی جس کا رئیس ابراہیم بن محمد بن ابی یحییٰ اسلمی ہے جس کو اسماء رجال والے اپنی کتابوں میں ہر برائی سے متہم کرتے ہیں۔ اور وہ امام مالک کو ہر قسم کی برائی سے متہم کرتا ہے۔ اور اس نے اپنے علم کو مدینہ میں پھیلایا بھی ہے چنانچہ امام شافعی نے جس طرح امام مالک سے علم حاصل کیا ہے اس سے بھی حاصل کیا ہے۔ مگر اس قدری کو اور اس کی جماعت کو یہ متعصب دجال نہیں کہتا حالانکہ وہ اس کے امام کو بہت برا بھلا کہتا ہے۔ الٹا امام ابوحنیفہ کو دجال کہتا ہے جو امام مالک کا بہت احترام کرتے ہیں اور ان کے شاگرد اور مقلد بھی امام مالک کی سب سے زیادہ عظمت کرتے ہیں اور خود امام مالک بھی امام ابوحنیفہ کا غایت درجہ احترام کرتے ہین۔ جیسا ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔ سچ ہے بعض دفعہ تعصب سے انسان اندھا ہو جاتا ہے۔

اعتراض نمبر ۴۲:

امام ابن المبارک کا قول ہے کہ ابوحنیفہ حدیث میں یتیم تھے۔ (امام محمدی ص ۹۱)

جواب:

اس روایت کے غلط اور موضوع ہونے کے لیے یہی دلیل کافی ہے کہ عبداللہ بن مبارک کی کتابیں امام ابوحنیفہ کی حدیثوں اور مسائل فقیہ سے بھری ہوئی ہیں اور ان کا شمار فقہاء حنفیہ میں کیا جاتا ہے۔ ابوبکر مروزی نے کتاب الورع میں جسے وہ امام احمدؒ سے روایت کرتے ہیں۔ ذکر کیا ہے کہ ابن راہویہ نے عبداللہ بن مبارک کی کتابوں سے تین سو سے زیادہ حدیثیں انتخاب کی تھیں جو امام ابوحنیفہ کے لیے حجت تھیں۔ ابوتمیلہ شاعر نے عبداللہ بن مبارک کی وفات پر جوان کا مرثیہ کہا تھا اس میں ایک شعر یہ بھی ہے۔

وبرأی النعمان کنت بصیرا　　　حین یؤتی مقائس النعمان

اور تم امام ابوحنیفہ کی فقہ میں بہت بصیرت والے تھے جب کہ امام کے قیاسات کو بیان کیا جائے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عبداللہ بن مبارک مرتے دم تک فقہ ابوحنیفہ میں مشغول

اور اس میں صاحب بصیرت مشہور ہیں۔ حافظ ابن عبدالبر نے اپنی متعدد اسانید کی ساتھ عبداللہ ابن المبارک سے نقل کیا ہے کہ کسی نے ان کے سامنے امام ابوحنیفہؒ پر کچھ طعن کیا تو فرمایا خاموش رہو واللہ اگر تم ابوحنیفہ کو دیکھ لیتے تو ان کو بڑا عقل والا اور بڑی عظمت والا پاتے اور یہ بھی نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن المبارک امام ابوحنیفہ کو ہر قسم کی بھلائی سے یاد کرتے ان کی بہت مدح وثنا اور صفت بیان کرتے تھے اور ابوالحق فزاری امام ابوحنیفہ سے کراہت کرتے تھے اور جب دونوں کسی جگہ جمع ہو جاتے تو ابوالحق فزاری کی مجال نہ تھی کہ ابن المبارک کے سامنے امام صاحب کی شان میں کچھ بھی زبان سے نکالے۔ حافظ ابن ابی العوام نے اپنی سند کے ساتھ عبدان سے روایت کیا ہے (جو بخاریؒ کے مشائخ میں سے ہیں) کہ میں نے عبداللہ بن مبارک کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جب میں لوگوں کو امام ابوحنیفہ کا تذکرہ برائی کے ساتھ کرتے دیکھتا ہوں۔ مجھے بہت رنج ہوتا ہے اور ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے غضب نازل ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ اور بہت سے اقوال ابن مبارک کے امام ابو حنیفہ کی تعریف میں منقول ہیں جو افترا کرنے والوں کے جھوٹ کا پردہ فاش کرتے ہیں۔

اعتراض نمبر ۴۳:

ابوقطن فرماتے ہیں ابوحنیفہ حدیث میں اپاہج تھے یعنی کچھ نہ تھے۔ (امام محمدی ص ۹۱)

جواب:

اس کی سند میں عبداللہ بن احمد ہے جس پر ہم پہلے جرح کر چکے ہیں اور اگر اس کو صحیح مان لیا جائے تو مطلب یہ ہے کہ امام ابوحنیفہؒ عام محدثین کی طرح ایک حدیث کو بہت سندوں کے ساتھ روایت نہیں کرتے تھے۔ جیسا ابراہیم بن سعید جوہری کا قول ہے کہ "جو حدیث میرے پاس سو طریقوں سے نہ ہو میں اس میں یتیم ہوں۔" تو ہم تسلیم کرتے ہیں کہ امام صاحب کا یہ طرز نہ تھا۔ نہ وہ لاکھوں حدیثیں روایت کرنے والے تھے، بس ان کے پاس حدیثوں کے صحائف سے بھرے ہوئے چند صندوق تھے جن میں چار ہزار کے قریب حدیثوں کو انتخاب کر لیا تھا جن کا تعلق احکام سے تھا۔

اس کے علاوہ بقیہ احادیث میں وہ اپنے ارکان مجلس اور شاگردوں کی روایت پر کفایت کر لیا کرتے تھے جو مختلف علوم کے ماہر اور مجلس فقہی کے اراکین تھے جس کے صدر خود امام

صاحب تھے۔اس مجلس میں مسائل واحکام پر ہر پہلو سے بحث کی جاتی پھران کوایک دفتر میں مدون کرلیا جاتا تھا۔حافظ ابن ابی العوام بسند حسن امام ابو یوسف سے روایت کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ کے سامنے جب کوئی مسئلہ آتا ہم سے فرماتے کہ تمہارے پاس اس مسئلہ میں کیا آثار ہیں؟ ہم اپنے آثار بیان کرتے اور امام صاحب اپنی روایتیں بیان کرتے (اگر ان میں باہم تعارض نہ ہوا تو خیر ورنہ) پھر یہ دیکھتے کہ زیادہ آثار کس طرف ہیں؟اگر کسی جانب آثار زیاہ ہوتے اس کو اختیار فرمالیتے اگر قریب قریب یا مساوی ہوئے تو اجتہاد سے کسی جانب کوترجیح دی جاتی تھی۔(یہ تھاامام صاحب کا اجتہاد)

اور یہ تو خودخطیب نے (جلد۱۴،صفحہ۲۴۷)ابن کرامہ سے نقل کیا ہے کہ وکیع بن الجراح کی مجلس میں کسی نے کہاابوحنیفہ نے (اس مسئلہ میں) خطا کی وکیع نے فرمایاابوحنیفہ کیسے خطا کر سکتے ہیں جب کہ ان کی مجلس میں ابو یوسفؒ اور زفرؒ جیسے صاحب نظر وقیاس اور یحیٰی بن ابی زائدہؒ اور حفص بن غیاثؒ اور مندلؒ جیسے حفاظ حدیث اور قاسم بن معنؒ جیسا ماہر لغت و عربیت اور داوَد طائیؒ اور فضیل بن عیاضؒ جیسے زاہد و متقی موجود رہتے ہیں۔جس شخص کے جلیس ایسے ہوں وہ خطانہیں کرسکتا۔اگر بالفرض خطا کرے بھی تو وہ اس کو راہ صواب کی طرف واپس لے آئیں گے جسے امام صاحب کی اس مجلس فقہی کے ارکان کی پوری کیفیت دیکھنی ہو وہ نصب الرایہ کا مقدمہ مؤلفہ علامہ محمد زاہد کوثری مصری کا مطالعہ کرے۔اس میں بہت تفصیل کے ساتھ اس مجلس کی ہیئت وشان واضح کردی گئی ہے۔

پھرامام صاحب کے پاس احادیث احکام کا بمقدار کثیر موجود ہونا ان کے مسانید ہی سے معلوم ہوسکتا ہے کہ ان میں بغیر تکرار متن اور بغیر تکرار طرق کے امام صاحب نے حدیث کی اتنی کثیر مقدار روایت کی ہے جو امام شافعی اور امام مالک کی روایت کردہ احادیث سے کسی طرح بھی کم نہیں۔پھرامام صاحب نے جتنی حدیثیں روایت کی ہیں ان میں سے کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑا اور امام مالک اور امام شافعی نے خود اپنی روایت کردہ احادیث کی خاصی مقدار کوترک کردیا ہے(مگر ترک حدیث سے بدنام امام صاحب کو کیا جاتا ہے)

اعتراض نمبر۴۴:

ابن نمیر فرماتے ہیں میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ ابوحنیفہ کی روایت کردہ حدیثیں بھی نہیں

لیتے تھے۔ بھلا ان کی رائے وہ کیا مانتے۔(امام محمدی ص ۹۱)

جواب:

اس روایت کا غلط ہونا اسی سے واضح ہے کہ عبداللہ بن نمیر خود امام صاحب سے روایت کرتے اور ان کی تعریف کرتے اور ان کی رائے بھی بیان کیا کرتے تھے۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں ایسی سند کے ساتھ جو پہاڑ کی طرح مضبوط ہے عبداللہ بن نمیر نے امام صاحب سے حدیث لعان روایت کی اور ان کی رائے بھی بیان کی ہے۔ امام صاحب سے حدیث روایت کرنے والے علماء کی بہت بڑی جماعت ہے۔ جسے شک ہو وہ تہذیب الکمال مصنفہ علامہ مزی کو دیکھ لے معلوم ہو جائے گا کہ امام صاحب سے روایت کرنے والے کیسے کیسے حضرات ہیں جنہوں نے شرق وغرب کو علم حدیث وفقہ سے بھر دیا ہے۔ چنانچہ ابن حجر مکی شافعی نے امام صاحب کے مناقب میں اقرار کیا ہے کہ "دوسرے ائمہ کو یہ بات نصیب نہیں ہوئی جو امام ابوحنیفہ کو نصیب ہوئی کہ ان کے شاگرد بہت زیادہ ہیں جن کے ذریعہ ان کا علم تمام آفاق میں پھیل گیا ہے۔

اعتراض نمبر ۴۵:

حجاج بن ارطاۃ کہتے ہیں ابوحنیفہ ہیں کون؟ اور ان کی روایت قبول کرتا ہی کون ہے؟ اور ابوحنیفہ ہیں کیا چیز؟ (امام محمدی ص ۹۱)

جواب:

اہل علم خوب جانتے ہیں کہ حجاج بن ارطاۃ ناقدین حدیث کے نزدیک خود مجروح ہے۔ اس کے قول کو جرح وتعدیل کے سلسلہ میں وہی بیان کر سکتا ہے جسے علم سے مس بھی نہ ہو۔ پھر اس بات کا مہمل ہونا اسی سے ظاہر ہے کہ امام ابوحنیفہ کو تو دنیا جانتی ہے ان کے علم سے شرق وغرب درخشندہ تاباں ہے جس کے سامنے علماء کی گردنیں جھکی ہوئی ہیں۔ آدھی سے زیادہ امت مسلمہ ان کی تقلید کرتی ہے۔ مگر حجاج بن ارطاۃ کو کون جانتا ہے؟ اس مقام پر ملک معظم ایوبی نے اسھم المصیب فی کبد الخطیب میں بہت تفصیل کے ساتھ بتلایا ہے کہ امام ابوحنیفہ کون ہیں؟ جسے معلوم نہ ہو اس سے معلوم کر لے۔

اعتراض نمبر ۴۶:

یحییٰ بن سعید قطان محدث سے پوچھا جاتا ہے کہ ابوحنیفہ کی روایت کردہ حدیثیں کیسی ہیں؟ فرماتے ہیں وہ حدیث جاننے والے نہ تھے۔ (امام محمدی ص ۹۱)

جواب:

اس کی سند میں محمد بن العباس خزاز ہے جس پر جرح گزر چکی۔ خطیب نے بھی خود اس پر جرح کی ہے۔ (ج ۳ ص ۱۲۲) کہ جب اس کے پاس اپنی کتاب نہ ہوتی تو ابوالحسن رزاز کی کتاب سے بغیر سماع کے روایت کر دیتا تھا اور رزاز پر بھی جرح گزر چکی ہے کہ اس کی کتابوں میں اس کا بیٹا اضافہ کر دیا کرتا تھا۔

پھر اس روایت کا غلط ہونا اس سے بھی ظاہر ہے کہ یحییٰ بن سعید قطان کے متعلق یحییٰ بن معین نے اپنی تاریخ میں تصریح کی ہے کہ وہ بھی وکیع بن الجراح کی طرح امام ابوحنیفہ کے فتوے پر عمل کیا کرتے تھے اور ظاہر ہے کہ یحییٰ بن سعید قطان جیسا محدث ایسے شخص کے فتاویٰ پر کیسے عمل کر سکتا تھا جس کو حدیث نبوی میں مہارت تامہ حاصل نہ ہو۔ علامہ ابن عبدالبر نے بھی اپنی کتاب الانتقاء میں یحییٰ بن سعید قطان کا امام صاحب کے فتاویٰ پر عمل کرنا بیان کیا ہے اور خود خطیب نے بھی صفحہ ۲۴۵ وصفحہ ۲۴۶ میں اس کو ذکر کیا ہے۔ علامہ ذہبی نے بھی اپنی کتابوں میں اس کو نقل کیا ہے۔

اعتراض نمبر ۴۷:

امام یحییٰ بن معین سے ابوحنیفہ کے بارے میں سوال ہوتا ہے تو فرماتے ہیں ابوعنیفہ کے پاس حدیثیں تھیں ہی کون سی جس کو پوچھا جاتا۔ (امام محمدی ص ۹۱)

جواب:

اس کی سند میں علی بن محمد بن مہران سواق ہے جو کہ دارقطنی کے ضعیف مشائخ میں سے ہے۔ اس روایت کا غلط ہونا ظاہر ہے کیونکہ یحییٰ بن معین حنفی ہیں۔ امام محمدؒ سے جامع صغیر کو روایت کرتے ہیں۔ حافظ ابن عبدالبر نے انتقاء میں متعدد اسانید سے یحییٰ بن معین کا یہ قول ذکر کیا ہے کہ ابوحنیفہ ثقہ ہیں۔ میں نے کسی کو انہیں ضعیف کہتے نہیں سنا۔

اعتراض نمبر ۴۸:

ابوبکر بن داؤد فرماتے ہیں امام ابوحنیفہ سے کل ڈیڑھ سو حدیثیں روایت ہیں ان میں بھی آدھوں آدھ غلط اور خطاء ہیں۔ (امام محمدی ص ۹۱)

جواب:

ابوبکر بن ابی داؤد پر جرح گزر چکی اس کو خود اس کے باپ امام ابوداؤد نے جھوٹا بتلایا ہے ابن صاعد و ابن الاصبہانی و ابن جریر نے بھی اس کو کذاب کہا ہے۔ وہ ناصبی مجسم ہے۔ اس قابل نہیں کہ جرح و تعدیل میں اس کے اقوال سے احتجاج کیا جائے کہ وہ خود ہی مجروح ہے۔ پھر امام ابوحنیفہ کے سترہ مسانید ہی میں ایک ہزار کے قریب حدیثیں موجود ہیں۔ کتاب الآثار ان کے علاوہ ہے امام صاحب کی حدیثوں کا صحیح ہونا **"عقود الجواهر المنیفه"** سے معلوم ہوسکتا ہے۔ جس میں علامہ زبیدی نے امام صاحب کی ایک ایک حدیث کو بیان کر کے بتلایا ہے کہ امام کے علاوہ اور کس کس نے اس کو روایت کیا ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ امام صاحب روایت حدیث میں بہت متشدد ہیں۔ جو راوی بغیر حفظ کے اپنے لکھے ہوئے پر ہی اعتماد کرے وہ اس کی روایت کو قبول نہیں کرتے۔ پھر ان کی حدیث غیر صحیح کیسے ہوسکتی ہے؟ ہم اوپر بتلا چکے ہیں کہ امام ابوحنیفہ کے پاس حدیثوں کا بڑا ذخیرہ تھا جس میں سے انہوں نے چار ہزار حدیثوں کو جن کا احکام سے تعلق تھا منتخب فرمالیا تھا۔ جیسا امام بخاریؒ نے جامع صحیح میں بحذف مکررات چار ہزار حدیثوں کو منتخب کیا ہے۔ علامہ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں امام صاحب کو حفاظ حدیث میں شمار کیا ہے۔ اس لیے ابوبکر بن ابی داؤد کے قول مذکور کو وہی بیان کرسکتا ہے جس کو علم حدیث سے ذرا بھی مس نہیں۔ کوئی عالم اس کی بات پر اصلاً التفات نہیں کرسکتا۔ اگر ابن ابی داؤد میں کچھ بھی علم و تحقیق کی شان ہوتی تو اس طرح کی مہمل بات زبان سے نہ نکالتا بلکہ ان حدیثوں کو بیان کرتا جن میں امام صاحب نے اس کے نزدیک خطا کی تھی اور ان کی خطا بھی ظاہر کرتا اور یہ بھی بتلاتا کہ یہ حدیثیں اس نے کون سی کتاب سے شمار کی تھیں، یا کس کے واسطہ سے اس کو پہنچی تھیں؟

اعتراض نمبر ۴۹:

حضرت سفیان ثوری ابوحنیفہ کی نسبت فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ مامون نہیں ہیں۔ وہ ثقہ

مامون نہیں ہیں۔ دو مرتبہ یہی فرمایا۔ (امام محمد ص ۹۲)

اعتراض:

حطیم میں ایک مرتبہ ابوحنیفہ کا ذکر حضرت سفیان کے پاس ہوتا ہے تو طواف پوار کرنے تک فرماتے رہتے ہیں وہ نہ ثقہ ہیں نہ مامون۔ ایک روایت میں تین مرتبہ ان الفاظ کا دہرانا بھی ہے۔ (امام محمد ص ۹۲)

جواب:

اس کی سند میں علی بن احمد رزاز ہے جس کا بیٹا اس کی کتابوں میں اضافات کیا کرتا تھا اور وہ مغفل ان سب کو روایت کر دیا کرتا تھا وہ علی بن محمد بن سعید موصلی سے روایت کر رہا ہے، وہ بھی ثقہ نہیں ہم پہلے اس پر جرح کر چکے ہیں۔ دوسری سند میں ابراہیم بن ابی اللیث نصر الترمذی ہے جس کے بارے میں یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ اگر اس کے پاس اسی آدمی منصور بن المعتمر جیسے (ثقات) بھی آمد و رفت کرتے جب بھی وہ کذاب ہی رہتا۔ ابن معین کے علاوہ اور بہت لوگوں نے اس کو جھوٹا بتلایا ہے۔ سفیان ثوری بھلا ایسی بے ہودہ بات زبان سے کیسے نکال سکتے تھے جب کہ وہ امام صاحبؒ سے بعض احادیث کی روایت بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ مسانید امام میں ان کا امام صاحب سے روایت کرنا ثابت ہے اور واقعہ یہ ہے کہ وہ خفیہ طور سے امام صاحب کے درس میں بھی شریک ہوتے تھے۔ بعض دفعہ امام صاحب سفیان ثوری کے والد سے کوئی روایت بیان کرتے تو ان الفاظ سے روایت کرتے تھے **اخبرنا ابو هذا المختفي خلف الاستوانه** "ہم سے اس شخص کے باپ نے جو ستون کے پیچھے چھپ کر بیٹھے ہیں یہ حدیث بیان کی۔"

تاریخ خطیب صفحہ ۴۱۹ وصفحہ ۴۵۰ میں احمد بن عطیہ کی یہ روایت بسند صحیح موجود ہے کہ یحییٰ بن معین سے پوچھا گیا کیا سفیان (ثوری) نے امام ابوحنیفہؒ سے روایت کی ہے؟ کہا ہاں ابوحنیفہ ثقہ ہیں اور حدیث میں سچے اور اللہ کے دین میں قابل اطمینان واعتماد ہیں۔

خطیب نے احمد بن عطیہ پر جرح کی ہے کہ وہ **احمد بن الصلت** کے نام سے مشہور ہے ثقہ نہیں ہے مگر **احمد بن الصلت** کا جرم اس کے سوا کچھ نہیں کہ اس نے امام ابوحنیفہ

کے مناقب میں کتاب لکھی اور عبداللہ بن جزاء رضی اللہ عنہ صحابی سے امام صاحب کا روایت کرنا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ صحابی نے بھی روایت کرنا بیان کیا ہے۔ حالانکہ اس میں احمد بن الصلت منفرد نہیں ہے بلکہ ابن عبدالبر نے جامع بیان العلم جلد اصفحہ ۴۵ میں دوسرے طریق سے جس میں احمد بن الصلت نہیں ہے۔ امام صاحب کا سماع عبداللہ بن جزاء زبیدی سے بیان کیا ہے اور ابن سعد کے حوالہ سے اس کی تصریح کی ہے کہ امام ابوحنیفہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن جزاء رضی اللہ عنہ صحابی کو دیکھا ہے۔

رہا ذہبی کا یہ کہنا کہ عبداللہ بن جزاء رضی اللہ عنہ کا انتقال ۸۶ھ میں بمقام مصر ہوا ہے۔ ان کو امام صاحب نہیں پا سکتے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قرنِ اول یعنی صحابہ کی ولادت اور وفات کے سنہ میں بہت اختلافات ہیں۔ کیونکہ وفیات کے باب میں کتابیں بہت مدت کے بعد لکھی گئی ہیں۔ اس لیے کسی شخص کی روایت سے کسی کے سن وفات پر قطعی حکم لگانا دشوار ہے۔ دیکھو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بڑے مشہور صحابی ہیں۔ ان کے سن وفات میں بہت اختلافات ہے۔ کسی نے ۱۸ھ کہا کسی نے ۲۲ھ کہا ہے۔ ذہبی کو اس پر اصرار ہے۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ وہ ۲۲ھ تک زندہ رہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں جمع قرآن میں دوسرے صحابہ کے ساتھ شریک تھے۔ جیسا طبقات ابن سعد میں تصریح ہے۔ عبداللہ بن جزاء رضی اللہ عنہ صحابی کا وہ درجہ کہاں جو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا ہے تو ان کی وفات میں اختلاف ہونا چنداں بعید نہیں۔ چنانچہ حسن بن علی غزنوی نے عبداللہ بن جزاء رضی اللہ عنہ کی وفات ۹۹ھ میں بیان کی ہے۔ ہمارے نزدیک اسی قول کا صحیح ہونا قرین قیاس ہے اور احمد بن الصلت کی روایت قابل اعتماد ہے۔ خصوصا جب کہ ابن ابی خیثمہ نے اپنے بیٹے عبداللہ سے کہا تھا کہ بیٹا اس شخص کی روایات کو لکھ لیا کرو۔ کیونکہ وہ ہمارے ساتھ مجلس (حدیث) میں ستر سال سے حدیثیں لکھتا رہا ہے۔ مراد احمد بن الصلت ہے اس کی سند عالی ہے۔ اس سے بہت لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔ جن میں بڑے بڑے ائمہ بھی شامل ہیں مگر اہل تعصب اس کو کس طرح برداشت کر سکتے ہیں جب کہ وہ ابن عیینہ سے یہ بات نقل کرتا ہے کہ علماء چار ہیں۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنے زمانہ میں،

شعبیؒ اپنے زمانہ میں، ابوحنیفہؒ اپنے زمانہ میں اور سفیان ثوریؒ اپنے زمانہ میں۔ کیونکہ تاریخ خطیب میں اضافہ کرنے والے تو سفیان کو امام صاحب کی مذمت کرنے والوں میں شمار کرتے ہیں اور جن راویوں کے ذریعہ سے مذمت نقل کی گئی ہے۔ ان کی حقیقت حال کو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔ اور بتلا چکے ہیں کہ سفیان امام صاحب کے شاگردوں اور مداحوں میں سے ہیں۔ ان کی طرف سے امام صاحب کی شان میں مذمت روایت کرنا مجروحین کذابین ہی کا کام ہے۔

اگر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما و شعبیؒ و ثوریؒ کی صف میں امام ابوحنیفہؒ کو شمار کرنے کی وجہ سے **احمد بن الصلت** جھوٹا ہو گیا تو کیا یحییٰ بن معین کو بھی جھوٹا کہا جائے گا؟ جن سے خطیب کے استاد صمیری نے عمدہ سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ فقہاء چار ہیں۔ ابوحنیفہؒ، سفیانؒ، مالکؒ اور اوزاعیؒ۔ اور پوری امت اسلامیہ نے ہر زمانہ میں امام ابوحنیفہ کو ائمہ مذاہب میں سب سے پہلے رکھا اور امام اعظم کا لقب سے یاد کیا ہے اور خود خطیب نے اسانید جیدہ کے ساتھ بڑے بڑے اماموں کا یہ قول روایت کیا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ اپنے زمانہ میں سب سے بڑے عالم تھے اور امام ابوحنیفہؒ نے علم کے شرق و غرب کو بھر دیا ہے۔ جس پر مورخ ابن اثیر کے قول کے موافق آدھی امت عمل کر رہی ہے۔ اور علامہ علی قاری شارح مشکوٰۃ کے نزدیک دو تہائی امت چل رہی ہے۔

سبحان اللہ! سند کے اخیر میں سفیان ثوریؒ کا نام آنے سے ہی یہ سمجھ لیا گیا کہ ان اساتین امت کا یہ فیصلہ امام ابوحنیفہ کے متعلق ہے۔ یہ نہ دیکھا گیا کہ سند کے شروع اور وسط میں کتنے کذاب وضاع اور مجروحین دھرے ہوئے ہیں۔

اعتراض نمبر ۵۰:

بشر بن ابوالازہر نیشاپوری فرماتے ہیں میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک جنازے پر کالا کپڑا پڑا ہوا ہے اور اس کے ارد گرد پادری لوگ ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کس کا جنازہ ہے؟ لوگوں نے کہا ابوحنیفہ کا، امام ابو یوسفؒ سے میں نے اپنا خواب بیان کیا تو انہوں نے کہا اسے کسی اور سے ذکر نہ کرنا۔ (امام محمدی ص ۹۵)

جواب:

اس قول کی سند کی ابتداء میں عبداللہ بن جعفر بن درستو یہ دراہمی ہے جس پر برقانی اور لالکائی کی جرح بار بار گزر چکی ہے کہ یہ شخص متہم ہے اس کو جب کوئی چند درہم دے دیتا تو ایسی باتیں کر دیتا تھا جو اس نے کسی سے سنی بھی نہیں تھیں۔ سند کی انتہا بشر بن ابی الازہر نیساپوری پر ہے جو نیشاپور میں فقہا حنفیہ کے امام تھے اور سب علماء سے زیادہ امام ابوحنیفہ کے متبع اور ان کی تعظیم کرنے والے تھے۔ یقیناً یہ خواب وضع کر کے بشر بن ابی الازہر کے سر تھوپ دیا گیا۔ جیسا تاریخ خطیب میں امام صاحب کے شاگردوں کی زبان سے بھی ان کی مذمت میں بہت سی باتیں وضع کر کے بیان کر دی گئی ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ خطیب کی زبان یا قلم سے یہ خواب کیسے نکل سکتا ہے۔

حالانکہ امام محمد بن حسن کے ترجمہ میں اس نے عمدہ سند سے خود ہی یہ خواب نقل کیا ہے کہ ابن ابی رجاء قاضی فرماتے ہیں کہ میں نے محمویہ سے سنا جن کو ہم ابدال میں شمار کرتے تھے کہ میں نے امام محمد بن حسن کو خواب میں دیکھا تو پوچھا آپ کا انجام کیسا ہوا؟ کہا مجھ سے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے تم کو علم کا خزانہ اس لیے نہیں بنایا تھا کہ تم کو عذاب دوں۔ میں نے پوچھا کہ امام ابو یوسفؒ کا کیا حال ہے؟ فرمایا وہ مجھ سے بھی اوپر ہیں۔ میں نے پوچھا امام ابو حنیفہ کا کیا حال ہے؟ فرمایا وہ ابوسف سے بھی کئی درجے اوپر ہیں۔

اگر خطیب کو خوابوں سے احتجاج کرنا تھا تو اس خواب کو بھی یہاں نقل کر دینا تھا۔

علامہ حافظ ابن عبدالبر نے کتاب الانتقاء میں اس خواب کو دوسری سند سے بیان کیا ہے۔ جس میں احمد بن الصلت نہیں ہے جس کو خطیب نے گرانا چاہا ہے۔ حالانکہ وہ ثقہ ہے۔ وہ عمدہ سند سے محمد بن شجاع سے روایت کرتے ہیں کہ ہمیں ابو رجاء نے خبر دی۔ جو عبادت اور بزرگی میں بڑے درجہ پر تھے کہ امام محمد بن الحسن کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ کہا مجھے بخش دیا میں نے کہا امام ابو یوسف؟ کہا وہ مجھ سے بھی بلند درجہ پر ہیں۔ میں نے کہا اور امام ابوحنیفہ؟ کہا ارے وہ تو اعلیٰ علیین میں ہیں۔

اس خواب کو اس سند سے خطیب بھی روایت کر سکتا تھا۔ کیونکہ اس کے شیخ عتیقی نے بھی صیدلانی سے اس کو روایت کیا ہے۔

حافظ صمیری نے اپنی کتاب اخبار ابی حنیفہ واصحابہ میں اچھی سند سے محمد بن ابی رجاء سے روایت کیا ہے کہ میں نے اپنے باپ سے سنا کہ میں نے امام محمد بن الحسن کو خواب میں دیکھا تو پوچھا آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا معاملہ کیا؟ فرمایا مجھے جنت میں داخل کر دیا اور فرمایا کہ میں نے تم کو علم کا خزانہ اس لیے نہیں بنایا کہ تم کو عذاب دوں۔ میں نے کہا اور امام ابو یوسف؟ کہا وہ تو مجھ سے ایک درجہ اوپر ہیں۔ میں نے کہا کہ اور امام ابوحنیفہ؟ کہا وہ تو اعلیٰ علیین میں ہیں۔ اس سند سے بھی خطیب یہ خواب روایت کر سکتا تھا۔ کیونکہ یہ اس کے استاد صمیری کی روایت سے ہے۔ جن کو خطیب ثقہ بتلاتا اور ان کی بہت تعریف کرتا ہے۔ حافظ ابن ابی العوام نے بھی اچھی سند سے اس خواب کو ابوعلی احمد کے حوالہ سے محمد بن ابی رجاء سے ابو رجاء سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ پھر حافظ ابن ابی العوام نے دوسری سند کے ساتھ ابو نعیم فضل بن دکین سے روایت کیا ہے کہ میں حسن بن صالح کے پاس اس دن کے آخری حصہ میں گیا۔ جس میں وہ اپنے بھائی علی بن صالح کو دفن کر چکے تھے۔ تو انہوں نے ایک اچھا خواب بیان کیا۔ ابونعیم کہتے ہیں کہ چند دنوں کے بعد میں حسن بن صالح کے پاس پھر گیا۔ تو مجھے دیکھتے ہی بولے ابونعیم! تمہیں خبر بھی ہے۔ آج رات میں نے اپنے بھائی علی بن صالح کو دیکھا کہ وہ سبز کپڑے پہنے ہوئے میرے پاس آئے میں نے کہا تمہارا تو انتقال ہو چکا ہے؟ کہا ہاں۔ میں نے کہا کہ پھر یہ سبز کپڑے تمہارے بدن پر کیوں ہیں؟ کہا یہ جنت کے سندس و استبرق ہیں اور میرے پاس تمہارے واسطے بھی ایسے ہی کپڑے ہیں۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے تم سے کیا معاملہ کیا؟ کہا مجھے بخش دیا اور میری وجہ سے اور امام ابوحنیفہ کی وجہ سے فرشتوں پر مباہات کی (یعنی خوشی کا اظہار فرمایا) میں نے کہا ابوحنیفہ نعمان بن ثابت؟ کہا ہاں۔ میں نے کہا ان کا درجہ کہاں ہے؟ کہا ہمارے پاس ہی اعلیٰ علیین میں ہے۔ قاسم بن غسان راوی کہتے ہیں کہ ابونعیم جب کبھی امام ابوحنیفہ کا تذکرہ کرتے یا کوئی دوسرا امام صاحب کا تذکرہ ان کے سامنے کرتا تو فرماتے بخ بخ فی اعلیٰ علیین، واہ واہ سبحان اللہ وہ تو اعلیٰ علیین میں ہیں۔ پھر یہ واقعہ بیان کرتے۔